میڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی

طب متعلقۂ مقدمات فوجداری

جسکو

سرجن کپتان پیاٹرک ہیر ایم۔ ڈی

فیلو آف دی رائل کالج آف سرجنس اڈنبرا۔ فیلو آف

دی کالج آف اسٹیٹ مڈسن لندن وغیرہ وغیرہ

حلقہ افسر مینوسپلٹی چادر گھاٹ۔ حیدرآباد دکن

اور

مسٹر جے۔ ڈی۔ بی گرببل مدراس سول سروس

کی انگریزی سے

شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ ایف۔ جی۔ ایس

اسوشیٹ رائل اسکول آف مائنس لندن

ممبر آف دی رائل ایشیاٹک سوسیٹی آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلنڈ

ممبر آف دی فیڈریٹڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجنیرس

ممبر ایشیاٹک سوسیٹی بنگال و بمبئی

بی۔ ایل گولڈ مڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی

ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ

ڈائرکٹر جنرل معدنیات ممالک محروسہ سرکار نظام

نے

مع توضیحات اور حواشی مفیدہ کے

اردو میں لکھا

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

۱۸۹۲ء

قیمت ... طبع اول ۳۰۰۰ جلد

فہرست ابواب

حصہ اول

حصہ دوم

حصہ سوم

حصۂ چہارم

حصۂ پنجم

میڈیکل جیورس پروڈنس

یعنی

طب متعلقۂ مقدمات فوجداری

جسکو

سرجن کپتان پیاٹرک ہیر ایم۔ ڈی

فیلو آف دی رائل کالج آف سرجنس اڈنبرا۔ فیلو آف

دی کالج آف اسٹیٹ مڈسن لنڈن وغیرہ وغیرہ

ہلتھ افسر میونسپلٹی چادرگھاٹ حیدرآباد دکن

اور

مسٹر جے۔ ڈی۔ بی گریبل مدراس سول سروس

کی انگریزی سے

شمس العلما مولوی سید علی بلگرامی بی۔ اے۔ بی۔ ایل۔ ایف۔ جی۔ ایس

اسوشیئٹ رائل اسکول آف مائنس لنڈن

ممبر آف دی رائل ایشیاٹک سوسیٹی آف گریٹ برٹن اینڈ آئرلن

ممبر آف دی فیڈریٹیڈ انسٹی ٹیوشن آف مائننگ انجنیرس

ممبر ایشیاٹک سوسیٹی بنگال و بمبئی

بی۔ ایل گولڈ مڈلسٹ کلکتہ یونیورسٹی

ممتحن سنسکرت مدراس یونیورسٹی وغیرہ وغیرہ

ڈائرکٹر جنرل معدنیات ممالک محروسہ سرکار نظام

نے

مع توضیحات اور حواشی مفیدہ کے

اُردو مین لکھا

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۸۹۲ء

طبع اول ۳۰۰۰ جلد

قیمت فی جلد سے ر

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مقدمہ

میڈیکل جیورسپروڈنس علم طب کی اوس شاخ کا نام ہے جسمین قانون اور طب کے باہمی تعلق سے بحث کی گئی ہے۔ اس علم کا موضوع کل وہ مباحث قانونی وطبّی ہین جو عدالتی انصاف سے متعلق ہین اور نیز بعض وہ امور جو انسان کی تمدنی حالت سے تعلق رکہتے ہین۔ غرض مختصر طور پر یہ کہا جاسکتا ہے کہ میڈیکل جیورسپروڈنس وہ علم ہے جسکے ذریعہ سے عام طور پر مسایل طب کا استعمال قانونی ضرورتون کے واسطے کیا جاتا ہے۔

بعض مصنفین نے اس علم کی حدود کو بے انتہا بڑہا دیا ہے لیکن اس کتاب مین بعض جُلّ مسائل جنکا جاننا اون مقدمات فوجداری کے واسطے جو عدالتون مین پیش ہوتے ہین ضروری ہے مختصر طور پر بیان کئے جاوینگے۔ جو شخص اس علم سے واقف ہے شاید اوسکو گواہی کے دینے مین کچھ زیادہ مدد ہماری کتاب سے نہین ملیگی لیکن اس ملک مین ایک بہت بڑا گروہ ایسے اشخاص کا ہے جنکو روزمرہ فوجداری کی عدالتون سے کام پڑتا ہے اور وہ اس علم سے محض ناواقف ہین۔ مثلاً افسران پولیس وکلا مجسٹریٹ وغیرہ وغیرہ اور ایسے اشخاص کا خیال ہے کہ میڈیکل جیورسپروڈنس سے واقفیت حاصل کرنیکے لئے علم طب کی تحصیل ضروریات سے

ہے اور اسی وجہ سے اکثر مقامات فوجداری مین وہ مباحث طبی وقانونی جو اشد ضروری ہین
متعلق فروگذاشت ہوجاتے ہین اور اوسکا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی بیگناہ کو سزا ہوجاتی ہے یا اصلی
مجرم چھوڑدیا جاتا ہے۔ حالانکہ اس علم کی تھوڑی سی واقفیت بھی عدالت کو اس قسم کی
بے انصافی سے باز رکھ سکتی تھی۔

ہماری کتاب اسی گروہ کے واسطے لکھی گئی ہے اور اسمین محض ضروری مسایل اور بعض عملی
رموز جو سالہاسال کے عدالتی تجربہ سے حاصل ہوئے ہین درج کئے گئے ہین اور یقین ہے کہ
مقدمات فوجداری مین مفید ہونگے۔ یہ کتاب محض پہلا دروازہ ہے جسکے ذریعہ سے طالب علم
میڈیکل جیورسپروڈنس اس علم کی عظیم الشان عمارت مین داخل ہوسکتا ہے۔

ڈاکٹر ٹیلر کا جو اس علم مین نہایت سرآوردہ ہین قول ہے کہ میڈیکل جیورسپروڈنس
کے علم سے یہ غرض نہین ہے کہ انسان واقعات سے واقف ہو بلکہ اوسمین واقعات کو ترتیب
دینے اور اون سے اسطرح پر کام لینے اور نتائج نکالنے کی صلاحیت پیدا ہوجاوے جس سے
عدالتی اغراض حاصل ہوسکین۔ ممکن ہے کہ کوئی شخص نہایت ماہر جراح یا حاذق طبیب ہو اور اوسکا
دماغ علمی مسایل سے بھرا ہوا ہو لیکن اگر اوسمین یہ قابلیت نہو کہ وہ اپنے خیالات کو آسان اور عام فہم زبان
مین ظاہر کرسکے تو اوسکا علم محض بیکار ہوگا اور اوس سے علم و تجربہ مین بہت کم درجے کے شخص کو
عدالتی گواہی دینے مین اوسپر ترجیح ہوگی۔ اسیطرح سے یہ کہا جاسکتا ہے کہ جو کوئی شخص عقل
سلیم اور واقعات کو ترتیب دینے کی قابلیت رکھتا ہو وہ میڈیکل جیورسپروڈنس سے واقفیت
حاصل کرنے کے بعد ہر ایک مقدمہ فوجداری مین پیروی یا جوابدہی کامیابی کے ساتھ کرسکتا ہے
میڈیکل جیورسپروڈنس پر کتابین لکھنے والے اور اون کتابون کے پڑھنے والے عموماً اطبا ہین اور
غرض بھی ان کتابون سے یہی ہے کہ طبیب کو مقدمات فوجداری مین جنمین اوسکو بعض اوقات بہت

بیاستعمۂ لینا پڑتا ہے گواہی دینے کی آسانی ہو۔ البتہ جب تک گواہ کو علم طب سے بخوبی آگاہی نہو اوسکی رائے کو وقعت نہین ہوسکتی - لیکن ہر ایک گواہ وہ کسیقدر عالم کیون نہو اپنی شہادت کو سوالات عدالت یا وکلاے فریقین ہی کے جواب مین بیان کرسکتا ہے - ایسی صورت مین بخوبی سوالات یا سوالات جرح کرنے کے واسطے وکیل کو ضرور ہے کہ وہ اون امور سے واقف ہو جنکی نسبت وہ سوال یا جرح کرنا چاہتا ہے۔ اور گواہ سے واقعات متعلقہ مقدمہ کی نسبت حالات کا کامیابی کے ساتھ دریافت کرنا محض انہین سوالات پر موقوف ہے - اِس ملک مین علی العموم اون اطبا سے جو عدالت مین گواہی دینے کو آتے ہین سوالات نہایت بے احتیاطی اور بے پروائی کے ساتھ کئے جاتے ہین اور سوالات جرح تو اکثر اوقات مطلق نہین ہوتے - اکثر مقدمات مین جو مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوتے ہین مدعی علیہ کی طرف سے کوئی وکیل نہین ہوتا اور علی العموم اگر مدعی علیہ کوئی شخص متمول نہو تو عدالت ہاے مافوق مین بھی اوسکی طرف سے جوابدہی نہین ہوتی - یہ نہایت افسوسناک امر ہے اور یہ تجویز کہ جسطرح پیروکار منجانب سرکار مقرر ہوتے ہین اوسیطرح پیروکار منجانب مدعا علیہم بھی سرکاری طور پر مقرر ہوا کرین البتہ قابل لحاظ ہے -

عہدہ داران پولیس اور ماتحت کے مجسٹریٹون کو مبادی میڈیکل جیورس پروڈنس کے جاننے سے بڑا فایدہ ہوسکتا ہے اور اوسکی مدد سے وہ مقدمات کی اون باتون پر جو لحاظ کے قابل ہین زیادہ توجہ کرسکینگے - اور اون باریکیون کو جنکی طرف اونکا خیال اب نہین جاتا دیکھ سکینگے اور قلمبند کرسکینگے - اطبا کی راے ہمیشہ صحیح اور خطا سے پاک نہین ہوتی اگرچہ وہ اکثر اوقات اپنی راے کو نہایت قطعی طور پر بیان کرتے ہین یا جیسا کہ ٹیلر لکھتا ہے وہ اکثر اوقات اپنے ذاتی اعتقاد مین اور ثبوت مین فرق نہین کرتے - زمانۂ حال مین میڈیکل جیورس پروڈنس کے علم نے بے انتہا ترقی کی ہے اور اکثر صورتون مین واقعات جو کسی خاص حالت سے متعلق ہین بالکل

متعین ہوگئے ہین۔ اور بعض صورتون مین یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ وہ علامات[1] جو کسی خاص حالت کے ساتھ مختص سمجھی جاتی تھے اب اونکی نسبت یہ یقین نہین ہوسکتا کہ وہ اسی حالت کے ساتھ مختص ہین۔ پس ایسی صورت مین البتہ طبیب اپنی کسی راے کو قطعی طور پر نہین بیان کرسکتا جبتک وہ اوس راے کے وجوہات نہ بیان کرے۔ اگر اوسکے پاس کوئی دلیل نہین ہے اور وہ محض اپنی راے بیان کرتا ہے جو کہ ماہرین فن کی راے سے مخالف ہے تو اوسکی شہادت بالکل بے وقعت سمجھی جاوے گی۔

ایک مقدمہ قتل مین جسمین مجرم محض اسوجہ سے بری ہوگیا کہ طبیب نے لاش کو بہت بے احتیاطی سے دیکھا تھا ایک اسکاٹلنڈ کے جج نے اثناے تجویز مین یہ کہا ہے کہ طبیب کو لازم ہے کہ جسوقت کوئی لاش اوسکے سامنے پیش ہو تو اوسکی ہر ایک چیز کو غور سے دیکھے۔ اس ملک مین ایسا بہت کم اتفاق ہوتا ہے کہ طبیب اوسیوقت جسوقت لاش ملی ہے اوسکا معائنہ کرسکے۔ اکثر اوقات لاش ہلاکت سے کئی گھنٹے کے بعد اوسکے پاس معائنہ کو بھیجی جاتی ہے اور دس مین سے نو صورتونمین تو لاش پہلے پہل پولیس اور عہدہ داران دیہی کے سامنے آتی ہے اور اوسکو دیکھنے اور اوسکی حالت پر غور کرنے کی ساری ذمہ داری انھین پر پڑتی ہے اور جسطرح پر یہ حضرات اوس فرض کو ادا کرتے ہین وہ افسوس کے لایق ہے۔ محضر جو ایسی صورتون مین تیار کراے جاتے ہین محض ناقابل اطمینان ہین اور قریباً ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ دوران مقدمہ کے اثنا مین وہ امور لاش کی حالت اور موقع و مشمولات کی نسبت ظاہر ہوتے ہین جنکا ذکر تلک محضر مین نہین ہے اس ابتدائی بیجا ئی کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ کسی ایک فریق کو جھوٹی شہادت بنانے کی ضرورت پڑتی ہے اور ظاہر ہے کہ ایسے واقعات کی نسبت جنکا ذکر ابتدائی رپورٹ مین نہین ہے مابعد مین شہادت کا پیش ہونا

---

[1] اصطلاح طب مین علامات اون تغیرات کو کہتے ہین جو کسی مرض کے ساتھ ہی ساتھ پیدا ہون اور جن سے مرض کی حالت یا حقیقت اور محل کا استنباط ہوتا ہے۔

نہیشہ ایک مشتبہ امر ہے۔ مثلاً ایک ضروری امر جسکا ذکر آیندہ بھی کتاب مین آویگا یہ ہے کہ ایسا
بہت کم ہوتا ہے کہ گواہ جنکے سامنے لاش برآمد ہوئی ہے وہ اوسکی نسبت یہ بیان کر سکین کہ جسوقت
اونھون نے لاش کو دیکھا تو وہ گرم تھی یا سرد۔ ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ انگلستان مین بھی اکثر اوقات
یہ امر فروگذاشت ہوجاتا ہے اور وہ سچ کہتے ہین کہ اس فروگذاشت کی وجہ سے بڑی خرابی پڑتی ہے
اور بعض اوقات انصاف مین خلل آتا ہے جن لوگون کا فرض مجرم کے خلاف مین شہادت جمع
کرنے اور اوسکو سزا دلوانے کا ہے اونکو یاد رکھنا چاہیئے کہ لاش کے معائنہ مین اس قسم کی ایک
بات کا بھی فروگذاشت ہوجانا مجرم کے حق مین مفید اور اونکے حق مین مضر ہے خواہ وہ مجرم اوس
سے فایدہ اوٹھاوے یا نہ اوٹھاوے۔ اگر مجرم جاہل ہے اور وکیل بھی نہین رکھتا تو شاید ایسی
فروگذاشتون کا کچھ اثر نہو لیکن اگر اوسکی طرف سے کوئی لائق وکیل ہے جو سوالات جرح کر سکتا ہے
اور میڈیکل جیورس پروڈنس سے واقف ہے تو یقین کرنا چاہیئے کہ اوسکے سوالات اونھین امور
کی نسبت ہونگے جو لاش کے معائنہ کے وقت فروگذاشت ہوگئے ہین اور ہر ایک امر فروگذاشت
شدہ اوسکے ہاتھ مین ایک قوی آلہ جواب کا ہوگا۔

اکثر طبیب اپنی شہادت مین یہ بیان کرتے ہین کہ لاش کو معائنہ کرتے وقت اوسکے اوپر چوٹ
کے نشان پائے گئے۔ ایسی صورت مین مجرم کا وکیل سوال کر سکتا ہے کہ آیا یہ خون کا جمع ہوجانا جو
چوٹ کی علامت ہے اور جسکو اصطلاح مین ایکائی موسس کہتے ہین حقیقی تھا یا مجازی لیکن ایسا
سوال محض شاذ ہے کیونکہ بہت کم ضلایا ماتحت کے مجسٹریٹون کو یہ بات معلوم ہے کہ بعد فوت کے
لاش پر بعض ایسے نشانات طبیعی طور پر پیدا ہوجاتے ہین جو بالکل چوٹ سے مشابہ ہین اور اگر
طبیب نے جو گواہی دے رہا ہے ان دونون مین امتیاز نہین کیا ہے تو اوسکی راے ایسے نشانات
کے سبب کی نسبت محض بے وقعت ہے ایک صورت مین تو گریبل صاحب کو ایسے طبیب سے کام

پڑا تھا جسکو خود حقیقی اور مجازی ایکائی مو سسس مین فرق ہی نہین معلوم تھا۔

رپورٹ طبیب

وہ طبیب جو لاشس کو معائنہ کرتے ہین یا چیرتے ہین اونکو لازم ہی کہ اپنی رپورٹ مین جہانتک ممکن ہو علمی اصطلاحات کا استعمال نہ کرین اس قسم کی رپورٹ سے یہ غرض نہین ہے کہ اونکو اپنی علمی لیاقت دکھانے کا موقع ملے بلکہ یہ غرض ہے کہ دوسرے اوس سے اون امور کی نسبت جو رپورٹ مین درج ہین واقفیت حاصل کرین اور یہ غرض اوسیوقت مین حاصل ہو سکتی ہے جب کہ وہ معمولی اور عام فہم الفاظ کا استعمال کرین۔ مثلاً ایک پاتھیکری جو ابھی کالج سے تعلیم پاکر نکلا ہے کسی ضلع کے دواخانہ مین بہیجا جاوے اور وہ اپنی رپورٹ مین یہ الفاظ لکھے (ڈاکٹر ٹیلر کے لکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اصلی واقعہ ہے) "کہ لاش مین خلاف طبیعت اتنی ہی بات نظر آئی کہ پانس وریدائی مین لوکس نیجر کے قریب اکثر موٹیس مادہ جمع ہوگیا تھا" تو یقین ہے کہ دس مین ایک مجسٹریٹ بھی ایسا نہین ہوگا جسکو اس رپورٹ کے پڑہنے سے لاش کی نسبت کچھ بھی واقفیت حاصل ہو۔

ڈاکٹر ٹیلر نے ایک اور بھی نقل اس قسم کی لکھی ہی۔ ایک طبیب صاحب عدالت مین مدعی کی حالت کو بیان کر رہے تھے اور یہ فرما رہے تھے کہ مین نے اس شخص کو ایسی حالت مین دیکھا کہ اوسکی بائین حدقۂ چشم کے نیچے کی جلد مین ترضرض ہوگیا تھا اور اوسکے ساتھ ہی تصفیح دم بکثرت ہوئی تھی اور حوالی کی نسیج خلیلیہ مین انجماد خون ہوگیا تھا اور اوسمین حالت متورمہ پیدا ہوگئی تھی۔

جج۔ شاید آپ کی مراد یہ ہے کہ اس شخص کی آنکھ مین سخت چوٹ آگئی تھی۔

طبیب۔ ہان۔

جج۔ پھر صاف صاف لفظون مین یہ کیون نہین کہتے۔

جو علم کہ اصطلاحی اور مغلق الفاظ کے صندوق مین بند ہے وہ اوسی کے کام کا ہے جسکے پاس

اوس صندوق کی کنجی ہے - ایسا شخص تو البتہ اوس سے مستفید ہو سکتا ہے ورنہ اوسکی حالت
بخیل کی دولت کی سی ہے کہ اوس سے کوئی دوسرا فائدہ نہین اوٹھا سکتا - اگر تم چاہتے ہو کہ تمہارا
علم کسی کے کام آوے تو اتنا ضرور ہے کہ جو کچھ تم کہو اوسکو دوسرا سمجھ تو لیوے - جہانتک ممکن ہے
طبیب اپنی راے کو رپورٹ مین درج نکرے - محض واقعات کو بیان کردے اور جب گواہی دیتے
وقت اوس سے پوچھا جاوے اوسوقت اپنی راے بیان کرے - ایک مقدمہ مین (جو مقدمہ سونیا
کوئل کے نام سے آگے مذکور ہوا ہے) واقعہ یہ تھا کہ ایک لاش لٹکی ہوئی ملی تھی - جب اپا تھیکری
نے لاش کو پہلے دیکھا اوس نے بیان کیا کہ ہلاکت کا باعث پھانسی ہے لیکن چونکہ جسم پر کسی
قسم کے نشان جبر و تعدی کے نہین پائے جاتے لہذا معلوم ہوتا ہے کہ مقتول نے خودکشی کی اور
اپنے ہاتھ سے گلے مین پھانسی لگائی - ظاہر ہے کہ یہ راے اوسکے قبل از وقت تھی طبیب کا کام
محض موت کا سبب بتانا ہے اور اسبات کا فیصلہ کہ مقدمہ خودکشی کا ہے یا قتل کا مجسٹریٹ اور جج سے
متعلق ہے اور اوسکا دارومدار بالکل شہادت پر ہے -

ایک اور مقدمہ مین اسیطرح اپا تھیکری نے قسم کھائی کہ اوسکی راے مین مدعا علیہا نے
اسقاط حمل کرایا ہے - واقعہ یہ تھا کہ مدعا علیہا کا بچہ قبل از وقت پیدا ہوا تھا اور سوال یہ پیدا ہوتا تھا کہ آیا
اوسنے خود اسقاط کرایا ہے یا طبعی طور پر اسقاط حمل ہوگیا اپا تھیکری نے عورت کو تین روز بعد اسقاط
کے امتحان کیا تھا اوسوقت کسی قسم کا اخراج رحم سے جاری نہین تھا اور جو علامت اوسنے دیکھی
وہ فقط یہ تھی کہ اعضاے اندرونی پر سرخی تھی - تحقیقات کے وقت معلوم ہوا کہ جسوقت عورت
امتحان کے واسطے اپا تھیکری کے پاس لائی گئی تھی اوسوقت اوس سے یہ کہا گیا تھا کہ شبہ اس
بات کا ہے کہ اسنے خود اسقاط کرایا ہے - امتحان کرتے وقت طبیب کو ضرور ہے کہ پولیس
اور اشخاص کے کہنے سننے کا اثر اپنے بیان پر نہونے دیوے - اوسکو چاہیئے کہ محض واقعات اور

اصلی حالت کو قلمبند کرے اور اوسی پر اپنی راے قایم کرے اوسکی اس کارروائی سے عدالت
کو جسکے سامنے اوسکی شہادت پیش ہوگی بہت زیادہ فایدہ ہو سکتا ہے - ڈاکٹر کیاسپر جو فوجداری
مقدمات مین جرمنی کا مشہور ڈاکٹر ہے اوسکی رپورٹون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ طبیب کی
شہادت جسوقت وہ پورے اور خاص امتحان لاش کے اوپر مبنی ہو کسقدر مفید ہو سکتی ہے وہ اپنی راے
قایم کرنے مین ازحد احتیاط کرتا ہے لیکن جسوقت اوسنے راے قایم کرلی تو پھر اوسکی راے کی دونی
وقعت ہوتی ہے اس ڈاکٹر کی دو رپورٹین بطور نمونہ تخنیق یعنی پھانسی کے باب مین درج کیے گئے ہین

اس ملک مین علی الخصوص طبیب کو موت کا سبب بیان کرنے مین ازحد احتیاط لازم ہے کیونکہ
اکثر ایسا ہوتا ہے کہ جو بظاہر موت کا سبب معلوم ہوتا ہے وہ اصلی سبب نہین ہے - مثلاً اگر کوئی لاش
لٹکتی ہوئی ملے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ موت کا باعث تخنیق ہے - یہ بخوبی ممکن ہے کہ لاش
بعد موت کے لٹکا دی گئی ہو اور اصل سبب موت کا ضرب یا زہر خورانی ہو - ایسی مثالین موجود ہین
جنمین لٹکتی ہوئی لاشون کے معدہ مین زہر پایا گیا ہے - اور ڈاکٹر چیورس بھی لکھتے ہین کہ
ہندوستان مین یہ معمولی بات ہے کہ اون اشخاص کی لاشین جو اور ذرایع سے قتل کیے گئے ہین
بعد موت کے لٹکا دی جاوین - اس خاص امر کے اوپر پھانسی کے باب مین زیادہ تر تفصیل کے ساتھ
بحث کی جاویگی اور یہان اوسکا ذکر محض اس غرض سے کیا جاتا ہی کہ ڈاکٹر کا لاش کو پوری طرح سے
امتحان کرنا گو ظاہری اسباب موت کے موجود کیون نہون کسقدر اہم اور ضروری امر ہے -

بیرونی زخمون اور اونکی بڑائی چھوٹائی اور مواقع کو نہایت توجہ سے دیکھنا چاہیئے - اس خاص
باب مین ملکہ معظمہ بنام گارڈنر ایک مشہور مقدمہ ہے اس مقدمہ مین ایک عورت مردہ ملی جسکا گلا کٹا
ہوا تھا اور اوسکے داہنے ہاتھ مین اُسترہ تھا - لیکن گلے کے زخم کا رُخ ایسی طرف کو تھا کہ ممکن نتھا
کہ زخم داہنے ہاتھ کا لگایا ہوا ہو - علاوہ اسکے دونون ہاتھون پر اس قسم کے زخم تھے جن سے معلوم ہوتا

کہ دھینگا مشتی ہوئی ہے اور اس سے ثابت تھا کہ مقدمہ خودکشی کا نہین ہے بلکہ قتل کا۔
ایسی علامات کو جن سے معلوم ہو سکے کہ زخم قبل ہلاکت کے لگائے گئے ہین یا بعد ہلاکت کے نہایت غور سے دیکھنا اور قلمبند کرنا چاہیئے مدراس پریزیڈنسی کے ضلع کڑپا مین ایک مقدمہ ۱۸۶۷ء مین ہوا تھا جو اسکی مثال ہے۔

ایک شخص کی لاش کوے مین ملی اور چند اشخاص پر اوسکو کوئے مین ڈالنے کا جرم قائم کیا گیا لاش پر کسی قسم کے بیرونی ضرب کی نشانی نہین تھی بجز اسکے کہ ایک کان غائب تھا۔ مدعی علیہم کی طرف سے یہ کہا گیا کہ مقتول اتفاقاً کوئے مین گر پڑا اور اوسکے کان کو مچھلیان اور کیکڑے وغیرہ کھا گئے۔ اگرچہ لاش برآمد ہونے کے ساتھ ہی طبیب کو دکھائی گئی تھی مگر کوئی صریح اور صاف دلیل اسکی نہین تھی کہ آیا کان قبل ہلاکت کے کاٹا گیا ہے یا بعد۔ لیکن یہ ظاہر ہے کہ اگر کان قبل کوے مین گرنے کے کاٹا گیا ہوتا تو زخم کے کنارے ضرور سکڑ جاتے برخلاف اسکے اگر بعد موت کے وہ کاٹے جاتے تو یہ نشانی نہ پائی جاتی۔ اس بنا پر مدعی علیہم رہا کر دئے گئے اور عدالت نے مقتول کی موت کو اتفاقی قرار دیا۔

لاش کے سڑ جانے کی وجہ سے اوسکے چیرنے سے باز نہین آنا چاہیئے البتہ بعض صورتون مین لاش اس درجہ تک تحلیل ہو جاتی ہے کہ اوسکا امتحان کرنا محالات سے ہوتا ہے لیکن بہت سے مواقع مین جہان لاش کی بوسیدگی عدم امتحان کی وجہ بیان کی جاتی ہے یہ محض عذر بیجا ہوا کرتا ہے ڈاکٹر کیا سے بجر ایک مرتبہ ایک عورت کی لاش کو چیرا تھا جو دس مہینے پہلے بدررو مین گر کے مر گئی تھی یہ لاش نہ فقط سخت متعفن اور بوسیدہ حالت مین تھی بلکہ ایک حصہ اوسکا موم مین تحلیل ہو گیا تھا اس عورت کے مالک کی نسبت یہ شبہہ تھا کہ اوسنے اوسکو پہلے خراب کیا اور پھر اس خوف سے کہ بچہ نہ پیدا ہو اور راز افشا نہ ہو جاوے اوسکو بدررو مین ڈال دیا۔ ڈاکٹر کیا سپر کو یہ بات

معلوم تھی کہ تمام اعضاے انسانی مین رحم سب سے دیر مین سڑتا ہے اور اسی بنا پر اوس نے رحم کا امتحان کیا اور ثابت کیا کہ رحم مین کوئی مضغہ یا بچہ نہ تھا اور بہت بڑا حصہ شبہ کا اس طرح پر رفع ہوگیا۔

اس امر کو نہایت احتیاط سے دریافت کرنا چاہیئے کہ جسوقت لاش ملی تو وہ سرد تھی یا گرم اس خاص امر کے اہم ہونے کا ذکر اوپر ہوچکا ہے اور گارڈنر کا مقدمہ جسکی طرف اشارہ ہوچکا ہے اسکی مثال ہے۔ اس مقدمہ مین دو شخصون کی نسبت قتل کا شبہہ تھا اور اونمین سے ایک کے بیجرمی یا جرم محض اسپر موقوف تھا کہ لاش کو بعد موت کے سرد ہونے مین کتنی دیر لگتی ہے۔ لاش اکڑی ہوئی ملی تھی اور اگر یہ بات ثابت ہوتی کہ لاش موت سے چار گھنٹے کے اندر اکڑنے لگتی ہے تو جرم مدعا علیہ نمبر ۲ کے ذمہ جو کہ ہمبلر نامی ایک عورت تھی قایم ہوتا۔ کیونکہ لاش کی برآمدگی سے (لاش ساڑھے سات بجے صبح کو برآمد ہوئی) چار گھنٹے پہلے سوا اوسکے کوئی شخص مکان مین نہین تھا۔ اور اگر برخلاف اسکے جیسا کہ اکثر اطباے یورپ کی راے ہے چار گھنٹے سے زیادہ کی مدت لاش کے اکڑنے کو درکار ہے تو جرم مدعا علیہ نمبر ایک یعنی گارڈنر پر قایم ہوتا تھا کیونکہ وہ اوس مدت تک مقتول کے ساتھ ایک ہی حجرہ مین تھا۔ دوسرے قراین سے بھی جرم گارڈنر ہی کی نسبت ثابت ہوا اور اوسنے سزا پائی اور عورت ہمبلر بری ہوگئی۔ لیکن اسمین شک نہین کہ اگر برآمدگی کے وقت لاش گرم ہوتی تو احتمال قوی تھا کہ ہمبلر کو سزا ملتی اور گارڈنر بری ہوجاتا۔

اس ملک مین جہان بہت سی صورتون مین ڈوبنا موت کا سبب بیان کیا جاتا ہے مناسب ہے کہ ہر ایک مشکوک صورت مین لاش سب سے نزدیک کے دواخانہ مین چیرنے اور امتحان کے واسطے بھیجدی جاوے۔ جب کبھی عہدہ داران دیہی کو کسی موت بحالت مشتبہہ کی اطلاع ملے تو اونکو لازم ہے کہ فوراً پولیس کو خبر کرین اور تحقیقات شروع کردیوین۔

جن امور کی نسبت پوری اطلاع حاصل کرنی چاہیئے اونمین سے چند ذیل مین لکھے جاتے ہین

(۱) جسوقت لاش برآمد ہوئی تو وہ گرم تھی یا سرد - لاش اینٹھی ہوئی تھی یا نہین -

(۲) اوسمین بوسیدگی شروع ہوگئی تھی یا نہین -

(۳) ٹھیک وقت موت کا کیا تھا -

(۴) کسوقت کس مقام پر اور کسنے متوفی کو آخر مین زندہ دیکھا تھا -

(۵) لاش کس ہیئت اور کس وضع پر پڑی ہوئی تھی -

(۶) لاش کے اردگرد کی اشیا - بوتلین - کاغذات - ہتھیار - یا گرے ہوے عرقیات کے مواقع کو بغور دیکھنا اور قلمبند کرنا اور ان اشیا کو جمع کرنا اور حفاظت سے رکھنا چاہیئے -

(۷) اگر جسم کے اوپر یا اوسکی حوالی مین خون کے نشان ہون تو اونکے ٹھیک مواقع کو اور اونکی چھوٹائی بڑائی کو غور سے دیکھکر قلمبند کرو یہ بھی بیان کرو کہ خون تر تھا یا خشک -

(۸) شخص متوفی پر کسی خاص قسم کے علامات ظاہر ہوئے تھے یا نہین اور اگر ایسے علامات ظاہر ہوئے تھے تو اونکا ظہور کسوقت شروع ہوا اور وہ کب تلک رہے -

(۹) کسی شئے خوردنی یا غذا یا کسی مشروب یا دوا کے کہانے یا پینے سے کتنی دیر کے بعد یہ علامات مترتب ہوئے -

(۱۰) یہ علامات کسیوقت موقوف بہی ہوگئے تھے یا موت تلک بلا کمی کے قایم رہے -

(۱۱) اگر کسی حصۂ غذا یا دوا مین زہر کا شبہہ ہو تو اوسکو حفاظت سے رکھنا چاہیئے -

(۱۲) جو کوئی مادہ قے یا دست مین اخراج ہوا ہو اوسکو حفاظت سے رکھنا چاہیئے جسوقت غذا یا قے جمع کرنے لگین تو ضرور ہے کہ ہر ایک شئے کیواسطے ایک علیحدہ اور صاف ظرف استعمال کیا جاوے - کبھی کسی پورانے ظرف کو نہین لینا چاہیئے بلکہ ہمیشہ باصرار نئے اور صاف مٹی کے

برتن کو منگا کر اوسمین رکھنا چاہیئے - ایسے ظرف کو مضبوطی کے ساتھ بند کر کے جبوقت تک وہ کسی طبیب
کے حوالہ کیا جاوے بہت احتیاط سے رکھنا چاہیئے -

(۱۳) لاش کی بیرونی ہیئت کو اور تمام جبر و زیادتی کے علامات کو بغور دیکھنا اور قلمبند کرنا چاہیئے -

(۱۴) تمام مشتبہ باتون کو اور ان اشخاص کے بیانات کو جن پر کسی قسم کا شبہہ ہو قلمبند
کرنا چاہیئے -

(۱۵) امور متذکرۂ مافوق کو بغور دیکھنے اور دریافت کرنے اور اونکو محضرنامہ مین (جسپر عہدہ داران
دیہی کے دستخط ہونگے) درج کرانے کے بعد لاش کو فوراً قریب کے دواخانہ مین بھیجا جائے
اور خود بھی معہ کل اشیاء متعلقہ مقدمہ کے لاش کے ساتھ جانا چاہیئے لاش کے بھیجنے مین حتی الامکان
کسی قسم کی دیر نہین چاہیئے کیونکہ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ لاش دواخانہ مین قبل بوسیدگی شروع
ہونے کے پہونچ جاوے -

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ عہدہ داران دیہی جو تحقیقات کرتے ہین وہ محض برائے نام ہوتی ہے -
چونکہ اونکا خیال ہے کہ لاش نہایت نجس چیز ہے اور اوسکو چھونا اونکو نجس کر دیتا ہے لہذا وہ لوگ
دور دور بیٹھتے ہین اور محض بیان کے اوپر محضر پر دستخط کر دیتے ہین - افسر پولیس کو لازم ہے کہ عہدہ داران
دیہی کو مجبور کرے کہ وہ واقعات مندرجہ محضرنامہ کی نسبت اپنا ذاتی اطمینان حاصل کرین - اور
محضرنامہ مین کل امور متذکرۂ مافوق درج ہونے چاہین اور انمین سے جو کوئی امر محضرنامہ مین فروگذاشت ہوگیا ہو
اور پھر شہادت مین پیش ہو تو اوسکی نسبت ہمیشہ شک پیدا ہوتا ہے -

افسر پولیس کو چاہیئے کہ خود اپنی ضرورتون کے واسطے بھی واقعات کو اچھی طرح سے قلمبند
کر لیوے اور جبوقت وہ گواہی دینے لگے تو محض حافظہ پر بھروسہ نہین کرنا چاہیئے بلکہ جو یادداشتین
اوسنے قلمبند کی ہین اونکو عدالت مین لیجاوے اور عدالت کی اجازت سے اون کو

بھا ہنسنکرتا جاوے اگر عدالت پر یہ بات ثابت ہوجاویگی کہ افسر پولیس نے واقعات کو غور سے دیکھا اور سمجھا ہے اور اوسنے اپنی راے قایم کرنے مین پوری احتیاط سے کام لیا ہے تو اوسکی شہادت عدالت کی نظرون مین بہت زیادہ باوقعت سمجھی جاویگی - اگر بالفرض افسر پولیس سے کوئی خاص امر فروگذاشت ہوگیا ہے - اور اوسکی نسبت عدالت نے کوئی سوال کیا ہے تو اوسکو فوراً ایسی فروگذاشت کا اقرار کرلینا چاہیے - یہ بدرجہا بہتر ہے اس سے کہ وہ ایسی امر فروگذاشت شدہ کی نسبت اٹکل سے جواب دیدیوے اور وہ جواب آگے چلکر غلط ثابت ہوجاوے -

ہندوستانی شہادت

سب سے بڑی مشکل جو ہر ایک جج اور مجسٹریٹ کو ہندوستان مین پیش آتی ہے وہ جھوٹی گواہی ہے - شاید یہ کہنا مبالغہ نہین ہوگا کہ کوئی فوجداری کا مقدمہ عدالت کے سامنے ایسا نہین آتا جسمین کوئی حصہ شہادت کا جھوٹا نہو - اور اون مقدمات مین بھی جو سچے ہین ایک نہ ایک حصہ شہادت کا ضرور جھوٹا اور مصنوعی ہوتا ہے - اور یہی حصہ دوران مقدمہ مین غلط ثابت ہوجاتا ہے اور اوسکی وجہ سے سچے مقدمات مین بھی مجرم رہا ہوجاتا ہے - اس ملک کے جج یا مجسٹریٹ کا کام یہ نہین ہے کہ سچے اور جھوٹے واقعات مقدمہ مین تمیز کرے بلکہ فریقین کے بیانات مین سے جھوٹ اور سچ کو علیحدہ کرے اور اوسپر اپنے فیصلہ کو مبنی کرے - مسٹر ہالوے نے جوکہ سالہا سال تک مدراس ہائی کورٹ کے ایک معزز جج تھے اپنی کئی تجویزون مین اس بات کو لکھا ہے کہ مشہور قانونی اصول جسکا یہ منشا ہے کہ کذب الجزء یلزم کذب الکل (یعنی جس چیز کا ایک جز غلط ہے کل غلط ہے) ہندوستان کی شہادت کی نسبت نہین کہا جاسکتا - انگلستان مین اگر یہ بات ثابت ہوجاوے کہ

---

[1] قانون شہادت کی دفعہ ۱۵۹ و ۱۶۰ مین ایسی تحریرات کے معائنہ سے یاد تازہ کرنے کی اجازت دی گئی ہے -

کوئی حصہ بھی شہادت کا مصنوعی ہے تو شاید مدعی علیہ یقینی بری کردیا جاوے - لیکن اگر ہندوستان مین اس اصول پر کام کیا جاوے تو کسی مقدمہ مین بھی مجرم کو سزا ملنی دشوار ہوگی - ہندوستان کے لوگ اس بات کو نہین سمجھتے کہ سچ کی سب سے بڑی آرایش یہ ہے کہ وہ بے آرایش ہو اور اسی وجہ سے ہر ایک گواہ اپنی شہادت مین کچھ نہ کچھ اپنی طرف سے الحاق کر دیتا ہے نہ اس نیت سے جھوٹ بولے بلکہ اس غرض سے کہ شہادت حتی الامکان مضبوط اور مستحکم ہو جاوے - بعوض اسکے کہ وہ اپنے علم اور مشاہدات ہی کی نسبت گواہی دیوے وہ ہمیشہ اپنی شہادت مین سُنی سُنائی ہوئی چیزون کو یا قیاسات کو شامل کر دیتا ہے - ڈاکٹر چیورس نے اس عادت کی ایک مثال اپنی کتاب مین لکھی ہے -

سنہ ۱۸۶۷ء مین ایک شخص لکسیا ولد بودیا نامی دروغ حلفی کے جرم مین ماخوذ ہوا تھا اس شخص نے ایک ڈکیتی کے مقدمہ مین کلیا ولد داوجی کے نام سے گواہی دی تھی اور حلفاً بیان کیا تھا کہ مین نے فلان تاریخ کو کچھ ڈکیتون کا تعاقب کیا تھا - جب اوس سے سوالات جرح چند ایسے امور کی نسبت جنکا وہ جواب دینے کے لئے تیار نہین تھا کئے گئے تو اوس نے اقبال کیا کہ میرا نام کلیا ولد داوجی نہین ہے بلکہ میرا اصلی نام لکسیا ولد بودیا ہے اور یہ بھی بیان کیا کہ مین ڈکیتون کے تعاقب کے وقت موجود نہ تھا اور چونکہ میرا دوست کلیا ولد داوجی بیمار تھا اور عدالت مین حاضر نہین ہو سکتا تھا لہذا مین اوسکی جگہ پر گواہی دینے کو آیا تھا اور جن واقعات کی نسبت مین نے گواہی دی وہ بالکل صحیح ہین اگرچہ مین نے بچشم خود اونکو نہین دیکھا لیکن گانون کے تمام باشندے اون سے واقف ہین - اس شخص کو عدالت نے ایک سال کی قید سخت اور پچیس تازیانہ کی سزا دی -

گوڈبو کی کتاب مین لکھا ہے کہ بعض خاص صورتون مین شرع محمدی نے بھی قایم مقام کے ذریعہ سے گواہی دینے کو جایز ٹھہرایا ہے - مثلاً جب وقت گواہ مر جاوے یا تین دن کے سفر پر چلا جاوے

یا بیمار ہوجاوے اور نیز بعض ایسے مقدمات مین جنمین زیادہ تر شک کرنے کی گنجایش نہین ہے گواہ کو اجازت دیگئی ہے کہ وہ اپنی جگہ پر کسی اور کو عدالت مین بھیجکر اوسکے ذریعہ سے واقعات اور اپنی راے کی شہادت دلواے۔

مرقومہ الذیل مقدمہ سچے واقعات کے ساتھ جھوٹی شہادت شریک کرنیکی مثال ہے۔ ایک بیوپاری کچھ گاڑیان لکڑی کی لیے ہوئے ایک گانون مین سے گذرا۔ گانون مین پاریا ذات کے دو مخالف شعبے تھے مدیگا اور مالا۔ مدیگا شعبہ کے چند آدمی چھکڑون کے سامنے آکر تلوارون کا ناچ ناچے۔ اس ناچ کا قاعدہ ہے کہ مالا شعبہ کے لوگ اس سے ہمیشہ برافروختہ ہوا کرتے ہین اور اونہون نے ناچ مین مزاحمت کی اور آپس مین مارپیٹ ہونے لگی۔ اس لڑائی مین ایک مالا ایسا سخت زخمی ہوا کہ وہ چند روز بعد اون زخمون کے صدمے سے مرگیا۔ اوسوقت اس بات کو ثابت کرنے کی کوشش کی گئی کہ مالا کو بیوپاری نے مارڈالا۔ لیکن گواہون سے جسوقت تفصیل واقعہ کی نسبت سوالات جرح کیے گئے تو وہ بالکل جھوٹے نکلے۔ تین گواہون کے بیانات مین صریح اور صاف اختلاف تھا اور اوس خاص مقام کی نسبت بھی جہان متوفی نے چوٹ کھائی تھی بیانون مین تطابق نہ تھا۔ ایک گواہ نے یہ بیان کیا کہ بعد زخمی ہونے کے متوفی کو چوکیٹری مین لے گئے تھے اور وہان وہ رات بھر بیہوش پڑا رہا اور پولیس صبح کو آیا۔ دوسرے نے یہ کہا کہ بعد زخمی ہونے کے متوفی سڑک پر ڈالدیا گیا اور رات بھر بیہوش پڑا کراہتا رہا۔ تیسرے گواہ نے جو کہ پولیس کانسٹبل تھا یہ بیان کیا کہ متوفی فوراً زخمی ہونے کے بعد قریب دو میل کے چلکر پولیس کی چوکی پر گیا اور اپنے زخم دکھلاکر مدعی علیہ کے اوپر نالش کی۔ اس گواہ نے زخمون کو بیان کرتے وقت مطلق ذکر اوس زخم کا نہین کیا جو آخیر مین چلکر باعث ہلاکت کا ہوا اور نہ اوسکی نسبت کوئی شکایت متوفی کی طرف سے بیان کی۔ یہ زخم کھوپری پر لگا تھا جسکے صدمہ سے ایک کرچ کھوپری کی ٹوٹ کر دماغ کے اوپر جالگی تھی۔ ایک اور

عجیب واقعہ اس مقدمہ کے متعلق یہ ہے کہ متوفی شفاخانہ کو بھیجا گیا تھا اور پانچ روز کے بعد وہان سے چنگا ہو کر اپنے گھر بھیجدیا گیا اور دماغ کے صدمہ کو مطلق کسی نے نہین دیکھا - چند روز بعد وہ پھر شفاخانہ مین داخل کیا گیا اور اوس زخم کے صدمہ سے جسکو پہلی مرتبہ کسی نے خیال نہین کیا تھا مرگیا - اس مقدمہ مین صاف معلوم ہوتا ہے کہ جسوقت مالا کے فرقے نے تماشے مین مزاحمت کی تو دونوں کی آپسمین لڑائی ہونے لگی اور جب ایک شخص اونمین سے ہنگامہ مین زخمی ہوگیا اوسوقت اس جرم کو بیوپاری کی طرف منسوب کرنے کی کوشش کی گئی حالانکہ وہ بیچارہ لڑائی کے وقت اپنی گاڑی مین بیمار پڑا ہوا تھا -

جھوٹی گواہی نہ فقط دشمنی کی وجہ سے بنائی جاتی ہے بلکہ بعض اوقات خوف سے بھی - مذکورالذیل مقدمہ جو ضلع کڑپا کے سشن ۱۸۸۴ع مین ہوا تھا اسکی مثال ہے - دو بھائی ایک ہی مکان مین ساتھ رہتے تھے اور فراخ حال تھے اور اونکے مکان مین دو مرتبہ ڈاکہ پڑچکا تھا - ایک مشہور ڈاکو جو کئی مرتبہ سزا پاچکا تھا اور جسکے خوف سے اطراف کے لوگ ہمیشہ کانپتے رہتے تھے پاس کے گانون مین رہتا تھا - ایک روز کا اتفاق ہے کہ ان دونون مین سے ایک بھائی دو روز کے واسطے کسی کام کے لئے چلا گیا اور دوسرا بھائی تنہا رہ گیا - شب کو اوسنے اوس مقام پر جہان مال تھا نقب زنی کی آواز سنی دروازہ پر جاکر دیکھا کہ وہی مشہور ڈاکو جھکا ہوا کوٹھری کا قفل کھول رہا ہے اسنے ایک لاٹھی سر پر ماری ڈاکو اپنی لاٹھی اٹھانیکو جھکا اتنے مین اوسنے ایک اور لاٹھی ماری اور اس عرصہ مین ایک ہمسایہ بھی آگیا اور اوسنے ایک تیسری لاٹھی رسید کی اوسوقت یہ بات معلوم ہوئی کہ ڈاکو ان ضربون سے مرگیا ہے - تب وہ لوگ سخت گھبرائے اور لاش کو ایک چھکڑے مین ڈالکر دو میل کے فاصلہ پر ریل کی سڑک تک لیگئے اور میل ٹرین آنے سے پہلے لاش کو لین پر لٹا دیا صبح کو لاش اس حالت مین ملی کہ سر جدا تھا اور پیر چور ہوگئے تھے ریل گردن اور پانون کے اوپر سے گذر گئی تھی - لاش شفاخانہ مین بھیجی گئی اور امتحان سے معلوم ہوا کہ کھوپڑی

دو جگہ سے شق ہے اور جگر اور طحال بھی بالکل چور ہین - علاوہ اسکے جس مقام پر لاش تھی وہان
سے ملزم کے مکان تک برابر پہیون کے نشان اور خون کی لکیر بنی ہوئی تھی - غرض دونون
بھائی قتل کے جرم مین ماخوذ ہوئے - ایک نے تو اپنی عدم موجودگی بیان کی اور یہ بالکل سچ تھا اور دوسرے
نے بالکل ڈاکہ سے اور متوفی کے مارے جانے سے انکار کیا - جس رات کو یہ واقعہ ہوا ہے وہ
شب ماہ تھی اور اکثر ہمسایہ کے لوگ ہنگامہ سنکر اپنے گھرون سے نکل آئے تھے لیکن انمین بعض نے
حلفی اظہار دیا کہ اُس دوسرے بھائی نے جو اسوقت موقع سے کئی کوس کے دور تھا لاش کو پکڑ
مین رکھا جسوقت وکیل پیروکار نے اپنی تقریر تمام کی اور جج نے ابھی خلاصۂ شہادت نہین بیان
کیا تھا کہ ملزم نمبر ۲ نے اپنے وکیل کی صلاح سے کل واقعہ کا اقرار کر دیا اور بیان کیا کہ اسطرح سے
ڈاکہ میرے گھر مین پڑا اور مین نے ڈاکو کی قوت اور اُسکے ظلم سے ڈر کر بخیال مزید احتیاط کئی لاٹھیان
ماریں اور جسوقت متوفی مر گیا لاش کو ایک ہمسایہ کی مدد سے ریل کی سڑک پر ڈال آیا - ملزم نمبر (۲)
اس بنا پر چھوڑ دیا گیا کہ اُسکا فعل حفاظت[۱] خود اختیاری مال کی حالت مین سرزد ہوا تھا اور مدعی علیہ
نمبر (۱) بوجہ غیر موجودگی کے چھوڑ دیا گیا - ظاہر ہے کہ اگر ملزمین سارے واقعہ کو سچ سچ پہلے ہی بیان
کر دیتے تو شاید اُنکو سشن سپرد ہونے کی بھی نوبت نہ آتی -

جہل بھی ایک بڑا سبب جھوٹی گواہی دینے کا ہے - جب کوئی گواہ عدالت مین آتا ہے
خواہ وہ ملزم کی طرف کا گواہ ہو یا جانب مخالف کا پہلے اُسکی طرف کا وکیل اُس سے سوال کرتا ہے
اور گواہ کو معلوم ہے کہ اُس کا وکیل اُس سے سخت اور مشکل سوال نہین کرے گا اور وہ نہایت
فراٹے کے ساتھ جواب دیتا ہے بلکہ اُسکو جو کچھ خود معلوم ہے اُس سے بہت زیادہ بیان کر جاتا
ہے - جب جانب مخالف کا وکیل کھڑا ہوتا ہے اُسوقت گواہ کو معلوم ہوتا ہے کہ یہ مشکل سوال کریگا

[۱] دیکھو مجموعہ تعزیرات ہند دفعہ ۱۰۳ -

اور وہ اپنی جان بچانے کو ہر ایک سوال کا جواب انکاری دینا شروع کرتا ہے اور بدیہی جھوٹا بولنے مین تامل نہین کرتا۔ آخر کو وہ مشکلات مین پڑجاتا ہے اور قبول دیتا ہے کہ مین جھوٹ بولا تھا ہون اور اُسکا اثر یہ ہوتا ہے کہ اُسکی سابق کی گواہی بھی جو شاید بالکل صحیح تھی مشکوک ہوجاتی ہے۔ اس ملک مین پہلا خیال ایک معمولی تعلیم یافتہ گواہ کا ملزم کو سزا دلوانا یا بری کروانا ہوا کرتا ہے۔ وہ جانتا ہے کہ واقعات یہ سمجھے کہ اگر مین نہ بیان کرون تو جج کو ہرگز نہین معلوم ہوسکتے اور اس خیال سے وہ بیان کرتا چلا جاتا ہے۔ البتہ ایسے مقدمات بہت ہین جنمین شہادت بالارادہ جھوٹی ہوتی ہے لیکن اکثر مقدمات مین شہادت بالارادہ جھوٹی نہین ہوتی اور تھوڑے سے تحمل و خوش مزاجی کے خرچ کرنے سے جھوٹ اور سچ مین تمیز ہوجا سکتی ہے دیوانی مقدمات مین البتہ اس قسم کی تمیز کرنا نہایت مشکل امر ہے اور بہت کم مقدمات دیوانی عدالت مین آتے ہین جنمین بالارادہ جھوٹی شہادت اور اکثر اوقات جعلی دستاویزات بھی فریقین کی طرف سے ثبوت مین پیش نہوئی ہون۔ ایسے مقدمات کا فیصلہ واقعات اور شہادت قرینہ کے اوپر ہوتا ہے۔ اچھی قسم کی شہادت قرینہ کو اور شہادتون پر ترجیح دی گئی ہے لیکن ایک عجیب بات اس ملک مین یہ ہے کہ اکثر اوقات حالات مین بھی جعلی طور پر ایک دوسرے کے ساتھ تطابق پیدا کیا جاتا ہے۔

اقبالات بھی اکثر اوقات جھوٹے ہوا کرتے ہین۔ یورپ مین بعض وقت ایسا ہوا کرتا ہے کہ اُن جرایم کی نسبت جنکا چرچا پبلک مین ہو رہا ہے ایک شخص آکر جھوٹا اقبال کر دیتا ہے۔ لیکن ایسی صورتون مین عموماً یہ شخص مختل الحواس ہوا کرتا ہے اس ملک مین بعض اوقات اقبال محض اس وجہ سے کیا جاتا ہے کہ ملزم کو معلوم ہے کہ اُسکی نسبت بہت شبہ ہے اور وہ سمجھتا ہے کہ اقبال کر لینے سے شاید سزا مین تخفیف ہوجاوے۔ ڈاکٹر چیورس کئی مثالین لکھتے ہین جنمین ایسے اشخاص کے قتل کا اقبال کیا گیا ہے جو زندہ اور سلامت تھے اس قسم کے اقبال کو اکثر پولیس کی

زیادتی کی طرف منسوب کرتے ہین اور اسمین شک نہین کہ مارپیٹ کے خوف سے بہتیرے اقبال جرم ہوا کرتے ہین۔ ہرگز نہین کہا جا سکتا کہ پولیس کا ظلم اور زیادتی مسدود ہوگئی ہے اور اکثر ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ ملزم اپنے اقبال سے پلٹ جاتا ہے اور انکار کردیتا ہے جسکی وجہ یہی معلوم ہوتی ہے کہ اقبال بیجا دباؤ کے سبب سے ہوا تھا۔ پولیس کی زیادتی اور مارپیٹ کا ذکر آگے چلکر اس کتاب مین کیا گیا ہے اور اس مقام پر محض اوسکی طرف اشارہ کیا جاتا ہے لیکن اسقدر ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ بعض ڈکیتی کے سراغ لگانے والے انسپکٹر ایسے دیکھے گئے ہین جنکو اپنے کام مین ایک حیرت انگیز کامیابی ہوا کرتی ہے اونمین سے ایک حضرت کا ذکر ہے کہ انکا کوئی مقدمہ ایسا نہین پیش ہوتا تھا جسمین ملزم اقبالی نہو اور اکثر صورتون مین ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مقدمات سچے ہوتے تھے اگرچہ تفصیلات مین کچھ اختلاف ہوتا ہو۔ اور اسمین بھی شک نہین کہ بہت بڑا حصہ ان اقبالات کا مارپیٹ کے ذریعہ سے نہین بلکہ ملائمت اور فہمایش کے ذریعہ سے حاصل کیا جاتا تھا۔ مثلاً ملزم سے یہ کہا جاتا تھا کہ اگر تو سچ سچ جرم کو قبول دے تو سزا مین تخفیف ہوجاوے گی اور تیری قید کی حالت مین بال بچون کی بھی خبرگیری کیجاوے گی اور فی الحقیقت گانون کے لوگ ڈاکوؤن کے گروہ کو توڑنے کی غرض سے بخوشی اقبال کرلینے والے شرکا کے بال بچون کی پرورش کرنے پر راضی ہوجاتے ہین۔ جہان ایک دو آدمیون نے اقبال کیا اوسکے ذریعہ سے دوسری شہادت پیدا ہوگئی اور گروہ ٹوٹ گیا۔ یہ سچ ہے کہ ایک حصہ اون ملزمون کا جو عدالت کے سامنے آتے ہین بالکل بیگناہ ہوا کرتا ہے اور اونکے اوپر جھوٹے الزام لگائے جاتے ہین لیکن اوسکے ساتھ ہی یہ بھی سچ ہے کہ بہت بڑا حصہ ایسے ملزمون کا فی الواقع اور اصلی مجرم ہوا کرتا ہے اگرچہ ممکن ہے کہ جس شہادت کے ذریعہ سے اون پر جرم ثابت کیا جاتا ہے وہ بالکل سچی نہو۔

بعض وقت پولیس کی بیحد ستمدی بھی اونکو جاپڑہ اعتدال سے بڑہ دیتی ہے چنانچہ ڈاکٹر چیورس نے ایک مقدمہ کا ذکر کیا ہے جسمین پولیس نے ایک ناشناختہ لاش کا خواہ مخواہ قاتل بناکر کھڑا کر دیا تھا - ایک شخص مفقود الخبر ہوگیا تھا اوسکی داشتہ عورت سے اس لاش کی شناخت کرادی گئی اور تین شخصون کی نسبت جرم قتل کا الزام لگوادیا گیا - لیکن عین وقت پر شخص مفقود الخبر آن پہنچا اور مقدمہ خارج ہوگیا اور تین پولیس کے جوانون کو جبر سے اقبال حاصل کرنے کے جرم مین پانچ پانچ سال کی سزا ہوئی -

یہ بہت ہی مختصر بیان شہادت کی دقّتون کا ہے جو یہان لکھا گیا - اس ایک بحث کو اچھی طرح سے لکھنے کے لئے ایک کتاب چاہیئے لیکن جن صاحبونکو اسکی نسبت زیادہ واقفیت حاصل کرنا اور جھوٹی گواہی بنانے اور جھوٹے الزامات اور پولیس کے ظلم و زیادتی کے متعلق مقدمات کا دیکھنا منظور ہو وہ ڈاکٹر چیورس کی کتاب کا جسمین یہ بحث بلکہ اس علم کی کل بحثین نہایت شرح و بسط کے ساتھہ مذکور ہین مطالعہ فرماوین -

حصہ اوّل

باب اوّل

زخم اور چوٹ

طبیب کی شہادت کی ضرورت اکثر انہیں مقدمات مین ہوتی ہے جہان چوٹ کے سبب سے ہلاکت وقوع مین آئی ہو- جن مقدمات مین شخص مجروح اچھا ہوجاتا ہے خود اسکی شہادت لیجاسکتی ہے اگرچہ ان صورتون مین بھی اکثر طبیب کی شہادت کی ضرورت یا تو تائید پڑتی ہے یا اِس بات کے ثابت کرنے کو کہ زخم خود اپنا لگایا ہوا ہے یا خود اپنا لگایا ہوا نہین ہے- پس پہلے اُن مقدمات سے بحث کی جاوے گی جنمین مجروح مرگیا ہے- اور اُسکی دو قسمین ہین - اوّل موت بوجہ زخم بیرونی یا چوٹ کے اور دوم موت بوجہ پھانسی لگانے- غرق آب ہونے- دم خفا ہونے- گلاگھونٹنے دم بند کرنے- یا فاقہ کشی سے-

زخم کا اطلاق کُل اُن چوٹون پر ہوتا ہے جو مجموعہ قوانین تعزیرات ہند مین ضرر اور ضرر شدید کی تعریف مین شریک کئے گئے ہین- اس امر کا قرار داد کہ کوئی خاص چوٹ ضرر ہے یا ضرر شدید یا اقدام قتل ہے یا خود قتل محض ضرر کی قسم ضرر رسان کے ارادہ اور نتیجہ ضرر پر موقوف ہے-

ہلاکت کا سبب کیا ہے یہ سب سے پہلا اور سب سے ضروری سوال ہے اور اُسکے بارہ مین رپورٹ کی نسبت زیادہ تر اس ملک مین شبہہ پیدا ہوجاتا ہے جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے اکثر یہ ہوتا ہے کہ ظاہری سبب موت کا اصلی سبب نہین ہوا کرتا اور اسیوجہ سے نہایت ضروری امر ہے کہ بمجرد لاش برآمد ہونے کے اُسکے اردگرد کی حالت نہایت احتیاط کے ساتھ معائنہ اور قلمبند کیجاوے اگر ممکن ہے

تو لاش کو پولیس کے آنے تک اسی ہوتی وضع پر چھوڑ دینا چاہیے جسمین وہ پہا آمد ہوئی ہے اور اگر پولیس فاصلہ پر رہے تو فوراً عہدہ داران دیہی کے معائنہ تک اسمین ہاتھ نہین لگانا چاہیے اس معائنہ کے نتیجہ کو فوراً قلمبند کرنا چاہیے اور جو عضر نامہ لاش کا تیار ہوا ہے اسمین ہر ایک واقعہ کو نہایت احتیاط کے ساتھ درج کرنا چاہیے مفصلات مین گانون کا کوتوالی مقدمہ بجاے کارونرس[1] کے ہوتا ہے اور مجرم کا سُراغ ملنا اکثر اس عہدہ دار کی رپورٹ کی صحت اور اعتبار پر موقوف ہے۔

سب سے پہلا کام لاش کی شناخت کرنا ہے اور اس ملک مین چونکہ درندے جانور بکثرت مین لاش کی شناخت اکثر اوقات ایک مشکل امر ہو جاتا ہے سنہ ۱۸۸۲ء مین گروپا کے ضلع مین ایک مقدمہ ہوا تھا جسمین ایک عورت کی لاش چھبیس ۲۶ گھنٹے موت کے بعد ایک خشک ندی مین پڑی ملی تھی اور اس عرصہ مین اُسکے جسم پر مطلق گوشت کا نشان تک باقی نرہا تھا نری ہڈیان رہگئی تھین۔ لیکن اس خاص صورت مین ایک ٹوٹے ہوئے دانت اور کچھ کپڑون کے ذریعہ سے جو لاش کے قریب پڑے تھے اُس عورت کی شناخت کی گئی۔ عموماً جسم پر سے گوشت کے غائب ہو جانے یعنی تین چار روز لگا کرتے ہین ور بعض اوقات اس مدت کے بعد بھی لاش صحیح و سالم رہتی ہے لیکن یہ خاص مقدمہ جسکا ذکر کیا گیا گوشت کی اسقدر جلد غائب ہو جانیکی ایک غیر معمولی مثال ہے۔ اس ملک مین بہت تھوڑے کپڑون کا پہننا بھی بڑا باعث لاش کی عدم شناخت کا ہے اور اسیوجہ سے نہایت ضرور ہے کہ کوئی چھوٹی سی نشانی بھی جسکے ذریعہ سے لاش کی شناخت ہو سکتی ہو فرو گذاشت نہو جاوے ایسے مقدمات بہت ہین جنمین بلا لاش کے شناخت کے بھی مجرمونکو سزا ہو گئی ہے اور یہ سزائین ہائی کورٹ سے بھی بحال رہی ہین لیکن عموماً ایسے مقدمات مین قصاص کے عوض حبس دوام

[1] کارونر اصطلاح مین اُس عہدہ دار کو کہتے ہین جسکا فرض ہے کہ بعد ایک جوری کے ہر قسم کے غیر معمولی یا خلاف طبیعت موت کے اسباب کی تحقیقات بموجودگی معائنہ لاش عمل مین لاوے۔

بعہد یا سے شوہر کے سزا دیجاتی ہے تاہم نظایری مقدمات نمبر ا و نمبر ۲ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ بعض اوقات ایسے مقدمات مین بہی قصاص کی سزا ہوجاتی ہے۔

بعد شناخت لاش کے وہ کل امور جنکا ذکر دیباچہ کے صفحہ (۷) مین ہوا ہے تفصیلاً بیان ہونے چاہئین اور یاد رہے کہ بعد ترتیب محضرنامہ کے بوجہ شہادت لاش کی حالت یا زخمون کی بابت پیش کیجاوے وہ ہمیشہ مشتبہ سمجھی جاویگی۔

اس امر کا فیصلہ کرنے کے واسطے کہ ہلاکت زخمون کی وجہ سے وقوع مین آئی ہے یا نہین یہ معلوم ہونا بہی ضرور ہے کہ زخم حالت زندگی مین لگے تھے یا بعد موت کے اور اوسکا درست فیصلہ وہی طبیب کرسکتا ہے جسنے لاش کو معائنہ کیا ہو۔ تاہم بعض علامات اس قسم کے ہین جنکا دیکھنا او قلمبند کرنا عہدہ داران ذیل پر واجبات سے ہے۔

کہلے ہوئے زخمون کی جو موت کے بعد لگائے جاوین یہ پہچان ہے۔

(۱) ایسے زخمون مین سے خون کا جاری ہونا ممکن ہے لیکن یہ خون مقدار مین کبھی زیادہ نہین ہوتا

(۲) اور جو خون نکلتا بہی ہے وہ شریان کا خون نہین ہوتا بلکہ وردی خون ہوتا ہے اور پتلا اور سیال۔

(۳) زخم کے کنارے بند مگر ڈہیلے ہوتے ہین۔

(۴) خون جو ایسے زخمون سے نکلتا ہے وہ منجمد نہین ہوتا۔

ایسے مقدمات ہوئے ہین (دیکھو مقدمہ نمبر ۴) جنہین موت طبیعی طور پر واقع ہوئی ہے لیکن بعد موت کے لاش پر زخم لگادئے گئے ہین اور لاش ایسے موقع پر رکہدی گئی ہے کہ قتل کا شبہہ کسی ایسے شخص کے اوپر جو متوفی کے خاندان کا دشمن ہے قایم ہوجاوے ایسے صورت مین اسباب کا معلوم کرلینا کہ زخم بعد موت کے لگائے گئے چندان مشکل نہین۔ لیکن جب کسی خاص

خاص قسم کی زیادتی کی وجہ سے موت وقوع مین آئی ہو اور نیز لاش کے اوپر اور زخم بہی لگا ہوکہ
گئے ہون اوسوقت البتہ وہ علامات جو اوپر بیان کی گئی ہین اسقدر صاف اور نمایان نہ ہونگی -
زخم کے کنارون کا سمٹ جانا اور جلد کی باریک شرایین اور اوردہ کا اوس خاص مقام پر سوکھ جانا
ایک بہت بڑی علامت ایسے زخم کی ہے جو حالت زندگی مین لگایا گیا ہے - اور اس امر کا فیصلہ
بہ نسبت ایک عہدہ دار دیہی کے طبیب زیادہ اچھی طرح سے کرسکے گا - او اسیوجہ سے جسوقت یہ بات
معلوم ہو یا اسکا شبہہ بہی ہو کہ موت کسی زیادتی کی وجہ سے وقوع مین آئی ہے تو کسیقدر صاف
اور صریح سبب موت کا کیون نہو لاش کو ہمیشہ اور بلا استثنا نزدیک کے دواخانہ مین
بہیجدینا ضرور ہے - اب چونکہ ہر ایک تعلقہ مین دواخانے سرکاری موجود ہین یہ امر چندان دشوار
نہین - لیکن چند سال قبل جبکہ چند ہزار میل کے حلقہ مین ایک ہی دواخانہ ضلع کا ہوا کرتا تہا البتہ
ناممکنات سے تہا - اسکے ساتھ بہی اکثر اوقات ایسے مقدمات سامنے آتے ہین جنہین باوجود اسکے
کہ موت صریحاً کسی زیادتی کی وجہ سے وقوع مین آئی ہے لاش طبیب کے پاس نہین بہیجی گئی -

جسوقت دواخانہ مین لاش چیر کر دیکہی جاتی ہے اوسوقت ان باتون کا جو مذکور ہوچکین
بہت خیال رکہنا چاہیئے لاش کو چیر کر معاینہ کرنے کے واسطے قواعد مقرر ہین جو کہ اس کتاب کے
حصہ اول کے باب دہم مین درج کردئے گئے ہین - طبیب کا فرض فقط جسم کا امتحان کرنا ہے -
معدہ اور امعا سے اوسکو کچہہ کام نہین یہ دونون چاہیئے کہ کیمیکل اگزامنر کے پاس بہیجدئے جاوین
معدہ اور امعا کے نکالنے اور اونکی نگاہداشت مین جو کچہہ احتیاط درکار ہے اسکا ذکر آگے آوے گا

کیمیکل اگزامنر یعنے ممتحن کیمیاوی اوس عہدہ دار کو کہتے ہین جسکے پاس زہر خورانی کے مقدمات مین متوفی کا معدہ اور
احشا اس غرض سے بہیجے جاتے ہین کہ وہ بذریعہ ادویہ اونکا امتحان کرکے زہر کے موجود ہونے یا نہ موجود ہونیکی نسبت اپنی
رائے ظاہر کرے - یہ عہدہ دار اکثر اوقات ڈاکٹر ہوتا ہے -

لیکن اس مقام پر ایک مقدمہ کا ذکر کیا جاتا ہے جسکو بیک نے اپنی کتاب مین لکھا ہے۔ اس خاص صورت مین طبیب نے معدہ کو نکالکر نہایت باریک اور سفید ریتی پر رکھدیا تھا اور جب معدہ کا امتحان کیا گیا تو ریت کے ریزے اُسکے ساتھ پائے گئے اور یہ گمان پیدا ہوا کہ متوفی شیشے کی چوب کے ذریعہ سے مارا گیا ہے لیکن چونکہ ریزے معدہ کے باہر تھے تھوڑی سی غور مین یہ گمان رفع ہو گیا۔

اگر جسم پر زخم ہین تو نہایت احتیاط کے ساتھ اُنکی چھوٹائی بڑائی اور ہیئات اور رُخ کو دیکھنا اور قلمبند کرنا چاہیئے اور زیادہ تر لحاظ اُن علامات کا رکھنا چاہیئے جنسے معلوم ہو سکے کہ زخم حالتِ زندگی مین لگے تھے یا بعد موت کے۔ علی العموم خون کا جاری ہونا صریح دلیل اِسکی سمجھی جاتی ہی کہ زخم لگنے کے وقت جان موجود تھی لیکن یہ اصول ہمیشہ صحیح نہین پڑتا کیونکہ بعض اوقات مردہ جسم سے بھی خون جاری ہوتا ہے جیسا کہ سکتہ کے مرض مین اور نیز بری قسم کے اور مزمن بخارون مین۔ مگر ایسی صورتون مین جو خون جاری ہوتا ہے اُسکی رنگت سیاہ ہوتی ہے اور وہ زیادہ رقیق اور وردی ہوتا ہے بہ نسبت اُس خون کے جو زندگی کی حالت مین نکلتا ہے۔ علاوہ اسکے اِس خون مین انجماد نہین ہوتا۔ بعض اوقات لاش پر زخم لگانے سے خون جاری ہو جاتا ہے اور کبھی تو ایسا ہوتا ہی کہ محض لاش کو ہاتھ لگانے سے خون منافذ سے نکلنے لگتا ہی اور اسیوجہ سے یہ خیال پیدا ہوا ہے کہ اگر قاتل لاش کو چھو دے تو لاش سے خون جاری ہونے لگتا ہے۔ پس محض خون کا جاری ہونا کوئی یقینی علامت اِسکی نہین ہے کہ جس زخم سے خون جاری ہے وہ حالتِ زندگی مین لگا تھا۔ ڈاکٹر بیک کہتا ہے کہ بعض صورتون مین ایسا ہوتا ہے کہ زخم سے خون نہین نکلتا لیکن جسوقت لاش چیری جاتی ہے تو رقیق خون قلب اور اُسکی بڑی شریانون مین اور شش اور دماغ مین پایا جاتا ہے۔ اب کیا یہ بیّن ثبوت سمجھا جاے گا اِس امر کا کہ متوفی کسی جرح

زیادتی کی وجہ سے مرا ہے - ہرگز نہین - اس علامت کی نسبت اسیقدر کہا جا سکتا ہے۔ کہ منوم سمیات اور بجلی سے مرجانے کی حالت مین اکثر خون رقیق ہوا کرتا ہے لیکن عام اسباب سے مرجانے کی حالت مین بہی بعض اوقات خون مین رقت ہوتی ہے جیسا مرض سکتہ مین اور کبہی کبہی تو یہ علامت معمولی بیماریون مین بہی پائی جاتی ہے۔

جو کچہہ اوپر زخمون کے بارہ مین لکہا گیا ہے یہ بالکل چوٹ اور رگڑ پر بہی صادق ہے اور ان صورتون مین بہی نہایت غور سے دیکہنا اور تجویز کرنا چاہیئے کہ آیا چوٹ زندگی کی حالت مین لگی ہے یا بعد موت کے - یہ امر متفق علیہ ہے کہ اگر چوٹ فوراً بعد موت کے نہ لگائی جاوے تو اُس سے ایکائی موسس (یعنے خون کا ایک جگہ جمع ہوکر جم جانا) نہین پیدا ہوتا ڈاکٹر کیا سپر نے امتحان کے ذریعہ سے ثابت کیا ہے کہ مردہ جسم مین آگ لگانے سے وہ پہپولے جو جسم زندہ پر پیدا ہوتے ہین نہین ہوتے - یہ بات یاد رکہنا چاہیئے کہ جو چوٹ فوراً بعد موت کے لگائی جاوے اگرچہ وہ اصلی چوٹ کے مشابہ ہوتی ہے لیکن مردہ جسم کے اوپر اگر بہت زور سے بہی چوٹ لگائی جاوے تو وہ کم اثر پیدا کرے گی اور خفیف چوٹ معلوم ہوگی - پس اگر لاش کے دیکہنے سے معلوم ہوئے کہ ضرب بہت شدید لگی ہے اور ضرب شدید[۱] کے علامات مفقود ہون تو یقین کر لینا چاہیئے کہ چوٹ بعد موت کے لگائی ہے اگرچہ کسیقدر ایکائی موسس بہی موجود ہو - جو خون بعد موت کے نکلے اُسکا نہ جمنا قاعدہ کلیہ نہین کہا جا سکتا کیونکہ ڈاکٹر کریسچن اپنی اُس تحقیقات مین جو اُنہون نے ضرب بعد الموت کے نسبت مشتہر کی ہے لکہتے ہین کہ مین نے آٹہہ گہنٹے بعد موت کے بہی خون کو نہایت پائیداری کے ساتہہ جمتے ہوئے دیکہا ہے - اور ایک صورت مین تو لاش کو چیرتے وقت جو خون

[۱] ضرب شدید کی علامات یہ ہین خون کے اندر اندر پہیل جانے کی وجہ سے ورم کا ہونا چوٹ کے سیاہ نشان کے گرد نیلا حلقہ پڑجانا سیلولر ٹشو مین خون کا پہیل جانا خون کا بالکل جلد کے ساتہہ مجہانا اور اُسمین سیاہی اور صلابت پیدا کرنا۔

بخلاف اسکے آگیا حالانکہ موت کو بارہ گھنٹے گذر چکے تھے اور اسیطرح دوسری ایک صورت مین بھی جسمین موت کو تیس گھنٹے کا عرصہ ہوا تھا۔

یہ البتہ یقین کے ساتھہ کہا جاسکتا ہے کہ جسوقت لاش ٹھنڈی ہو جاوے اور موت کی اکڑ شروع ہو جاوے (اور یہ مرنے سے تین گھنٹے کے اندر ہونے لگتا ہے) اوسوقت پٹھون مین صلابت آجاتی ہے اور اوسوقت کسیقدر زور سے ضربت کیون نہ لگائی جاوے اوس سے کوئی اثر جو زندگی کی حالت مین چوٹ سے ہوتا ہے پیدا نہین ہوگا۔

جو کھلے ہوئے زخم زندگی کی حالت مین لگتے ہین عموماً اونکے کنارے سرخ خون آلود اور ایک دوسرے سے الگ ہوتے ہین اور اونکا منھہ پھیلا ہوا ہوتا ہے اور خون بھی کم وبیش سلیولر ٹشو مین جمع ہو جاتا ہے۔ برخلاف اسکے جو زخم بعد موت کے لگائے جاتے ہین اون کا رنگ نیلا ہوتا ہے اونکے کنارے ملے ہوئے ہوتے ہین اور اگر اونمین خون ہو بھی تو وہ رقیق اور زردی خون ہوتا ہے۔ لاش کے چیرنے مین سخت احتیاط کی ضرورت اور کسی ایک امر ضروری کے فروگذاشت یا غلطی راے کے بُرے نتایج نظایری مقدمات نمبرہ کے دیکھنے سے معلوم ہون گے جسمین بعض علامات کی نسبت غلط راے قایم کرنے کی وجہ سے خود عدالت کے ہاتھہ سے ایک بیگناہ کا خون ہو گیا۔

زخم کس مقام پر ہے اور کس جانب سے کس جانب کو گیا ہے اسکا دریافت کرنا بھی اکثر اوقات نہایت ضروری بات ہے کیونکہ اسی پر فیصلہ اس امر کا موقوف ہے کہ آیا مقدمہ قتل کا ہے یا خودکشی کا۔ مثلاً یہ امر خلاف قیاس ہے کہ جو شخص اپنے داہنے ہاتھہ کو کام مین لانے کا عادی ہو وہ خود اپنے جسم پر ایسا زخم لگائے جو داہنی سے بائین طرف کو مائل ہو۔ اسیطرح سے اکثر دیکھا گیا ہے کہ دوسرون کے لگائے ہوئے زخمون کا رُخ اوپر سے نیچے کیطرف ہوتا ہے۔

گارونز کا مقدمہ جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے اسکی ایک مثال ہے اور اسی قسم کا ایک مقدمہ ضلع گرہ پاک کے اپریل سشن ۱۸۴۲ء مین ہوا تھا جو نظایری مقدمات مین نمبر کے تحت مین مندرج ہے۔

یوروپ مین جو قواعد لاش کو دیکھ کر موت کا وقت دریافت کرنے کے قرار دئے گئے ہین وہ اس ملک مین کارآمد نہین ہین کیونکہ یہان گرمی آب ہوا کی وجہ سے وہ کل تغیرات جو لاش مین پیدا ہوتے ہین بہ نسبت سرد ملک کے نہایت سرعت کے ساتھ وقوع مین آتے ہین لیکن عموماً یہ کہا جاسکتا ہے کہ مجروح لاش مین بہ نسبت صحیح وسالم لاش کے بہت جلد بوسیدگی شروع ہوجاتی ہے اور پہلے اونہین اعضا مین شروع ہوتی ہے جو مجروح اور چوٹ کہائے ہوئے ہین۔ اور اس بوسیدگی شروع ہوجانے کی وجہ سے چوٹ بظاہر بہت زیادہ شدید معلوم ہوتی ہے اور مڈیکل جیورس پروڈنس کے ماہر کو اس سبب کا درست اندازہ کرنا ضرور ہے۔

جہان لاش کے اوپر کسی قسم کا کوئی ظاہری نشان جبر وزیادتی کا نہین ہے وہان طبیب کو سبب ہلاکت کے بارہ مین نہایت احتیاط کے ساتھ راے دینا چاہیئے اور وہ بھی کل اعضا کو پوری طرح سے دیکھنے اور امتحان کرنے کے بعد ایسے مقدمات بے انتہا ہین جنمین پہلے باہم نزاع یا دھینگا مشتی ہوئی ہے اور اس اشتعالک یا جوش کی وجہ سے کوئی اندرونی عضو یا شریان ٹوٹ گئی ہے اور کوئی ایک فریق دفعتہً مرگیا ہے۔ اگر کسی قسم کی کوئی اندرونی یا بیرونی چوٹ یا کوئی بیماری ایسی نہ پائی جاوے جسکو موت کا سبب بتلا سکین اوسوقت معدہ اور امعا کو ضرور کیمیکل اگزامینر کے پاس بہیجنا چاہیئے۔ لیکن ایسی صورتون مین بہی جہان لاش چیرنے پر کوئی سبب موت کا معلوم نہین ہوتا اور نہ معدہ مین کوئی زہر پایا جاتا ہے بخوبی ممکن ہے کہ موت کا اصلی باعث جبر وزیادتی ہو۔ مثلاً جبر وزیادتی کی وجہ سے اعصاب کو کوئی ایسا شدید صدمہ پہونچ جاوے

جسمین سے روح پرواز کر جاوے لیکن اس صدمہ کا کوئی اندرونی یا بیرونی اثر باقی نہ رہجاوے -
اس قسم کی موت اکثر اُن صورتون مین واقع ہوتی ہے جہان کوئی سخت چوٹ پیٹ کے اوپر والے
حصہ مین یا قعر معدہ مین پہنچا دی جاوے اور تجربہ کار ڈاکٹرون نے تسلیم کیا ہے کہ ایسی صورتون
مین کوئی اندرونی یا بیرونی علامت چوٹ کی ایسی نہین رہ جاتی جسکو موت کا سبب کہا جا سکے -
البتہ ممکن ہے کہ اُس مقام کی جلد کسیقدر چھل جاوے یا اُسکا رنگ متغیر ہو جاوے - لیکن جیسا
کہ اوپر لکھا گیا ہے یہ علامات قایم نہین ہین اور نہ یہ ہمیشہ چوٹ کی جز سمجھی جاتی ہین - ایسی صورتون
مین ممکن ہے کہ اور علامات ایسی ہون جنسے معلوم ہو سکے کہ موت کا اصلی سبب جبر و زیادتی ہے -
۱۸۳۷ء مین لیورپول مین ایک مقدمہ ہوا تہا جسمین کئی شخص متوفی کو قتل کرنے کے جرم مین ماخوذ
تھے اور یہ کہا گیا تہا کہ اُنہون نے متوفی کو کان کے پیچھے ٹہوکرون سے مار کر قتل کیا - طبیب نے اپنی
گواہی مین بیان کیا کہ فی الواقع کان کے پیچھے سخت چوٹ موجود ہے لیکن اسکا کوئی اثر دماغ پر
نہین پہونچا ہے اور جسم بہی بالکل صحیح و سالم ہے - اُسنے نہایت صحیح راے دی کہ موت کا باعث وہ
سخت صدمہ ہے جو اِس چوٹ کے سبب سے اعصاب کو پہونچا اور عدالت نے اس راے سے اتفاق
کیا اور مجرم سزایاب ہوا - ایک اور قسم کی چوٹ جو اِس ملک مین کثرت سے پہونچائی جاتی ہے اور جسکے
صدمہ سے انسان مر جا سکتا ہے - خصیون کا مَل دینا ہے - لیکن اِس خاص صورت مین اکثر اور
بہی علامات اِسکے ساتھہ ہوتی ہین اور اسکا ذکر تفصیل سے دم خفا ہونے کے باب مین کیا گیا ہے
جہان متعدد زخم یا چوٹین لاش پر موجود ہون وہان اِس بات کا ثابت کرنا ضرور نہین ہے کہ اُنمین
سے کوئی خاص زخم مار ڈالنے کے لئے کافی تہا کیونکہ یہ امر مسلم ہے کہ ایسے زخمون یا چوٹون کا
مجموعی اثر انسان کو مار ڈالتا ہے اگرچہ اُنمین سے کوئی خاص زخم یا چوٹ جان لینے کے لئے کافی نہو
مجروح اشخاص کے طبیعی اسباب سے مر جانے کی بحث ڈاکٹر ٹیلر کی کتاب مین ایسی ضروری اور

علی الخصوص اس ملک مین جہان اکثر مقدمات مین مدعی علیہ کی طرف سے وکیل نہین ہوتا اوسکی
اسقدر ضرورت ہے کہ ہم اسکو یہان بلفظہ نقل کرتے ہین - ڈاکٹر ٹیلر کہتا ہے " یہ ہرگز غیر معمولی امر
نہین ہے کہ کوئی شخص جو مجروح ہوا ہو یا جسکو کسی قسم کی جسمانی چوٹ لگی ہو وہ فی الواقع اندرونی اور
پوشیدہ اسباب کے سبب سے مرجاوے اور چونکہ عوام کی نظرون مین اس قسم کی موت کا ظاہری سبب
وہی زخم یا چوٹ ہے جو اسکو لگی تھی لہذا اسکا فیصلہ کہ ہلاکت کا اصلی سبب کیا تھا بلا طبیب کی
اعانت کے نہین ہوسکتا - موت کے اصلی اور ظاہری سبب مین اختلاف اکثر اقدام خودکشی کے مقدمات
مین دیکھا گیا ہے - مثلاً کوئی شخص جو کسی مرض مین مبتلا ہے اپنے کو زخمی کرلیتا ہے یا زخم لگانے
کے بعد کوئی اندرونی تغیر ایسا پیدا ہوجاتا ہے جو موت کا باعث ہوجاتا ہے اور ایسی صورتون مین
بلا لاش کو نہایت غور سے دیکھے ہوئے اور امتحان کئے ہوئے موت کا اصلی سبب معلوم کرنا محالات
سے ہے - ظاہر ہے کہ اسی قسم کی احتیاط اُن مقدمات مین بھی لازمات سے ہے جنمین زخم کسی اور
شخص کے لگائے ہوئے ہون - ایسے مقدمات مین اگر رائے دینے مین ذرا بھی جلدی کیجاوے
تو ملزم پر جرم قتل قایم ہوجاتا ہے - ممکن ہے کہ پیشی مقدمہ کے وقت کوئی لائق وکیل اسبات کو ثابت
کردے کہ موت کا اصلی سبب زخم نہ تھا بلکہ کوئی بیماری تھی جسمین اُسوقت متوفی مبتلا تھا لیکن یاد رکھنا
چاہیے کہ طبیب کی شہادت کی بنا پر مجسٹریٹ یا کارونر ملزم کو قید کرسکتا ہے اور وہ بیگناہ رجوع مقدمہ
کے انتظار مین مہینون محبس مین پڑا رہ سکتا ہے - ایک مقدمہ مین جسکو ڈاکٹر برن کاسل
نے نقل کیا ہے متوفی ایک نابالغ لڑکا ایک دوسرے لڑکے کے ساتھ کشتی کرنے کے بعد انتڑی
مین جو مریض حالت مین تھی گرہ پڑجانے کی وجہ سے مرگیا حالانکہ اگر لاش کا بخوبی معائنہ نہ کیا جاتا
تو ممکن تھا کہ وہ دوسرا لڑکا متوفی کو قتل کرنے کے جرم مین ماخوذ ہوجاتا (دیکھو نظایر مقدمہ نمبر ۶)
برخلاف اسکے ممکن ہے کہ زخم مدتون کے بعد اپنا اثر دکھلاوے اور انسان فی الواقع زخمون کیوجہ سے

سنے لیکن ظاہری سبب کوئی اور قسم کی زیادتی ٹھہر جاوے ۔ سرا سے کوپر نے ایک مقدمہ کا ذکر کیا ہے جسمین ایک شخص دو سال کے بعد اپنے سر کی چوٹ سے مر گیا ۔ ڈاکٹر ٹیلر لکھتا ہے کہ زیادہ سے زیادہ زمانہ جسکے بعد ایسی صورتون مین مجرم کو سزا ملی ہے نو مہینے ہین (دیکھو نظایر مقدمہ نمبر ۹)

کس قسم کے آلہ کا استعمال زخم لگانے کے واسطے کیا گیا تھا ایک ایسا سوال ہے جسکو عدالت ہمیشہ پوچھتی ہے لیکن ہمیشہ اس سوال کا جواب دینا ممکن نہین ہوا کرتا یہان تک بتانا تو آسان ہے کہ کٹا ہوا زخم کسی تیز ہتیار سے لگایا گیا ہے اور چھیدا ہوا زخم کسی نوک دار چیز سے اور پھٹا ہوا زخم کسی کند آلہ سے لیکن جسوقت اس تعمیم کی تخصیص کیجاوے اور یہ پوچھا جاوے کہ کوئی خاص آلہ کسی خاص زخم کے واسطے استعمال کیا گیا تھا یا نہین تو اوسوقت البتہ اس سوال کا جواب تیقن کے ساتھ نہین دیا جا سکتا ۔ اس مقام پر یاد رکھنا چاہیئے کہ چونکہ جلد اور گوشت کا خاصہ سکڑ جانے کا ہے اسواسطے کٹا ہوا اور چھیدا ہوا زخم ہمیشہ (مثلاً چھری بھونک دینے سے جو زخم ہوتا ہے) اوس آلہ سے جو استعمال کیا گیا ہے چھوٹا معلوم ہوگا ۔ کٹے ہوئے زخم (مثلاً گلا کاٹنا) اور تلوار اور کاٹنے کے زخم مین یہ خاصہ ہے کہ چھوٹائی بڑائی زخم کی بہت کچھ حملہ کی قوت پر موقوف ہے اور چھوٹے سے چاقو کا زخم بھی اوسیقدر بڑا ہو سکتا ہے جیسا تلوار کا ۔ کسی خاص زخم کے بارہ مین اگرچہ بالیقین نہین کہا جا سکتا کہ کون سے آلہ کا زخم ہے لیکن اکثر اوقات زخم کی ہئیات دیکھکر یہ البتہ بتایا جا سکتا ہے کہ کون سے آلہ کا زخم نہین ہے مثلاً اگر کوئی تیز چاقو آلہ جارح کے نام سے عدالت مین پیش کیا جاوے اور زخم کے کنارے ناہموار ٹوٹے ہوئے اور شگافتہ پائے جائین تو اطمینان کے ساتھ کہا جا سکتا ہے کہ زخم اوس چاقو کا نہین ہے اور اسکا عکس بھی صحیح ہے ۔ اگر پیش شدہ آلہ جارح کند اور دھار دار ہے اور زخم کے کنارے صاف ہین اور اوسمین کوئی علامت کند ہتیار کے زخم کی نہین ہے تو اوس

صورت مین یہ کہا جا سکتا ہے کہ زخم کسی تیز آلہ سے لگایا گیا ہے - لیکن ایسی صورت مین جبکہ زخم کی ہیئت پیش شدہ آلہ جارح سے مطابقت رکھتی ہو طبیب فقط اسیقدر کہنے کا مجاز ہے کہ ممکن ہے یہ زخم اس آلہ سے لگایا گیا ہو -

اس بات کا کہنا طبیب کے امکان مین ہے کہ کوئی خاص زخم کسی خاص پیش شدہ آلۂ جارح کا زخم نہین ہے لیکن اس بات کا کہنا کہ کوئی خاص زخم کسی خاص پیش شدہ آلۂ جارح کا لگایا ہوا زخم ہے طبیب کے امکان سے خارج ہے - جہان ہڈیان ٹوٹ گئی ہون وہان آلہ مستعملہ کا قرار دینا اور بھی مشکل ہے کیونکہ ہڈیون کی مضبوطی مین مختلف اشخاص مین فرق ہوا کرتا ہے - کسی کی ہڈیان تو ایسی نرم اور نازک ہوتی ہین کہ چھڑی کی چوٹ سے چور ہو جاتی ہین اور اسیطرح کھوپری بھی بعض اشخاص کی موٹی ہوتی ہے اور بعض کی باریک - مدراس کے علاقہ مین اکثر مرد اور عورتون کی ناگہانی لڑائیون اور جھگڑون مین ایک خاص آلہ کا استعمال ہوتا ہے جسکو چاول کوٹنے کا موسل کہتے ہین - ڈاکٹر چیورس نے اپنی کتاب مین اس آلہ کے زخمون کا مطلق ذکر نہین کیا ہے جس سے یہی استنباط ہوتا ہے کہ شمالی ہندوستان مین یہ آلہ کم ہوتا ہے - موسل اکثر بہت سخت لکڑی کا بنا ہوا ہوتا ہے اور قریب ساڑھے تین فیٹ کے لمبا اور ڈیڑہ انچہ سے دو انچہ تک قطر مین ہوتا ہے اور اوسکے ایک جانب کو ایک مضبوط لوہے کا پتر ڈیڑھ انچہ کا جڑا ہوا ہوتا ہے - اس آلہ کی ایک مضبوط ضرب یقینی پیام اجل ہے اور اگر یہ سر پر پڑے (اکثر اسکو سر ہی پر مارا کرتے ہین) تو کھوپری کے پرزے ہو جاتے ہین - اکثر یہ ہوتا ہے کہ قاتل ایک ہی ضرب پر اکتفا نہین کرتا بلکہ متواتر دو تین ضربین مارتا چلا جاتا ہے جس سے کھوپری چور چور ہو جاتی ہے اور بھیجا نکل پڑتا ہے - بعض اوقات موسل کی چوٹ سے ایسا سیدھا اور کٹا ہوا زخم پیدا ہو جاتا ہے کہ اوسکو تلوار کے زخم سے تمیز کرنا مشکل ہے - تجربہ سے اور نیز رپورٹون کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ موسل

نے سے قتل کرنے کے مقدمات زیادہ تر اضلاع بلاری کرنول اور کڑپا مین ہوا کرتے ہین اور یہ
مقدمات اکثر باہمی سخت کلامی اور گالی گلوج سے جو اس ملک کی اراذل مین بہت عام چیز
ہے شروع ہوتے ہین اور بڑہتے بڑہتے لڑائی کی حد کو پہونچ جاتے ہین - ایسے مقدمات مین
ضربون کی تعداد اور زخمون کی کیفیت کو اچھی طرح سے دیکھنا ضرور ہے کیونکہ اس سے زیادتی
کی حد کا اندازہ ہوسکتا ہے اور فعل کا بالارادہ یا بلا ارادہ ہونا مستنبط ہوتا ہے - جیسا کہ کہا گیا موسل
سے قتل کرنے کے مقدمات اکثر آپس کے ناگہانی جھگڑون اور لڑائیون سے پیدا ہوجاتے ہین
لیکن یہ آلہ اسقدر شدت سے خطرناک ہے کہ ہر ایک شخص جو معمولی عقل بھی رکھتا ہو یہ خیال کرسکتا
ہے ایسے آلہ کی چوٹ سے بھی ہلاکت واقع ہونے کا احتمال ہے اور جب تک سخت اور
ناگہانی باعث اشتعال طبع نہ دیکھا جاوے مجرم مرتکب قتل عمد سمجھا جاتا ہے لیکن عموماً ایسے
مقدمات مین جج کی طرف سے کمی سزا کی سفارش کیجاتی ہے - ۱۸۸۴ء مین کڑپا کی سشن
مین اسی قسم کا ایک مقدمہ پیش ہوا جسمین ملزم کے ذمہ ایک عورت کو موسل سے مار ڈالنے
کا جرم قائم ہوا تہا - ملزم اپنی جورو سے لڑا اور اوسکو مار رہا تہا کہ اسمین متوفی جو کہ اوسکی چچی تہی بیچ
مین آگئی اور اوسکو سمجھانے لگی ملزم نے موسل اوٹہا کر متوفی کے سر پر تین ضربین اور جسم پر
تین ضربین مارین - سر جکنا چور ہوگیا تہا اور تہوڑا سا بھیجا باہر نکل آیا تہا - ایسا معلوم ہوتا ہے
کہ پہلی ہی ضرب مین روح پرواز کرگئی - ملزم کی نسبت قتل عمد کا جرم ثابت ہوا اور حبس دوام
بعبور دریاے شور کی سزا ملی لیکن ہائی کورٹ مین تخفیف سزا کی سفارش کی گئی اور ہائی کورٹ سے
سزاے حبس دوام کی عوض مین پانچ سال کی قید بامشقت کی سزا دیگئی -

ڈاکٹر چیورس لکھتے ہین کہ بنگالہ مین وہ آلہ جس سے اکثر ہڈیان توڑی جاتی ہین لاٹھی ہی
یہ ایک پتلا اور لمبا بانس ہوتا ہے جسکو وہان کے باشندے چھڑی کی طرح پر استعمال کرتے ہین

اور لوسکے ایک طرف اکثر لوسہ ہے کی شام ہوا کرتی ہے اس آلہ سے بہی علی الخصوص جب سر پر لگایا جاوے بڑی سخت چوٹ لگتی ہے لیکن یہ اوسقدر شدت کے ساتہ خطرناک نہین ہے جیسا مدراس حاطہ کا موسل اور ایسی صورت مین بہی مجرم کے ارادہ کا استنباط ضرب کی شدت سے ہوسکتا ہے لیکن یاد رکہنا چاہیئے کہ اس ملک مین جسوقت ایک دفعہ آتش غضب اس درجہ تک مشتعل ہوگئی کہ مجرم نے ہاتہ چلایا تو پہر معلوم ہوتا ہے کہ اوسپر خون سوار ہوجاتا ہے اور وہ اپنے مغضوب علیہ کے مرجانے کے بعد بہی وار پروار کئے جاتا ہے ممکن ہے کہ ایسی حالت غضب مین مجرم اپنے فعل کے نتائج سوچنے سے معذور ہوجاتا ہو اور یہ شہادت پر موقوف ہے کہ آیا اوسکا غصہ بوجہ کسی سخت اور کافی اشتعال طبع کے تہا یا نہین۔ لہٰذا استحقاق حفاظت خود اختیاری مین جان لینے کا حق اوسی وقت تک قایم رہتا ہے جب تک جان یا مال کے لیے خطرہ قایم رہے لیکن ایسے خطرہ کے گذرجانے کے ساتہ ہی استحقاق حفاظت خود اختیاری بہی معدوم ہوجاتا ہے اور اوسوقت مین کسی قسم کی جبر و زیادتی کا ارتکاب جرم ہے مثلاً اگر کوئی چور یا ڈاکو کسی شخص پر حملہ کرے اور وہ اوسکو پہلی ہی ضرب مین بلاقتل کئے ہوئے بیکار کردے پس اس صورت مین اوس سے ضرر پہونچنے کا احتمال باقی نہین رہتا اور حملہ کنندہ کو کوئی حق نہین رہتا کہ پہر اوسپر وار کرے اور اگر اس قسم کے وار سے وہ چور یا ڈاکو ہلاک ہوجاوے تو شخص حملہ کنندہ قانوناً ذمہ دار سمجہا جاوے گا البتہ ممکن ہے کہ شدت غضب کی وجہ سے خون سر پر سوار ہوجانے کا واقعہ جو اکثر ایسے مقدمات مین پایا جاتا ہے تخفیف سزا کا موجب قرار دیا جاوے۔

نظایری مقدمات مین مقدمہ نمبر ۱۰ اسکی ایک دلچسپ مثال ہے اور نیز وہ مقدمہ جسکا ذکر صفحہ ۱۷ پر کیا گیا ہے۔

نظایر متعلقہ حصہ اول باب اول

مقدمہ (نمبر ۱) سرکار بنام سوندانم ضلع میڈورا مئی وجون ۱۸۵۹ء - اس مقدمہ مین متوفی کو دو اور شخصون نے مسروقہ مویشی کی تلاش مین گانون سے نکلنے کی ترغیب دی - چوتھے دن متوفی کی لاش کا پتہ اسطرح پر ملا کہ کھوپری کئی مختلف مقامات پر - سفید بال - ایک جوڑا جوتہ اور ایک تھیلا چلک پتہر کا - گدھ اور گیدڑ وغیرہ جانوران درندہ نے ہڈیان بالکل صاف کردی تہین - لیکن شہادت قرینہ موجود تھی اور مجرم اول کو قتل کی سزا ملی اور مجرم دوم کو حبس دوام بعبور دریاے شور کی (دیکھو رپورٹ فوجداری عدالت مدراس بابت ۱۸۵۹ء)

مقدمہ (نمبر ۲) سرکار بنام مہا بالیا ضلع ہنور جون ۱۸۵۹ء - متوفی ایک برہمن تہا جو ایک ہنڈوی کی رقم لینے کو جمعہ کے روز بہیجا گیا تہا روپیہ لیکر واپس نہین آیا اور چارشنبہ آیندہ کو ایک شخص کی لاش ملی جسکے جسم پر زنار برہمنی تہی گواہ لاش کی شناخت نہین کرسکے کیونکہ چہرہ بالکل گل گیا تہا - متوفی کے کچھ کپڑے جو لاش کے قریب ملے تھے شناخت کئے گئے اور چند اشخاص جو اخیر وقت مین متوفی کے ساتھ تھی شہادت قرینہ کی بنا پر سزایاب ہوئے - جج نے لاش نہین شناخت ہونے کی بنا پر حبس دوام بعبور دریاے شور کی سزا تجویز کی لیکن فوجداری عدالت سے ملزم کو سزا قتل کی ہوئی کیونکہ اسمین کچھ شبہہ نہین تہا کہ وہ لاش شخص مفقود الخبر کی تہی -

مقدمہ (نمبر ۳) یہ مقدمہ سبب ہلاکت کے مشکوک ہونے کی نظیر ہے

سرکار بنام منی سوامی چٹی ضلع چتور اگست ۱۸۶۱ء - اس مقدمہ مین ملزم متوفی کا بہائی تہا اور اوسپر یہ جرم قایم کیا گیا تہا کہ اس نے متوفی کی آنکھہ مین ایک سوا بہونک دیا جسکے صدمہ سے وہ مرگیا - ایک گواہ نے اپنا چشم دیدہ واقعہ بیان کیا کہ ملزم نے متوفی کی بائین آنکھہ مین سوا بہونک دیا

اور جب اوسنے مزاحمت کی تو ایک زخم اوسی سوئے سے چھاتی پر بھی لگا یا - اور گواہون نے بعد مرنے کے آنکھ سے خون نکلتے ہوئے دیکھنا بیان کیا دو روز بعد واقعہ کے لاش شفا خانہ مین دیکھی گئی - ایک ڈریسر نے بیان کیا کہ لاش اسقدر پھولی ہوئی تھی کہ اوسپر کسی قسم کا زخم نظر نہین آیا - بائین آنکھ اور کنپٹی کو چیر کر بھی دیکھا لیکن کچھ معلوم نہین ہوا دوسرے ڈریسر نے بیان کیا کہ مین نے بائین آنکھ کے کونے پر ایک زخم دیکھا جو سوئی کا کوچہ ہوا معلوم ہوتا تھا - ضلع کے طبیب نے اٹھارہ دن بعد ہلاکت کے کھوپری کو امتحان کیا لیکن حدقہ چشم کی ہڈی مین کوئی بات خلاف طبیعت نہین معلوم ہوئی اتنا البتہ اس ڈاکٹر نے بیان کیا کہ ہڈی مین ایک شگاف تھا جسکی راہ سے ممکن ہے کہ سوا دیدہ ون مین ہوکر دماغ کو پہونچا دیا گیا ہو - لیکن چونکہ لاش زیادہ سڑ گئی ہے کوئی بات یقین کے ساتھ نہین کہی جا سکتی ملزم پر جرم قتل انسان مستلزم سزا ثابت ہوا اور تین سال کی قید بامشقت دی گئی - اس مقدمہ مین مشکل امر اول یہ ہے کہ جسوقت سوئے کا زخم اسقدر شدید تھا کہ متوفی فوراً اوسکے صدمہ سے ہلاک ہوگیا تو پھر اوسکا کوئی نشان لاش پر کیون نہ باقی رہا اور دوسرا یہ کہ دو ہی دن بعد مرنے کے جسوقت لاش زیادہ بوسیدہ نہین ہوسکتی تھی اوسپر کوئی علامت جبر و زیادتی کی نہین پائی گئی - ظاہر ہے کہ عہدہ داران دیہی کو اس مقدمہ مین زخم کی صورت کو پوری طرح سے بیان کرنا چاہیئے تھا اور ڈریسرون نے جو امتحان لاش کا کیا وہ بھی کافی نہ تھا

(رپورٹ فوجداری عدالت مدراس بابت سنہ ۱۸۶۶ء)

مقدمہ (نمبر ۴) اس مقدمہ مین سبب ہلاکت محض قیاسی تھا -

سرکار بنام کولور کندی یلوراموٹی ضلع تلیچری ستمبر سنہ ۱۸۶۱ء

اس مقدمہ مین ایک طرف تو یہ بیان کیا گیا کہ متوفی ہیضہ سے مرا اور دوسری طرف یہ کہا گیا کہ وہ مار پیٹ کی وجہ سے جو اوسپر گذشتہ شام کو پڑی تھی فوت ہوا - لاش چیری نہین گئی تھی اور

اور کئی گواہون نے مارپیٹ کی گواہی دی اور کئی نے قے اور دست کا ہونا بیان کیا لیکن انکے بیانات مین اختلاف تھا۔ ہال صاحب جج نے اپنی راے یون لکھی کہ مین اسیسرون کے ساتھ اتفاق کرتا ہون کہ متوفی جو کہ ایک صحیح اور تندرست آدمی تھا اس مارپیٹ کے بعد مضمحل ہو گیا اور اوسی کے صدمہ سے دوسرے روز سویرے مرگیا ہیضہ کی نسبت جو شہادت پیش ہوئی تھی اوسکو جج نے بالکل غلط قرار دیا اور یہ لکھا کہ ڈاکٹر ٹیلر کی راے کے بموجب مین بھی خیال کرتا ہون کہ متوفی شدت اضمحلال اور اعصاب کو صدمہ پہونچنے کیوجہ سے مرگیا۔ لاش عہدہ داران دیہی کے علم سے بہت جلد دفن کردی گئی اور ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ انہون نے ہیضہ سے مرجانے کے بیان کی نسبت جان بوجھکر اغماض کیا۔ اس مقدمہ مین ملزمین کی نسبت مارپیٹ کر کے ہلاک کرنے کے باعث ہونے کا جرم ثابت ہوا اور ایک ملزم کو تین سال دوسرے کو پانچ سال اور تیسرے کو ایک سال کی قید ہوئی اور یہ سزائین ہائیکورٹ سے بھی بحال رہین۔

ظاہر ہے کہ اس مقدمہ مین اگر عہدہ داران دیہی محضرنامہ درست طور پر مرتب کرتے تو مقدمہ کے فیصلہ مین بہت آسانی ہوتی۔

اسی قسم کا ایک واقعہ سنہ ۱۸۷۶-۷۷ع کی قحط سالی مین پیش آیا۔ مقام منا پلی پر ایک کیمپ قحط زدون کے واسطے قایم کیا گیا تھا۔ افسر نگرانکار ایک شب کو اس کیمپ مین اس غرض سے آئے کہ دیکھین انتظام درست ہے یا نہین۔ چونکہ کیمپ مین بالکل گھاس کی جھونپڑیان تھین قطعی حکم دیدیا گیا تھا کہ رات کو بجز باورچیخانہ کے جو پختہ عمارت تھی کسی جھونپڑی مین روشنی نہ رہنے پاوے اس افسر نے ایک مہتمم کو سوتا ہوا پایا اور اوسکے جھونپڑی مین ایک بتی جلتی ہوئی پائی جسکو اوسنے چھپر مین گھرس دیا تھا اور اوسکا شعلہ چھت سے قریب دو انچھ کے فاصلہ پر تھا افسر نے اس مہتمم کو جھونپڑی مین سے کھینچکر باہر نکالا اور چابک سے اوسکے جوتڑون پر خوب مارا اور کیمپ کے باہر

نکال دیا۔ کپ سے گانون کو (جو کہ دو میل کے فاصلہ پر تہا) جاتے وقت اس شخص نے راہ مین ہیضہ کیا اور دوسرے دن صبح کو شفاخانہ مین مرگیا۔

مقدمہ (نمبر ۵) اِس مقدمہ مین سبب ہلاکت کی نسبت غلطی ہوگئی تہی۔

ایک بیوہ فرنچ عورت جسکا نام موت بائی تہا اور مسکرات کا استعمال بکثرت کرتی تہی اپنے حجرہ مین ایک صندوق کے اوپر جسکے کنارے تیز تھے مری ہوئی ملی۔ چھتیس گھنٹے بعد موت کے لاش کا امتحان ایک طبیب اور ایک جراح نے کیا اور اونہون نے یہ رپورٹ کی کہ شانون پر اور سینہ پر اور علی الخصوص تیسری چوتھی اور پانچوین پسلیون پر ایکائی موسس (یعنی انجماد خون جو چوٹ سے ہوتا ہے) اور چوٹ کے نشان موجود ہین۔ گلے اور چہاتیون کے اوپر کے حصہ پر بہی ایکائی موسس ہے۔ سر پر ورم تہا اور چہری کی جلد کے نیچے نیچے خون پہیلا ہوا تھا اور ناک کے اندر منجمد خون موجود تہا پلک پر ایک زخم آدہے انچ کا تھا جو حدقہ چشم تک پہونچ گیا تہا اور ایسا معلوم ہوتا تہا کہ کسی تیز آلہ کا لگایا ہوا ہے۔ لیکن ان ڈاکٹرون کی راے مین وہ ہلاکت ناگہانی کا باعث نہین ہوسکتا تہا یہ بہی رپورٹ مین لکہا گیا تھا کہ یہ زخم یا تو سخت مار پیٹ سے پیدا ہوئے ہین یا گر پڑنے کی وجہ سے۔ ایک اور طبیب جو لاش چیرنے کے وقت موجود تہا لیکن اس مین شریک نہ تھا اوس نے بیان کیا کہ آنکھ پر بہی ایکائی موسس تہا اور آنکھ کے زخم کے کنارے کج اور ناہموار تھے۔

اس شہادت کے علاوہ یہ بات بہی ثابت ہوئی کہ متوفی اور اوسکے بیٹے اور بہو مین ہمیشہ باہم لڑائی ہوا کرتی تہی اور اسی بنا پر یہ دونون اوسکے قتل کے جرم مین ماخوذ ہوئے اور بیٹے پر تو سزاے قصاص جاری کی گئی لیکن بہو کو بوجہ حاملہ ہونیکے مہلت دی گئی۔ اس اثنا مین ڈاکٹر لوی کی راے اس مقدمہ مین لی گئی اور اونکی تحقیقات کا یہ نتیجہ نکلا کہ قتل ثابت نہین ہوا بلکہ

ہلاکت کا باعث سکتہ کوئی مادہ سبب قرار پایا - ڈاکٹر لوی نے اپنی راے مین منجملہ اور وجوہات کے یہ نکھا کہ کثرت شراب خواری کی وجہ سے انسان مین خونی سکتہ کی طرف میلان پیدا ہو جاتا ہے اور اسی وجہ سے سلاش کے امتحان کے وقت کھوپری کو کھول کر دماغ کی اندرونی حالت کو بغور دیکھنا چاہیئے تھا جس سے اصلی سبب خون جاری ہونے کا معلوم ہو سکتا اس قسم کا شخص جسمین پہلے سے مادہ سکتہ کا موجود ہے جسوقت حالت نشہ مین کسی تیز کنارے والی چیز پر گر پڑے تو خواہ مخواہ خون بہت سا نکلے گا - اور سر کی شرائین و آوردہ بھی نہایت بھرے ہوئے اور پھولے ہوئے پائے جاوینگے - یہ بات تو ظاہر تھی کہ آنکھ پر جو زخم تھا وہ باعث ہلاکت نہین ہو سکتا تھا - اور اوس ایکائی موسس کی نسبت جو شانون اور سینہ پر پایا گیا اور جسکو چوٹ کی طرف منسوب کیا گیا تھا ڈاکٹر لوی کے یہ راے ہوئی کہ یہ بالکل عام علامت حالت نزع مین مرنے کی ہے - اس شہادت کا نتیجہ یہ ہوا کہ فیصلۂ سابق منسوخ کیا گیا اور اوس سزا یاب بیٹے کے نام پر سے دو سال بعد سزا یابی کے قتل کا دھبہ مٹایا گیا یہ مقدمہ ۱۸۴۲ء مین ہوا اور اسکو ڈاکٹر بک نے نقل کیا ہے -

(نمبر ۶) وہ مقدمات جنمین لاشین بگاڑ دی گئی ہین -

ڈاکٹر چیورس نے اپنی کتاب مین بہت سی مثالین اس قسم کی لکھی ہین - بگاڑنا لاش کا یا تو اس غرض سے ہوتا ہے کہ شناخت نہو سکے جیسا بعض وقت چور اپنے کسی ساتھی کا جو مارا گیا ہو سر کاٹ لیتے ہین اور یا اس غرض سے کہ واردات کا شبہہ بیگناہ لوگون کے ذمہ ہو جاوے - انمین سے پہلی شق کی بہت مثالین ہین اور سب سے پرانی شاید وہ ہے جسکو ہیروڈوٹس مورخ یونان نے اپنی تاریخ مین بیان کیا ہے کہ ایک چور خزانۂ شاہی چرانے کو آیا اور گرفتار ہو گیا اوس وقت اوسنے اپنے بھائی سے التجا کی کہ میرا سر کاٹ لے تاکہ مین پہچانا نہ جاؤن - اس قسم کے واقعات بنگالہ مین بہت ہوئے ہین اور ڈاکٹر چیورس نے اونکو ذکر کیا ہے جنکے منجملہ یہ ہے اگست ۱۸۶۹ء

مین ضلع لوہردگا کے موضع بسالانگ مین ایک بہت مشہور ڈاکہ پڑا جسکا تذکرہ اخبارون مین ہی تھا - زمیندار نے ڈاکوون کا تعاقب کیا اور آپسمین جنگ ہوئی اور ڈاکو سخت زخمی ہوئے لیکن اونکے ہمراہی جرات کر کے اونکے سر کاٹ کر اپنے ساتھ لیگئے تاکہ شناخت نہو سکے -

دوسری شق کی بہی جسمین لاش بیگناہون پر شبہ ڈالنے کی غرض سے بگاڑی جاتی ہے بہت مثالین ہین - ضلع پٹنہ مین ایک ٹھیکہ دار اور رعایا مین باہم مہینون سے نہایت بدمزگی تھی اور بالاخر رعایا نے ٹھیکہ دار پر آفت لانے کا ارادہ کیا اور ایک شخص جگا گوالے کو جو اپاہج تھا مار کر اوسکا خون ٹھیکہ دار پر رکھا - اس مقدمہ مین دس آدمی ترید ریافت رہے اور دو کو پھانسی ہوئی

رپورٹ نظامت عدالت بنگالہ جلد چہارم بابت ۱۸۵۶ء مین بہی اسی قسم کا ایک مقدمہ ضلع ترہوت کا لکہا ہے - ایک گونگے اور بہرے فقیر کی لاش بہت کچھ کٹی ہوئی اور ٹکڑے ٹکڑے ایک شخص کی دیوار سے لگی ہوئی ملی جس سے ملزم کو عداوت تھی - جج نے چار شخصون کو سزا دی لیکن عدالت مافوق نے سب کو چہوڑ دیا -

سنہ ۱۸۶۹ء بابت ۱۸۷۰ء مین ایک مقدمہ ضلع گڑپا کی عدالت سشن مین پیش ہوا جسمین ملزمین کی طرف سے بہی دلیل پیش کی گئی تھی کہ متوفی فقط ملزمین کے اوپر جرم قایم کرنے کے واسطے قتل کیا گیا - لیکن مسٹر ہچنس جج نے بالکل ایسی خلاف فطرت بات کے یقین کرنے سے انکار کیا اور ملزمین کے وکیل کو چشم نمائی کی کہ اس قسم کا جواب نہین پیش کرنا چاہیئے - پچیس سال کے قریب ہوئے کہ ضلع ترچناپولی مین بہی ایسا ہی مقدمہ ہوا تھا - ایک شخص نے جو نہایت ضعیف تھا اور جسکا وقت آچکا تھا اپنے بیٹون کو اس بات پر امادہ کیا کہ اوسکو مار کر اوسکی لاش ایسے مقام پر رکہدین کہ قتل کا شبہہ ایک قرابت دار کے اوپر جس سے ان لوگون کو عداوت تھی قایم ہو جاوے - اوس شخص بیگناہ پر مقدمہ قایم ہوگیا اور قریب تھا کہ یہ لوگ کامیاب ہو جاوین لیکن بالاخر فریب کہل گیا

ہاتھ اصلی مجرم سزایاب ہوسے۔

سب سے بدتر مقدمہ اس قسم کا ضلع پٹنہ مین ہوا۔ ایک عورت نے اپنی خوردسال لڑکی کو زہر دیا اور اوسکی لاش اپنے ایک ہمسایہ کے مکان مین جس سے اوسکو عداوت تھی رکھدی اور اوسپر دعوی قتل کا کیا۔

ڈاکٹر چیورس لکھتے ہین کہ ہندوستان مین یہ ایک مشہور طریقہ ہے کہ جب کبھی کوئی شخص ناگہانی طور پر طبیعی اسباب سے مرجاتا ہے تو اوسکی لاش کو بگاڑ کر اور اوسپر انواع و اقسام کے زخم لگا کر کسی ایسی جگہ پر اپنے دشمن کے مکان سے قریب رکھدیتے ہین جہان وہ باسانی برآمد ہوجاوے اور شبہہ اوس شخص کی نسبت پیدا ہو۔

مقدمہ (نمبر ۷) اس مقدمہ مین زخمون کے ہیئت سے تمیز ہوسکتی تھی کہ مقدمہ قتل کا ہے یا خودکشی کا۔

۱۸۶۳ء مین ضلع کڑپا کے اپریل سشن مین یہ مقدمہ پیش ہوا۔ ایک شخص نے ایک روز نا نہیر سنے اپنے ہمسایہ کے مکان کے پیچھے شور سنا اور مکان مین جا کر سب کو جگا دیا۔ جسوقت مکان کے عقب مین گئے تو ایک شخص کو باہر نکلتے ہوسے دیکھا اور تھوڑی دور جا کر ایک عورت جو گھر مین نوکر تھی خون مین تر ملی اور اوسکا گلا کٹا ہوا ملا۔ عورت اپنے حواسون مین تھی لیکن بات نہین کرسکتی تھی اور کوئی آلہ کسی قسم کا اوسکے قریب نہ تھا ایک اور ملازم جو اوسی جگہ سوتا تھا ملزم قرار دیا گیا اور جب اوسکو کئی اور آدمیون مین ملا کر مجروحہ کے سامنے لائے تو اوسنے فوراً اوسکی طرف اشارہ کیا کہ اسنے میرا گلا کاٹا ہے۔ ملزم کا جواب یہ تھا کہ اس عورت نے مجھسے خواہش کی کہ مین اسکو بھگا لیجاؤن اور جب مین نے اوسکا کہنا نہ کیا تو اوسنے خود اپنا گلا کاٹ لیا۔ وہ عورت شفاخانہ مین بھیجی گئی اور کئی دن تک زندہ رہی طبیب نے زخمون کی نسبت بیان کیا کہ وہ داہنے سے بائین کیطرف

کو تھے۔ دو زخم لگے تھے اور ہر ایک کا گہراحصہ داہنی طرف کو تھا اور بائین طرف کو زخم ہلکا اور
سطحی ہوگیا تھا۔ عورت[۵۱] خود داہنی ہاتھ سے کام کرنیوالی تھی۔ اس مقدمہ مین ثابت ہوگیا کہ مقدمہ
خودکشی کا نہین ہے کیونکہ داہنے ہاتھ سے کام لینے والے شخص کیواسطے بائین ہاتھ کو استعمال
کرنا خلاف قیاس ہے۔ اور پھر بائین ہاتھ سے دو زخمون کا پے درپے لگانا اور بھی زیادہ
خلاف قیاس ہے علاوہ اسکے خودکشی کی حالت مین کسی آلہ کا قریب ملنا ضروریات سے تھا۔
ملزم کو سزا قتل کی دیگئی اور فیصلہ ہائی کورٹ سے بحال رہا۔

نمبر (۸) وہ مقدمات جنمین ظاہری سبب ہلاکت کچھ اور تھا اور اصلی سبب کچھ اور
مارچ سنہ ۱۸۷۵ء مین ایک ۷۰ سالہ عورت کے اوپر یہ جرم قائم ہوا کہ اوسنے ایک فقیرنی کو
طمانچہ سے مار ڈالا فقیرنی طمانچہ کے صدمہ سے بیہوش ہوگئی اور دس منٹ مین مرگئی۔ امتحان
سے معلوم ہوا کہ اصلی سبب ہلاکت کا یہ تھا کہ اسے آرٹا[۵۲] مین اینورزم[۵۳] ہوگیا تھا جو طمانچہ کے صدمہ
سے ٹوٹ گیا۔ طبیب کی راے یہی تھی کہ بیماری خود مہلک تھی لیکن طمانچہ کی چوٹ سے ہلاکت
جلد وقوع مین آگئی۔

ڈاکٹر چیورس نے اپنی کتاب مین بہت سی مثالین اسکی لکھی ہین کہ پہلے اشخاص مارے

---

[۵۱] اکثر اشخاص کو داہنے ہاتھ سے زیادہ کام لینے کی عادت ہوتی ہے اور یہی ہاتھ زیادہ قوی ہوتا ہے لیکن بعض اوقات خلاف طبیعت بعض اشخاص بائین ہاتھ سے زیادہ آسانی کے ساتھ کام لے سکتے ہین اور انمین یہی ہاتھ زیادہ قوی ہوتا ہے۔

[۵۲] آرٹا اوس بڑی شریان کو کہتے ہین جو قلب کے بائین طرف سے نکلی ہے اور جسکے ذریعہ سے تمام جسم مین خون تقسیم ہوتا ہے۔

[۵۳] اینورزم شریان کے پھوڑے یا پھول جانے کو کہتے ہین اور اس پھوے ہوئے مقام مین خون جمع ہوجاتا ہے۔

ننگئے ہین اور اوسکے بعد اِس غرض سے لٹکا دئے گئے ہین کہ معلوم ہو اُنہون نے خودکشی کی

تھوڑا عرصہ ہوا اس قسم کا ایک مقدمہ ہوا تھا اور جسوقت لٹکتی ہوئی لاش اوتار کر چیری گئی تو معدہ

مین ایک معتد بہ مقدار سنکھیا کا پایا گیا جس سے صاف ظاہر تھا کہ متوفی کو زہر دیا گیا تھا اور بعد

موت کے لاش لٹکائی گئی تھی -

نمبر (۹) وہ مقدمات جنمین ہلاکت بعد کسی مدت کے وقوع مین آتی ہے -

عموماً ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ قلب کے زخمون مین ہلاکت فوری ہوتی ہے لیکن بعض اسباب

ہین جنسے قلب مین زخم لگنے کے بعد بھی مجروح دنون اور ہفتون تک زندہ رہتا ہے - ڈاکٹر

ٹیلر نے لکھا ہے کہ منجملہ ۹۴ قلب کو چھیدنے والے زخمون کے جنکا امتحان کیا گیا کل دو ایسے تھے

جنمین ہلاکت ۴۸ گھنٹہ کے اندر وقوع مین آئی اور باقی مین چار سے لیکر اٹھائیس دن کے اندر -

ڈاکٹر چیورس اُس مقدمہ کا ذکر کرتے ہین جسکو مسٹر ولیم وائیٹ نے رنگون سے نقل کیا ہے -

۱۴ اپریل ۱۸۵۲ء کو ایک سپاہی رنگون کے مشہور بتخانہ کی حملہ مین زخمی ہوا - گولی بائین بغل کے اوپر

والی جلد کی تہ مین سے گھسی اور منحرف ہو کر صندوق سینہ مین پہونچی - مجروح کی حالت ظاہرا اچھی

تھی اور زخم بھی مندمل ہو گیا تھا لیکن چند روز بعد اوسکی صحت مختل ہو گئی اور بخار اور دق کے آثار

نمایان ہوئے - اوسکے مرنے سے چند روز پہلے قلب کی حرکت مین ضعف پایا گیا اگرچہ اس حرکت

مین خلاف طبیعت کوئی بات نہ تھی اور قلب کا انقباض اور انبساط درست اور مساوی تھا نہ ۲ جون

کو اس شخص نے نہایت لاغری اور ضعف کی حالت مین قضا کی - لاش کے امتحان سے معلوم ہوا

کہ گولی قلب کے بائین طرف کے اندرونی حصّہ مین جا بیٹھی تھی اور اوسکے اوپر قلب کے باریک باریک

رباطات اور اوتار کا جال بنگیا تھا -

۱۸۵۷ء مین کالی کٹ مین ایک عجیب مقدمہ ہوا - ۸ - اپریل کو ملزم نے متوفی کے اوپر سیندی

کے درخت کاٹنے کی چھری لیکر حملہ کیا اور چند زخم سر اور گردن وغیرہ پر لگائے۔ متوفی شفاخانہ مین بھیجا گیا اور وہان اُسنے ۴ مئی کو قضا کی۔ لیکن زخمون کے صدمے سے نہین بلکہ پیچش کی بیماری سے۔ ابا تھیکری سنے اظہار دیا کہ متوفی محض پیچش سے مرا لیکن میری رائے مین اُسپر زخم اسقدر تھے اور اُنکے سبب سے ضعف ایسا ہو گیا تھا کہ وہ اُسکے صدمہ سے ضرور مر جاتا۔ ملزم کی نسبت بارادہ قتل زخمی کرنے کا جرم ثابت ہوا اور سزا اسے حبس دوام دی گئی۔

نمبر (۱۰) استحقاق حفاظت خود اختیاری کا جھوٹا عذر پیش کیا جانا۔

یہ مقدمہ ضلع کرپا کے سشن مین جولائی ۱۸۶۳ء کو پیش ہوا۔ واقعات یہ تھے ملزم نے رات کو شور کیا کہ کوئی شخص کسی گھر مین نقب دے رہا ہے اور خود فوراً اوس گھر مین گیا اور ایک شخص کو نقب کے اندر سے نکلتے ہوئے دیکھکر اوسپر لوہے کی سلاخ سے حملہ کیا اور اُسکے پُرزے کر ڈالے۔ اپنے جواب مین ملزم سنے یہ بیان کیا کہ مین نے ڈاکو سمجھکر حملہ کیا اور مارا۔ دوران مقدمہ مین یہ بات ثابت ہوئی کہ متوفی اور ملزم دونون چور تھے۔ ان دونون مین باہم کچھ جھگڑا ہوا تھا لیکن پھر صلح ہو گئی تھی اور ملزم نے متوفی کو اسپر آمادہ کیا تھا کہ وہ اسی خاص واردات مین جسمین وہ مارا گیا ملزم کے ساتھ شریک ہو۔ جسوقت متوفی مکان کے اندر داخل ہوا تو ملزم نے شور کیا اور نقب سے باہر نکلتے وقت اُسپر ایسا سخت حملہ کیا کہ احتمال قوی ہے کہ ملزم فوراً ہلاک ہو گیا۔ ملزم کی نسبت جرم قتل عمد ثابت ہوا اور موت کی سزا تجویز کی گئی۔ لیکن اپیل مین ہائیکورٹ نے اوسکو سزائے حبس دوام بعبور دریاے شور سے مبتدل کر دیا۔

باب دوم

ہلاکت کی جوابدہی

ماہرین فن جیورِسس پروڈنس مین بہت کچھ اختلاف راے ہے کہ زخم مہلک کس قسم کے زخم کو کہنا چاہیئے - اِس ملک مین شاید اِس بحث کی ضرورت نہین ہے اور سب سے آسان طریقہ یہ ہے کہ اوس زخم کو مہلک کہا جاوے جو فی الواقع منجر بہلاکت ہو - انگلستان مین اِس بحث کی ضرورت زیادہ تر اسوجہ سے پائی گئی ہے کہ ملزم کو ضمانت پر چھوڑنے یا نہ چھوڑنے کا فیصلہ اسپر موقوف ہے - مثلاً مقدمہ سرکار بنام سالسبری مین جسمین ایک عورت پر الزام ایک شخص کو چھری مارنے کا تھا اُسنے عدالت مین درخواست کی کہ زخم پر پٹی لگاتے وقت میری طرف سے بھی ایک طبیب موجود رہے تاکہ معلوم ہوسکے کہ مریض کی جان کا کچھہ خطرہ نہین ہے اور مین ضمانت پر رہا ہوسکون -

ہندوستان کے قانون مین قتل عمد اور قتل بانسان مستلزم سزا مین فقط ارادہ کا فرق رکھا گیا ہے - اگر کوئی زخم منجر بہ ہلاکت ہوا اور وہ اسطرح پر یا ایسے آلہ سے لگایا گیا ہو کہ احتمال قوی ہلاکت کا تہا اوسوقت مین مجرم مرتکب قتل عمد کا سمجھا جاوے گا ورنہ قتل انسان مستلزم سزا کا انگلستان کے قانون مین کسیقدر فرق ہے لارڈ ہیل اِس فرق کو یون لکھتے ہین - اگر کوئی شخص مجروح کیا جاوے اور اصلی زخم مہلک نہو لیکن اوسمین گیانگ گرین پیدا ہوجاوے یا اوسکی وجہ سے بخار آجاوے اور مجروح اوس سے مرجاوے اوسوقت بھی مجرم پر قتل کا جرم

عائد ہوگا کیونکہ اگرچہ فوری سبب ہلاکت کا بخار یا گیانگ[۱] گرین تھا لیکن اصلی سبب زخم تھا۔ لارڈ ہیل کا قول ہے کہ جرم قتل عمد کیواسطے اسقدر کافی ہے کہ مجروح اوس زخم سے مرجاوے اگرچہ اصل مین زخم مہلک نہو اور محض علاج کی غفلت یا غلطی سے مہلک ہوجاوے۔ ایسی مثالین بہت ہین جنمین لوگ بہت ہی خفیف زخم سے بھی مرگئے ہین۔ ایک صورت مین ایک لڑکی کا پاؤن ایک ٹھیلہ گاڑی مین جالگا۔ اور ایک خفیف سی چوٹ پنڈلی پر لگی لیکن موروثی بیماری کے علامات شروع ہوگئے اور چند روز کے بعد وہ لڑکی اُس زخم کے صدمہ سے مرگئی۔ اگر یہ چوٹ اوسکو کسی اور شخص نے لگائی ہوتی تو لارڈ ہیل کی راے کے مطابق اُس شخص پر قتل انسان کا جرم عائد ہوتا۔ لیکن ہندوستان مین اس جرم کو نہ قتل عمد کہہ سکتے ہین اور نہ قتل انسان مستلزم سزا۔ برخلاف اسکے اگر کوئی شخص کسی مجمع مین تمنچہ چھوڑدے یا کسی پر تلوار کا حملہ کرنے مین خفیف سا زخم بھی لگادے اور اوس زخم مین گیانگ گرین پیدا ہوکر باعث ہلاکت ہو اوسوقت مجرم قتل عمد کا مرتکب قرار دیا جاوے گا کیونکہ اوسکا یہ فعل جان کیواسطے اس شدت سے خوفناک تھا کہ اوسکے نتائج کا وہ پورا ذمہ دار سمجھا جاوے گا اور اسصورت مین بھی لارڈ ہیل کا قاعدہ چسپان ہوگا یعنی اگر یہ بات بھی معلوم ہو کہ زخم سوء علاجی کیوجہ سے منجر بہلاکت ہوا یا یہ کہ اگر علاج درست طور پر ہوتا یا کوئی اور علاج ہوتا تو زخم منجر بہلاکت نہوتا تاہم مجرم مرتکب قتل کا سمجھا جاوے گا۔ لارڈ ہیل فرماتے ہین کہ البتہ اُس صورت مین جسوقت ہلاکت کا باعث زخم نہو بلکہ وہ دوائین یا وہ جراحی عملیات ہون جو اوس زخم کو چنگا کرنے کے لئے استعمال کئے گئے ہون اُسوقت مجرم قاتل نہین ٹھہر سکتا ہے۔ بغور دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ یہ فرق بہت ہی باریک ہے اور ڈاکٹر ٹیلر نے بہت درست لکھا ہے کہ خفیف زخمون مین البتہ خود زخم کے نتائج اور

---

[۱] گیاگرین۔ غذا نہ پہونچنے کی وجہ سے کسی حصۂ جسم کے مردہ ہوجانیکا نام ہے۔

سوء علاجی کے نتائج مین فرق کیا جا سکتا ہے لیکن کاری زخمون مین اور شدید چوٹون مین اس قسم کی تفریق اطمینان کے ساتھ نہین ہوسکتی اور قرین قیاس یہی ہے کہ اگر یہ امر ثابت ہوجاوے کہ زخم فی الواقع مہلک نہ تھا مگر سوء علاجی کیوجہ سے منجر بہلاکت ہوگیا تو کوئی جوری مجرم کو سزاے قتل کا مستوجب سمجھے گا (دیکھو مقدمہ نمبر ۱۱) - اسکی مثال مین کئی مقدمات بطور نظیر لکھے گئے ہین اور منجملہ اونکے دو کا ذکر بیان کیا جاتا ہے -

ہباک ایون کے مقدمہ مین (مقام برتھ سنہ ۱۸۳۰ء) ملزم پر جرم ایک لڑکے کے قتل کا تھا ملزم نے مقتول کے شانہ پر ایک گھونسا مارا جسکے صدمہ سے ہاتھ اوکھڑ گیا - اس چوٹ لگنے کے دو دن بعد ایک ناتجربہ کار جراح سے شانہ ٹھوایا گیا اور اوسکی سوء عملی کی وجہ سے ورم ہوگیا اور چونکہ لڑکا بالطبع اسکرافیولس تھا ورم کے صدمہ سے مرگیا -

ایک اور مقدمہ مین (سرکار بنام گنگ غنات لیوس سمر اسائیزیز سنہ ۱۸۵۴ء) باہمی دنگہ مین ایک شخص کے انگوٹھے مین دانت لگ گیا - وہ ایک عطائی کے پاس گیا اور اوسنے مرہم حار لگا دیا جس سے ورم پیدا ہوگیا اور ہاتھ کاٹ ڈالنے کی ضرورت پڑی جسکے صدمہ سے وہ مرگیا - اس امر کا ثبوت دیا گیا کہ اصلی چوٹ بہت خفیف تھی اور اگر سوء علاجی نہوتی تو ضرور اچھی ہوجاتی - ان دونون مقدمات مین مجرم بری ہوگئے -

اس ملک کے قانون کے بموجب مقدمہ اول مین ملزم کو ضرور ضرر رسانی شدید کی سزا دیجاتی اور دوسرے مقدمہ مین محض ضرر رسانی کی - ہندوستان مین اس ملک کے باشندون کیلیے

---

۵۱ اسکرافیلا - ایک موروثی مرض کا نام ہے جسمین گلے اور اور مقامات پر غدود بی دبل پیدا ہوجاتے ہین اور یہ اکثر اوقات پکجاتے ہین رفتہ رفتہ یہ مرض ہڈیون پر اثر کرتا ہے اور سل کی بیماری اور دق بھی اس سے پیدا ہوجاتی ہے - اسکرافیولس اوس شخص کو کہتے ہین جسمین اس مرض کا مادہ بالطبع یا موروثی طور پر موجود ہو -

اکثر اوقات طبیب کا ملنا محال ہوتا ہے اور بہت سی صورتین ایسی واقع ہوتی ہین جنمین خفیف زخم بھی عدم علاج کیوجہ سے منجر بورم و ہلاکت ہوجاتے ہین۔ ایسے مقدمات مین شاید عمدہ طریقہ عمل آور ہی کا یہی ہے کہ مجروح کی حالت اور آلہ جارح کی طرف نظر کیجاوے۔ محض سوء علاجی یا عدم علاج ملزم کے بری کرنے کو کافی نہین ہوسکتا۔ اور مقدمہ گورنر وال مین لارڈ چیف بارن نے جوری کو مقدمہ سمجھاتے وقت صاف کہا ہے کہ کوئی شخص اسکا مجاز نہین ہے کہ کسی دوسرے کو ایسے خطرہ کی حالت مین ڈالدیوے کہ جس سے بچنا محض اوس شخص کی خوش تدبیری پر موقوف ہوجاوے ایک اور مقدمہ مین بھی (بنٹ بنام گرڈلی اسچکر سیٹنگس ہیلری ٹرم ۱۸۴۵ء) اسی قسم کا فیصلہ ہوا ہے۔ اس مقدمہ مین ایک لڑکے کے بازو ٹوٹ جانے کی وجہ سے ہرجہ کا دعوے ہوا تھا۔ مدعی علیہ کی طرف سے یہ عذر پیش ہوا کہ اس بازو مین پہلے سے چوٹ موجود تھی جسکی وجہ سے وہ بآسانی ٹوٹ گیا۔ لیکن چیف بارن نے اپنے فیصلہ مین یہی کہا کہ کوئی شخص مجبور نہین کیا جاسکتا کہ وہ اپنے جسم کو ایسی صحت اور مضبوطی کی حالت مین رکھے کہ اوسکے اوپر بیجا حملہ کرنا جائز ہوجاوے اور جو شخص اس قسم کا حملہ کرتا ہے وہ اوسکے تمامی نتائج کا ذمہ دار سمجھا جاوے گا۔ ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ یہ بات معلوم ہے کہ اگر وہ شخص جسپر حملہ کیا جاوے کم سن بچہ یا پیر ناتوان ہو یا کسی مہلک مرض مین گرفتار ہو تو اسوقت مین تھوڑی سی چوٹ بھی منجر بہلاکت ہوجاتی ہے اور ایسے قتل کا مرتکب البتہ پوری طرح سے ذمہ دار ہے۔ جو زخم ہلاکت کی تعجیل کا باعث ہو وہ خود ہلاکت کا باعث ہے اور ملزم صورت واقعہ کے لحاظ سے قتل عمد یا قتل انسان مستلزم سزا کا مرتکب سمجھا جاوے گا۔ لارڈ ہیل کی راے ہے کہ اگر کوئی شخص کسی ایسے مرض مین گرفتار ہو جس سے تھوڑی مدت کے اندر ہلاک ہوجانیکا احتمال ہو اور ایسے شخص کو کوئی ایسا زخم یا ضرر پہونچاوے جو اوسکی ہلاکت کی تعجیل کا باعث ہو تو یہ فعل قتل عمد سمجھا جاوے گا۔ اس راے کو ملک ہندوستان سے ایک خاص تعلق ہے کیونکہ اس

ملک مین اکثر اشخاص ورم طحال مین مبتلا ہوا کرتے ہین اور ادنی سی چوٹ سے طحال کے پھٹ جانے کا احتمال ہوتا ہے۔ ایسی صورتون مین جیسا کہ اوپر لکھا گیا شاید بہتر طریقہ یہی ہے کہ مجموعی صورت مقدمہ کی طرف نظر کیجاوے۔ اگر ٹھوکر مارنے کے صدمہ سے یا لکڑی کی چوٹ سے شخص متضرر (مثلاً طحال پھٹکر) ہلاک ہوجاوے تو اوس صورت مین مرتکب باعث ہلاکت سمجھا جاوے گا کیونکہ یہ فعل باوسکا شدت سے خطرناک تھا۔ اور یہی حکم گھونسہ مارنے کی نسبت بھی لگایا جاوے گا۔ لیکن اگر کوئی شخص کسیکو طمانچہ مارے تو اوسکے اس فعل کو بمشکل خطرناک کہا جاسکتا ہے۔ اس مقام پر ایک نہایت باریک سوال پیدا ہوتا ہے۔ مثلاً فرض کرو کہ کوئی شخص کسیکو ایسی ٹھوکر یا ایسی لکڑی کی ضرب مارے جو ضرب عادتاً ہلاک کرنے کو کافی نہو لیکن اوسکی وجہ سے مثلاً طحال پھٹ جاوے اور اس صدمہ سے شخص متضرر اچھا بھی ہوجاوے۔ ظاہر ہے کہ اگر شخص متضرر ہلاک ہوجاتا تو اوس صورت مین ملزم کی نسبت قتل عمد یا قتل انسان مستلزم سزا کا جرم عائد ہوتا لیکن چونکہ شخص متضرر اچھا ہوگیا پس سوال یہ ہے کہ آیا ملزم پر ان جرایم کے اقدام کا جرم عائد ہوگا یا نہین۔ ظاہرا تو کوئی عدالت بھی اوسکو ان جرایم کے ارتکاب مین ماخوذ نہین کرسکتی۔

بعض اوقات شخص متضرر جو زخم کے فوری صدمات سے اچھا ہوگیا ہو بخار یا اورام یا نتایج اورام یا خاص قسم کے دملون کی وجہ سے یا سرخ بادہ یا ڈلیریم ٹریمنس یا ٹٹنس یا گیانگ گرین یا کسی ایسے عمل جراحی کی وجہ سے جو اثنا ے علاج مین ضروری ہوگیا ہو ہلاک ہوجاتا ہے ان اسباب ہلاکت کو اسباب ثانیہ کہنا چاہیئے۔ مثلاً گلا کٹ جانے کی صورت مین اکثر اوقات مجروح دم خفا ہوکر مرجاتا ہے۔ مقدمہ نمبر ۲ مین جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے وہ عورت جسکا گلا کٹا تھا دس روز بعد واقعہ کے ورم شش کی بیماری مین مری تھی۔ ایسی صورت مین جہان زخم یا ضرر جسمانی ہلاکت کے اسباب ثانیہ مین سے ہوتا ہے وہان اس امر کا قرار دینا مشکل ہے کہ ہلاکت کی جوابدہی کہانتک شخص ضرر رسان کے

تو مہیب ہے - اور اسی وجہ سے جب کبھی ضرر جسمانی کی وجہ سے ہلاکت وقوع مین آئی ہو تو ایسے مقدمہ
کو درجہ اعلیٰ کی عدالت مین پیش ہونا چاہیئے اگرچہ یہ ہمیشہ نہین ہوا کرتا - مثلاً دسمبر سنہ ۱۸۶۸ع مین
ہیڈ اسسٹنٹ مجسٹریٹ نے ایک مقدمہ عدالت سشن ضلع کرنول مین سپرد کیا جسمین ملزم نے اپنی
جورو کو بیٹھنے کی ڈنڈی سے مارا تھا - جسکے صدمہ سے اُسکا طحال پھٹ گیا اور وہ عورت مرگئی -

اس مقدمہ کی نسبت سشن جج نے یہ راے دی کہ اسکو اسسٹنٹ مجسٹریٹ خود اپنے اقتدار کے
اندر فیصل کر سکتا تھا - ظاہر ہے کہ ایک مقدمہ ضرر رسانی جسمین اُس ضرر کے سبب سے ہلاکت وقوع مین
آئی ہو (اگرچہ وہ ضرر صریحاً اور بدیہیاً محض ضرر کیون نہو) حدّ اقتدار مجسٹریٹ سے خارج ہوجاتا ہے اور
سشن کے اقتدار مین آجاتا ہے اور ایسے مقدمات مین اس امر کا فیصلہ کرنا کہ ملزم کی جوابدہی کس درجہ
تک سے مشکل ہوجاتا ہے - ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ جہان ہر ایک مقدمہ مین ایک خاص صورت پیدا
ہوتی ہے وہان کسی عام قاعدہ کا قرار دینا محالات سے ہے لیکن اسقدر کہا جاسکتا ہے کہ ایسی صورتون
مین جہان اصلی زخم خفیف ہے اور اسباب ثانیہ جنکی وجہ سے ہلاکت وقوع مین آئی ہے مجروح کی خاص
جسمانی حالت یا اُسکی بے احتیاطیون اور زیادتیون سے متعلق ہین وہان انصاف کا اقتضا یہی ہے
کہ ملزم کو رہائی دیجاوے - لیکن ایسے مقدمات مین پیروکار سرکاری کو ضرور ہے کہ فرد قرارداد جرم مین
علاوہ قتل کے ایک اور جرم بھی شریک کرادیوے تاکہ اگر ملزم قتل کے جرم سے رہائی پاوے بھی تو
دوسرے جرم مین سزایاب ہوجاوے - اس خاص معاملہ مین انگلستان اور ہندوستان کے قانون
مین اختلاف ہے - انگلستان مین شخص حملہ کنندہ ہلاکت کا جوابدار سمجھا جاتا ہے اگرچہ ضرب کسیقدر
خفیف کیون نہو - لیکن اوسکی نسبت محض قتل انسان کا جرم ثابت سمجھا جاوے گا اور اس امر کا قرار دینا
جوری کا کام ہے اور جج کا یہ فرض ہے کہ سزا تجویز کرتے وقت اُس خاص حالت کا جسمین ضرب لگائی
گئی ہے اور نیز ملزم کے ارادہ کا بخوبی لحاظ رکھے - اسی وجہ سے بخوبی ممکن ہے کہ کسی شخص کی نسبت

جرم قتل انسان ثابت ہوا اور تاہم اوسکو بلحاظ واقعات کے بہت ہی خفیف سزا دیجاوے - لیکن ہندوستان مین از روے تعزیرات مجموعہ تعزیرات ہند محض اُس خاص آلہ جارح کی وجہ سے جو استعمال کیا گیا ہے جرم قتل عمد کی حد کو پہنچ جا سکتا ہے اور اُسوقت جج کو بجز اسکے چارہ نہین ہے کہ سزاے قتل یا حبس دوام بعبور دریاے شور تجویز کرے - مثلاً اوس خاص طریقہ قتل کی صورت مین جسکا ذکر باب گذشتہ مین کیا گیا اور جسکی مثال مین کرپا کے ضلع کا مقدمہ جسمین ایک شخص نے ایک عورت کو موسل سے مار ڈالا تھا لکھا گیا اگرچہ جج نے مجرم کی نسبت جرم قتل عمد قرار دیا لیکن اُسکے ساتھ تخفیف سزا کی سفارش کی اور ہائی کورٹ نے بھی اس سفارش پر عمل کرنا مناسب سمجھا -

ٹٹنس[۵۱] یہ مرض ہر قسم کی چوٹ کے نتائج مین پیدا ہو سکتا ہے - بعض اوقات شدید سے شدید زخمون مین بھی ٹٹنس نہین پیدا ہوتا اور بعض اوقات بہت ہی خفیف زخمون مین پیدا ہو جاتا ہے - اکثر اوقات یہ مرض پھٹے ہوے اور کچلے ہوے زخمون کے نتائج مین سے ہے - ڈاکٹر ٹیلر نے چند مثالین اسکی لکھی ہین - ایک شخص کا پیر پھسلا اور وہ چار ون خانہ چت گر پڑا دوسرے دن اسکو ٹٹنس کا مرض شروع ہوا اور ستر گھنٹے کے اندر مر گیا - ناک پر چوٹ لگنے سے بھی یہ مرض پیدا ہوتا ہے اور بعض اوقات بلا کسی سبب کے بھی ہو جاتا ہے - ڈاکٹر واٹسن نے ایک خاص صورت دیکھی ہے جسمین ایک شخص کو سخت قسم کا ٹٹنس ہو گیا تھا حالانکہ اُسنے کسیطرح کی چوٹ نہین کھائی تھی فقط ٹھنڈی ہوا اور بارش مین پھرا تھا - اِن مثالون سے معلوم ہوگا کہ طبیب کو اس امر کی شہادت دینے مین کہ آیا ٹٹنس زخم کی وجہ سے ہوا ہے یا نہین بہت سخت احتیاط لازم ہے اور اوسکو چاہیئے کہ لاش کو بہت غور سے اور احتیاط کے ساتھ امتحان کرے تاکہ معلوم کر سکے کہ کوئی زخم

---

[۵۱] ٹٹنس اُس مرض کو کہتے ہین جسمین اختیاری عضلات مین انقباض پیدا ہوتا ہے اور یہ اکثر زخم یا چوٹ کا نتیجہ ہوا کرتا ہے -

لاش پر اس قسم کا ہے جو باعث ٹٹنس کا قرار دیا جا سکتا ہے۔ مثلاً ایک خاص مقدمہ مین ایک لڑکے نے دوسرے لڑکے کو ایک گھونسا اور لات ماری اور اُس مجروح لڑکے مین ٹٹنس کی علامات شروع ہوئی اور وہ اُس ہی مرض سے مرا۔ لیکن جس وقت لاش کا امتحان کیا گیا تو پیر کے انگوٹھے کے گوشت مین ایک تازہ نشان نظر آیا اور دریافت سے یہ بات معلوم ہوئی کہ چھ روز اس واقعہ سے پہلے متوفی کے پیر مین ایک پرانی اور زنگ آلود کیل چبھ گئی تھی اور زخم پک گیا تھا اور فی الواقع یہی زخم ٹٹنس کا باعث تھا اور نہ وہ چوٹ جو اوسکو دوسرے لڑکے نے لگائی تھی۔ ڈاکٹر ٹیلر لکھتا ہے کہ ٹٹنس جو چوٹ کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے اُسمین اور اُس ٹٹنس مین جو طبیعی طور پر پیدا ہوتا ہے فرق کرنا گویا محالات سے ہے۔

سرخ باده[۵۱] - یہ مرض بھی مثل ٹٹنس کے بعض اوقات خفیف چوٹ سے پیدا ہوتا ہے اور بعض طبائع کا رجحان اسکی طرف زیادہ ہے۔ سرخ بادہ اکثر اوقات سر کے زخمون اور جلجانے کے بعد پیدا ہوتا ہے۔ ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ ایسی صورتون مین اسبات کا معلوم ہونا کہ شخص متضرر چوٹ کے صدمہ سے اچھا نہین ہوا اور ورم مین سرخ بادہ کی کیفیت پیدا ہو گئی اس مرض اور چوٹ مین تعلق سبب اور سبب ثابت کرنے کیواسطے کافی ہے۔ اِس مرض کے متعلق یاد رکھنا چاہیئے کہ اِسکے علامات اُن ہی مقامات پر پیدا ہوتے ہین جہان چوٹ لگی ہے اور اسوجہ سے بہ نسبت ٹٹنس کے اِس مرض مین تشخیص اس امر کی کہ چوٹ باعث مرض کا ہے یا نہین آسان تر ہے۔

ڈلیریم ٹریمنس[۵۲] جو لوگ کثرت سے شراب پینے کے عادی ہین اُن مین یہ مرض اکثر اوقات بہت

---

۵۱ سرخ بادہ جلد کی ورم کا نام ہے جو کسی ایک مقام سے شروع ہوتا ہے اور پھیل جاتا ہے۔ اس ورم کے ساتھ بے انتہا سوزش بھی ہوتی ہے۔

۵۲ ڈلیریم ٹریمنس اوس سرسام کو کہتے ہین جو شراب کی کثرت استعمال سے پیدا ہوتا ہے۔ یہ مرض شراب خوارون کے ساتھ مختص ہے۔

تھوڑی سے چوٹ سے بھی پیدا ہوجاتا ہے اسکی مثال مین ڈاکٹر ٹیلر نے مقدمہ سرکار بنام ہیوڈ کو لکھا ہے
اس مقدمہ مین متوفی پر حملہ کیا گیا لیکن کچھ زیادہ چوٹ نہین لگی - اسکے بعد ڈلیریم ٹرمنس پیدا ہوگیا اور متوفی
چند روز مین مرگیا - طبیب کی راے یہ تھی کہ ہلاکت کا باعث اعصابی صدمہ تھا جسکی وجہ سے ڈلیریم ٹرمنس
ہوگیا اور اعصابی صدمہ کا باعث وہ حملہ تھا جو متوفی پر کیا گیا - سوالات جرح کے وقت طبیب نے چوٹ
اور اعصابی صدمہ دونون کو ڈلیریم ٹرمنس کا باعث بیان کیا - مجرم نے رہائی پائی - لیکن اگر دیکھا جاے
تو یہ فیصلہ لارڈ چیف بارن کی اُس راے سے جسکا ذکر اوپر ہوچکا ہے بالکل مطابقت نہین رکھتا -
لارڈ چیف بارن فرماتے ہین کہ کوئی شخص مجبور نہین کیا جاسکتا کہ وہ اپنے جسم کو ایسی صحت اور مضبوطی
کی حالت مین رکھے کہ اُسکے اوپر بیجا حملہ جایز ہوجاوے - اِس مقدمہ مین اگر تین باتین ثابت ہوسکین
یعنی اول یہ کہ متوفی نے حملہ کے قبل اپنی طبیعت کو مشتعل نہین کیا تھا - دوم یہ کہ حملہ ناجایز تھا -
اور سوم یہ کہ صدمہ اعصابی اِس ہی حملہ کی وجہ سے پیدا ہوا تب البتہ ہلاکت کی جوابدہی ملزم کی نسبت خیال کی
جاوے گی -

جراحی عملون کی وجہ سے ہلاکت کا وقوع مین آنا - یہ ایک بہت بڑا مسئلہ ہی یعنی اگر شخص متضرر
کے اثناے علاج مین طبیب کو کسی عمل جراحی کی ضرورت معلوم ہو اور مریض اُس عمل کے صدمہ سے
مرجاوے تو طبیب کی جوابدہی کس درجہ تک سمجھی جاویگی - چونکہ اس مسئلہ کا بہت بڑا اثر طبیب پر
پڑتا ہے لہذا اسمین بہت کچھ بحث کی گئی ہے لیکن بظاہر ایسے مواقع مین دو ہی سوال پیدا ہوتے ہین
جنکے جواب پر فیصلہ جوابدہی کا موقوف ہے - اوّل یہ کہ آیا طبیب کی راے مین وہ عمل حفاظت جان
کے واسطے ضروری تھا اور دوم یہ کہ آیا وہ عمل جراحی طبیب نے جہانتک امکان مین تھا کما حقہ توجہ اور
احتیاط کے ساتھ کیا - اگر ان دونون سوالون کا جواب مثبت ہو تو اُسصورت مین ہلاکت کا باعث
وہی ضرر جسمانی سمجھا جاویگا جسکی وجہ سے عمل جراحی کا کرنا لازم آگیا تھا - لیکن یہ ضرور ہے کہ ایسے عمل جراحی

کی ضرورت حفاظت جان کیواسطے پیش آئی ہو - مثلاً اگر عمل جراحی محض کسی ایسی بدصورتی کے رفع کرنے کو جو چوٹ کی وجہ سے ہوئی ہو کیا جاوے تو اس صورت مین ہلاکت کی جوابدہی شخص ضرر رسان کے ذمہ نہین ہوسکتی اور اسیطرح اُس صورت مین بھی جب عمل جراحی حفاظت جان کے واسطے نہ کیا جاوے بلکہ کسی خاص عضو یا جزو بدن کو بیکار ہوجانے سے بچانے کیواسطے - مثلاً زید نے بکر پر حملہ کیا جسکی وجہ سے طبیب کی یہ راے ہوئی کہ اگر کوئی خاص عمل جراحی نہ کیا جاوے تو بکر اندھا ہوجاویگا بکر کے جان کا خوف نہین فقط بینائی ضائع ہوجانے کا خوف ہے - عمل جراحی کیا گیا اور اُسکے صدمہ سے بکر مرگیا پس اس صورت مین زید بکر کی ہلاکت کا ذمہ دار نہین ٹھہرسکتا -

ایسے مقدمات مین جہان عمل جراحی ہلاکت کا باعث ہوتا ہے اگر یہ امر ثابت ہوجاوے کہ بلا عمل جراحی کے بھی جان بچ سکتی تھی تاہم اگر طبیب نے اپنے علم اور واقفیت کی حد تک کما حقہ غور اور توجہ کے بعد راے دی ہے تو وہ ملزم نہین سمجھا جاوے گا - البتہ یہ بات ثابت کیجاسکتی ہے کہ عمل کے کرنے مین سخت غفلت کی گئی مثلاً طبیب کسی شریان کو باندھنا بھول گیا جسکے باعث مریض جریان خون کی وجہ سے مرگیا یا جیساکہ ڈاکٹر کیا سپر نے لکھا ہے طبیب نے ایک ٹکڑا امعا کا نال سمجھکر کاٹ ڈالا - ایسی صورتون مین عمل جراحی باعث ہلاکت سمجھا جاویگا اور نہ ضرر اصلی جسکی وجہ سے عمل کی ضرورت پڑی - (دیکھو مقدمات نمبر ۱۶ سے نمبر ۲۱ تک)

نظائر متعلقہ باب دوم حصہ اوّل

(مقدمہ نمبر ۱۱) اس مقدمہ مین ملزم ایک ایسی ہلاکت کا جو طبیب کی غلطی تشخیص کی وجہ سے عمل جراحی کے بعد وقوع مین آئی تھی ذمہ دار ٹھہرایا گیا - سرکار بنام یم - اس مقدمہ مین ایک شخص

لفٹننٹ سیٹن نے ڈیوال[51] مین گولی کھائی گولی جسطرف سے جسم مین داخل ہوئی تھی اُس راستہ مین معدہ کے نیچے ایک پھوڑا ہو گیا - مسٹر ارسٹن[?] اور دوسرے جراحون کی راے تھی کہ یہ پھوڑا فیمورل آرٹری (ران کی بڑی شریان) کا اینورزم ہے جو چوٹ کی وجہ سے پیدا ہوا ہے اور اسکے علاج کے واسطے اُنکی راے مین ایلیاک ارٹری (کولہے کی شریان) کا باندھدینا ضرور تھا - اس عمل جراحی کے صدمہ سے پیریٹونیم[52] مین ورم ہو گیا اور مریض نے قضا کی - لاش کے امتحان سے معلوم ہوا کہ یہ پھوڑا اینورزم نہین تھا بلکہ منجمد خون تھا جو فیمورل ارٹری سے نہین بلکہ اُسکی ایک سطحی اور بیقاعدہ شاخ سے نکلا تھا - وکیل مدعی علیہ نے طبیبون پر جرح کے سوالات کرنا چاہا اس غرض سے کہ ثابت کرے کہ زخم فی الواقع مہلک نہین تھا - لیکن جج ارل نے اپنی راے مین بیان کیا " مین سمجھتا ہون کہ تمہارا ارادہ خلاف مین شہادت لانے اور عمل جراحی کی درستی کی نسبت اعتراض کرنے کا ہے لیکن میری صاف راے ہے کہ اگر کوئی شخص کسی کو ایک خطرناک زخم لگا دے اور اچھے سے اچھے طبیب کی راے لیجاوے اور اُس راے کے بموجب کوئی عمل جراحی کیا جاوے جو فوری سبب ہلاکت کا ہو تو اُسصورت مین شخص ضرر رسان مجرم متصور ہوگا " وکیل مدعی علیہ نے جواب دیا کہ مین اسبات کے ثابت کرنے پر آمادہ ہون کہ کسی قسم کے عمل جراحی کی ضرورت نہ تھی اور اقلاً یہ کہا جاسکتا ہے کہ بہت ہی خفیف اور کم خطر عمل کافی تھا اور کیا جانا چاہیئے تھا - اُسصورت مین جب ہلاکت ایسے اسباب سے وقوع مین آوے جو زخم کے طبعی نتائج مین نہین ہین

---

[51] ڈیوال دو شخصون کے باہم اور برضامندی ہتیارون سے لڑنے کو کہتے ہین - اکثر اس لڑائی کا باعث ایک شخص کا دوسرے کی عزت پر حملہ کرنا ہوا کرتا ہے پہلے زمانہ مین یورپ مین یہ عام طریقہ بدلا لینے کا تھا لیکن اب جرم قرار دیدیا گیا ہے -

[52] پیریٹونیم اوس باریک جھلی کا نام ہے جو معدہ اور احشا کے اندرونی سطح پر ہے -

بلکہ جنکا تعلق زخم کے ساتھ ثابت کرنے کے لئے استدلال کی ضرورت پڑتی ہے تو شخص ضرب دہندہ مجرم نہیں سمجھا جاسکتا ہے - جج اول نے جواب مین کہا کہ میری صاف رائے ہے اور میرے بھائی رالف کو میرے ساتھ اتفاق ہے کہ جب ایسا زخم لگایا جاوے جو لائق طبیبون کی رائے مین خطرناک ہے اور ایسے زخم کا علاج (جو نیک نیتی کے ساتھ کیا گیا ہو) فوری باعث ہلاکت کا ہو تو اُس صورت مین وہ شخص جسنے زخم لگایا مجرم اور ذمہ دار سمجھا جاے گا اور نیز وہ لوگ جنہون نے اُسکی اعانت کی تھی - اِس خاص مسئلہ کا کوئی قطعی فیصلہ نہین ہوا اور چونکہ مدعی علیہ اور وجوہات سے رہا ہو گیا دوسرے ججون کی رائے اِسکی نسبت نہین لی گئی - اِس مقدمہ کی نسبت ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ اگر زخم نہ لگایا گیا ہوتا تو کسی قسم کی عمل جراحی کی ضرورت نہ پڑتی اور محض اسوجہ سے کہ طبیب ہوشیار نہ تھا یا یہ کہ ہوشیار طبیب نے غلطی کی مجرم بری الذمہ نہین ہو سکتا -

ہندوستان کے مقدمات جنمین ہلاکت اسباب ثانیہ کیوجہ سے وقوع مین آئی ہے اور ملزم قتل انسان کا ذمہ دار نہین ٹھہرایا گیا ہے -

(مقدمہ نمبر ۱۲) سرکار بنام بیسا گو نوشیو (کلکتہ ویکلی رپورٹر جلد ششم ستمبر ۱۸۶۶ء) ملزم اپنی جورو سے لڑا اور اُسکو ایک لات ماری جسکے صدمہ سے اُسکا طحال پھٹ گیا - او سکے بعد اپنے اِس فعل سے پشیمان ہوا اور جورو کو گود مین لیکر اُسکی مدد کرنے لگا - اور اسی حالت مین گرفتار ہوا - جرائم دفعہ ۳۲۰ و ۳۲۲ مجموعہ تعزیرات ہند نہین ثابت ہو سکے لیکن دفعہ ۳۱۹ و ۲۰۲ مین ایک سال کی قید سخت کی سزا پائی -

(مقدمہ نمبر ۱۳) سرکار بنام رابرٹ بروس سپاہی توپخانہ - ملزم نے ایک چھوکرے کو جو ورم طحال کی بیماری مین مبتلا تھا لات ماری اور ضرر رسانی کے جرم مین ماخوذ ہوا - چھوکرا اس چوٹ سے مر گیا لیکن جج نے تجویز مین کہا کہ ملزم کا ارادہ جان لینے کا نہ تھا تاہم چونکہ لات مارنا خصوص

اُس ملک کے آدمیون کو ایک نہایت خطرناک فعل تھا اسوجہ سے اُسکو چھ مہینہ کی قید سخت کی سزا دیگئی - (کلکتہ کرمنل کورٹ جون ۱۸۶۸ء)

اس قسم کے فیصلون پر نظر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر یہ مقدمات انگلستان مین ہوتے تو انمین سے بعض مین ملزم ضرور جرم قتل انسان کا مجرم ٹھہرایا جاتا -

لارڈ ہیل کی راے کے بموجب جسکا ذکر اُوپر ہوچکا ہے اس قسم کا ضرب جو فوری سبب ہلاکت کا ہو قتل عمد کی حد تک پہنچ جاتا ہے لارڈ ہیل صاف کہتے ہین "اگر کوئی شخص کسی ایسی بیماری مین مبتلا ہو جسکی وجہ سے اُسکے تھوڑے دنون مین ہلاک ہوجانے کا احتمال ہو اور کوئی دوسرا شخص اُسکو ایسی چوٹ پہنچاوے جس سے اُسکی ہلاکت مین تعجیل ہوجاوے تو ایسا ہلاک کرنا قتل عمد کی حد مین آجاتا ہے" لیکن ورم طحال بجاے خود کوئی مہلک مرض نہین ہے اور اس ملک مین ایسے مریض بلا کسی تکلیف کے برسون جیتے ہین - ورم طحال مہلک اُسیوقت مین ہوتا ہی جب کسی وجہ سے طحال پھٹ جاوے -

(مقدمہ نمبر ۱۴) جسمین سرخ بادہ کی نسبت یہ ٹھہرایا گیا کہ وہ نتیجہ چوٹ کا نہین ہے -

ایک شراب فروش کو جو زیادہ پینے کا عادی خیال کیا جاتا تھا کسی نے بائین گال پر شراب کے پیالہ سے مارا - چوٹ تو بیشک لگی لیکن جلد کو کسی قسم کا نقصان نہین پہنچا - تیرہ دن تک اُسکو چوٹ کا کوئی اثر نہین معلوم ہوا اور اُسکے بعد سُرخ بادہ شروع ہوگیا اور اُسی روز ڈلیریم ٹرمنس بھی ہوگیا - سولھوین دن سُرخ بادہ تمام پھیل گیا اور سترھوین دن مریض نے قضا کی - طبیب نے اپنی گواہی مین بیان کیا کہ قرین قیاس نہین ہے کہ سُرخ بادہ کسی چوٹ کے سبب سے تیرہ دن چوٹ لگنے کے بعد پیدا ہو اور اسوجہ سے اُسکی راے مین سُرخ بادہ کا باعث چوٹ نہ تھی - ملزم اسی بنا پر

چھوٹ گیا۔

(مقدمہ نمبر ۱۵) سرخ بادہ کا بوجہ پھوڑے کے پیدا ہونا اور نہ بوجہ زخم کے۔

۱۸۲۲ء میں ایک شکار گاہ کے محافظ کی نسبت ایک شکار چور کے قتل کا جرم قایم کیا گیا۔ محافظ نے اس شخص کے بائین شانہ مین گولی ماری تھی جسکی وجہ سے شانہ کاٹ ڈالنے کی ضرورت پڑی یہ شخص داہنے پاؤن کے سرخ بادہ سے مرگیا اور سوال پیدا ہوا کہ آیا سرخ بادہ اس ہی گولی کے سبب سے تو نہین ہوا۔ لیکن شہادت سے معلوم ہوا کہ متوفی کے بائین پیر مین ایک پھوڑا تھا اور متوفی کئی دن تک ہوا مین پھرا تھا اور جس شفاخانہ مین وہ گیا تھا وہان سرخ بادہ کی بیماری پھیلی ہوئی تھی بلکہ جو بستر متوفی کو دیا گیا وہ اس ہی مرض کے ایک مریض کا بستر تھا۔ اس بنا پر ملزم نے رہائی پائی۔

(مقدمہ نمبر ۱۶) عمل جراحی کی وجہ سے ہلاکت۔

کیلی کا مقدمہ نہایت مشہور ہے کیونکہ اس مقدمہ مین صاحبان جوری کی راے بالکل فیصلہ جات انگلستان کے برخلاف تھی۔ کیلی ایک پولیس کانسٹبل تھا جسکی گدی مین گولی لگی تھی اور وہ چار روز کے بعد مرگیا گولی نکالنے کے واسطے طبیب کو ضرورت اسکی معلوم ہوئی کہ زخم کو بڑا کرے اور اس عمل کے وقت کوئی بات ایسی نہین ہوئی جو باعث ہلاکت ہوتی۔ گولی نے اٹلس[۵۱] کی ہڈی کو توڑ کر اسکے پرزے کر ڈالے تھے اور گوشت کو چیر کر کے پھوڑا پیدا کر دیا تھا۔ گولی کو زخم مین سے نکالنا نہایت ضرور تھا اور اگر ایسا نہ کیا جاتا تو بلا شک ہلاکت گولی کے نہ نکالے جانے کی طرف منسوب کی جاتی۔ جس شخص نے گولی ماری وہ بخوبی شناخت کیا گیا لیکن وہ محض اس بنا پر چھوڑ دیا گیا کہ شاید ہلاکت بوجہ عمل جراحی کے وقوع مین آئی ہو۔ ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ اس مقدمہ مین انصاف نہونے کی زیادہ تر یہ وجہ ہوئی کہ جوری کو علاج کی نسبت راے قایم کرنے کی اجازت دی گئی حالانکہ جوری کا فقط یہ فرض

---

[۵۱] اٹلس ریڑھ کی ہڈیون مین سے پہلی ہڈی کا نام اور اسی ہڈی پر کاسہ سر حرکت کرتا ہے۔

تھا کہ وہ تجویز کرے کہ آیا ملزم ہی نے گولی ماری ہے یا نہین اور یہ کام جج کا تھا کہ وہ طبیب کی جوابدہی کے متعلق قانون بیان کرتا۔

(مقدمہ نمبر ۱۷) طبیب کی جوابدہی غلطی علاج کی صورت مین۔

مقدمہ سرکار بنام ڈکنس (اسٹافورڈ لنٹ اسائسز ۱۸۴۶ع) مین یہ فیصلہ ہوا تھا کہ جس صورت مین ایک ہی مرض کے متعدد علاج ہون جنکی نسبت اطباء حاذق مین اختلاف رائے ہی اور طبیب انمین سے کوئی ایک علاج کرے جسکو کسی ایک حاذق طبیب نے درست سمجھا ہو اگرچہ اوردن نے اُس علاج سے اختلاف کیون نہ کیا ہو تو ایسے طبیب کی نسبت سخت نادانی کا الزام نہین عائد ہوگا۔

(مقدمہ نمبر ۱۸) طبیب معالج سے معمولی لیاقت کی توقع کیجاویگی نہ اعلی درجہ کی لیاقت کی۔

مقدمہ گبسن بنام ٹنالی (نارفک لنٹ اسائسز ۱۸۴۶ع) مین یہ فیصلہ ہوا ہے کہ اہالیان جوری کو نہین چاہیئے کہ قصباتی اطبا سے اُس درجہ کی لیاقت کی توقع رکھین جو شہر کے اطبا مین ہوتی ہے اُنکو فقط معمولی لیاقت اور احتیاط اور ہوشیاری کی جو ایسے اشخاص مین ہونی چاہیئے توقع رکھنے کا حق ہے۔ اور جسوقت اس قسم کا طبیب اپنے فرض منصبی کے ادا کرنے مین اپنے علم اور دستکاری کو کماحقہ اور حتی الامکان کام مین لاوے تو نتیجہ کیسا ہی خلاف کیون نہو وہ بری الذمہ سمجھا جاوےگا۔ اگرچہ اصلی مقدمہ سرجن کا تھا لیکن یہ فیصلہ شاید مقدمات زخم مین بھی چسپان ہوگا۔ اور اگر مریض مرجاوے اور یہ بھی ثابت ہوجاوے کہ علاج اُسقدر عمدہ نہ تھا جیسا اور جگہ میسر ہوسکتا تھا تاہم شخص ضرر رسان ہی مجرم سمجھا جاوےگا نہ کہ طبیب۔

باب سوم
شہادت قرینہ

جس شہادت کا ذکر اس باب مین کیا جاتا ہے یہ وہ شہادت ہے جسکی توقع انگلستان مین طبیب سے جو لاش برآمد ہونے کے بعد بولایا جاتا ہے کی جاتی ہے - لیکن اس ملک مین چونکہ اکثر لاش کو طبیب کے پاس بھیجنا پڑتا ہے اسوجہ سے شہادت قرینہ جو اکثر اوقات گرفتاری مجرم کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے پولیس اور عہدہ داران دیہی کی تحقیقات سے متعلق ہوتی ہے - مندرجۂ ذیل امور شہادت قرینہ مین شامل ہین -

لباس - ہلاکت کے وقت متوفی کے جسم پر جو لباس تھا اسکو بہت غور سے دیکھنا چاہیئے تاکہ معلوم ہوسکے کہ اسپر کچھ ایسے نشانات ہین جو جسم کے زخمون یا چوٹون سے مطابقت رکھتے ہین - اس ملک مین اکثر لاش کے اوپر بہت کم کپڑا ہوا کرتا ہے لیکن عورتون کے جسم پر البتہ لباس ہوتا ہے - پس اگر جسم پر کوئی کٹا ہوا زخم ہو تو یقینی اس مقام کا لباس بھی کٹا ہوا ہوگا - البتہ کند آلہ سے چوٹ لگنے کی صورت مین کپڑے پر نشان نہین ہوتا اور بعض اوقات چوٹ ایسی شدید لگی ہے کہ کھوپڑی پھٹ گئی لیکن کوئی نشان کپڑے پر نہین ملا ہے - سنہ ۱۸۵۲ء مین ایک عورت کو اتفاقاً دھکا لگا اور وہ چت گر پڑی اور سر کے پیچھے چوٹ آئی جسکے صدمہ سے وہ پہلے بیہوش ہوگئی لیکن تھوڑی دیر کے بعد اٹھکر گھر چلی گئی - صبح کو وہ اپنے بستر پر مردہ ملی - سر کے امتحان سے پرائیٹل ہڈی[1]

---

[1] پرائیٹل کاسہ سر آٹھ ہڈیون سے بنا ہوا ہے منجملہ اون کے سامنے کیطرف ماتھے پر کو دو ہڈیان داہنی بائین ہین جنکو پرائیٹل کہتے ہین -

مین دو شگاف پائے گئے اور ایک تھکہ خون کا جسکے نیچے ہڈی چور پائی گئی - پہلے یہ خیال کیا گیا تھا کہ اتنی شدید چوٹ ایسے خفیف گرنے سے نہین لگ سکتی لیکن ٹوپی کے امتحان سے معلوم ہوا کہ ٹوپی مین بھی ان شگافون کے مقابل مین دو شگاف تھے جنمین مٹی بھری ہوئی تھی اور جس سے ثابت تھا کہ گرنا ہی باعث چوٹ کا تھا -

ایک کم سن آدمی نے اس بات کے ظاہر کرنے کو کہ اُسپر ڈاکوؤن نے حملہ کیا ہے اپنے جسم پر کچھ خفیف زخم بنائے اور اُسکے بعد اپنی دانست مین ان زخمون کے مقابل اپنے کپڑون مین بھی روزن بنائے لیکن اُسکا فریب محض اس سبب سے کھل گیا کہ اسنے اپنے کرتے مین شکن ڈالکر شکن کے وار پار چھری ماری تھی - ظاہر ہے کہ اگر زخم لگتے وقت کرتا اُسکے جسم پر ہوتا تو اسمین تین سوراخ پیدا ہوتے دو سوراخ شکن مین اور ایک کرتے مین حالانکہ موجودہ حالت مین دو ہی سوراخ تھے -

مقدمہ قتل کا ہے یا خودکشی کا - اس خاص امر مین لاش کو بغور امتحان کرنے سے بہت کچھ معلوم ہوسکتا ہے - زخمون مین تین چیزون کا دیکھنا ضروریات سے ہے اول موقع زخم کا - دوم اُسکی حالت اور چھوٹائی بڑائی - سوم اُسکا رُخ -

زخم کا موقع - خودکشی کے زخم علے العموم سامنے کی طرف یا جسم کے داہنے بائین ہوا کرتے ہین - لیکن بعض صورت مین زخم کا سامنے یا جانب مین ہونا ثبوت خودکشی کا نہین ہوسکتا - کیونکہ ممکن ہے کہ شخص حملہ کنندہ سامنے سے حملہ کرے - مُنھ کے اندر گولی لگ کر ہلاکت کا وقوع مین آنا بھی یقینی ثبوت خودکشی کا نہین ہوسکتا کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی ہوشیار قاتل شبہہ پیدا کرنے کیواسطے مُنھ مین گولی مارے - ڈاکٹر آرفیلا کا قول ہے کہ پیٹھ کے زخمون کی نسبت بھی بہ تیقن نہین کہا جاسکتا کہ یہ دوسرے کے لگائے ہوئے ہین لیکن ایسے زخم کی نسبت جو پشت مین لگے اور

سامنے کو نکل آوے لیکن کہا جا سکتا ہے کہ یہ خودکشی کا زخم ہوگا اگرچہ اس صورت مین بھی
ممکن ہے کہ کسی تلوار یا چھری کو زمین مین گاڑ کر اُسکے اوپر پیٹھ کے بل گرنے سے زخم پیدا کیا گیا
ہو۔ مثلاً اس ملک مین اکثر نٹ تماشا کرتے وقت تلوار کو زمین مین گاڑ دیتے ہین اور اُس پر
پیٹھ ٹیک کر خم ہو جاتے ہین اور پلکون سے خس و خاشاک اُٹھاتے ہین۔ اگر ایسا تماشا کرتے
وقت کوئی واقعہ ہو جاوے تو بجنسہ اُس قسم کا زخم جسکا ذکر اوپر کیا گیا پیدا ہوگا۔ شاید ایسی صورت
مین لاش کی حالت دیکھنے سے کچھ مدد ملے یعنی لاش منھ کے بل تھی یا پیٹھ کے بل لیکن یہ بھی
قطعی ثبوت نہین ہو سکتا کیونکہ ممکن ہے کہ زخم لگنے کے بعد دیر مین ہلاکت ہوئی ہو اور لاش کی
ہیئت بدل گئی ہو۔ عموماً خودکشی کرنیوالی چوٹ کے ذریعہ سے اقدام خودکشی نہین کرتے اگرچہ ایسے
مقدمات موجود ہین جنمین اشخاص نے دیوار مین سر ٹکرا کر اپنے کو مار ڈالنے کا ارادہ کیا ہے۔
علی العموم چھری بھونک کر مارنا قتل کی علامت ہے لیکن ثبوت قطعی نہین کیونکہ خودکشی کرنے
والے بھی بعض اوقات گلے مین یا پیٹ مین چھری بھونک کر اپنی جان دیتے ہین۔
زخم کی حالت اور چھوٹائی بڑائی۔ ایک کسان سر راہ مرا ہوا ملا۔ اُسکا گلا کٹا ہوا تھا یعنی چھری
کان کے پیچھے سے لگائی گئی تھی اور گلا باہر کی طرف کو کاٹا گیا تھا جیسا قصاب بکری کو ذبح کرتے
ہین۔ زخم کی ہیئت کے لحاظ سے قتل کا شبہہ ایک قصاب پر ہوا اور بالآخر اُس ہی پر خون ثابت
ہوا۔ بعض اوقات مجانین بھی اپنے اوپر عجیب و غریب قسم کے زخم لگا لیتے ہین۔ ایسے مقدمات
موجود ہین جنمین مجانین نے بڑے بڑے ٹکڑے پیٹ کے کاٹ کر پھینک دیئے ہین اور ایک
صورت مین تو ایک مجنون نے قصاب کے بغدے سے اپنے سر کی پشت پر تیس زخم لگائے
تھے یہ شخص زخم لگنے کے بعد بھی اتنی دیر تک زندہ رہا کہ اُسنے اپنی اس حرکت کا اقبال کیا۔
عموماً متعدد زخمون کا جسم پر پایا جانا قتل کا احتمال پیدا کرتا ہے علی الخصوص جب کئی زخم مختلف

حصون پر جسم کے ایسے ہون کہ اونمین کئی ایک مہلک سمجھے جاوین - مثلاً اگر کسی شخص کا گلا اس طرح پر کٹا ہوا ہو کہ گردن کی بڑی شریانین الگ ہو گئی ہون اور اُسکے ساتھ دل مین بھی زخم لگا ہو تو ایسی صورت مین غیر ممکن ہے کہ اُس شخص نے خود ہی یکے بعد دیگرے یہ زخم اپنے اوپر لگائے ہون کیونکہ جو زخم انمین سے اوّل سمجھا جاوے وہ مہلک تھا اور اُسکے بعد دوسرے زخم لگانیکی قوت باقی نہین رہ سکتی تھی -

اگنس برج کا مقدمہ (سرکار بنام کینیس ٹدل سکس ۱۸۴۲ء) بہت مشہور ہے جسمین اس امر کا فیصلہ کہ روداد قتل کی ہے یا خودکشی کی زخمون کی حالت کی بنا پر ہوا ہے - اخبارون مین یہ مقدمہ بُری طرح سے چھپا تھا لیکن ڈاکٹر بولبی نے جو لاش کے امتحان کرنیوالے طبیب تھے اسکی کل رپورٹ ۱۰ جنوری کی برٹش میڈیکل جرنل مین لکھی تھی اور یہ رپورٹ اس کتاب کے ضمیمہ مین پوری چھاپ دی گئی ہے - ملزم کی نسبت تہمت قتل کا ہوا لیکن چونکہ بہت بڑی بحث اسکی پیش آئی کہ شاید یہ مقدمہ خودکشی کا تھا اسوجہ سے ہوم سکرٹری نے سزائے قتل کو حبس دوام بعبور دریائے شور سے متبدل کردیا ہے -

خودکشی کے زخم جو گردن مین ہوتے ہین اکثر اوپر کے حصہ مین ہوا کرتے ہین - عموماً خودکشی کرنیوالا گردن کی کل شرائین ۱ور وہ کو ریڑھ کی ہڈی تک نہین کاٹ سکتا - لیکن ڈاکٹر ٹیلر نے ایک مقدمہ کا ذکر کیا ہے جسمین فی الواقع خودکشی کنندہ نے ایسا ہاتھ مارا تھا کہ نہ فقط گردن کے کل پٹھے کٹ گئے تھے بلکہ قصبۃ الریہ اور غذا کی نالی اور دونون طرف کی گردن کے عروق اور دونون کرانڈ شریانین بھی کٹ گئین تھین اور ریڑہ کے اوپر کی رباطات تک بھی اثر پہونچ گیا تھا -

زخم کا رخ - خودکشی مین اکثر اوقات زخم بائین سے داہنی طرف ہوا کرتا ہے (البتہ جو لوگ

---

۱ کرانڈ گردن کی دونون طرف کو دو بڑی اور نمایان شریانین ہین جنکا نام کرانڈ ہے -

بائین ہتھ مین آئینہ مین اسکا عکس ہوگا۔ اور اگر جسم کے اوپر والے حصہ پر ہین تو اوپر سے نیچے کو اور
اگر جسم کے نیچے والے حصہ پر ہین تو نیچے سے اوپر کو۔ لاش پر جو زخم نیچے سے اوپر طرف کو ہو
یا دائین ہتھے شخص کی صورت مین جو زخم دائین طرف سے بائین طرف کو واقع ہوا ہو اسکی نسبت
یہ احتمال پیدا ہوگا کہ مقدمہ قتل کا ہے اگرچہ محض رخ زخم کا ثبوت قتل کا نہین سمجھا جا سکتا۔ ایک
دائین ہتھا قاتل جو مقتول کے مقابل کھڑا ہو کر وار کرے اسکے زخمون کا رخ بالکل مخالف ہوگا
ایسے زخمون کے رخ سے جو ایک دائین ہتھے شخص نے خود اپنے جسم پر لگائے ہون۔ لیکن اگر
یہی قاتل مقتول کے پیچھے کھڑا ہو کر حملہ کرے تو زخم کا رخ خود کردہ زخم کے مماثل ہوگا۔ عام طور پر کہا جا سکتا
ہے کہ خودکشی کرنے والا اپنے اوپر کوئی زخم ایسا نہین لگا سکتا جیسکو دوسرا شخص حملہ کنندہ نہ لگا سکے
لیکن شاذ صورتون مین مثلاً جس وقت زخم پیٹھ پر ہو یا نیچے سے اوپر کو ہو زخم کا خود کردہ ہونا خلاف
قیاس ہے لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ خلاف قیاس ہی ہے محال نہین ہے۔

اس بات کو بھولنا نہین چاہیئے کہ ممکن ہے کہ خودکشی کرنیوالا عمداً اپنے کو اسطرح پر ہلاک
کرے کہ شبہ قتل کا پیدا ہوتا ہو۔ انگلستان مین تو یہ اس غرض سے ہوگا کہ اوسکے متعلقین
پالسی[۱] کے روپے سے محروم ہونے پاوین اور ہندوستان مین اس غرض سے کہ قتل کا الزام
کسی ایسے شخص کے ذمہ لگجاوے جسمین اور مقتول مین عداوت تھی۔ اس خاص امر سے متعلق کئی مقدمات
اس باب کے اخیر مین لکھے گئے ہین۔

جو لوگ پہلے لاش کا معائنہ کرتے ہین اونکو امور مندرجہ ذیل کو نہایت غور سے دیکھنا اور قلمبند
کرنا چاہیئے۔

---

[۱] پالسی اس دستاویز کا نام ہے جسکے ذریعہ سے بیمہ کرنے والی کمپنی وعدہ کرتی ہے کہ شخص پالسی دار کے مرنیکے بعد رقم
مندرجہ پالسی اسکے ورثہ کو بلا عذر دیویگی۔ لیکن اکثر کمپنیان شرط کرتی ہین کہ اگر پالسی دار خودکشی کرے تو روپیہ ضبط ہو جاویگا۔

(۱) آیا متوفی کی لاش ایسی وضع پر ملی ہے کہ خودکشی کرنے والا اپنے جسم کو اُس خاص وضع پر لا سکتا تھا۔

(۲) آیا آلہ قاتل کا فاصلہ لاش سے ایسا ہے کہ متوفی کا اُسکو ایسے مقام پر رکھنا خلاف قیاس سمجھا جاویگا۔

ان امور کو دیکھنے سے پہلے نہایت احتیاط کے ساتھ دریافت کرنا چاہیئے کہ لاش اپنے مقام سے ہٹائی تو نہین گئی یا کپڑون مین تغیر تبدل تو نہین کیا گیا۔ لاش کے ہٹائے جانے یا نہ ہٹائے جانے کے بارہ مین جو شہادت عموماً اِس ملک مین پیش ہوتی ہے وہ بالکل اطمینان کے لائق نہین ہوتی لیکن دوسرے امر یعنی فاصلہ آلہ قاتل کی نسبت البتہ بہت کچھ شہادت مل سکتی ہے۔ مثلاً اگر لاش کے اوپر کوئی مہلک زخم پایا جاوے جیسا کہ گلے کا کٹا ہوا ہونا یا دل مین چھری کا زخم یا کھوپری کا شق ہونا اور آلہ جارح لاش سے معتدبہ فاصلہ پر ملے تو اسوقت احتمال یہی ہے کہ مقدمہ خودکشی کا نہین ہے اگر آلہ قتل مثلاً چھرا یا تمنچہ متوفی کے ہاتھ مین پایا جاوے تو اوسوقت اسبات کا دیکھنا نہایت ضروری ہے کہ آیا ہاتھ اُس آلہ کو زور سے پکڑے ہوئے ہی یا آہستہ سے۔ اگر زور سے پکڑے ہوئے ہے تو احتمال خودکشی کا ہے اور اگر آلہ جارح بالکل ہاتھ مین ڈھیلا ہے تو اُس صورت مین احتمال قتل کا ہے اور قیاس چاہتا ہی کہ آلہ قتل بعد ہلاکت کے مقتول کے ہاتھ مین محض اِس غرض سے دیدیا گیا ہے کہ احتمال خودکشی کا پیدا ہو۔ عین موت کے وقت جسم مین ایک خاص قسم کا انقباض پیدا ہوتا ہے جس سے پٹھے سخت ہو جاتے ہین اور یہ انقباض موت کی اکڑ سے جو مرنے سے کئی گھنٹے کے بعد پیدا ہوتی ہے بالکل علیحدہ ہے۔ اگر مرنے کے وقت کسی شخص کے ہاتھ مین کوئی ہتھیار ہو تو اس انقباض کا یہ اثر ہوگا کہ ہاتھ اُسکو نہایت مضبوطی کے ساتھ پکڑ لیگا اور کئی گھنٹے تک اُسی مضبوطی سے پکڑے رہیگا برخلاف اسکے اگر کوئی قاتل آلہ قتل مقتول کے ہاتھ مین

بیہوسے تو اسکو ہاتھ کہولتے وقت اس انقباض کے دور کرنے کی ضرورت پڑے گی اور ایسی صورت
مین اگر انگلیان اس آلہ کو پکڑے ہوئی ہون تو انکی پکڑ محض ڈہیلی اور کمزور ہوگی - اگر جسم پر یا لباس پر
یا جسم کے حوالی مین خون کے نشان ہون تو انکو غور سے دیکھنا چاہیئے - ایک مقدمہ مین جسمین ایک
[redacted] سے آپ
ظاہر تھا کہ مقدمہ خودکشی کا نہین بلکہ قتل کا ہے - ایک عورت کی لاش سیڑہیون کے نیچے ملی جسکی
کہوپڑی پہٹی ہوئی تھی - ملزم نے جو کہ متوفی کا شوہر تھا بیان کیا کہ متوفی اتفاقاً گر پڑی تھی اور کہوپڑی شاید
اسی صدمہ سے شق ہوگئی لیکن سوا اس چوٹ کے پیشانی کی شریان مین بھی کٹا ہوا زخم تھا جو گرنے
سے نہین ہوسکتا تھا - علاوہ اسکے زینہ کے اوپر جا بجا شریانی خون کی چہینٹین دیوار پر تہین جنسے ظاہر
تھا کہ پیشانی کا زخم اوپر لگا اور اُسکے بعد وہ عورت یا تو خود گر گئی یا کسی نے اسکو گرا دیا -

زخم سے خون کسطرح پر نکلا ہے اسکو بھی دیکھنا چاہیئے - مثلاً اگر خون جسم پر سے ہوکر نیچے کو بہا ہے
تو یقین ہے کہ زخم ایسی حالت مین لگا ہے جسوقت متوفی کہڑا تھا - برخلاف اسکے اگر زخم لگتے وقت
متوفی پڑا ہوا تھا تو شاید بہت تہوڑا خون جسم پر ملے گا یا مطلق نہین پایا جائیگا کیونکہ خون بہکر زمین پر
گرے گا - ہاتھون کے زخم کو بہت غور سے دیکھنا چاہیئے کیونکہ ایسے زخمون سے قوی احتمال پیدا
ہوتا ہے کہ یہ حفاظت خود اختیاری کے وقت یا ہاتھون سے وار بچانے کیوقت لگائے گئے ہین -
اس امر خاص مین اور نیز عموماً شہادت قرینہ کے متعلق دیکھو مقدمہ سرکار بنام گارڈنر جو اس باب کے
آخر مین مذکور ہے -

اگر کوئی سخت زخم جسم پر موجود ہو جس سے زیادہ خون کا جاری ہونا ضرور ہے لیکن لاش کے
قریب خون نہ پایا جاوے اُسوقت احتمال قوی ہوتا ہے کہ متوفی قتل کیا گیا اور زخم بعد ہلاکت کے جو
کسی اور ذریعہ سے (مثلاً پھانسی سے یا اختناق وغیرہ سے) وقوع مین آئی ہے لگایا گیا ہے -

لیکن اس قسم کے امتحانات کرتے وقت نہایت ضرور ہے کہ جو لوگ امتحان مین شریک ہون وہ خود کسی قسم کی علامت کے باعث نہ ہوجاوین - مثلاً کوئی شخص اتفاقاً خون آلود زمین پر سے گذرے اور اپنے پیر کا نشان لاش کے قریب چھوڑ دے جس سے احتمال ہو کہ نشان قاتل کے پیر کا ہے - پیر کے نشانات کے ناپنے مین بڑی احتیاط لازم ہے - ناپ نہایت باریکی سے ہونی چاہیے اور اُسکو بہت احتیاط کے ساتھ قلمبند کر لینا چاہیے - اگر لاش کے قریب خون آلود نشان پیر کا ایسا پایا جاوے جو ملزم کے پیر کے مماثل ہو تو بہتر یہ ہے کہ ملزم کے پیر کا نشان علیحدہ لیا جاوے اور اِن دونون نشانات کا پھر باہم مقابلہ کیا جاوے - اور اگر ممکن ہو تو دوران مقدمہ مین دونون عدالت مین پیش ہونے چاہئین - اسیطرح اگر پیر کا نشان نرم مٹی پر ہو تو مقابلہ کے واسطے ملزم سے اوسی نشان پر نہین رکھوانا چاہیے بلکہ اُسکے پیر کا الگ نشان بنوانا چاہیے اور پھر اِن دونون نشانات کا مقابلہ کرنا چاہیے - ظاہر ہے کہ اگر ملزم کا پیر اوس نشان مین رکھا جاوے اور کسیقدر بڑا بھی ہو تو وہ نشان پھیلکر ملزم کے پیر کے برابر ہوجاوے گا اِس قسم کے نشانات کی صورت مین شاید غیر ممکن نہین ہے کہ اتنی مٹی کھود کر دھوپ مین سکھالی جاوے اور مجرم کے نشان پا کے ساتھ عدالت مین پیش کیجاوے - لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ چلنے اور دوڑنے اور کھڑے ہونے کی حالت کے نشان پا ہر ایک انسان کے علیحدہ ہوا کرتے ہین -

یہ امر لازمات سے نہین ہے کہ جب کبھی کوئی خون کی واردات ہو تو قاتل کے لباس یا جسم پر خواہ مخواہ خون کے نشان پائے جاوین - اگر مثلاً قاتل پیچھے کھڑا ہو کر سامنے کو زخم لگاوے تو ظاہر ہے کہ اوسکے کپڑون پر کچھ خون نہین پایا جاوے گا - تاہم کپڑون پر خون کا ہونا بہت صورتون مین ملزم کے مجرمی کے ثبوت مین پیش ہوا ہے - میولر کے مقدمہ مین جسنے برگس کو مارا تھا یہی ثبوت پیش ہوا - اُسنے پہلے برگس پر لایف پریزرور[1] سے سخت حملہ کیا تھا اور اُسکے بعد ریل کی گاڑی پر سے

[1] لائف پریزرور ایک قسم کی پیٹی کا نام ہے جو انسان کو ڈوبنے سے بچاتی ہے -

باہر پھینک دیا تھا - البتہ اگر یہ بات ثابت ہو سکے کہ ملزم نے واقعہ قتل کے بعد ہی غسل کیا یا اپنے کپڑے دہوئے تو یہ مفید مدعا ہوگا - کپڑون یا ہتیار ملزم پر جو نشان پائے جاتے ہین اونکی نسبت علیٰ العموم یہ خیال نہین کرنا چاہیئے کہ وہ خواہ مخواہ خون کے نشان ہین ممکن ہے کہ وہ لوہے کا زنگ یا کسی پہل کا رنگ یا پان کے دہبے ہون - ایسی صورتون مین کپڑون یا ہتیارون کو بہت احتیاط سے بند کرکے شفاخانہ مین کیمیکل امتحان کے واسطے بہیجنا چاہیئے - اب تک تو خون کے نشانات کی نسبت کوئی کیمیکل اگزامنیر یا طبیب اس سے زیادہ نہین کہہ سکتا تہا کہ یہ کسی حیوان شیرخوار کا خون ہے کیونکہ ابہی تک انسان اور دوسرے دودہ پلانے والے جانورون کے خون مین کوئی مابہ الامتیاز نہین پایا گیا تہا - لیکن اس عرصہ مین ڈاکٹر ہنکٹن کومبن کی تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ خوردبین کے نیچے ہیموگلوبن[٥١] کی قلمون کے دیکہنے سے انسان اور دیگر حیوانات شیرخوار کے خون مین امتیاز ہوسکتا ہے شخص ملزم کے جسم پر جو کچہ نشانات زیادتی یا چوٹ کے ہون اونکو بغور دیکہنا اور گرفتاری کے وقت قلمبند کرنا چاہیئے سنہ ١٨٣٤ع مین ایک عجیب مقدمہ ہوا - ایک شخص نے جسکے گہر مین ڈاکہ پڑا تہا ایک ڈاکو کی انگلی ناخن اور جوڑ کے بیچ مین دانت سے کاٹ ڈالی - یہ ٹکڑا اونگلی کا اسپرٹ مین رکہا گیا اور اسی کے ذریعہ سے مجرم گرفتار ہوا -

---

[٥١] ہیموگلوبن اوس جزو خون کا نام ہے جو باعث اُسکے رنگ کی سُرخی کا ہے -

نظایر متعلقہ باب سوم حصہ اول

۱

نمبر ۱۹ ۔ زخمون کا مقام

مقدمہ سرکار بنام ؟ الس مین ایک شخص پر اپنی جورو کو قتل کرنے کا الزام لگایا گیا تھا۔ لاش بستر کے پاس زمین پر پڑی ملی تھی۔ سر کے پشت پر اور کنپٹی پر صاف وصریح نشان چوٹ کے موجود تھے۔ مدعی علیہ کی طرف سے بیان کیا گیا کہ یہ چوٹ بستر پر سے گر پڑنے کی وجہ سے لگی ہے۔ لیکن گر پڑنا یا تو پشت سر کی چوٹ کا باعث ہو سکتا تھا یا کنپٹی کی چوٹ کا لیکن ایک ہی وقت مین ان دونون کا باعث نہین ہو سکتا تھا۔

نمبر ۲۰ ۔ مقدمہ خودکشی کا ہے یا قتل کا۔

۱۸۳۷ء مین ایک عورت کی لاش گلا کٹی ہوئی ملی۔ لاش چت پڑی ہوئی تھی اور وہ استرہ جس سے گلا کٹا تھا اُسکے بائین شانے کے نیچے تھا۔ دریافت سے معلوم ہوا کہ پہلے لاش مُنھ کے بل پڑی ہوئی تھی اور اُسکے بعد چت کر دی گئی۔ جسم کے سامنے طرف کو خون بہنے کے آثار تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ زخمی ہوتے وقت وہ کھڑی تھی۔ زخم ٹھڈی کے داہنی طرف سے لیکر بائین ہنسلی کے ایک انچھ کے اندر تک تھا اور اُسنے قصبۃ الریہ کو اور غذا کی نالی اور اُس جانب کی گل گردن کے پٹھون اور کراٹڈ شریان اور گردن کے ورد اور سامنے کے پٹھون کو کاٹ ڈالا تھا۔ زخم دُہرا تھا ایک بالکل ٹھڈی کے نیچے اور سطحی اور دوسرا اُس سے ملا ہوا اور گہرا۔ زخم کی تراشش لمبان مین ساڑھے چار انچھ تھی اور عمق مین ڈہائی انچھ۔ فیصلہ یہ ہوا کہ مقدمہ قتل کا ہے خودکشی کا نہین ہے اور ڈاکٹر ٹیلر کو اسکے ساتھ اتفاق ہے۔ علاوہ اور امور کے متوفی دایئن ہتھی تھی جس سے خودکشی کے قرار دینے مین اور بھی مشکل پڑتی ہے۔

نمبر ۲۱ سنہ ۱۸۶۱ء مین اسی کے مماثل ایک واقعہ ہوا - اس خاص صورت مین زخم بائین جانب سے شروع ہوا تھا اور ٹھوڑی کی وسط سے ڈیڑہ انچ کے فاصلہ پر ختم ہوا تھا - اس جانب کے تقریباً کل اعضا کو کم و بیش صدمہ پہنچا تھا - متوفی کے بائین ہاتھ مین ایک معمولی باورچی خانہ کی چھری پکڑی ہوئی تھی اور اُسکا بھی رُخ اوٹا تھا یعنی پیٹھ سے گلے کی طرف کو - بائین ہاتھ کی پشت پر تین کٹے ہوئے زخم تھے - متوفی داہنہ ہتھہ تھا اور مقدمہ قتل کا قرار دیا گیا - متوفی کے ساتھی ایک نوکر پر شبہہ تھا اور اُسنے خود اپنے اقبال پر سزا پائی - قابل حیرت بات یہ ہے کہ بجز قمیص کے قاتل کے کسی کپڑے پر خون کا نشان نہ تھا -

نمبر ۲۲ سرکار بنام گارڈنر سنہ ۱۸۶۲ء اس مقدمہ مین اسقدر امور دلچسپ اور قابل لحاظ ہین کہ اسکی پوری کیفیت کا لکھنا ضرور ہے - شہادت قرینہ کے متعلق جتنی چیزون کا بیان ہوا ہے اُن سب کی مثال اس ایک مقدمہ مین موجود ہے - گارڈنر ایک مکانون کا دودوان[۵۱] صاف کرنے والا مزدور تھا اور ایک چھوٹے سے مکان مین رہتا تھا اور اُسکے ساتھ اُسکی جورو اور ایک کمسن عورت جسکا نام ھمبلر تھا رہا کرتی تھی - ایک دن قریب آٹھ بجے صبح کے گارڈنر کی جورو اپنی خوابگاہ مین مری ہوئی ملی اور اُسکا گلا کٹا ہوا تھا - پس یہ مقدمہ یا تو قتل کا تھا یا خودکشی کا اگر قتل تھا تو اسکا ارتکاب دو ہی شخص کر سکتے تھے یا تو اُس عورت کا شوہر اور یا وہ عورت ہمبلر کیونکہ یہی دونون اُس مکان مین رہا کرتے تھے - دوران مقدمہ مین یہ بات ثابت ہوئی کہ عورت کا شوہر چار بجے صبح کو اپنے کام پر چلا گیا اور لاش برآمد ہونے کے بعد گھر پر واپس آیا - جسوقت ڈاکٹر سیکیورا کو لاش دکھائی گئی تو موت کی اکڑ اوپر کے اعضا مین شروع ہو چکی تھی - تمام جسم بجز پیٹ کے سرد تھا اور چونکہ عورت حاملہ تھی اسوجہ سے اس خاص مقام پر گرمی باقی

---

[۵۱] انگلستان مین ہر ایک مکان مین متعدد آتش خانے ہوتے ہین اور ان آتش خانون کا دھوان ایک بلیے دو دوان کے ذریعہ سے نکلتا ہے جسکو وقتاً فوقتاً جھاڑنے اور صاف کرنیکی ضرورت ہوا کرتی ہے اور اس کام کیواسطے خاص اہل پیشہ ہوا کرتے ہین

تھی - ڈاکٹر سسکیپرا کی راے تھی کہ جسوقت آٹھ بجے صبح کو اُنھون نے لاش کا معائنہ کیا تو وہ عورت کم سے کم چار گھنٹے کی مری ہوئی تھی اور ایک دوسرے طبیب نے بھی اُنکی راے سے اتفاق کیا - عورت پیچھے پڑی ہوئی تھی اور ایک حصہ جسم کا پلنگ کے نیچے تھا - گلے پر ایک سخت زخم تھا جس نے اوپری تھائرائیڈ شریان[۵۰] اور دیگر شرائین اور اوردہ کو کاٹ دیا تھا - اِس زخم سے قریب سیر بھر خون گے گردن کے دونون طرف سے بہہ کر زمین پر گرا تھا - جسم کے اور کہین خون کا نشان نہ تھا - ہلاکت کا باعث دم خفا ہونا تھا کیونکہ خون بہہ کر قصبۃ الریہ مین چلا گیا تھا - داہنے ہاتھ مین ایک معمولی میز کی چھری ڈہیلی تھامی ہوئی تھی جسکی پشت کف دست کی طرف تھی اور نوک اوپر کو - ایک ہاتھ پر کف دست کی طرف چار زخم تھے اور دوسرے پر اُسی جانب کو چھوٹا زخم - زخم اونگلیون کے عرض مین تھے جس سے معلوم ہوتا تھا کہ چھری کو ہاتھ سے پکڑ لیا ہے - طبیب کی شہادت سے یہ بات ثابت تھی کہ گلے کا زخم داہنے ہاتھ سے نہین لگایا جا سکتا تھا اور اسوجہ سے عورت فی الواقع قتل کی گئی - اُس مکان کے رہنے والون مین دوہی اور شخص تھے ایک تو اُسکا شوہر جو چار بجے گھر سے باہر چلا گیا تھا اور دوسری وہ عورت ہمبلر اور سوال یہ تھا کہ انمین سے کون قاتل ہے گارڈنر کی صفائی مین یہ بیان کیا گیا کہ عورت چار بجے کے بعد قتل کی گئی اور اُسوقت وہ باہر چلا گیا تھا - لیکن طبیب کی شہادت نے قطعی طور پر ثابت کر دیا تھا کہ جسوقت آٹھ بجے صبح کو لاش برآمد ہوئی تو ہلاکت کو چار گھنٹے سے زیادہ زمانہ گذر چکا تھا کیونکہ موت کی اکڑ شروع ہو چکی تھی اور اختناق کی صورت مین یہ اکڑ چھ گھنٹے کے بعد شروع ہوتی ہے - پس ظاہر تھا کہ عورت قریب دو بجے شب کے قتل کی گئی اور اُسوقت سوا اُسکے شوہر گارڈنر کے کوئی اوس حجرہ مین نہ تھا - لاش برآمد ہونے کے وقت ہمبلر کے حجرہ کی تلاشی لی گئی لیکن کوئی شبہہ کی چیز نظر نہین آئی - تین دن کے بعد

[۵۰] تھائرائیڈ شریان قصبۃ الریہ کے اوپر اور سامنے والے حصہ پر دو غدود ہین جنکو تھائرائیڈ غدود کہتے ہین - جس شریان کے ذریعہ سے ان غدود کو خون پہنچتا ہے - اُسکا نام تھائرائیڈ شریان ہے -

گارڈ نے اُس حجرہ مین خون کا نشان دکہایا جو تازہ معلوم ہوتا تہا لیکن حلفی شہادت پیش ہوئی کہ پہلی تلاشی کے وقت یہ خون وہان نہ تہا ـ ہمیلر بری ہوگئی اور گارڈ کے ذمہ یہ جرم ثابت ہوا لیکن قتل کے عوض مین اُسکو سزا حبس دوام بعبور دریا سے شور دی گئی ـ اِس مقدمہ مین ساری شہادت شہادت قرینہ تھی اور قاتل کا سُراغ اور سزا پانا محض اُس احتیاط اور باریکی کا نتیجہ تہا جسکو ڈاکٹر سیکیور انے شروع ہی مین ہر ایک حالت کے دیکھنے اور قلمبند کرنے مین کام فرمایا ـ

نمبر ۲۳ ـ خود کردہ زخم ـ اِس خاص امر مین بولم (نیو کا سل ۱۸۳۵ء) کا مقدمہ مشہور ہے ـ ملزم ایک حجرہ مین جو جلادیا گیا تہا پڑا ہوا ملا اور اُسکے پاس ہی متوفی کی لاش ملی ـ ظاہرا متوفی کو بڑی بے رحمی سے مارا تہا کیونکہ اوسکی کہوپری کو ایک لوہے کی سلاخ سے جو قریب مین پڑی ہوئی تھی چور کر ڈالا تہا ـ ملزم یا تو فی الواقع بیہوش تہا یا اُسنے اپنے کو بیہوش بنا لیا تہا ـ اُسکا بیان تہا کہ کسی شخص نے دفعۃً اوسپر حملہ کیا اور دا ہنی کنپٹی پر ایسی ضرب لگائی کہ وہ گر گیا اِسکے بعد اُسکو معلوم ہوا کہ کوئی اوسکے گلے پر چہری پہیر رہا ہے ـ اُسکے ہاتہون پر زخم نہین تہے مگر اوسکا بیان تہا کہ مجہے اور ضربین بہی لگین اور مین بیہوش ہوگیا ـ گردن کے بائین طرف کو ایک خفیف سا زخم تہا لیکن یہ زخم محض اندرونی جلد تک پہنچا تہا اور اِس سے بہت کم خون نکلا تہا کوٹ واسکوٹ اور قمیص مین بہت سے چاک تہے لیکن اونکے مقابل کے زخم جسم پر نہین تہے ـ طبیب کی شہادت سے یہ زخم خود کردہ ثابت ہوا اور اسی شہادت کی بنا پر ملزم سزایاب ہوا ـ

نمبر ۲۴ ـ ڈاکٹر چیورس نے کئی ایک مقدمے خود کردہ زخمون کے لکہے ہین جنکے منجملہ مندرجہ ذیل مقدمہ بطور مثال کے لکہا جاتا ہے ـ

(نظامت عدالت ممالک مغربی و شمالی ۱۸۵۳ء) تین عورتین اور دو بچے ایک جگہ پر مرے ہوئے ملے اور اونکے گلے کٹے ہوئے تہے اِن عورتون مین سے ایک کے شوہر نے پہلے غل مچایا

اور بیان کیا کہ ڈاکوؤن نے یہ واردات کی اور خود میرے بہی ہاتھ پاؤن باندہ دیئے اس شخص کے جسم پر بہت ہی خفیف زخم تھے۔ اسکا بیان تہا کہ مجھے تلوارون سے مارا لیکن اُسکے جسم پر فقط دو زخم ران کے اندرونی جانب کو ایک دوسرے کے محاذی پائے گئے۔ انمین سے ایک تو محض کہرچ کی حدتک تہا اور دوسرا بمشکل جلد کے پار ہوا تہا۔ ظاہر تہا کہ اس شخص نے پہلے کہرچ والا زخم اپنے ہاتہ سے لگایا اور جب اوسکو خیال ہوا کہ یہ کافی نہین ہے تو اُسنے اُسی مقام پر دوسرا زخم اُس سے کسیقدر گہرا لگایا۔ اِس شخص نے سزا پائی۔ ڈاکٹر ہیبسن کا قول ہے کہ بنایا ہوا تلوار یا چہری کا زخم بآسانی تمیز ہوتا ہے کیونکہ جسوقت ہتیار کو جلد کے اوپر کہکر کہینچتے ہین تو اُسکی کشش مین ایک باریک خط پیدا ہوتا ہے اور بجز گلا کاٹنے کے زخم کے اور کسی زخم مین جو دوسرے شخص نے لگایا ہو یہ بات پیدا نہین ہوتی اور اِس قسم کا زخم ہمیشہ خودکردہ زخمون سے زیادہ گہرا ہوا کرتا ہے

نمبر ۲۰۔ مسٹر ریبول جو مدت تک پولیس سپرنٹنڈنٹ تھے بیان کرتے ہین کہ جسوقت مین بمبئی کی پولس مین تہا وہان کئی گروہ بدمعاشون کے تھے جنکا کام تہا کہ دوسرون پر الزام لگانے کی غرض سے ایک دوسرے کو زخمی کیا کرتے تھے۔ یہ لوگ آپسمین جس کسی کے نام سے قرعہ نکلتا اُسکے ہاتھ اور گردن پر باری باری زخم لگایا کرتے اور کسی متمول راہ چلتے کے اوپر الزام رکہدیا کرتے تھے شخص زخمی "قتل قتل" کہکر چلایا کرتا اور اُسکے ہمراہی پولیس کو ساتھ لیجاکر شخص بیگناہ کا مکان دکہا دیتے اور واقعہ کی گواہی دیا کرتے تھے۔ اسطرح سے کئی ایک بہلے آدمی بیجرم سزایاب ہوگئے۔ آخرکار ایک مرتبہ اِن گروہون مین سے ایک چہوکرے کی باری آئی کہ اُسکی گردن پر زخم لگایا جاوے اور یہ کام ایک حجام کے سپرد کیا گیا جو اکثر مخمور رہا کرتا تہا۔ اُسنے سطحی زخم کے بدلے ایک بہت ہی سخت اور مہلک زخم گردن پر لگایا اور اِس چہوکرے نے مرتے وقت جو اقبال کیا اُسکے ذریعہ سے یہ بدمعاش گروہ گرفتار اور سزایاب ہوا (دیکھو ڈاکٹر چیورس کی کتاب صفحہ ۲۵۸)

نمبر ۲۷ موت کے بعد عضلات کا کھنچنا۔

اسکی ایک عجیب مثال ملک فرانس کے شہر بورڈو مین واقع ہوئی۔ دو شخصون نے جو آپسمین باپ بیٹے تھے پہلے ملکر اچھی طرح سے کھانا کھایا اور اُسکے بعد ایک ہی حجرہ مین جہان اُن دونون کے بستر تھے جاکر سوئے۔ بیٹا بستر پر لیٹکر سو گیا اُسکا بیان ہے کہ تمنچہ کی آواز سے میری آنکھ کھل گئی اُسوقت میرا باپ اپنے بستر کے پاس بیٹھا ہوا تھا اور اُسکا ایک ہاتھ تو تکیہ کے اوپر تھا اور دوسرا ہاتھ جسمین تمنچہ تھا ران کے اندرونی جانب کو۔ گولی سر مین لگی تھی اور بھیجا نکل آیا تھا۔ پہلے بیٹے کی نسبت شبہہ قتل کا ہوا کیونکہ تمنچہ اُسوقت تک ہاتھ مین تھا اور جسوقت ہاتھ کو سر تک اُٹھا کر چھوڑ دیتے تھے تو ہاتھ کے نیچے آتے وقت تمنچہ ہاتھ سے چھٹ جاتا تھا۔ لیکن فی الواقع اسی بات سے بیٹے کی بےگناہی بھی ثابت ہوئی۔ موت کے بعد جو کشش عضلات مین پیدا ہوئی تھی وہ ہاتھ کو نہی بار استقامت تک لیجا کر چھوڑ دینے کی وجہ سے جاتی رہی تھی اور اس سبب سے تمنچہ ہاتھ سے چھٹ جاتا تھا لیکن اسمین شک نہین کہ ابتداءً اسی کشش کی وجہ سے اُنگلیان تمنچہ کے دستے پر آکر بند ہوگئی تھین اور تمنچہ ہاتھ مین مضبوط تھما ہوا تھا۔ اور ظاہر تھا کہ جسوقت ہلاکت وقوع مین آئی اُسوقت تمنچہ ہاتھ مین موجود تھا اور بعد موت کے نہین رکھہ دیا گیا تھا۔

باب چہارم

لاش سڑنے کے مدارج اور اُن سے ہلاکت کے زمانہ کا استنباط

جیسا کہ گارڈنر کے مقدمہ مین دیکھا گیا اسباب کا دریافت کرنا کہ لاش کتنی دیر سے مردہ ہے ایک نہایت ضروری امر ہوجاتا ہے اور اُسپر ملزم کی رہائی یا سزایابی موقوف ہوجاتی ہے - بوسیدگی شروع ہونے سے پہلے لاش کئی ایک مدارج طے کرتی ہے سب سے پہلے عضلات کی کشش ہے - اُسکے بعد لاش کا بتدریج ٹھنڈا ہونا - بعد اسکے موت کی اکڑ اور سب سے آخر مین بوسیدگی - بوسیدگی ہمیشہ جسم کے خاص حصون سے شروع ہوتی ہے اور بعض اعضا ایسے ہین جو سب سے آخر مین سڑتے ہین لیکن بوسیدگی بالکل آب ہوا کی گرمی سردی پر موقوف ہے اور اسی وجہ سے یورپ مین جو زمانہ مختلف اعضا کے سڑنے کے واسطے قرار دیا گیا ہے وہ ہندوستان مین صحیح نہین ہوسکتا کیونکہ اس ملک مین گرمی کی وجہ سے بوسیدگی بہت جلد شروع ہوجاتی ہے - لیکن وہ مدارج جو لاش کے سڑنے مین گذرتے ہین اور وہ ترتیب جس سے مختلف اعضا مین بوسیدگی پھیلتی ہے انگلستان اور ہندوستان مین یکسان ہے اور موت سے چوبیس گھنٹے کے اندر طبیب بآسانی بتا سکتا ہے کہ مرنے کو کتنا زمانہ گذرا ہے -

ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ ایک سو صورتون مین جنکو اُنھون نے اور ڈاکٹر ولکس نے قلمبند کیا کوئی ایسی صورت نہین پائی گئی جسمین چار گھنٹے کے اندر لاش ٹھنڈی ہوئی ہو اور موت کی اکڑ شروع ہوئی ہو جبکہ گھنٹے کے اندر لاش کا ٹھنڈا ہوجانا بھی ایک شاذ امر ہے اور اختناق کی صورت مین تو عموماً

آٹھ گھنٹے لگ جاتے ہین - ڈاکٹر براون سیکارڈ کہتے ہین کہ صحیح اور تندرست اشخاص مین جنکا سر کاٹا گیا ہے یا جو دم خفا ہو کر مرے ہین موت کی اکڑ دس بارہ گھنٹے سے کم مین نہین شروع ہوتی - زمانہ موت کے درست استنباط کرنے کے بارہ مین جیسی مکفرسن کا مقدمہ گلاسگو ۱۸۶۲ء نہایت عجیب ہے اِس مقدمہ مین لاش کو پہلے ڈاکٹر مکلوڈ نے ۷ ار جولائی کو یعنے عین وسط تابستان مین جسوقت ہوا کی اوسط گرمی پچاس درجہ تھی شب کے وقت دیکھا - اُسوقت کی کیفیت یہ تھی کہ " موت کی اکڑ کل جوڑون مین موجود تھی لیکن بتدریج موقوف ہوتی جاتی تھی - جسم بالکل سرد تھا یہانتک کہ معدہ اور جوڑون کی اندرونی سطح بھی - لیکن بوسیدگی کا نشان تک نہ تھا اور جسم کی سردی معمول سے بہت زیادہ تھی - دوسرے دن دس بجے تک موت کی اکڑ سوا گھٹنون اور گنٹھونکے تمام جوڑون مین سے موقوف ہو چکی تھی - اِس خاص صورت مین ہلاکت کا باعث جبروزیادتی تھی جسکی وجہ سے بے انتہا خون نکل گیا تھا - متوفیہ کسی قسم کے مرض مین گرفتار نہین تھی - یہ بات معلوم ہے کہ موت کی اکڑ مرنے سے دس گھنٹے سے لیکر تین دن کے اندر شروع ہوجاتی ہے اور جسوقت موت ناگہانی ہو اور کسی زیادتی کی وجہ سے واقع ہوئی ہو تو یہ اکڑ اور بھی زیادہ دیر مین شروع ہوتی ہے اور اسوجہ سے ڈاکٹر مکلوڈ نے یہ راے قایم کی کہ اِس خاص صورت مین ہلاکت کو کم سے کم اڑتالیس گھنٹے گذرے ہونگے - لیکن قاعدہ ہے کہ جب موت کی اکڑ دیر مین شروع ہوتی ہے تو رہتی بھی زیادہ دیر تک ہے اور اسکے برعکس جب جلد شروع ہوتی تو جلدی ختم بھی ہوجاتی ہے اور اوسط زمانہ اُسکے قیام کا چوبیس سے تیس گھنٹے تک ہے - اِس بنا پر ڈاکٹر مکلوڈ کی یہ راے ہوئی کہ اِس صورت مین موت کی اکڑ تیس گھنٹے تک رہی ہوگی اور جسوقت تیس اور اڑتالیس کو ملائین تو یہ نتیجہ نکلتا ہے کہ ہلاکت کو تقریباً تین دن کا زمانہ گذرا تھا - اِس مقدمہ مین شہادت سے بھی ثابت ہوا کہ لاش کے امتحان اور ہلاکت کے درمیان مین فی الواقع اسیقدر زمانہ گذرا تھا "

(دیکھو ڈاکٹر ٹیلر کی کتاب طبع سوم صفحہ ۸۵)

ڈاکٹر ٹیلر نے اپنی کتاب مین چار مدارج لکھے ہین جنکو ہر ایک لاش طے کرتی ہے اور ہر ایک درجہ کے قیام کا زمانہ بھی لکھا ہے۔ ان ازمنہ کا امتحان ہندوستان مین کیا گیا ہے اور انمین اس ملک کی آب و ہوا کے لحاظ سے ضروری ترمیم کردی گئی ہے۔

درجہ اول "اسمین جسم کی گرمی کم و بیش باقی رہتی ہے اور اختیاری عضلات کلاًیا جزءً ڈھیلے ہوجاتے ہین"۔ عضلات مین اگر برقی یا عملی اثر پہنچایا جاوے تو انمین انقباض پیدا ہوتا ہے۔ اس خاص درجہ مین گرمی سردی لباس اور علالت کا خیال رکھکر یہ کہا جا سکتا ہے کہ موت کو چند منٹون سے لیکر کئی گھنٹے کا عرصہ گذرا ہے۔

درجہ دوم "اسمین جسم مطلقاً سرد ہوجاتا ہے اور موت کی اکڑ یقین طور پر معلوم ہوتی ہے۔ عضلات مین برقی یا عملی اثر سے مطلق قوت انقباض کی باقی نہین رہتی"۔ اس صورت مین ممکن ہے کہ موت کو دو گھنٹے سے لیکر چوبیس گھنٹے کا زمانہ گذرا ہو (سرد ملکون مین تین دن تک بھی ہو سکتا ہے) لیکن جو جسم برہنہ ہین یا جنپر بہت کم لباس ہے وہ بہت جلد سرد ہوجاتے اور اکڑ جاتے ہین۔

درجہ سوم اسمین موت کی اکڑ بالکل موقوف ہوجاتی ہے۔ یہ درجہ بھی کئی گھنٹے تک رہ سکتا ہے اور سرد ملکون مین زیادہ۔

درجہ چہارم بوسیدگی شروع ہوجاتی ہے اور اسکی ابتدا اس طرح پر ہوتی ہے کہ پیٹ کی جلد پر نلاہٹ آجاتی ہے۔ مدراس کے ملک مین بوسیدگی موت سے بیس گھنٹے کے اندر شروع ہوجاتی ہے۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ ان مدارج مین کوئی صاف اور صریح افتراق نہین ہے۔ مثلاً بعض اوقات موت کی اکڑ شروع ہونے کے بعد بھی جسم مین گرمی باقی رہتی ہے۔ بعض اوقات بوسیدگی بہت جلد شروع ہوجاتی ہے۔ اور گولی کی چوٹ سے مرجانے کی صورت مین اکثر فوراً ہلاکت کے بعد ہی اکڑ شروع ہوتی ہے۔ اس سبب سے جو ازمنہ اوپر لکھے گئے ہین انکو تخمینی سمجھنا چاہیئے اور عام صورتون مین ان سے موت کا وقت دریافت

کرنے مین مدد ملتی ہے۔

ہائی پسٹاسسس۔ لاش پر بعض علامات ایسے پیدا ہوتے ہین کہ اگر انکو بغور نہ دیکھا جاوے تو انکی وجہ سے سبب ہلاکت کے قرار دینے مین غلطی کا احتمال ہے۔ یہ تغیرات جسم کے سرد ہوتے وقت نمودار ہوتے ہین اور ان مین سے ایک تو اکڑ ہے جسکا ذکر اوپر ہو چکا ہے اور دوسرا ہائی پسٹاسسس۔ تھوڑے زمانہ کے بعد جلد کے اوپر تاریک اور نیلاہٹ لئے ہوئے چھٹے پڑجاتے ہین جنکا نام انکائی موسس بعد الموت رکھا گیا ہے۔ ان علامات سے اکثر دھوکا اسبات کا ہوتا ہے کہ موت بوجہ جبر و زیادتی کے وقوع مین آئی ہے حالانکہ یہ علامات طبعی طور پر پیدا ہوتے ہین۔ ڈاکٹر کرسٹیسن نے دو مقدمات لکھے ہین جنمین سے ایک مین دو شخص سزایاب ہوئے اور دوسرے مقدمہ مین تین شخص سزایاب ہوتے ہوتے بچ گئے (دیکھو مقدمات نمبر ۲۹ و ۳۰) ان علامات کے اسباب کو ڈاکٹر ٹیلر یون بیان کرتے ہین (دیکھو ڈاکٹر ٹیلر کی کتاب صفحہ ۸۹)

ہائی پسٹاسسس بوسیدگی سے پہلے ہوتا ہے اور اسکی وجہ عروق شعریہ مین خون کا رک جانا ہے۔ موت کے بعد عروق شعریہ کی لچک جاتی رہتی ہے اور انمین خون بے قاعدہ طور پر ٹھہر جاتا ہے اور اسکی وجہ سے نلاہٹ پیدا ہوتی ہے۔ اگرچہ موت کے بعد جلد کا رنگ زرد ہوا کرتا ہے لیکن سرد ہوتے ہوتے اسکے اوپر جابجا بہت سے نیلے نیلے یا نیلے اور سیاہی مائل چھٹے پڑجاتے ہین۔ یہ چھٹے اکثر اوقات انہین اشخاص کی لاش پر پائے جاتے ہین جو پوری صحت کی حالت مین دفعتہً مرگئے ہین یا جو کسی زیادتی کی وجہ سے مثلاً سکتہ یا پھانسی یا غرق آب ہونے سے یا کوئلے کے دہوئین سے دم خفا ہو کر مرے ہین ان صورتون مین جہان خون کا بہ جانا باعث ہلاکت کا ہوا ہے یہ چھٹے بہت کم پائے جاتے ہین۔ اگر موت کے بعد لاش کپڑے مین لپیٹ دی جاوے تو عروق کا خون کپڑے کی تہون کے نیچے نیچے جمع ہو جاتا ہے اور جو جو حصے جسم کے باندھنے مین دب گئے ہین وہ سفید اور بلا خون کے رہ جاتے ہین۔ اِس کل روائی

کا مجموعی اثر یہ ہوتا ہے کہ جسم پر برتین پڑ جاتی ہین اور یہ خیال ہوتا ہے کہ چابک سے مارنے کے نشان ہین لیکن چونکہ چابک کے نشان مین جلد ضرور کسیقدر پھٹ جاتی ہے اِن دونون صورتون مین بہ آسانی امتیاز ہوسکتا ہے۔ ڈاکٹر ٹیلر نے ایک اسی ہی قسم کے مقدمہ کا ذکر کیا ہے جسمین اسقدر قوی شبہ مارنے کا تہا کہ کارونر کی تحقیقات کی ضرورت پڑی تہی۔ اس صورت مین لاش کے اوپر والے حصّہ پر بہ کثرت برتون کے نشان تہے جنکا رنگ سرخی مایل نیلا تہا۔ سینہ کے اوپر ایک چادر زور سے لپٹی ہوئی تہی اور یہ نشانات بالکل چادر کی تہون کے نیچے نیچے واقع ہوئے تہے تحقیقات مین یہ بات معلوم ہوئی کہ لاش کو بعد موت کے چادر سے باندہ دیا تہا جسکی وجہ سے یہ نشانات پیدا ہوگئے تہے۔ ایک اور مقدمہ مین (دیکہو مقدمہ نمبر ۲) لاش پر ایسے علامات نمایان تہے جو حقیقی ایکائی موسس مین ہوا کرتے ہین۔ یعنی چہون کے گرد ایک بڑا سا حلقہ پیلے رنگ کا تہا اور اُسمین کسیقدر سبزی ملی ہوئی تہی۔ یہ بجنسہ وہ حالت ہے جو جسم زندہ مین چوٹ کا نشان مٹتے وقت پیدا ہوتی ہے۔

لاش کے سڑتے وقت جسطرح سے اعضاے بیرونی مین تغیرات پیدا ہوتے ہین اسیطرح احشا مین بہی اس قسم کے علامات نمودار ہوتے ہین کہ اگر اون پر غور نہ کیا جاوے تو شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ علامات زہر خورانی کے ہین۔ ڈاکٹر ٹیلر لکہتے ہین "معدہ کی میوکس ممبرین (یعنی غشاے لعابی) کا رنگ کئی طرح کا ہوسکتا ہے۔ گندمی سرخ جو ہوا کہانے سے شوخ سُرخ ہو جاوے۔ گہرا نلاہٹ مائل یا مٹی کا رنگ اور کبہی کبہی خون کے بگڑ جانے کی وجہ سے سیاہ۔ نیچے کے حصّہ مین جہان معدہ جگر اور طحال سے ملا ہوا ہے نلاہٹ بہت صاف طور پر معلوم ہوتی ہے۔ معدہ کے بڑے تہ سبزی مائل ہوتی ہے اور اُسکے اوپر کی شرائین وا اور دہ سبزی مائل اور سیاہ سیاہ نظر آتے ہین یہ کل علامات جو فی الواقع بوسیدگی کی وجہ سے پیدا ہوتے ہین بخوبی زہر خورانی کے علامات سمجہے جا سکتے ہین اور کوئی صاف اور صریح قواعد ایسے نہین ہین جنسے ان دونون صورتون مین امتیاز ہو سکے"

ہر ایک مقدمہ مین تمامی واقعات پر نظر کرنے کے بعد راے قایم کرنا چاہیئے - مثلاً اگر یہ علامات نعش لاش کے سڑنے سے پہلے نمودار ہون تو اونکی نسبت ظن غالب یہی ہوگا کہ وہ زہر خورانی کی وجہ سے پیدا ہوئے ہین - بہر حال جہان محض شک کا موقع ہے وہان بجاے اسکے کہ بالکل قیاسی اور احتمالی راے بیان کی جاوے بہتر یہی ہے کہ طبیب راے دینے سے سکوت اختیار کرے -

اسی طرح سے اکثر اوقات معدہ اور چھوٹی امعا کے اوپر والے حصہ کا میوکس ممبرین بوسیدگی کے زمانہ مین زردی مائل یا سبزی مائل ہوجاتا ہے اور اسکی وجہ یہ ہے کہ پت یا فضلہ کا رنگ اوسمین شامل ہوجاتا ہے اور اوسکو رنگ دیتا ہے اس قسم کے رنگ کو فلزی زہر خورانی کی علامت نہین سمجھنا چاہیئے - ایسے شبہہ کی صورت مین ضرور ہے کہ جس طبیب نے لاش کو معاینہ کیا ہے اوس سے یہ بھی پوچھا جاوے کہ علاوہ رنگ کے میوکس ممبرین مین کسی قسم کی نرمی یا خراش بھی تھی یا نہین اور حلق اور قصبۃ الریہ مین بھی زہر کا کچھ اثر تھا یا نہین - اگر یہ علامات نہ پائی جاوین تو پھر زہر خورانی کا شبہہ رفع ہوجاتا ہے -

اسی طرح میلانوسس کے مرض مین (جسکی علامت میوکس ممبرین کے نیچے ایک سیاہ مادہ کا جمع ہونا ہی) یہ شبہہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ سیاہی سلفیورک یا آگزالک ایسڈ یا جلادینے والی کھار چیزون کے استعمال سے پیدا ہوئی ہے - لیکن چونکہ میلانوسس مین کسی قسم کا ورم یا خراش نہین پائی جاتی اور نہ وہ میوکس ممبرین کو ضایع کردیتا ہے اسواسطے اوسمین اور ان تیزابون اور کھار چیزون کے اثر مین بخوبی امتیاز ہوسکتا ہے -

معدہ اور امعا کی میوکس ممبرین مین زخم کا پیدا ہوجانا ہندوستان مین ایک معمولی بات ہے اور ان کو اون تغیرات کے ساتھ جو بوسیدگی کے زمانہ مین نمودار ہوتے ہین مخلوط نہین کرنا چاہیئے لیکن البتہ ایسے زخمون کو اون خراشون سے جو محرک سمیات کی وجہ سے پیدا ہوتی ہین امتیاز کرنا ہمیشہ آسان نہین ہے -

بعد موت کے گیاسٹرک جوس[1] کے اثر سے بعض اوقات معدہ نرم ہو جاتا ہے اور بعض اوقات تو اسمین سوراخ پڑ جاتا ہے۔ لیکن یہ نرمی لعاب دار ہوتی ہے اور اسمین کسی قسم کی علامت ورم کی نہین ہوتی مثلاً نرم حصون کے کنارون پر سرخی ہوتی اور نہ پیریٹونیم مین ورم ہوتا ہے۔

جسوقت لاش مین بوسیدگی شروع ہوتی ہے اُسوقت پیٹ کے اوپر کی جلد کا رنگ سبزی مائل زرد ہو جاتا ہے اور بتدریج یہ رنگ سینہ کی جلد اور تمام اعضا تک پہنچتا ہے۔ یہ تغیر ہائی پسٹاسس سے بالکل الگ ہے کیونکہ ہائی پسٹاسس اُسی وقت تک ہوتا ہے جسوقت تک جسم مین گرمی باقی ہے اور جسم کے سرد ہوتے ہی ختم ہو جاتا ہے لیکن یہ تغیر رنگ جسکا اب ذکر ہو رہا ہے جسم کے سرد ہونے اور بوسیدگی شروع ہونے کے بعد نمودار ہوتا ہے۔

دُبلے پتلے آدمیون کی بہ نسبت موٹے آدمیون کی لاش بہت جلد سڑتی ہے۔ اور جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے وہ حصے جسم کے جو مجروح یا چوٹ کھائے ہوئے ہین پہلے سڑتے ہین اور اس بوسیدگی کی وجہ سے چوٹ کا اثر زیادہ معلوم ہوتا ہے۔ اسی طرح وہ اشخاص جو کسی شدید مرض مین مرے ہین اُنکی لاش بہت جلد سڑتی ہے بہ نسبت اُنکے جو امراض مزمنہ مین مرے ہین۔

ڈاکٹر گائی نے اندرونی اعضا کے سڑنے کی یہ ترتیب لکھی ہے۔ مرنے کے بعد چار روز سے چھ روز کے اندر معدہ کی پچھلی دیوار مین میلے میلے سرخ دھبے پیدا ہوتے ہین اور بتدریج تمام اندرونی حصہ پر پھیل جاتے ہین۔ ان علامات کی نسبت بعض اوقات زہر خورانی کا دھوکھا ہوتا ہے۔ معدہ کے بعد امعا اور طحال سڑتے ہین اور اُنکے بعد جگر اگرچہ جگر کی صلابت کئی مہینے تک باقی رہتی ہے۔ جگر مین بوسیدگی اُس

---

[1] گیاسٹرک جوس اُس عرق کا نام ہے جو طبعی طور پر معدہ مین پیدا ہوتا ہے اور غذا کو ہضم کرتا ہے۔ اس عرق کا ایک بہت بڑا جزا ایک معروف تیزاب ہے جسکو ہائڈروکلورک ایسڈ کہتے ہین۔

حصّہ سے شروع ہوتی جو ڈایافرم[۵۱] (یعنی حجاب الصدر) سے متصل ہے۔ اسکے بعد دماغ سڑتا ہے۔ موت کے بعد ہی مادہ دماغی دب کر بیٹھ جاتا ہے اور بوسیدگی اُن مقامات سے شروع ہوتی ہے جہاں ضرایئن وآوردہ ہین۔ دو تین ہفتہ مین دماغ بالکل رقیق ہو جاتا ہے۔ لیکن بچون مین سب سے پہلے سڑنے والی چیز دماغ ہے۔ قلب اور شُشش دیر مین سڑتے ہین اور اسی وجہ سے انمین بوسیدگی کے بہت عرصہ بعد ہی بیماری کی تشخیص ممکن ہے۔ ڈاکٹر آر فلا نے ایک صورت مین مرنے سے ستائیس دن کے بعد ورم شُشش اور دوسری صورت مین ستاون دن کے بعد پیری کارڈائی ٹس[۵۲] کے علامات تشخیص کئے ہین گردہ قلب اور شُشش سے بھی زیادہ دیر پا ہے اور مثانہ حلقوم اور پنکریاس[۵۳] گردہ سے بھی ڈایافرم بقدر پائدار ہے کہ چار سے چھ مہینے تک بھی تمیز ہوتا ہے۔ تمام اعضاے انسانی مین رحم سب سے زیادہ مضبوط ہے اور کل اعضا کے گل جانیکے بعد بھی رحم کے ذریعہ سے مرد اور عورت مین تمیز ہو سکتی ہے۔ ڈاکٹر کیاسپر نے نو مہینے کے بعد بھی رحم کو ایسی حالت مین پایا کہ اُسکا امتحان ہو سکتا تھا اور یہ بات معلوم ہو سکتی تھی کہ متوفیہ ہلاکت کے وقت حاملہ تھی یا نہین اور یہ بھی اُسوقت مین جب کہ تمام گوشت و استخوان پارہ پارہ ہو چکے تھے۔

لاش کی بوسیدگی سے زمانہ موت کا استنباط کرنا ایک نہایت ضروری امر ہے۔ لیکن جو مقدمات اس بحث مین لکھے گئے ہین وہ آپسمین اسقدر مخالف ہین کہ کوئی صاف اور صریح قاعدہ نہین بتایا جا سکتا۔ بوسیدگی کو روکنے والی یا اُسمین تعجیل پیدا کرنیوالی اسقدر چیزین ہین کہ ہر ایک مقدمہ کے کل واقعات پر نظر کرنے کے بعد اسے قایم کرنا چاہیئے اور جب کبھی کوئی موقع شک کا واقع ہو تو طبیب کو ضرور ہے کہ قطعی راے دینے مین سخت احتیاط کرے۔ یہ بات البتہ ثابت ہو چکی ہے

---

۵۱ ڈایافرم اُس پردہ کا نام ہے جو سینہ کو معدہ اور امعا سے علیحدہ کرتا ہے ۵۲ پیری کارڈیم اُس غشا کا نام جو قلب کے اوپر ہے۔ اس غشا کے ورم کو پیری کارڈائی ٹس کہتے ہین ۵۳ پنکریاس ایک خاص عضو ہے جو امعا کے بیچ مین ہے۔ اسمین ایک عرق نکلتا ہے جو نہایت درجہ ہضم مین مدد کرتا ہے۔

کہ جو لاشیں باہر پڑی ہوئی ہیں اونمیں بوسیدگی بہت جلد شروع ہوتی ہے - مدفون لاشوں میں جہاں زمین ریتی کی ہے اور خشک (جیسا مصر کا ملک) یا جہاں زمین سنگ ریزوں یا کھریا مٹی کی ہے بوسیدگی دیر میں ہوتی ہے - کھاد زمین اور چکنی مٹی میں بوسیدگی جلد شروع ہوتی ہے اور عموماً اُن مقامات میں جہاں ہوا اور پانی پہنچ سکے - گہری قبروں میں بوسیدگی دیر میں ہوتی ہے اور جو لاشیں بغیر کفن کے دفن کی جاویں اُن میں جلد - اور علی ھذا جسقدر کفن یا صندوق مضبوط ہو اور ہوا اور دوسری سڑانے والی چیزوں کو دور رکھ سکے اُسی قدر لاش دیر میں سڑے گی -

جو لاشیں پانی میں ڈالی جاتی ہیں اُن کی نسبت ڈاکٹر چیورس نے کچھ تحقیقاتیں لکھی ہیں کہ وہ کتنی دیر کے بعد پھول کر پانی پر بہنے لگتی ہیں ڈاکٹر وڈ فورڈ نے لکھا ہے کہ سخت گرمی کے موسم میں تھوڑے سے تھوڑا زمانہ لاش کے اوپر آنے کا چوبیس گھنٹے ہیں - مرقومہ ذیل مقدمہ نہایت دلچسپ ہے - ایک عورت جمعہ کی شب کو قتل کی گئی اور شہادت سے یہ بات ثابت ہوئی کہ اُس کی لاش قریب بارہ بجے رات کے ایک بڑے کوئے میں ڈالدی گئی - اتوار کے دن آٹھ نو بجے صبح کے قریب لاش پانی کے اوپر بہتی ہوئی نکلی اور اُس کی کمر سے ایک بڑا سا پتھر بندھا ہوا تھا - معلوم ہوا کہ عورت دُبلی پتلی اور پست قد تھی - پس اُسکا اصلی وزن سو پونڈ یا ایک سو پانچ پونڈ سے زیادہ نہوگا - جو پتھر اُسکی کمر سے بندھا ہوا تھا اُسکا وزن بانوے پونڈ تھا اور گویا تیس گھنٹے کے عرصے میں بوسیدگی اس درجہ کو پہنچ گئی تھی کہ لاش پھول گئی اور نہ فقط اپنا بوجھ بلکہ اُسکے علاوہ اور بانوے (۹۲) پونڈ لیکر اوپر آگئی - پتھر کمر سے بندھا ہوا تھا اور جسوقت لاش برآمد ہوئی تو کروٹ لئے ہوئے پانی پر تیر رہی تھی پانی کا عمق کوئی دس بارہ فیٹ تھا اور پتھر کا ثقل ذاتی [5] ۲٫۷ - اِس مقدمہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ

[5] ہر ایک شی کا وزن بلحاظ اُسکے اجزا کی کثافت کے علیحدہ علیحدہ ہوتا ہے - اِس وزن کو اُتنی ہی جسامت کے پانی کے وزن سے مقابلہ کرنے سے جو نسبت پیدا ہوتی ہے اُسکو اُس شی کا ثقل ذاتی کہتے ہیں -

پانی مین لاش کے سڑنے سے کسقدر ہلکاپن پیدا ہوجاتا ہی اور کس سرعت کے ساتھ لاش پھول جایا کرتی ہی۔ یہ مقدمہ ستمبر ۱۸۸۳ء مین ہوا۔

جنوری ۱۸۶۷ء مین کلکتہ کے دریا مین ایک حادثہ ہوا تھا جسمین بہت سے لوگ غرق ہوگئے تھے اور اُسوقت اِسکا امتحان کیا گیا کہ لاشین کتنی دیر مین اوپر آتی ہین۔ کوئی لاش تین دن سے کم مین اوپر نہین آئی اور بعض صورتون مین چھ اور سات دن لگ گئے۔ علی العموم جو لاشین اِس ملک مین اوسط عمق کے کنوون مین ملتی ہین وہ تین سے پانچ روز مین اوپر آتی ہین اور اُسوقت بالکل بوسیدہ ہوتی ہین۔ اس کلکتہ والے واقعہ مین پہلی چار لاشین ساڑھے تین دن کے بعد اوپر آئین لیکن اُنکی حالت بوسیدگی کے بارہ مین کچھ نہین لکھا گیا ہی۔

نظائر متعلقہ باب چہارم حصہ اوّل

مقدمہ نمبر ۲۹ اِس مقدمہ مین ہائی پسٹاسس چوٹ کا نشان سمجھا گیا۔

سرکار بنام کیر۔ ایک شخص کیر نامی مع اپنی ماں کے ابرڈین سرکٹ مین اپنے باپ کے قتل مین ماخوذ ہوا دونون کی نسبت سزا تجویز ہوئی۔ لیکن اِس مقدمہ مین شہادت کا دارمدار ایک چوڑے نیلے نشان پر تھا جو گردن پر پایا گیا اور جسکو گواہون نے پھانسی کا نشان تبلایا۔ اِس نشان کی نسبت بہت زیادہ احتمال یہ ہی کہ یہ منجملہ اُن طبیعی تغیرات کے تھا جو مدت کے بعد پیدا ہوتے ہین۔

مقدمہ نمبر ۳۰ ایضاً

تین آدمی بدمست اور ایک دوسرے سے لڑتے ہوئے ایک شراب خانہ کے باہر آئے۔ دوسرے دن اُنمین ایک شخص ایک جھاڑی مین قریب الموت ملا اور تھوڑی دیر کے بعد مرگیا۔ دو ڈاکٹرون نے

گواہی دی کہ لاش پر بہت سے نشان چوٹ کے تھے اور اس بنا پر متوفی کے دونون ساتھی ماخوذ ہوئے اور اُن پر مقدمہ قایم ہوا۔ دوران مقدمہ مین ڈاکٹر بل اور ڈاکٹر فائیف نے یہ بات ثابت کردی کہ جو نشانات لاش پر تھے یہ بھی ہائی پسٹاسس کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے۔ اور اس بنا پر ملزمین رہا ہوگئے۔

یہ بات لحاظ کے قابل ہے کہ ہائی پسٹاسس اکثر اُن صورتون مین ہوا کرتا ہے جہان ہلاکت نشے کی حالت مین ہوئی ہے اور مقدمہ نمبر ، مین جو نشانات لاش پر پائے گئے شاید اس ہی وجہ سے تھے

مقدمہ نمبر ۳۱ ایضاً

۱۸۳۷ء مین ایک شخص ڈرڈنانٹ اسپتال مین دل کی بیماری سے مرگیا۔ مرنے سے کچھ پہلے اُسکے دل اور شش کا امتحان کیا جا چکا تھا اور اُسوقت جسم پر کسی قسم کے نشان نہ تھے لیکن اٹھارہ گھنٹے بعد جسم پر جا بجا چھوٹے بڑے نشان پڑ گئے جو بالکل چوٹ کے نشانات کے مماثل تھے اور زیادہ اُن ہی مقامات پر تھے جو دبے نہین تھے۔ اِن نشانات کے گرد زرد گھاس کے رنگ کا حلقہ اور اُسمین کچھ سبزی اور نلاہٹ ملی ہوئی موجود تھا اور بالکل یہ معلوم ہوتا تھا کہ زندگی کی حالت مین ایکائی موسس ہوا ہے۔ ڈاکٹر ٹیلر اس خاص مقدمہ کی بابت لکھتے ہین "اگر بالفرض یہی لاش کسی شارع عام پر پڑی ملتی اور یہ بات ثابت ہوتی کہ کوئی دوسرا شخص متوفی کے ساتھ لڑا تھا تو اسمین شک نہین کہ اُس شخص کی نسبت بہت بُری رائے قایم ہوتی اور ضرور قتل کا شبہ اُسکی طرف عاید ہوتا" اصلی ہائی پسٹاسس چوٹ کا نشان سمجھا جاتا اور یہی خیال کیا جاتا کہ متوفی دل کی بیماری سے نہین مرا بلکہ بوجہ اُس سخت صدمہ کے مرا جو مار پیٹ کے سبب سے اُسکو پہنچایا گیا۔

مقدمہ نمبر ۳۲ لاش سڑتے وقت گیاس کے پیدا ہونے کا اثر۔

ڈاکٹر چیورس نے ایک مقدمہ کو نقل کیا ہے جسمین لاش سڑتے وقت اِس قدر گیاس پیدا ہوئی

کہ اُسکے زور سے ایک چار مہینے کا بچہ مع ایک ٹکڑے اُس جڑ کے جو اسقاط حمل کرانے کی غرض سے اندر پہنچائی گئی تھی رحم کے باہر نکل آیا۔

ڈاکٹر ٹیلر نے بھی اِس ہی قسم کا ایک مقدمہ نقل کیا ہے جسمین ایک عورت دردِ زہ کی حالت مین بلا وضع حمل مر گئی تھی اور لاش سڑنے کے بعد گیاس کے زور سے بچہ پیدا ہو گیا۔

ایسی صورتون مین اکثر گیاس پیدا ہونے کے سبب سے عضلات تن جاتے ہین اور عروق کھچنے کی وجہ سے پھٹ جاتے ہین اور اُنمین سے خون نکلتا ہے اور جب کوئی پھولا ہوا حصۂ لاش کا چھو جاوے تو خون باہر نکل آتا ہے اور یہی ہے اصلیت اُس پُرانے خیال کی کہ جب قاتل لاش کو چھوئے تو اُسمین سے خون جاری ہوتا ہے۔

مقدمہ نمبر ۳۳ لاش کے زیادہ بوسیدہ ہونے کی وجہ سے زمانہ موت کے استنباط مین دقت پڑنا اس خاص بحث مین سرکار بنام برن (ڈبلن ۱۸۴۲ء) ایک مشہور مقدمہ ہے۔ اسمین ایک عورت کے اوپر اپنے شوہر کو قتل کرنے کا الزام تھا۔ ملزم اور اُسکے شوہر متوفی دونون کو زیادہ شراب پینے کی عادت تھی۔ اِس خاص موقع پر وہ دونون اپنے حجرہ مین چلے گئے تھے اور وہان آٹھ روز تک رہے تھے لاش برآمد ہونے سے چار روز پہلے لوگون نے متوفی کو حجرہ کے دروازہ پر زندہ دیکھا تھا۔ آٹھوین دن ملزم نے اپنے ایک بیٹے کو حجرہ مین بلایا اور وہان اُسکے شوہر کی لاش زیادہ بوسیدہ حالت مین پڑی ہوئی تھی۔ جس طبیب نے پہلے لاش کا معائنہ کیا اُسکی راے یہ تھی کہ لاش اقلاً چار یا پانچ روز مردہ پڑی ہے جسم کے اوپر بجز چند مقامات کے جہان کا رنگ متغیر ہو گیا تھا اور کہو کی نشان نہین تھا اور دل اور دماغ کے عروق بالکل خون سے خالی تھے۔ لاش منھ کے بل پڑی ہوئی تھی۔ اِس مدت مین جبکہ زن و شوہر ساتھ تھے بہت سی شراب پی گئی تھی۔ ملزمہ نے دو ہی بیان کئے پہلا بیان یہ تھا کہ مین پنجشنبہ اور جمعہ کو بستر پر سوتی رہی اور دوسرا یہ کہ متوفی جمعہ کو مرا۔ دوبارہ اُسنے یہ

بیان کیا کہ متوفی ہفتہ کے دن یعنی جسدن لاش برآمد ہوئی مرا - دو ڈاکٹرون نے یہ راے دی کہ متوفی کو مرے ہوئے اقلاً چار یا پانچ روز ہوئے ہین - ڈو نے مطلقاً راے دینے سے انکار کیا اور پانچوین نے یہ کہا کہ یہ تغیرات اٹھاییس گھنٹے سے تیس گھنٹے مین ہوسکتے ہین (یہ واقعہ جولائی کے مہینے کا تھا اور خود حجرہ نہایت بند اور گرم تہا) اس مقدمہ مین ایک طرف تو یہ کہا جاتا تھا کہ متوفی پھانسی سے مرا ہے کیونکہ گردن پر کچھ سیاہ نشان تھے اور ایک آنکھ اور زبان باہر نکلی ہوئی تھی دوسری طرف یہ کہا جاتا تھا کہ یہ علامات طبعی طور پر پیدا ہوئے تھے - ممکن تھا کہ متوفی نے نشے کی حالت مین اپنے کو مُنھ کے بل تکیہ پر ڈال کر دم گھونٹ لیا ہو یا سکتہ کے عالم مین مرگیا ہو - چہرے کا متغیر ہوجانا اور آنکھ اور زبان کا باہر نکل آنا اور براز کا خطا ہوجانا یہ صدمہ کی حالت مین مرنے کے علامات ہین - یہ بھی کہا جاسکتا تھا کہ زبان اور آنکھ کا باہر نکل آنا لاش کی بوسیدگی کی وجہ سے ہو کیونکہ اکثر زیادہ بوسیدگی کی حالت مین یہ علامات پیدا ہوتے ہین - دل کا خون سے خالی ہونا البتہ پھانسی دئے جانے کے خلاف علامت تھی اور اُسکی نسبت یہ کہا جاسکتا تھا کہ بوجہ لاش پھول جانے کے دل کا خون بالکل نکل گیا تھا - عروق دماغی کے خون سے خالی ہونے کی کوئی توجیہ نہین ہوسکتی تھی - ظاہرا قتل کرنے کی کوئی غرض نہین معلوم ہوتی تھی اور ملزم کی نسبت محض یہی اعتراض تھا کہ وہ اپنے شوہر کے مرنے کے بعد اقلاً بیس گھنٹے تک حجرے مین رہی اور کسی کو اپنی مدد کے واسطے نہین بلایا - ملزم نے رہائی پائی اور ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ اس مقدمہ مین جج نے جوری کو بہت درست ہدایت کی کہ محض شبہہ یا ڈاکٹرون کی گواہی کی بنا پر ملزم کو سزا نہین دینا چاہیے -

نمبر ۱۳ - لاش اور قاتل کا ایک ہی مکان مین پایا جانا -

یہ ایک عجیب مقدمہ ہے اور ضلع کرپا کے نومبر سنہ ۱۸۵۸ء مین فیصل ہوا - ملزم ایک بدچلن اور عیاش برہمن تھا اور متوفیہ ایک سن رسیدہ عورت تھی - ایک دن دوپہر کے قریب ملزم کو لوگون

سے نے دیکھا کہ متوفیہ کو اپنے گھر لیجا رہا ہے - اور وہ پھر واپس نہین آئی - تھوڑی دیر کے بعد متوفیہ کی بہن
وہان پہونچی اور اپنی مان کو پوچھا - ملزم نے جواب دیا کہ وہ ایک گاؤن کو جو دو میل کے فاصلہ پر تھا گئی ہے
مگر یہ جھوٹ تھا - بیٹی شام کو اپنے گھر واپس آئی اور عہدہ داران دیہی کو خبر کی - یہ لوگ ملزم کے گھر
گئے لیکن چونکہ رات تھی اسوقت خانہ تلاشی نہین کی لیکن گھر مین رہے - صبح کو متوفیہ کی لاش اندرونے
حجرہ مین بالکل برہنہ ملی اور اُسپر کئی شدید زخم تھے اور دیوارون پر اور فرش پر بہت سے خون کے نشان
تھے ملزم نے ایک بیان تحریری داخل کیا جسمین عورت کو قتل کرنے کا اقبال تھا ورنہ شاید ثبوت جرم
بمشکل ہوتا - ظاہراً کوئی غرض اس بے رحمی سے قتل کرنے کی نہین پائی گئی بجز اسکے کہ شاید متوفیہ
نے مکان مین ایک بوتل دیسی شراب کی اور کچھ گوشت دیکھ لیا تھا اور چونکہ ملزم ذات کا برہمن تھا
اُسکو خوف پیدا ہوا کہ یہ کہین گاؤن کے لوگون کو خبر نہ کر دے - اگر اُسکی غرض اسیقدر تھی تو معلوم ہوتا
ہے کہ ملزم جرم کرنے کے وقت نشے مین تھا - ملزم کو پھانسی کی سزا ہوئی اور قبل پھانسی پانی کے
کہتے ہین کہ اُسنے پھر پولیس کے سامنے اقبال کیا - ملزم کی اس حرکت سے عوام الناس اور خصوصاً
فرقہ برامنہ بہت ناراض ہوا اور پھانسی دیتے وقت ایک جم غفیر تماشا دیکھنے کو آیا -

باب پنجم

مختلف اعضائے جسمانی کے زخم اور چوٹین

سر کی جلد کا زخم - سر کی جلد کا کٹا ہوا زخم اگر زیادہ گہرا نہو تو اُس سے کوئی سخت اثر نہین پیدا ہوتا
برخلاف اِسکے چوٹیلا زخم خطرناک ہے کیونکہ اسمین ایری سپلس پیدا ہوجانے کا خوف ہوتا ہی - سر کے
زخمون کے نتایج بہت مختلف ہین - بعض اوقات بہت ہی سخت زخم جنمین کھوپری شق ہوگئی ہی بلکہ
بھیجے کا ایک حصہ ضایع ہوگیا ہے اچھے ہوجاتے ہین اور بعض اوقات تھوڑی سی چوٹ بھی منجر
بہلاکت ہوجاتی ہے - ممکن ہی کہ خفیف سی چوٹ بھی جسکا نشان تک باقی نہو دماغ کے اندر پھوڑا
پیدا کردے اور مہلک ہوجاوے - سر پر سخت چوٹ لگنے کے خطرناک نتایج مین ایک تو دماغ کا ہلجانا[۵۱]
اور دوسرے دماغ پر خون کا بہہ نکلنا ایسی صورتون مین بعض اوقات ہلاکت فوری ہوا کرتی ہے اور بعض اوقات
کچھ مدت کے بعد - ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ طبیب کو دماغ ہلجانے کے علامات اور نشے کی وجہ سے جو آثار
مترتب ہوتے ہین اُنمین فرق کرنے کے واسطے بہت احتیاط اور غور کی ضرورت ہے یہ بھی ممکن ہے
کہ کوئی شخص ایک ہی وقت مین ان دونون امراض مین مبتلا ہو - ڈاکٹر ٹیلر کہتے ہین کوئی بات دماغ
کی حالت مین ایسی نہین پائی جاتی جس سے طبیب معلوم کرسکے کہ یہ علامات دماغ پر صدمہ کی ہین یا

---

[۵۱] کنکشن آف دی برین جسکا ترجمہ دماغ کا ہلجانا کیا گیا ہے اُس قسم کے ضرر کو کہتے ہین جس سے دماغ کی قوت
اور فعل مین نقصان آجاوے اور جسکا باعث اکثر اوقات کوئی سخت صدمہ ہوا کرتا ہے اگرچہ اُس صدمہ سے کھوپری
شق نہو نہ کسی قسم کا سوراخ یا روزن پیدا ہو -

نشے کے کیونکہ اِن دونون مین عروق کسیقدر خون سے بھرے ہوتے ہین - البتہ اگر معدہ مین الکوہل پائی جاوے تو ظن غالب نشے کی طرف ہوگا - برخلاف اِسکے اگر سر پر چوٹ کے نشان ہون تو یہ خیال کیا جاوے گا کہ دماغ پر صدمہ پہنچا ہے اور یہ اُسکے علامات ہین" تاہم بعض صورتون مین دماغ پر ایسی خفیف چوٹ سے خون پھیل گیا ہے کہ اُسکا نشان تک باقی نہین رہا - اور ایسی صورتین موجود ہین جنمین محض کسی سخت زور آوری کی وجہ سے اور بلا کسی قسم کی چوٹ کے دماغ پر خون بہہ نکلا ہے - البتہ ایسی صورتین شاذ ہین لیکن محض اُن کا ممکن ہونا اِس بات کے لئے کافی ہے کہ اُن صورتون مین جہان ظاہری نشان چوٹ کا موجود نہین ہے طبیب اپنی قطعی راے بیان کرنے مین احتیاط کرے - اِن صورتون مین عروق کی عام حالت کو غور سے دیکھنا نہایت ضروری ہے کیونکہ اگر اُنکی دیوارون مین کسی قسم کا مرض ہے تو وہ بہت آسانی سے ٹوٹ جاوینگی اور خون بہہ نکلے گا - ایک مقدمہ موجود ہے جسمین گردن پر زور سے گھونسا مارنے کی وجہ سے خون دماغ پر بہہ نکلا تھا اور شخص متضرر فوراً ہلاک ہوگیا تھا - بعض اوقات خون کا بہہ نکلنا محض اشتعال طبیعت کی وجہ سے ہوجاتا ہے - لیکن ایسی صورتین شاذ ہین اور انمین اکثر اشتعال طبع چوٹ کے ذریعہ سے یا چوٹ کے شمول سے ہوا کرتا ہے - اِس قسم کی ہلاکت کی صورت مین متوفی کے عادات واطوار اور اُسکے مزاج کی نسبت بھی تحقیقات کرنی چاہیئے - مثلاً اگر متوفی شراب خوار یا دموی المزاج تھا تو ممکن ہے کہ بلا کسی چوٹ کے بھی محض اشتعال طبع کی وجہ سے سکتہ پیدا ہوگیا ہو اور یہی باعث ہلاکت کا ہوا ہو -

کھوپری کا شق ہونا - اِس قسم کی چوٹ اِس ملک مین بہت عام ہے - شمالی ہندوستان مین سر توڑنے کے واسطے لاٹھی کا استعمال ہوتا ہے اور مدراس کے ملک مین موسل اور بعض اوقات پتھر سے بھی سر کچلا جاتا ہے - عموماً چوٹ ایک مقام پر نہین ہوتی بلکہ کئی مقام پر اور کھوپری کئی جگہ سے چور ہوا کرتی ہے - اِس قسم کے حملے اکثر غصہ کی حالت مین ہوا کرتے ہین لیکن پتھر سے سر کچلنے کے

بارہ مین یہ کہنا ضرور ہے کہ یہ فعل بہت سوچ کر کیا جاتا ہے خصوصاً جب شخص متضرر جادوگر ہو۔ ایک مشہور جادوگر کے واسطے عام سزا یہ ہے کہ اُسکے دانت پتھر سے توڑکر نکال لیے جاوین۔ پتھر سے سرکچل کر مارنے کی کئی مثالین ایسی ہین جنمین عورتون نے چھوٹے بچون کے پہلے زیور اتار لیے ہین اور پھر اُنکو اس طرح سے مارا ہے۔ کھوپری شق ہونے کی بحث مین یاد رکھنا چاہیئے کہ کسی مردے کی کھوپری کو چور کرنا نہایت مشکل امر ہے۔ ڈاکٹر کیاسپر نے اس بارہ مین کئی امتحانات لکھے ہین اور اِن صورتون مین اُسنے وہ لکڑی کا تکیہ جو اکثر مردون کے سر کے نیچے رکھا جاتا ہی بطور آلہ جارح کے استعمال کیا تھا۔

کھوپری شق ہونے کے واسطے کچھ یہ ضرور نہین ہے کہ جس مقام پر چوٹ لگائی جاوے وہین کی ہڈی ٹوٹے۔ اکثر اوقات مقام ضربت کے نقطہ مقابل مین شگاف پیدا ہوتا ہے۔ اس قسم کے شق ہونیکو انشقاق مخالف کہتے ہین اور یہ اُس عام اصول فطرت کا نمونہ ہے جس سے یہ ثابت ہوا ہے کہ جب کسی مجوف گنبد مین ضرب پہنچائی جاوے تو یہ قوت اُن حصون مین جاکر مجتمع ہوجاتی ہے جو ایک دوسرے کے مقابل واقع ہوئے ہین۔

چہرے کا زخم۔ چہرے کا زخم خطرناک ہوا کرتا ہے کیونکہ اول تو عموماً انسان کی صورت بگڑجاتی ہے اور دوسرے ایسے زخمون مین دماغ کو صدمہ پہنچنے کا خوف ہوتا ہے۔ آنکھ کی چوٹ بہت عام چیز ہے اور اگر اس کام کے واسطے کوئی تیز اور نوکیلا آلہ مثل سوئی یا تنکے کے استعمال کیا جاوے تو دماغ کو صدمہ پہنچنے کا بھی احتمال ہے۔ مقدمہ نمبر ۲ اسکی مثال ہے۔ اِس ہی طرح سے ایک تیز اور نوکیلا آلہ ناک کے رستے سے بھی دماغ کو پہنچایا جاسکتا ہے اور اُسکا کوئی ظاہری نشان باقی نہین رہ سکتا لیکن اس قسم کا کوئی مقدمہ ابھی تک دیکھنے مین نہین آیا۔ ایک معمولی جرم اس ملک مین عورتونکی ناک کاٹ لینا ہے اور یہ اکثر زنا کی سزا ہوا کرتی ہے۔ چنانچہ انوار سہیلی مین بھی اسکی ایک نقل موجود

ہے جسمین ایک شوہر نے اپنی جورو کے عوض مین ایک کٹنی کی ناک کاٹ ڈالی۔
ریڑھ کی چوٹ۔ بہت سی سفاجاتی موتون مین جہان ظاہر مین کوئی نشان چوٹ کا نہین ہے اگر بغور امتحان کیا جاوے تو معلوم ہوگا کہ ریڑھ کے اندر کے مغز مین صدمہ پہنچا ہے کیونکہ اس مغز مین تھوڑے سے صدمہ سے بھی ورم پیدا ہو جاتا ہے اور موجب ہلاکت ہوتا ہے۔ یہ مغز خفیف اسباب سے بھی دب جاتا ہے اور اُسکا نتیجہ فوری ہلاکت ہے اگرچہ ظاہری نشان چوٹ کا نہین ہوتا گردن کے فقرات بعض اوقات بہت خفیف اسباب سے ٹوٹ جاتے ہین مثلاً دفعۃً سر کو پیچھے ڈالدینے سے اور ایک صورت تو ٹیلر نے ایسی لکھی ہے جسمین ایک مریض کے فقرات گردن محض کروٹ لینے سے ٹوٹ گئے تھے۔ اس خاص صورت مین وہ شخص سولہ مہینے تک زندہ رہا۔ بچون مین دیکھا گیا ہے کہ سر پکڑ کر اُٹھا لینا فوری ہلاکت کا باعث ہوا ہے۔ ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین "ریڑھ اور اوسکے اندرونی مادے کو گرنے سے یا چوٹ سے ضرر پہنچتا ہے (یہ چوٹ سر پر لگائی جاوے یا پیٹھ کے نیچے والے حصے مین) اور اس قسم کی چوٹ کے نتائج ثانیہ نہایت دھوکے مین ڈالنے والے ہوتے ہین اور بالکل اطمینان ہو جانے پر بھی ممکن ہے کہ چوٹ لگنے سے ہفتون کے بعد مریض دفعۃً مر جاوے۔
سینے کی چوٹ۔ سینے کے کٹے ہوئے زخم جو جوف سینہ کے اندر تک نہ پہنچین بہت کم خطرناک ہوتے ہین۔ برخلاف اسکے چوٹیلے زخم بہت زیادہ خطرناک ہین اور جتنی زیادہ زور سے لگائے جاوین اوسیقدر زیادہ خطرہ ہے۔ مثلاً اگر کوئی پسلی یا سینے کے بیچ کی ہڈی ٹوٹ جاوے تو ممکن ہے کہ اوسکا ٹوٹا ہوا حصہ اندر گھس جاوے اور شش یا جگر یا دل مین زخم کر دے۔ یا اس چوٹ کے سبب سے احشا کو صدمہ پہنچے اور وہ شق ہو جاوین۔ ڈاکٹر چیورس نے ایک تکلیف پہنچانے کے طریقہ کا ذکر لکھا ہے جو بنگالہ مین علی الخصوص شمالی اضلاع مین بہت مروج ہے۔ اسکو بنس ڈولنا

کہتے ہین یعنے بدن اور اعضا کو بانسون مین کس کر اس درجہ کوٹتے ہین کہ عضلات کے کچل جانے
اور سینہ دب کر دم رک جانے کی تکلیف سے لیکر بالکل پسلیون کے چورا ہو جانے اور اندرونی اعضا
کے حلوا ہو جانے کی مصیبت تک اس ذریعہ سے پہنچائی جا سکتی ہے۔ یہ بنس ڈولا فقط سینہ
کے واسطے نہین ہوا کرتا اور اعضا کے واسطے بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ مثلاً رانون کے اوپر والے
حصہ کو چار بانسون مین مضبوط جکڑ دیتے ہین اور لکڑی سے پیٹنا شروع کرتے ہین۔ اس ترکیب سے
شخص متضرر کو شدید تکلیف ہوتی ہے اور بعض وقت عضلات کو ایسا صدمہ پہنچ جاتا ہے کہ گوشت
بیجان ہو کر ہلاکت کا باعث ہو جاتا ہے۔ لیکن اس تکلیف دہی کا کوئی ظاہری نشان بجز ران
کے ورم کے جسکو غیر کسی کی طرف بھی منسوب کر سکتے ہین نہین باقی رہتا۔ ڈاکٹر چیورس لکھتے ہین
کہ اس قسم کی ایک خاص صورت مین لاش چوٹ کے نشانون سے بھری ہوئی تھی۔ داہین
جانب کی چوتھی پانچوین نوین دسوین اور گیارہوین پسلیان ٹوٹ گئی تھین۔ اور دونون طرف کی
آٹھوین نوین دسوین اور گیارہوین پسلیان اوکھڑ گئی تھین۔ دونون طرف کی شش کو صدمہ پہنچا تھا
اور کل پیٹھ شانے اور رانون کے عضلات پس کر حلوا ہو گئے تھے۔ شہادت سے یہ بات ثابت
ہوئی کہ پولیس کے جوانون نے متوفی کو اپنے ڈنڈون سے کھڑاون سے اور کہنیون سے کوچے
دئے اور مارا اور اوسکے جسم پر کھڑے ہو کر کودے۔“ ڈاکٹر چیورس نے اس واقعہ دردناک کی
تاریخ نہین لکھی ہے اور یہ امر مشکوک ہے کہ آیا اس زمانۂ تہذیب مین بھی پولیس اس قسم کی بے رحمی کرتی ہے۔
البتہ اتنا تو معلوم ہوتا ہے کہ ایسی کاروائیان زیادہ نہین ہوتین ورنہ اونکا اخفا مشکل ہوئے۔
لیکن اسمین شک نہین کہ مجرمون کے اقبالات جو پولیس کے سامنے ہوتے ہین یہ یقیناً ناجایز
ذرایع سے حاصل کئے جاتے ہین۔ اس کتاب کی تصنیف مین ایک ہزار کے قریب مقدمات منفصلۂ
فوجداری عدالت کی رپورٹ دیکھنے کا اتفاق ہوا اور انمین سے تقریباً ہر ایک سنگین مقدمہ مین پولیس کے

سامنے اقبال موجود ہے ۔ زیادہ تر ایسی واقعات میں ایسی قسم کے اقبال کی خاطر کوئی وجہ نہیں معلوم ہوتی
اور اکثر یہ پایا گیا ہے کہ بجز اقبال مدعی علیہ و برآمدگی مال مسروقہ اور کسی قسم کا ثبوت جرم کا نہین ہے ۔
سنگین جرایم مین جنکا ارتکاب نہایت تدبیر کے ساتھ ہوا ہے اور جنمین ہر قسم کی احتیاط افشا ہونے کی
ملحوظ رکھی گئی ہے اور کوئی ثبوت مدعی علیہم کے خلاف موجود نہین ہے خود مدعی علیہم نے برضامندی
اقبال کیا ہے اور مال مسروقہ کا سراغ بتایا ہے ۔ اب بھی فوجداری مقدمات مین یہی ہوتا ہے اور
اگرچہ صاف اور صریح طور پر پولیس کا جبراً اقبال کرانا بہت کم ثابت ہوتا ہے لیکن تاہم اکثر اوقات
سخت شبہ پولیس کی کارروائی کی نسبت پیدا ہوتا ہے ۔ اس ملک مین اقبال روبروے اہلکار
پولیس کا بجز اُس حصہ کے جو برآمد مال سے متعلق ہو قابل ادخال شہادت نہوگا ایک بہت ہی منصفانہ
اصول ہے ۔ لیکن عملاً یہ اصول بے کار کر دیا گیا ہے کیونکہ جسوقت مجرم نے ایک دفعہ اقبال کر لیا تو
پولیس اوسکو فوراً کسی اسسٹنٹ مجسٹریٹ کے پاس لے جاتا ہے اور وہ وہان بھی وہی بیان
کرتا ہے ۔ پولیس نے جو کچھ کارروائی اُسکے ساتھ کی ہے وہ اُسکی آنکھون کے سامنے ہوتی ہے
اور وہ بلا تامل مجسٹریٹ کے سامنے بھی اقبال کر دیتا ہے ۔ البتہ جسوقت وہ عدالت مافوق مین پہنچتا ہے
تب اُسکو انکار کا موقع ملتا ہے ۔ پولیس کی تحقیقات مین اکثر اِس قسم کی عبارت ہوا کرتی ہے ۔
"تین دن حراست مین رہنے کے بعد ایک روز فلان جوان پولیس ملزم کو رفع حاجت کے واسطے
لے گیا تھا وہان سے آنے کے بعد ملزم نے بیان کیا کہ مین اقبال جرم کرنے پر راضی ہون اور اُسوقت
ہم لوگ اُسکو مجسٹریٹ کے پاس لیگئے" یا یہ کہ "اقبال کرنے کے بعد ملزم ہمکو جنگل مین لے گیا اور ایک پتھر
کے نیچے سے مال مسروقہ برآمد کیا" زیادہ تر تعجب خیز یہ امر ہے کہ اگر اقبالات بجبر و زیادتی حاصل کئے
گئے ہین تو یہ اصلی مجرمون کے اقبالات ہین کیونکہ اُنکے ساتھ ہی مال مسروقہ بھی برآمد ہوتا ہے ۔ لیکن
برخلاف اسکے یہ بھی کہا جاویگا کہ اکثر اوقات مال برآمد شدہ مین اس قسم کی چیزین ہوتی ہین جو کسی خاص

شخص کی ملک نہین ہین اور ہر شخص انکا مالک ہوسکتا ہے۔ مثلاً معمولی پہننے کا کپڑا یا چاندی کا کڑا۔ اور اس ہی قسم کی اور اشیا ملن غالب یہ ہے کہ بہت سے مقدمات مین ملزمین سے بجبر اقبال کرایا جاتا ہے اور مال مسروقہ بھی پولیس ہی کی ہدایت سے برآمد کرایا جاتا ہے (دیکھو مقدمہ نمبر ۴۲)

البتہ ایسی صورتون مین بہت زیادہ تشدد اس قسم کا جسکا نشان جسم پر رہجاوے نہین کیا جاتا لیکن تھوڑی دیر کا حبس ڈرا بھی ایسی تکلیف دیتا ہے کہ وہ اقبال کرانے کے لئے کافی ہے اور اوسکا کوئی نشان باقی نہین رہتا۔ اس قسم کے اور بھی طریقے اقبالات حاصل کرنیکے ہین جنکا نشان نہین رہتا مثلاً غذا مین بے انتہا نمک ملا دینا اور اوسپر سے پانی بند کر دینا یا ملزم کو بار بار سوتے سے جگا دینا لیکن انکا ذکر دوسری جگہ کیا جاویگا

سینہ پر بوجھ ڈالنا اور اندرونی چوٹین۔ سینہ مین بے انتہا قوت بوجھ اٹھانے کی ہے اور اسکا ثبوت یہ ہے کہ قدیم زمانہ مین یورپ مین اقبالات حاصل کرنے کے لئے اور نیز بطور سزا سینے پر بوجھ رکھا جاتا تھا۔ گذشتہ صدی تک یہ وحشیانہ رواج باقی تھا اور ۱۷۳۵ء کے لیوس اسائیز مین ایک مجرم پر ایک ایک کر کے تین ہنڈریڈ ویٹ تک کا وزن (یعنی قریب سوا چار من کے) رکھا اور پھر اوسپر پچاس پونڈ افزود کیا گیا۔ جسوقت مجرم قریب الموت ہوگیا تو جلاد جسکا خود وزن قریب تین من کے تھا اوس تختہ پر جسکے نیچے وہ دبا ہوا تھا جا کر لیٹ گیا اور وہ شخص فوراً مر گیا۔ جنوری ۱۷۲۰ء مین اولڈ بیلی کی عدالت مین ولیم اسپیگاٹ کے جسم پر چار ہنڈریڈ ویٹ (یعنے قریب چھ من کے) وزن چار گھنٹے تک رکھا گیا اور اوسکے بعد اوسکو پھانسی دی گئی۔ اوسی عدالت مین ۱۷۲۱ء مین ایک ڈاکو ایک گھنٹے تک تین چار ہنڈریڈ ویٹ کے نیچے دبے رہنے کے بعد اپنا بیان لکھوانے پر راضی ہوا" (دیکھو ڈاکٹر چیورس کی کتاب صفحہ ۴۴۱)

دار المجانین مین اکثر ایسا ہوتا ہے کہ کسی مجنون اور اوسکے محافظ مین کشتی کے بعد انمین سے ایک نہ ایک دفعتہً مر جاتا ہے۔ کسی زبردست مجنون سے کشتی کرتے وقت اکثر اوقات محافظ اپنے گھٹنے کو اوسکے

سینہ پر ٹیکر زور کرتا ہے اور گرانے کی کوشش کرتا ہے ایسی حالت مین دو شخصون کا گرنا بہت سخت اندرونی چوٹ پیدا کرتا ہے اگرچہ کوئی اُسکا نشان نہین رہتا۔ ۱۸۷۵ء مین برمنگہم (ملک انگلستان) کے دارالمجانین مین اِس قسم کا ایک واقعہ ہوا تھا اور سات پسلیان ٹوٹ گئین تھین اگرچہ ظاہری کوئی نشان نہین تھا۔ اِس ملک مین بھی اِس ہی قسم کا ایک واقعہ ۱۸۵۲ء مین ہوا جب کہ کولاپور کا راجہ اپنے محافظ سے لڑنے کے بعد دفعتاً مر گیا

یہ ایک معمولی بات ہے کہ جب ہلاکت سینے یا پیٹ کی سخت اور ناگہانی چوٹ سے واقع ہوتی ہے تو تمام اندرونی اعضا چور ہو جاتے ہین اگرچہ ظاہری کوئی علامت چوٹ کی نہین پائی جاتی - ڈاکٹر کیا سپر نے ایک گاڑی والے کا حال لکھا ہے جو اپنی گاڑی کے پہیے اور ایک درخت کے بیچ مین دب گیا تھا ظاہری کوئی نشان چوٹ کا نہ تھا لیکن تشریح سے معلوم ہوا کہ طحال اور جگر اور دل بالکل چور ہو گئے ہین اور کل اندرونی اعضا کو کم و بیش صدمہ پہنچا ہے - اُس ہی ڈاکٹر نے ایک ملاح کا بھی حال لکھا ہے جس پر جہاز کا مستول گر پڑا تھا اور وہ چھ گھنٹے مین مر گیا - اِس صورت مین بھی لاش پر ایکائی موسس کا کوئی نشان نہ تھا لیکن اندرونی چوٹین یہ تھین - فرانٹل بون[۹۱] کی داہنی آنکھ والی ہڈی مین ایک خفیف سا شگاف تھا - داہنی طرف کو تیسری پسلی سے لیکر ساتوین تک یعنی پانچ پسلیان ٹوٹ گئی تھین اور شُشش کے دونون غشاؤن کے بیچ مین (جنکو پلورا کہتے ہین) چھ اونس خون کا پانی تھا - جگر کے پیچھے والی سطح پر چار زخم تھے جو ٹوٹی ہوئی پسلیون کی نوکین چبھ جانے کی وجہ سے پیدا ہوئے تھے اور پیٹ کے جوف مین چھ اونس خون تھا دونون ہاتھون کی ہڈیان عرض مین ٹوٹ گئی تھین اور داہنی طرف کی ران کی ہڈی بالکل چور ہو گئی تھی ۱۸۸۵ء کے اپریل مئی یا جون کے لانسٹ[۹۲] مین ایک خاص

[۹۱] فرانٹل بون سر کی آٹھ ہڈیون کے منجملہ فرانٹل بون پیشانی کی ہڈی کا نام ہے اور اسکی دو شریان سامنے کو ہین جو داہنی اور بائین آنکھ پر واقع ہوئی ہین - [۹۲] لانسٹ ایک بہت مشہور لندن کے طبی اخبار کا نام ہے جو ہفتہ وار چھپتا ہے -

صورت لکھی ہے جسمین ایک شخص کی ایک پسلی محض اِس صدمہ سے ٹوٹ گئی کہ اُس نے ایک بھاری وزن کے پھینکنے مین زور کیا تھا۔

شُش کا زخم۔ شُش کے زخمون مین ہلاکت خون نکل جانے کی وجہ سے ہوا کرتی ہے اور یہ خون اندر ہی اندر نکلتا ہے منجملہ اور علامات کے شُش کے زخم کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اِس قسم کے زخم سے جو خون نکلتا ہے وہ سُرخ اور جھاگدار ہوتا ہے اور تھوک مین بھی خون آتا ہے۔ شُش مین زخم یا تو بلاواسطہ لگتا ہے جیسے سینہ مین چھری یا گولی کا لگنا یا بواسطہ مثلاً کسی وجہ سے پسلی یا ہنسلی کی ہڈی ٹوٹ جاوے اور اِس ٹوٹی ہوئی ہڈی کی نوک شُش مین چُبھ جاوے اور اسکو زخمی کردیوے لیکن بلا کسی ہڈی ٹوٹے ہوئے بھی ممکن ہے کہ اوپری چوٹ سے شُش زخمی ہوجاوے۔ ایک صورت دیکھی گئی ہے جسمین ایک لڑکا گاڑی کے نیچے آگیا تھا۔ کوئی ہڈی نہین ٹوٹی تھی لیکن دونون طرف کے شُش زخمی ہوگئے تھے اور اِس زخم مین سے زیادہ خون کا نکل جانا باعث ہلاکت ہوا تھا۔

قلب کا زخم۔ اوپر لکھا جاچکا ہے کہ قلب کا زخم جیسا عموماً خیال کیا جاتا ہے فوری ہلاکت کا باعث نہین ہوتا۔ اور بہت سی مثالین موجود ہین جنمین قلب کے سخت زخمی ہونے کے بعد بھی مجروح مدت تک زندہ رہی ہین شُش کی طرح سے قلب مین بھی زخم یا بلاواسطہ لگتا ہے یا بالواسطہ کسی ہڈی کے ٹوٹ جانے سے یا بغیر ہڈی ٹوٹے ہوئے محض بیرونی چوٹ سے ایک عورت کی نظیر لکھی ہے جو مچھلی کا کانٹا کھا گئی تھی اور یہ کانٹا معدہ سے پار ہوکر قلب مین جا لگا تھا اور اُسکو گھائل کردیا تھا قلب کا طبیعی اسباب سے شق ہوجانا بھی چندان غیر معمولی امر نہین ہے۔ ڈاکٹر ہوپ لکھتے ہین کہ طبیعی اسباب سے شق ہونے کی صورت مین اکثر بائین طرف کا حصہ گھائل ہوتا ہے علی الخصوص بطن چپ[۵] بعض اوقات بیماری سے قلب کے شق ہوجانے کی

[۵] بطن چپ قلب ایک مخروطی اور مجوف عضو ہے۔ طول مین قلب کے دو حصے ہین حصۂ راست و حصۂ چپ اور انہین سے ہر ایک کے دو حصے ہین حصۂ فوقانی جسکو اُذن قلب کہتے ہین اور حصۂ تحتانی جسکا نام بطن قلب ہے۔ پس قلب کے دو بطن ہین بطن راست اور بطن چپ اور اسی طرح سے دو اُذن یعنی اُذن راست اور اُذن چپ ۔۱۲

صورت مین بھی زیادتی کا شبہ پیدا ہوتا ہے - قلب شق ہوجانے کے طبیعی اسباب مین سے سخت ہیجان طبیعت ہے مثلاً شدت کا غصہ یا خوف یا اشتعال طبع اور دفعتہً یا حد سے زیادہ زور کرنا اور نیز مجبوری اور بندش کی حالت مین سخت محنت جسمانی کا کرنا - اگر قلب مین کسی قسم کا بھی مرض ہو (مثلاً چربی کا آجانا) تو بہت ہی خفیف اسباب اُسکے شق ہوجانے اور ہلاکت پیدا کرنے کے باعث ہوجاتے ہین - ایسی صورتون مین بہت ہی خفیف محنت مثلاً معمولی چلنے کی محنت بھی ہلاک کردینے کو کافی ہے - ڈایافرام (یعنی پردہ حاجب جو قلب اور معدہ کے بیچ مین واقع ہوا ہے) کی چوٹ مدت کے بعد بھی اپنا اثر دکھلاتی ہے - مثلاً ممکن ہے کہ زخم چنگا ہوجانے اور انگور بندھنے کے بعد بھی کسی غیر معمولی محنت کے سبب سے دوبارہ کھل جاوے اور ہلاکت کا باعث ہو - ایسی صورتون مین اکثر اوقات ہلاکت کا سبب یہ ہوتا ہے کہ احشا کا کوئی حصہ اُس روزن کے بستے سے نیچے اوتر آتا ہے اور اُسمین گرہ پڑجاتی ہے -

پیٹ کا زخم - پیٹ کے کٹے ہوئے اور کچلے ہوئے زخم دونون نہایت خطرناک ہین کیونکہ اس مقام پر مطلق کسی قسم کا بچاؤ نہین ہے اور اندرونی اعضاے رئیسہ کو بہت آسانی سے صدمہ پہنچ سکتا ہے - قعر معدہ پر چوٹ کا لگنا فوری باعث ہلاکت کا ہوسکتا ہے بلا اِسکے کہ کسی عضو مین زخم یا صدمہ پہنچے - اس فوری ہلاکت کا سبب یہ معلوم ہوتا ہے کہ اعصاب مشترک الحسّ[1] کے غدود چور ہوجاتے ہین - پیٹ کے اوپر چوٹ لگنے سے ممکن ہے کہ طحال یا جگر یا امعا یا مثانہ یا پتّی شق ہوجاوے اور باعث ہلاکت ہو اور اُسکے ساتھ ہی کوئی ظاہری نشان چوٹ کا جسم پر نہ ہو - طحال کا پھٹ جانا اِس ملک مین ایک عام چیز ہے کیونکہ اکثر اون مقامات مین جہان بخار کی کثرت ہے نصف باشندون کے طحال متورم

---

[1] یہ ایک خاص نسیج اعصابی کا نام ہے - ریڑھ کی ہڈی کے دونون جانب دو باریک سفید ڈوریان واقع ہوئی ہین اور انمین تھوڑے تھوڑے فاصلہ پر غدود واقع ہین - اِس نسیج اعصابی کو مشترک الحس اسواسطے کہتے ہین کہ اِسکے ذریعہ سے اعضا مین باہم ہمدردی پیدا ہوتی ہے اور ایک عضو کی بیماری کا اثر دوسرے اعضا پر ہوتا ہے -

حالت مین ہوا کرتے ہین - طحال کا پھٹ جانا تقریباً ہمیشہ مہلک ہوا کرتا ہے لیکن ہلاکت کے زمانہ مین کسیقدر اختلاف ہے - بعض اوقات ہلاکت فوری ہوتی ہے اور بعض اوقات دیر کے بعد - ڈاکٹر چیورس نے ایک سپاہی کا حال لکھا ہے جسکو ریڈان کے اخیر حملہ کے دن بائین جانب گولی کی ایک رگڑ لگی تھی اُسکی حالت یہ تھی "بائین جانب کو درد تھا اور یہ درد ایک خاص مقام تک دبانے سے زیادہ ہوتا تھا - یہ مقام کوئی تین انچ کے دائرہ مین تھا اور نوین پسلی[1] کی کرّی ہڈی کے مقابل مین - چہرے پر انتشار تھا اور نبض مین سرعت لیکن کسی قسم کی اوپری چوٹ نہ تھی - نہ کوئی پسلی ٹوٹی تھی نہ ورم تھا اور نہ جلد کا رنگ بدلا تھا" انہین علامات کے مطابق علاج کیا گیا اور دو روز کے بعد خود اپنی درخواست پر سپاہی ظاہرا بالکل صحیح اور تندرست اسپتال سے خارج کیا گیا - اور دو روز تک اُسنے اپنی معمولی خدمت ادا کی اسکے بعد وہ دونون جانب کی پلورسی (یعنی ورم غشائے مشش) مین مبتلا ہوکر پھر داخل ہوا اور اس ہی مرض اور پیری کارڈائی ٹس مین اٹھارہوین دن مرگیا - لاش چیرنے سے معلوم ہوا کہ سارا پیریٹونیم بیچ مین بھی اور کنارون پر بھی بالکل سیاہ ہوگیا تھا - لیکن اُسمین چمک اور صلابت اور لچک جو صحت کی حالت مین ہوتی ہے موجود تھی - طحال اپنی اصلی حالت سے تگنا بڑھا ہوا تھا اور لمبان مین دو انچ تک اور باہر کی جانب کو دور تک شق ہوگیا تھا - کوئی پسلی نہین ٹوٹی تھی اور نہ پیریٹونیم کے کنارون پر زخم تھا - اکثر مقدمات فوجداری مین یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ زخم یا چوٹ لگنے کے بعد شخص متضرر کتنے دنون تک زندہ رہ سکتا ہے - اور کسقدر محنت کا متحمل ہوسکتا ہے اور اسکی ایک مثال مقدمہ نمبر ۵۸ مین موجود ہے - اسمین شک نہین کہ اس خاص مادّہ مین کوئی عام قاعدہ نہین قرار دیا جاسکتا

[1] پسلی کی کرّی ہڈی - انسان کے جسم مین چوبیس پسلیان ہین یعنی ہر ایک جانب کو بارہ بارہ - انمین سے اوپر کی سات پسلیان سینہ کی ہڈی سے ملی ہوئی ہین اور انکے بعد کی تین پسلیان ایک دوسرے سے ملی ہوئی ہین اور نیچے کی دو پسلیان کسیقدر چھوٹی اور بالکل علیحدہ ہین سینہ کی جانب کو پسلیون کی نوک پر ایک قسم کی کرّی ہڈی لگی ہوئی ہے جسکے ذریعہ سے اُنکا اتصال سینہ کی ہڈی سے ہوتا ہے - اور جسکی وجہ سے سینہ مین لچک پیدا ہوتی ہے -

اور ممکن ہے کہ ایک شخص جسکا طحال شق ہو گیا ہو بخوبی چل پھر سکے اور بالآخر اسی ہی صدمہ سے مر جاوے
ڈاکٹر فیرر نے ایک بہت عجیب مقدمہ لکھا ہے - ایک ہندو جو کہ درخت پر سے گر پڑا تھا ہسپتال میں
داخل ہوا بائین پہنچے کی ہڈی ٹوٹ گئی تھی اور داہنی کلائی اوکھڑ گئی تھی دو روز تک مریض نے معدہ کے نیچے والے حصہ
مین درد کی شکایت کی اور اوسکے پیشاب مین خون آیا - بتدریج یہ علامات جاتی رہین - لیکن ہاتھ کی چوٹ مین برے
آثار پیدا ہوئے اور ٹٹنس ہو گیا - ہاتھ کاٹنے کی ضرورت پڑی اور مریض چوٹ لگنے سے سولھوین
دن مر گیا - امتحان سے معلوم ہوا کہ جگر شق تھا - طحال دو جگہ سے پھٹ گیا تھا اور گردہ مین بھی بڑا سا زخم
تھا - باوجود ان شدید زخمون کے سوا پہلے دو دن کے مریض نے کوئی شکایت نہین کی اور جہان تک
خیال کیا جاتا ہے فقط ہاتھ کی چوٹ ہلاکت کی باعث ہوئی -

مثانہ اور پتے کے زخم عموماً مہلک ہوتے ہین اور پتے کے زخم سے تو پیری ٹونائٹس ہو جاتا ہے -
ڈاکٹر ٹیلر نے اپنی کتاب مین (جلد اول صفحہ ۶۳۳) ایک عجیب واقعہ لکھا ہے - ایک صاحب کو
جو کچھ دیر سے غسلخانہ نہین جا سکے تھے مثانہ مین نفخ اور کسیقدر درد معلوم ہوا - سیڑھی سے نیچے اترتے
وقت انکا پیٹ کسی چیز مین لگا اور اُسکے ساتھ ہی درد موقوف ہو گیا اور استنجا کرنے کی حاجت جاتی رہی
اسکے بعد وہ اپنے ایک دوست کے گھر گئے جہان وہ شام کے کھانے پر مدعو تھے - منجملہ مہمانون کے
ایک ڈاکٹر بھی تھے جنسے اُنھون نے یہ کیفیت بیان کی - ڈاکٹر کو فوراً شک گذرا کہ شاید مثانہ پھٹ
گیا ہے اور یہ بالکل درست تھا - اُسی وقت علامات شروع ہو گئے اور وہ صاحب تین چار گھنٹے
مین مر گئے -

جسم کا ناقص کر دینا - ہندون کی شاستر مین تعزیراً ہر ایک عضو بدن کا ناقص کر دینا جایز رکھا گیا
ہے - مثلاً ہاتھ یا پاون کا - دونون ہاتھون کا - ایک ہاتھ اور ایک پاون کا - دونون ہاتھون اور
دونون پاون کا - سریان کا - ہونٹ کا - عضو تناسل یا نصف عضو تناسل کا - خصیون کا - عورت

کی شرمگاہ کا۔ مقعد کا۔ کانون کا۔ ناک کا۔ اِس ہی طرح دانتون یا انگلیون کا توڑ ڈالنا۔ آنکھین
نکال لینا۔ تعزیراً اعضا کا ناقص کردینا ایک پُرانی ایشیائی رسم ہے۔ اور آج تک چین مین جاری ہے
اِس ملک کے اراذل مین ناک یا ہاتھ یا کان کا کاٹ ڈالنا کچھ غیر معمولی امر نہین ہے اور اکثر ایسے
جھگڑون مین ہوا کرتا ہے جو عورتون کے تعلقات سے پیدا ہوتے ہین۔ آنکھ کا نکال لینا بھی منجملہ
سزاؤن کے ہے۔ اور قدیم زمانہ مین یہ ایک معمولی سزا تھی کہ جو شاہزادے بغاوت کرتے تھے
اُنکی آنکھون پر لوہے کی سلائی آگ مین لال کرکے پھیر دی جاتی تھی۔ غلام قادر نے شاہ عالم بادشاہ
کی آنکھین خود اپنی کٹار سے نکال لین اور ہندوستان کی تاریخ مین اِس قسم کی سزاؤن کی مثالین
بہتیری ہین۔ خصیون کو بیکار کردینا بھی ایک معمولی جرم ہے مگر یہ اکثر اور جرایم کے ساتھ ہوا کرتا ہے مثلاً
پھانسی کے ساتھ۔ بعض اوقات خصیے کاٹ ڈالے جاتے ہین لیکن عموماً یہ ہوتا ہے کہ گردہ مین کا
ایک بدمعاش گلا گھونٹتا ہے اور دوسرا خصیے ملتا ہے۔ ۱۸۷۰ء مین مقام شیو لنگر مین جو مدراس سے
قریب ہے ایک مقدمہ ہوا تھا جسمین وہان کے منصف کے ذمہ یہ الزام تھا کہ اُسنے ایک برہمن چھوکرے
پر جسکی نسبت زیور چرانے کا شبہہ تھا تشدد کرنے مین اعانت کی۔ منجملہ اور تشددات کے جو اوس پر
اقبال کرانے کی غرض سے کیے گئے تھے ایک یہ بھی تھا کہ کھجور کا نوکدار اور تیز پتہ اُسکے عضو تناسل
کے اندر سے خصیون تک پہنچایا گیا۔ ڈاکٹر سیلاس اسکڈر نے اُس چھوکرے کا امتحان کیا اور اِن
مقامات کو بہت متورم حالت مین پایا۔ منصف اور چند اور اشخاص سشن سپرد اور سزایاب ہوئے۔
ہڈی توڑنا۔ طبیب کے واسطے اس بات کا بتانا کہ کس آلہ سے ہڈی توڑی گئی ہے گویا محالات سے
ہے۔ اور اکثر اوقات اتنا کہنا بھی مشکل ہوجاتا ہے کہ ہڈی کسی ضرب کے سبب سے ٹوٹی ہے یا اتفاقی طور
پر گر پڑنے سے۔ البتہ اگر ہڈی ٹوٹنے کے ساتھ اور علامات بھی موجود ہون تو وہ بتا سکے گا کہ مار سے
توڑی گئی ہے۔ لیکن چلتے چلتے گر پڑنے یا تھوڑے فاصلہ سے گرنے مین بھی اِس قسم کی مثالین

ہڈی ٹوٹ جانے کی موجود ہین کہ ہر ایک مقدمہ کو بحیثیت مجموعی دیکھنا - اور کل واقعات پر نظر کرنا ضرور ہے - ہڈیان خود مختلف عمرون مین اور مختلف اشخاص مین نرمی اور سختی مین کم و بیش ہوا کرتی ہین اور کھوپریان بھی دبازت مین مختلف ہوتی ہین اور بعض تو اسقدر باریک ہین کہ ادنی چوٹ مین ٹوٹ جاتی ہین - بچون اور بڈھون مین چلتے چلتے پیر کے پھسلجانے سے بھی ممکن ہے کہ کوئی ہڈی ٹوٹ جاوے - ایک خاندان کی مثال موجود ہے جسمین تین بچے مختلف اوقات مین کھیلتے کھیلتے گرے اور کسی کا ہاتھ اور کسی کا پاؤن ٹوٹ گیا - اور ایک صاحب جنکی عمر تیس سال کی تھی اپنی کرسی پر سے اُٹھتے اُٹھتے گر پڑے اور اُنکی کھوپری شق ہوگئی - یہ خیال کیا جاتا ہے کہ کرسی سے اُٹھتے وقت اُنکو دفعۃً سکتہ ہوگیا لیکن اسمین شک نہین کہ گرنے سے پانچ منٹ پہلے وہ بالکل صحیح و تندرست تھے - پس معلوم ہوا کہ محض ہڈی کا ٹوٹا ہوا پایا جانا حملۂ مجرمانہ کی دلیل نہین ہے اور بخوبی ممکن ہے کہ اتفاقی گر پڑنے سے ہڈی ٹوٹ گئی ہو -

بعد موت کے ہڈی کا ٹوٹنا - کل اطبا متفق الرائے ہین کہ موت کے بعد (تھوڑی دیر کے بعد) ہڈی کا توڑنا نہایت مشکل امر ہے - مرنے کے ساتھ ہی عضلات کی لچک جاتی رہتی ہے - اور اسوقت ہڈی کے توڑنے مین بہت زیادہ قوت صرف کرنے کی ضرورت پڑتی ہے - علاوہ برین زندگی کی حالت مین جب ہڈی ٹوٹتی ہے تو اُسکے ساتھ ہی خون بھی نکلتا ہے اور اُس مقام کے آس پاس پھیلتا ہے اور اگرچہ موت کے بعد اگر فوراً ہی چوٹ لگائی جاوے تو خون کا نکلنا ممکن ہے لیکن احتمال قوی ہے کہ ایسی صورت مین خون نہین نکلیگا - ایسی صورت مین جہان ہڈی ٹوٹی ہو مگر خون نہ نکلا ہو البتہ بہت ہی قوی شبہ پیدا ہوگا کہ چوٹ بعد موت کے لگائی گئی تھی -

ہڈی کے ٹوٹنے کا اثر نقل و حرکت پر - بعض اطبا نے کہا ہے کہ جس شخص کی پسلی کی ہڈی ٹوٹ جاوے وہ کسی فاصلہ تک نہین چل سکتا ہے لیکن یہ امر بالکل اسپر موقوف ہے کہ پسلی کسطرح پر

ٹوٹی ہے اور آیا اُسکے ٹوٹنے سے کسی عضو رئیس کو تو صدمہ نہین پہنچا ہے۔ ایسی مثال دیکھی گئی ہے کہ ایک سوار ٹٹی کو دانے کی گھڑدوڑ مین گھوڑے سے گرا اور ایک پسلی ٹوٹ گئی لیکن اُس نے اُسیوقت پھر سوار ہوکر گھڑدوڑ تمام کی اور اسکو تیسرے دن خبر ہوئی کہ پسلی ٹوٹ گئی ہے۔ ہندوستان کے ایک مشہور رئیس کا واقعہ اخبارون مین چھپا تھا جو اِس ہی طرح کی گھڑدوڑ مین گرے اور ہنسلی کی ہڈی ٹوٹی لیکن پھر سوار ہوکر گھڑدوڑ ختم کرنے کے بعد اُنکو ہڈی ٹوٹنے کی خبر ہوئی۔ محض کسی ہڈی کا ٹوٹ جانا یا کسی جوڑ کا اُکھڑ جانا (بشرطیکہ شیچے کے جسم مین نہ ہو) ضرور نہین ہے کہ مانع نقل وحرکت ہو۔ اکتوبر ۱۸۸۵ء مین جہاز زاونیا کے اوپر ایک عجیب واقعہ ہوا۔ مسافرین جہاز ایک بکر کوو کے قسم کا کھیل کھیل رہے تھے۔ ایک پارسی صاحب نے جو کھیل مین شریک تھے جست کرنے مین بے احتیاطی کی اور اپنے ہاتھون کو زور سے ہلایا۔ اُسکا نتیجہ یہ ہوا کہ جب وہ زمین پر پہنچے تو اُنکا دایان شانہ اُکھڑا ہوا تھا اور جہاز کے ڈاکٹر نے اُسکو اپنی جگہہ پر بٹھایا۔ اِن صاحب کا بیان تھا کہ کچھ دنون پہلے یہ شانہ اتفاقاً اُکھڑ گیا تھا اور اُسوقت سے اُسمین بہ ادنی سبب اُکھڑ جانے کی طرف رجحان پیدا ہوگیا تھا اس مثال سے معلوم ہوگا کہ ایسی صورتون کس قدر آسانی کے ساتھ دوسرے پر الزام لگایا جاسکتا ہے

بندوق اور توپ کے زخم۔ بندوق کی گولی اور توپ کے گولے سے جو زخم لگتے ہین وہ کچلے ہوئے زخمون کے تحت مین رکھے گئے ہین لیکن فرق اسیقدر ہے کہ اِن زخمون مین وہ حصہ جسم کا جسمین زخم لگتا ہے مُردہ ہوجاتا ہے اور مردار گوشت چیتے گوشت سے علیحدہ ہوجاتا ہے۔ ڈاکٹر کیا سپر جنکا تجربہ اس خاص معاملہ مین بے نظیر ہے لکھتے ہین کہ " اس قسم کے زخمون مین کوئی ایک زخم بھی دوسرے کے مماثل نہین ہوتا۔ کسی صورت مین تو چہرہ اسطرح سے پرزہ پرزہ ہوجاتا ہے کہ مجروح کی شناخت ممکن نہین ہوتی۔ اور کسی صورت مین جسم پر بجز کسی خفیف زخم کے کوئی نشان نہین ہوتا اور یہ زخم بھی کسی نیری بیڑی جگہہ پر ہوتا ہے جیسے کہ بغل یا گھٹنے کی اندرونی سطح حالانکہ یہ دونون ایک ہی قسم کے

زخم ہین یہ بندوق کے زخمون کے چندہی علامات ایسے ہین جنکو عام کہنا چاہیے اور وہ بیان درج کیے جاتے ہین - کل اس قسم کے زخم (سوا ایسی صورتون کے جہان گولی محض جلد کو چھیلتی ہوئی نکل گئی ہے) یا تو وار پار ہوا کرتے ہین یعنی ایک طرف سے گولی داخل ہوکر دوسری طرف نکل آتی ہے - یا محض نفوذی زخم ہوتے ہین یعنی گولی زخم کے اندر رہ جاتی ہے اور ایک ہی زخم پیدا ہوتا ہے - ایسی صورتون مین گولی یا سیسے کے ٹکڑے یا چھرے کو جسم کے اندر تلاش کرنا اکثر اوقات ایک شغل لاطائل ہوتا ہے حالانکہ ہمیشہ سیسے کی سی مضبوط اور سخت چیز کا استعمال بندوق مین نہین کیا جاتا - بندوق کا زخم جسقدر گہرا ہو اُسیقدر بڑا ہوتا ہے اگر گولی کسی نرم جگہ مین لگے تو جس مقام پر ٹھہرتی ہے وہ قطر مین منفذ دخول سے اکثر اوقات چوگنا بڑا ہوتا ہے لیکن جسوقت گولی وار پار ہو جاتی ہے تو منفذ خروج منفذ دخول سے چھوٹا ہوا کرتا ہے اور علی العموم (جیسا کہ اوپر بھی لکھا گیا ہے) منفذ دخول کا زخم خود گولی سے چھوٹا معلوم ہوتا ہے - عموماً کتابون مین یہ لکھا ہے کہ منفذ دخول کے زخم کے کنارے اندر کو دبے ہوے ہوتے ہین اور منفذ خروج کے زخم کے کنارے باہر کو نکلے ہوے ہوتے ہین - لیکن ڈاکٹر گیاسپر لکھتے ہین کہ ایسا نہین ہے - وہ گولیان جو کم سرعت کے ساتھ جاتی ہین یا جو لگنے کے بعد چپٹی ہو جاتی ہین یا ٹوٹ جاتی ہین (جیسے اسنائیڈر اور اکسپرس رائفلون کی گولیان) اُنکا منفذ خروج البتہ منفذ دخول سے بڑا ہوا کرتا ہے - لیکن یہ علامات ہمیشہ خاص حالت پر موقوف ہین مثلاً اگر شخص مجروح یا مقام زخم بہت فربہ ہو تو منفذ دخول کے زخم مین سے چربی نکل آنے کی وجہ سے اُسکے کنارے اندر کو دبے ہوے نہین معلوم ہونگے - مخروطی گولی کے زخم اور مُدوّر گولی کے زخم کی صورتون مین بڑا فرق ہوتا ہے - مخروطی گولی نفوذ کے وقت ایک بہت ہی خفیف سا کچلا ہوا سوراخ بناتی ہے جسکے گرد ایکائی موسس نہین ہوتا - یہ سوراخ ہمیشہ مُدوّر نہین ہوتا بلکہ زیادہ تر مثلث ہوتا ہے اور اسکی صورت سے ہرگز نہین معلوم ہوتا کہ اندر گولی نے کسقدر نقصان پہنچایا ہے اگر گولی وار پار نکل گئی ہے تو منفذ خروج بھی بالکل مثل منفذ دخول کے ہوتا ہے" اِس مقام پر

ڈاکٹر کیاسپر کہتے ہین کہ محض اسوجہ سے کہ مخروطی گولی کے یہ دونون منفذ ایک ہی صورت کے ہین مین طبیب کو صلاح دیتا ہون کہ انکے متعلق سوالات کے جواب دینے مین بڑی احتیاط کرے۔ اگر بندوق مین چھرے بھرے ہوئے ہین تو زخم کی ہیئت فاصلہ پر موقوف ہے - اگر فاصلہ کم ہے تو زخم کی ہیات گولی کے زخم کی سی ہوگی لیکن ایسی صورت مین ضرور ہے کہ کچھ دور تک زخم کے گرد جلد بارود سے جل بھی جاوے - پس اگر زخم کے گرد بارود سے جلنے کا نشان یا بارود کا داغ مطلقاً نہ پایا جاوے تو یہ خیال کیا جاسکتا ہے کہ بندوق دور سے چھوڑی گئی ہے (یعنی چار فیٹ سے زیادہ کے فاصلہ سے) اور اس وجہ سے بلحاظ اور واقعات کے احتمال قوی یہ ہوتا ہے کہ دوسرے نے چھوڑی ہوگی لیکن ڈاکٹر کیاسپر لکھتے ہین کہ کئی ایک مقدمات مین جہان خودکشی کا بین ثبوت تھا زخم کے گرد نہ بارود سے جلنے کا نشان پایا گیا نہ داغ - پس اس سے ثابت ہوا کہ اگر کوئی شخص خود اپنے کو کسی قسم کی بندوق سے ہلاک کرے (اور ایسی صورت مین ہتیار یقیناً جسم سے چار فیٹ کے اندر ہوگا) تو ضرور نہین ہے کہ زخم کے کنارے خواہ مخواہ جل جاوین - مردہ جسم پر گولی کا اثر بھی اسی قسم کا ہوتا ہے جیسا چوٹ اور ہڈی ٹوٹنے کی صورت مین دیکھا گیا - ڈاکٹر کیاسپر لکھتے ہین کہ "اگر آدھے انچ کی سوئی گولی تپنچہ مین بھر کر کسی ہڈی کے اور علی الخصوص گال کی ہڈی پر چار پانچ فیٹ کے فاصلہ سے بھی چھوڑی جاوے تو ہڈی مین نفوذ نہین کرتی بلکہ گوشت مین لگ کر واپس آتی ہے" اس ہی طرح ایک گولی جو مردہ کی کھوپڑی پر ماری گئی سوراخ کرکے سوراخ ہی مین رہ گئی اور کھوپڑی مین روزن نہ پیدا کرسکی (اگرچہ اس خاص صورت مین کھوپڑی بہت موٹی تھی) - اسکی وجہ یہ ہے کہ مردہ اجزاے انسانی مین بے انتہا قوت حملہ کو روکنے کی ہے اور اس ہی وجہ سے اگر کسی لاش پر عمداً گولی کا زخم بنایا جاوے تو ایسے زخم کو اصلی اور زندگی کی حالت کے زخم سے تمیز کرنے مین مطلق دقت نہین ہوسکتی "

بندوق کے زخم ہندوستان مین کم ہوتے ہین لیکن جب کوئی مقدمہ اس قسم کا ہو تو نیت کا فیصلہ

اوس فاصلہ سے ہوگا جہان سے بندوق چلائی گئی۔ مثلاً اگر بندوق دور سے چلائی گئی ہے تو یہ خیال نہین ہوسکتا کہ بحالت غیظ ناگہانی لڑائی مین چلائی گئی۔ اگر ازنزدیک سے کیا گیا ہے تو اس سے لازم نہین آتا کہ گولی خواہ مخواہ وارپار ہوجاوے۔ گولی کا وارپار ہوجانا اول تو ہتیار پر موقوف ہے دوسری مقدار باروت پر اور تیسرے اوس خاص مقام پر جہان گولی لگی ہو۔ ایسی صورتون مین جہان اشخاص نے تپنچہ منہ مین مار کر خودکشی کی ہے گولی کاسہ سر کے اندر ہی ملی ہے وار پار نہین گئی ہے۔

گولی کا زخم جو کنپٹی پر یا منہ کے اندر لگا ہو احتمال خودکشی پیدا کرتا ہے لیکن ثبوت خودکشی کا نہین ہے کیونکہ ممکن ہے کہ کوئی قاتل اون ہی مقامات پر گولی مارے۔ مقدمہ نمبر ۲۷ جس کا ذکر باب سوم مین کیا گیا ہے ایسی صورت مین شک واقع ہونے کی عمدہ مثال ہے۔ خالی باروت جسمین گولی یا چھرہ نہو اگر دو تین فیٹ کے فاصلہ سے سر کی جاوے تو زخم مثل چھوٹے چھرون کے زخم کے ہوتا ہے کیونکہ ایسی صورت مین بہت سے ریزے باروت کے ثابت رہ جاتے ہین اور باریک چھرے کی ہیئت پیدا کرتے ہین ایسے کئی ایک مقدمات موجود ہین جنمین شخص مجروح نے تاریکی مین بندوق چھوٹنے کی روشنی سے قاتل کو پہچان لیا ہے۔ لیکن شاید اس ملک مین مجرد مجروح کے بیان پر بلا امدادی شہادت کے کوئی جج فیصلہ نہین کرے گا۔ موسیو کووے (قسطنطنیہ) کی تحقیقات (جسکو ٹائیلر نے نقل کیا ہے) اس خاص امر مین یہ ہے۔

(۱) بندوق چھوڑنے والے کا شناخت کرنا اس ہی وقت مین ممکن ہے جب دیکھنے والا پانچ قدم (یعنی قریب پانچ گز) کے اندر ہو اور خط مستقیم کے ایک جانب کو ہو۔ یا

(۲) اوسوقت مین جب بندوق کسی چھوٹی جگہ کے اندر چھوٹے اور دیکھنے والا اوسوقت جھکا ہوا ہو۔

(۳) شناخت باروت پر موقوف ہے اور عمدہ انگریزی باروت کی روشنی سے شناخت کرنا لازمی امر ہے۔ لیکن ویسی باروت جسمین دہوان زیادہ ہوتا ہے اوسکی روشنی سے تھوڑے فاصلہ پر بھی شناخت کرنا محال

نہ ہے۔ اس ہی طرح شناخت کے واسطے رات کا تاریک ہونا بھی لازم ہے جسقدر رات چاندنی ہوگی۔ یا ستارون کی روشنی ہوگی اُسیقدر شناخت مشکل ہوگی۔

گلا کاٹنا۔ اس ملک مین جان لینے کا بہت ہی عام طریقہ ہے۔ اس کام کے واسطے اکثر کھیت کاٹنے کا ہنسوا استعمال کیا جاتا ہے اور اس ہی وجہ سے اکثر اوقات گلے کے کُل عروق کٹ جاتے ہین۔ اس زخم کا ذکر اور جگہ بھی ہوچکا ہے لیکن اس قسم کے زخم کے بعد مجروح کا زندہ رہنا سکے متعلق۔ مقدمات نمبر ۴۹ لغایت نمبر ۵۶ ملاحظہ طلب ہین۔

نظائر متعلقہ باب پنجم حصہ اوّل

مقدمہ نمبر (۴۵) ایک صاحب اپنا واقعہ ذاتی لکھتے ہین۔ مین ایک ٹٹی کودانے کی گھوڑدوڑ مین سوار ہوا۔ گھوڑی جسپر مین سوار تھا نہایت تندمزاج تھی اور تھوڑی دور جانے کے بعد وہ مجھکو لے بھاگی ہم دونون ایک نالی مین پہونچے جسمین نرم مٹی بھری ہوئی تھی۔ گھوڑی اوسمین کودی اور گھٹنون تک مٹی مین دھس گئی اور اوسکا سینہ شق ہوگیا (جسکی وجہ سے اوسکو گولی مارنے کی ضرورت پڑی) مین خود سرکے بل بہت سخت پتھریلی زمین پر گرا اور بیہوش ہوگیا چوبیس گھنٹہ تک بیہوش پڑا رہا اور اسکے بعد بالکل صحیح وتندرست خواب غفلت سے اُٹھا۔ البتہ اس عالم بیہوشی مین جسکا باعث دماغ کا ہلجانا تھا اوس واقعہ کی مجھکو بالکل خبرہی نہین ہوئی اور گویا کہ میری زندگی کا ایک دن بالکل حافظہ کی لوح پر سے محو ہوگیا۔ اس چوٹ سے میرے کان کا ایک ٹکڑا جدا ہوکر میرے مُنھ کے اندر آگیا تھا اور بیہوشی کے عالم مین ٹانکون سے سی دیا گیا تھا۔ جسوقت مین بیدار ہوا تو مجھے تعجب تھا کہ میرا سر کیون بندھا ہوا ہے مین سویرے چاے کیوقت بیدار ہوا اور میرے دوست احباب کو جو اوسوقت چاے پینے مین مصروف

تھے مجھے دیکھکر بہت ہی تعجب ہوا - وہ بیچارے تو اُسوقت میری زندگی سے مایوس میری تجہیز وتکفین کی فکر کر رہے تھے -

اِس قسم کے واقعات جنمین تھوڑی دیر کے واسطے قوت حافظہ سلب ہوجاوے غیر معمولی نہین ہین اور دماغ ہل جانے کی وجہ سے جو علامات پیدا ہوتے ہین وہ نشے کی حالت سے بہت مشابہ ہین -

دماغی چوٹ کے متعلق بہت سے مقدمات ڈاکٹر ٹیلر نے اپنی کتاب مین لکھے ہین (جلد اول صفحہ ۶۲۸) منجملہ اُنکے عجیب مقدمہ ایک چھوکرے کا ہے جسکے ہاتھ مین تپنچہ پھٹ گیا تھا اور دماغ کے وار پار زخم ہوگیا تھا یہ چھوکرا بیہوشش تک نہوا لیکن ۸ گھنٹے مین مرگیا -

مقدمہ نمبر ۳۶ - خون کا دماغ پر پھیلنا بوجہ چوٹ کے تھا یا اشتغال طبیعت کے -

سنہ ۱۸۴۵ء کے گلاسٹر سمر اسائیز مین سرکار بنام فپ کا مقدمہ ہوا تھا جسکے واقعات یہ ہین - آپسمین لڑتے لڑتے ملزم نے متوفی کے بائین کان کے نیچے ایک زور سے گھونسا مارا - متوفی گر پڑا اور چند منٹ مین مرگیا - امتحان سے معلوم ہوا کہ جس مقام پر چوٹ لگی تھی وہان عروق پھٹ کر خون اندر اندر پھیل گیا تھا اور طبیب کی رائے مین یہی وجہ ہلاکت کی ہوئی - ملزم کی صفائی مین یہ بیان کیا گیا کہ ممکن ہے کہ یہ خون کا پھیلنا بوجہ اُس شدید اشتغال طبیعت کا ہوا ہو جو باہم لڑنے سے پیدا ہوا تھا - لیکن جج پیٹرسن نے اپنی رائے مین صاف کہا کہ اگر یہ امر ثابت ہوجاوے کہ دو شخص آپسمین لڑے اور دونون طرف سے گھونسے چلے اور ایک شخص اونمین سے گر پڑا اور مرگیا اور لاش کے امتحان سے معلوم ہوا کہ اوپر کی چوٹ کے مقابل مین اندرونی چوٹ بھی موجود ہے تو مجھے دنیا مین کوئی چیز اس کا یقین نہین دلاسکتی کہ وہ چوٹ باعث ہلاکت نہ تھی - اِس مقدمہ مین ملزم سزایاب ہوا -

مقدمہ نمبر ۳۷ - چوٹ کی وجہ سے دماغ کے عروق پھٹ کر خون نکلنا -

ایک چلتی ہوئی گاڑی کی چوب ایک سینسٹھ سالہ پیرزن کے پہلو مین لگی - اسکے صدمہ سے

اوسکی جورو کو اس خیال سے قتل کیا کہ ان دونون نے اُنپر جادو کیا ہے۔ اصلی غرض یہ تھی کہ اُنکے دانت توڑے جاوین اور یہ اُنھون نے جوتیان مارکے گرادئے تھے۔ مرد کی لاش ملی اور سر اور گردن سب بے انتہا کچلے ہوئے پائے گئے عورت تھوڑی دیر کے بعد مری اور اُسکے سر اور چہرے پر بہی بہت سے زخم تھے۔ شہادت سے معلوم ہوا کہ علاوہ جوتون سے مارنے کے اِن دونون کے سر پتہرون سے کچلے گئے تھے۔ اس قسم کے بہت مقدمات ہین اور یہ ایک مقدمہ مثالاً بیان کیا جاتا ہے (رپورٹ فوجداری عدالت مدراس ۱۸۵۹ء)۔

مقدمہ نمبر ۱۴۱۔ ریڑہ کو صدمہ پہنچانا گردن کا اُکہڑ جانا۔

اس ملک مین یہ بہت عام طریقہ قتل کرنے کا ہے علی الخصوص جب مقتول کم سن بچے ہون۔ ایسی صورتونمین گردن مروڑدی جاتی ہے اور ریڑہ کے اندر کے مادّہ اعصابی (یعنی نخاع) کو صدمہ پہنچتا ہے۔

۱۸۶۰ء مین کبہاکونم مین ایک عورت اس جرم مین سزایاب ہوئی۔ اُسنے ایک بچہ کو زیور کے لالچ مین گردن مروڑکر مارڈالا تہا۔ اس صورت مین ظاہری کوئی نشان چوٹ کا نہ تہا (رپورٹ فوجداری عدالت مدراس ۱۸۶۰ء)

ڈاکٹر ٹیلر نے ایک شخص کا حال لکھا ہے (جلد اول صفحہ ۶۵۵) جو شراب پیتے پیتے نشہ کی حالت مین پڑکے سورہا۔ صبح کو وہ ہوش مین اُٹھا لیکن اُسکے پانون حرکت نہین کرسکتے تھے۔ علاوہ فالج کے اوسکو ہیر ٹیوناٹیٹس بہی تہا اور امتحان سے معلوم ہوا کہ فقرات[۵۱] الصُّلب مین سے دسوین فقرہ کا

---

[۵۱] انسان کی ریڑہ مین چوبیس ہڈیان یعنی فقرات ہین۔ ان ہڈیون مین سے ہر ایک کا ایک جرم یعنی جسم کا حصہ ہے اور دو بازو ہین۔ ان چوبیس ہڈیون مین سات گردن مین بارہ پیٹھہ مین اور پانچ کمر مین ہین۔ اور انکو اصطلاح مین فقرات العنق۔ فقرات الصلب اور فقرات القطن کہتے ہین۔ علاوہ انکے نو فقرات اور ہین جنکو فقرات مجازی کا نام دیا گیا ہے۔ اور ان مین کوسے کی پانچ اور دُم کی چار ہڈیان شامل ہین۔

جرم اور بازو دونون ٹوٹ گئے۔ نخاع کے پردہ پر بڑا سا تھکہ خون کا تھا جو حقیقت مین فالج کا باعث تھا۔ یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ شخص نشہ کی حالت مین گر پڑا تھا اور اسکے بعد وہ اپنے گھر چلا گیا۔ اِس سے معلوم ہوتا ہے کہ باوجود ہڈی ٹوٹنے کے بھی اُسمین چلنے کی قوت باقی تھی۔ بظاہر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ چوٹ لگنے سے دیر کے بعد بتدریج اسقدر خون نکلا کہ وہ جگر فالج کا باعث ہو گیا۔

نمبر ۴۲۔ وہ مقدمات جنمین اقبال کرانیکے واسطے مارپیٹ اور تشدد کیا گیا ہے ڈاکٹر چیورس نے اِس خاص مادّہ مین بہت سے مقدمات جمع کئے ہین۔ بنس ڈوڈے کا ذکر تو اوپر ہو چکا ہے اور یہان فقط چند مقدمات لکھے جاتے ہین۔

۱۸۵۴ء مین ضلع دیناجپور کا ایک پولیس کانسٹبل ایک شخص پر جسکا نسبت شبہ ڈکیتی کا تھا تشدد کرنے کے جرم مین ماخوذ ہوا تھا۔ یہ شخص مر گیا اور سول سرجن نے اپنی راے مین یہ لکھا کہ ہلاکت کا باعث دماغ مین خون کا چڑہ جانا تھا جو بوجہ تشدد کے واقع ہوا اور بلا بنس ڈولا کئے ہوئے محض مارپیٹ سے اس قسم کے علامات جو اُسکے لاش پر تھے نہین پیدا ہو سکتے تھے۔ ۲۱ مقدمہ مین جج کی یہ راے تھی کہ مارپیٹ نہایت ہوشیاری کے ساتھ کی گئی تھی اور جوڑون پر چوٹ پہنچائی گئی تہی اور لاٹھی سے کوچے دئے گئے تھے تاکہ کوئی ظاہری علامت چوٹ کی جسم پر نہ رہے اور بنس ڈولا اُسوقت کیا گیا جبوقت وہ شخص اِن صدمون سے گر پڑا۔

مدراس کے علاقہ مین ایک معمولی طریقہ تشدد کا انگلیون کو شکنجہ مین کسنا تھا اور اس شکنجہ کو کٹی کہتے تھے۔ اِسی طرح سے اُنگلیون کو ایک لکڑی پر رکھکر اولٹی طرف کو دباتے تھے۔ اور بعض اوقات کانون کو اور نیز عورتون کی پستانون کو شکنجہ مین کسا کرتے تھے۔ اِس قسم کے تشددات مین جسم پر کوئی علامت نہین رہتی منجملہ انہین تشددات کے انگلیون کے بل لٹکا دینا یا ہاتھ پاؤن باندہکر ایک ڈہالوین سطح پر لنڈہکا دینا یا تلوون کے نیچے آگ سلگانا ہے یشو لنگروا لے

مقدمہ مین یہ دونون بلخیر طریقے آزار رسانی کے برتے گئے تھے۔

مقدمہ نمبر ۱۲۸ - جھوٹا اقبال۔

جو اقبالات ناجائز طریقون سے حاصل کیے جاتے ہین وہ اکثر اوقات جھوٹے ہوتے ہین۔

مقدمہ مندرجہ ذیل جو ضلع کڑپا مین ۱۸۸۰ء مین ہوا تھا نہایت عجیب ہے۔
ایک مسلمان چھوکرا ایک دہ سالہ لڑکے کو قتل کرنے کے جرم مین ماخوذ ہوا۔ قتل کے ساتھ ایک جوڑی نقرئی کڑون کی چوری کا الزام بھی تھا۔ ملزم متوفی کے ساتھ شام کے قریب ایک ناگ پھنی کی جھاڑی کی طرف جو گاؤن سے نزدیک تھی جاتا ہوا نظر آیا تھا۔ اُسکے دوسرے دن متوفی کی لاش ایک پایاب تالاب مین جھاڑی کے اندر ملی۔ گردن اور سر پر چوٹ کے نشان تھے اور چونکہ معدہ مین گدلا پانی بھرا ہوا تھا یہ معلوم ہوتا تھا کہ مرنے سے پہلے اُسکو پانی مین ڈال دیا تھا۔ کڑے غائب تھے۔ ملزم شبہ کے اوپر گرفتار کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ اوسکا پاؤن بالکل اُس نشان پا کے برابر تھا جو لاش کے قریب ملا تھا لیکن اس خاص امر کی شہادت قابل اطمینان نہ تھی یہ چھوکرا تین روز تک پولس کی حراست مین رہا اور اِسکے بعد ایک دن صبح کو جسوقت اُسکو ہیڈ کانسٹبل رفع حاجت کے واسطے لے گیا تھا اُس سے آدھے گھنٹے کے اندر ایک کانسٹبل نے آکر اطلاع کی کہ ملزم اقبال کرنے پر آمادہ ہے۔ اوسوقت سب مجسٹریٹ صاحب بلائے گئے اور ملزم سب کو لاش کے قریب ایک مقام پر لے گیا اور ایک پتھر کے نیچے سے جوڑی کڑون کی برآمد کی۔ یہ کڑے بالکل معمولی تھے اور انپر کسی قسم کی کوئی نشانی نہ تھی لیکن متوفی کے باپ نے اور نیز اوس سنار نے جسنے متوفی کے کڑے بنائے تھے اُنکی حلفی شناخت کی۔ سارے مقدمہ کا دارمدار اِن کڑون کی شناخت پر تھا۔ متوفی کے باپ نے حلف کیا کہ یہ کڑے سولہ روپیہ کی چاندی سے بنے تھے اور سونار نے بھی اسکی تصدیق کی۔ لیکن جسوقت کڑے عدالت مین تولے گئے تو اونکا وزن

باہر نکلا - ان کپڑون کو بنے ہوئے دس مہینہ کا زمانہ گذرا تھا اور اتنی مدت مین متوفی نے انکو کل دو مرتبہ بیس بیس دن کے واسطے پہنا تھا - پس ظاہر ہے کہ اتنے تھوڑے استعمال سے اون کا وزن اسقدر کم نہین ہو سکتا تھا - اور یہ وہ کپڑے نہ تھے جو متوفی کے ہاتھ مین تھے - اس واقعہ کی نسبت یہی کہا جا سکتا ہے کہ گمشدہ کپڑون کے مماثل کپڑے کسی نے (شاید خود پولس نے) پتھر کے نیچے رکھدئے اور ملزم کو اقبال کرنے اور اُنکے برآمد کرنے پر راضی کیا - ملزم نے اپنے اقبال مین (جس سے اُسنے آگے چلکر انکار کیا) یہ بیان کیا کہ متوفی اتفاقی طور سے پانی مین گر پڑا تھا اور اُسوقت اُسنے کپڑے اوتار کر خوف کے مارے دفن کر دئے تھے - ملزم بری ہوگیا - یہ بخوبی ممکن تھا کہ ملزم نے متوفی کو قتل کیا ہو - لیکن اسمین شک نہین کہ کپڑون کی داستان بالکل بناوٹی تھی - اس قسم کا جھوٹا اقبال ایک ہی طرح سے حاصل ہو سکتا تھا یعنی بیجا ذریعے سے - اس خاص مقدمہ مین جسم پر کچھ علامت تشدد کی نہ تھی -

---

مقدمہ نمبر ۴۴ - پیٹ کی چوٹ اور اُسکی وجہ سے پیرٹونائیٹس کا پیدا ہو جانا -

اس قسم کے بہت مقدمات ہین جنمین پیٹ کی چوٹ کی وجہ سے مرض مذکور الذکر پیدا ہوگیا ہے ڈاکٹر ٹیلر نے (جلد اوّل صفحہ ۶۶۰) ایک مقدمہ لکھا ہے - ایک سوبجر کو ایک گولی جسکا زور تمام ہو چکا تھا پیڑو پر آکر لگی گولی لگنے کے بعد اُسکے پاؤن کے پاس گر پڑی اور نہ اُسکے کپڑون کو کچھ نقصان پہونچا اور نہ اُسکی جلد پر کوئی نشان ہوا - اُسوقت کچھ زیادہ درد نہین معلوم ہوا اور سوبجر نے گولی اپنی جیب مین رکھلی اور اسپتال تک جو دو میل کے فاصلہ تھا پیدل گیا - لیکن اُسکو پیرٹونائیٹس اور ورم شانہ ہوگیا اور انہین امراض مین وہ مرگیا - چوٹ سے چند گھنٹے کے بعد تمام پیٹ کے اوپر سخت چوٹ لگنے کا نشان نمودار ہوگیا تھا -

مقدمہ نمبر ۴۵ - پیٹ کے کٹے ہوئے زخم سے صحت پانا -

ایک سولجر اتفاقاً اپنی سنگین پر اسطرح سے گرا کہ سنگین پٹھہ کی جانب سے گھس کر پیٹ مین سے ہوتی ہوئی ناف کے نیچے نکل آئی اس زخم کے ساتھ بھی مجروح چھ ہفتہ مین بالکل چنگا ہوگیا۔

مقدمہ نمبر ۴۶ پیٹ کی چوٹ سے ہلاک ہوجانا۔

ڈاکٹر جیورس نے ایک مقدمہ لکھا ہے جسمین ایک شخص کی کمر مین دائین طرف کو بانس مارا گیا تھا اور وہ فوراً ہلاک ہوگیا۔ اس صورت مین کسی قسم کی چوٹ یا بیماری کی علامت لاش پر نہین پائی گئی۔ اور ڈاکٹر جیورس نے یہی راے دی کہ چونکہ پیٹ کی چوٹ سامنے طرف کے اکثر اوقات بوجہ صدمہ اعصابی کے مہلک ہوتی ہے ممکن ہے کہ اس خاص صورت مین پہلو کی چوٹ سے بھی یہی اثر پیدا ہوا ہو۔

مقدمہ نمبر ۴۷ ایضاً

ڈاکٹر کیاسپر نے مندرجۂ ذیل مقدمہ لکھا ہے۔ ایک ڈرگون سولجر کے پیٹ مین دائین طرف کو ایک چلتی ہوئی گاڑی کی چوٹ لگ گئی۔ تیسرے دن اسکو قے شروع ہوگئی۔ اور پیٹ مین سخت درد پیدا ہوا اور انیس ۱۹ گھنٹے کے اندر وہ مر گیا۔ اخیر تک اسکے کل حواس بجا تھے اور علامات جریان خون کے تھے۔ جس مقام پر چوٹ لگی تھی وہان کوئی نشان نہ تھا لیکن لاش کے چیرنے سے پیٹ کے اندر آدھ سیر کے قریب بگڑا ہوا خون اور فضلے کے ٹکڑے پائے گئے امتحان سے معلوم ہوا ان چیزون کا منبع ایک پھوڑا ہے جو انتڑی کے دار پار ہوگیا ہے۔ یہ پھوڑا بالکل مدور تھا اور اسکے منھ کے اوپر کی جلد اولٹی ہوئی تھی اور بوجہ بوسیدگی کے نیلی ہوگئی تھی۔ یہ بات ظاہر تھی کہ ہلاکت کا باعث یہی پھوڑا تھا اور اسکو چوٹ سے کچھ تعلق نہ تھا کیونکہ چوٹ کی وجہ سے اس قسم کا پھوڑا نہین پیدا ہوسکتا تھا۔ یہ بھی نہین کہا جا سکتا کہ چوٹ کے صدمہ سے یہ پھوڑا جو پہلے سے موجود تھا ٹوٹ گیا ہو کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو جن علامات کا ذکر اوپر ہوا یہ فوراً پیدا ہوجاتے اور تین دن کا وقفہ نہین پڑتا۔

مقدمہ نمبر ۴۸۔ ہلاکت کا سبب کیا تھا۔

مندرجہ ذیل ایک مثالیہ مقدمہ اس امر کا ہے کہ بعض وقت ہلاکت عجیب و غریب طور پر واقع ہو جاتی ہے
اور سبب کا معلوم کرنا دشوار ہو جاتا ہے - یہ مقدمہ ضلع کڑپا مین ۱۸۹۰ء مین ہوا - تحصیلدار تعلقہ بقایاے
مالگذاری وصول کرنے کے لئے ایک گاؤن مین گئے - رعایاے موضع مین سے ایک شخص نے جو
تحصیلدار کے سامنے پیش ہوا گستاخی کی - یہ شخص کسیقدر تیز مزاج تھا اور تحصیلدار کا بیان ہے کہ اُسنے
اشارہ سے دہمکی دی - تحصیلدار نے اُسکو چھڑی سے ایک کوچہ مارا - اس شخص کے ہاتھ پیچھے باندھ
دیے گئے اور اُسکو گاؤن کے ایک باغ مین لیگئے - یہ وہان بیٹھا تھا کہ اتنے مین ایک گماشتہ وہان
سے گذرا اور یہ کہکر کہ تو ہی وہ شخص ہے جو ہمارے تحصیلدار کو مارنا چاہتا تھا ایک لات اُسکے دائین
جانب کو ماری - ملزم اس چوٹ کے صدمہ سے گر پڑا اور "آیو" پکار اُٹھا - یہ شخص دن بہر وہان رہا اور
جو غذا اُسکو دی گئی تہی اُسکا بہت تہوڑا حصہ اُسنے کھایا - شام کو اُسکو تعلقہ کے محبس مین جو دس میل
کے فاصلہ پر تھا لیگئے اثناے راہ مین اُسکی ناک اور مُنہ سے دو مرتبہ خون آیا - اور مُنہ سے جو خون
نکلا وہ کسیقدر جما ہوا تھا - محبس مین پہنچتے ہی وہ بیمار ہوگیا اور غذا سے انکار کیا اور برابر کراہتا رہا دوسرے
دن بہر اُسکی ناک اور مُنہ سے خون آیا - دوسرے تیسرے دن بہی اُسنے کچھ غذا نہین کھائی -
اور چوتھے دن تہوڑے سے چاول سیاہ مرچ کے پانی کے ساتھ کھائے - پانچوین دن وہ بیہوش
رہا اور چھٹے دن مر گیا - اس کُل زمانہ مین متوفی برابر دائین جانب کے درد کی شکایت کرتا اور
کراہتا رہا تنفس جلد جلد اور مشکل کے ساتھ ہوتا رہا اور نیند مطلق نہین آئی - متوفی کو برابر قبض رہا لیکن
مرنے سے کچھ پہلے تہوڑا سا تشنج ہوا اور ایک اجابت ہوئی - مرنے کے ساتھ ہی لاش دفن کردی
گئی اور رجسٹر مین موت کا باعث بخار لکھدیا گیا - چند روز بعد شکایت کی بنا پر لاش کہود کر نکالی
گئی لیکن اُسوقت یہ کہا گیا کہ وہ اسقدر بوسیدہ تہی کہ امتحان ممکن نہ تہا - ضلع کے ڈاکٹر نے جو کہ
دریافت کے وقت حاضر تہا یہ راے دی کہ متوفی کسی عضو اندرونی یعنی طحال یا جگر وغیرہ کے پھٹ جانے

سے نہین ہلاک ہوا اور نہ پسلی کے ٹوٹنے سے - لیکن ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص محرور المزاج تہا
اور غصہ کی شدت سے شاید کشش کے اندر کی کوئی رگ ٹوٹ گئی جسکی وجہ سے اُسکے منہ اور ناک سے
خون نکلا اور بالآخر کشش مین ورم اور صلابت پیدا ہوگئی اور ان علامات مین بوجہ شدت انتشار و
فاقہ کشی و عدم علاج کے ترقی ہوگئی - میری راے مین دائین طرف کولات کی چوٹ سے متوفی کا جگر
نہین پہٹ سکتا تہا اور اگر ایسا ہوتا تو ہلاکت فوری ہوتی - اگر چوٹ کی وجہ سے جگر مین کسی قسم کا صدمہ
بہی پہنچا تو ورم ہوجاتا اور ورم جگر کے ساتھ یرقان - شدت کا بخار کان کا درد اور اسہال کبدی یا
سخت قبض اور دوسرے مشہور و معروف علامات کا ہونا ضروریات سے تہا - یہ بہی خیال کیا گیا کہ
اگر لات کی چوٹ کی وجہ سے کوئی پسلی ٹوٹ گئی ہوتی تو متوفی دس میل چلکر نہین جا سکتا تہا اور اگر
طحال پہٹ گیا ہوتا تو موت فوری ہوتی - لہذا چونکہ ایسی شہادت کے بعد جرم قتل انسان نہین ثابت
ہوسکتا تہا مقدمہ کا فیصلہ اور طرح پر ہوا - جن مقدمات کا ذکر ہوچکا ہے اُن سے ثابت ہے کہ بجز اس
صورت کے جس وقت زخم تیسری فقرۃ العنق کے اوپر نخاع مین لگا ہو یا جس صورت مین پاؤن کٹ گئے ہون
ہر ایک قسم کے زخم لگنے کے بعد بہی مجروح دور تک چل سکتا ہے - اس خاص مقدمہ مین لاش
تقریباً چودہ دن کے بعد کھودی گئی تہی اور یہ بات خیال مین نہین آتی کہ اتنی تہوڑی مدت مین وہ اسقدر
بوسیدہ کیونکر ہوگئی کہ اُسکا چیرنا ناممکن ہوگیا - البتہ اس خاص صورت مین ابتدا ہی سے کل اہلکارون
نے ایکا کر لیا تہا کہ مقدمہ نہ چلنے پاوے -

مقدمہ نمبر ۴۹ - گلا کٹ جانے کے بعد بہی زندہ رہنا -

۱۸۷۶ء مین اس قسم کا ایک عجیب مقدمہ مقام مدن پلی مین ہوا - واقعات یہ ہین - اٹھوین اپریل
کو ایک شخص نے اپنی جورو اور ایک اور شخص کو قتل کرنے کے بعد خودکشی کا ارادہ کیا طبیب نے اسکو
تین بجے رات کو بہت سے خس و خاشاک مین چت پڑا ہوا پایا اور اُسکا گلا کٹا ہوا تہا " اُسوقت

نکلتا نہین جاری تھا لیکن معلوم ہوتا تھا کہ بہت سا خون بہہ گیا ہے اور مجروح کی نبض ساقط تھی
تھوڑی دیر کے بعد اُسکو کسیقدر افاقہ ہوا اور وہ اسپتال مین بھیجا گیا - امتحان سے معلوم ہوا کہ قصبۃ الریہ
کا اوپر والا حصہ کٹا ہوا ہے اور حلق بھی کٹ گیا ہے اور دونون جانب کو زخم اسقدر پھیل گیا ہے
کہ کرانڈ وغیرہ عروق نظر آنے لگے ہین - زخم ریشم سے سیا گیا اور غذا مقعد کی طرف سے پہنچائی گئی -
چند روز تک حالت اچھی رہی لیکن بالآخر یہ معلوم ہوا کہ مریض بوجہ کمی غذا اور پانی کے ضعیف ہوتا جاتا
ہے - ٹانکے کٹ گئے اور بجز تھوڑے سے اندمال اور انقباض زخم کے اور کوئی فائدہ نہین ہوا -
اس صورت مین زخم کے رستے سے غذا پہنچائی گئی کیونکہ مُنھ کے اندر چونگا پہنچانے مین دقت تھی -
۳ جولائی کی رپورٹ یہ تھی - مریض کی حالت بہتر ہے آج زخم کو چیرکر دوبارہ سیا اور غذا (دودھ
انڈے اور شوربہ) مقعد کے رستے سے پہنچائی گئی "

۹ جولائی " ٹانکے پھر کٹ گئے لیکن زخم اُسقدر کُھلا ہوا نہین ہے جیسا پہلے تھا بعد حلق کے
زخم چنگا ہونے کے جسوقت قصبۃ الریہ کا زخم سینے کا ارادہ کیا تو سخت تکلیف ہوئی اور کئی مرتبہ کاٹنے
کے بعد زخم کسیقدر مندمل ہوا - گلے کے سوراخ پر ہاتھ رکھکر مریض بمشکل باتین کر سکتا تھا - اپریل سنہ ۱۸ء
مین یعنی بارہ مہینے واقعہ کے بعد یہ شخص عدالت سشن ضلع کڑپا مین بھیجا گیا اور ۶ مئی کو اُسپر دو قتلون
کا جرم ثابت ہوا اور سزاے حبس دوام دی گئی -

مقدمہ نمبر ۵۰ - ایضاً

ڈاکٹر ہیورس نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۶۷ پر ایک صورت لکھی ہے جسمین مجروح کرانڈ شریان کے
کٹ جانیکے بعد بھی دوسرے دن تک زندہ رہا -

مقدمہ نمبر ۵۱ - ایضاً

سنہ ۱۸۶۳ء مین ایک شخص نے اپنا گلا کاٹ کر خودکشی کی - باہر کی کرانڈ شریان اور داہنی طرف

کی گردن کی ورید دونون کٹ گئے تھے اور بہت سا خون نکلا تھا زخم داہنی جبڑے کے زاویہ کے سامنے سے قصبۃ الریہ تک پہنچا تھا لیکن نلی نہین کٹی تھی - مجروح آدھے گھنٹے تک زندہ رہا لیکن بیہوش اور اسمین بولنے کی قدرت نہین تھی -

مقدمہ نمبر ۵۲ - ایضاً

۱۸۳۱ع مین ایک عورت بستر پر زخمی ہوئی تھی اور زخم نے کراٹڈ شریان گردن کے ورید اور قصبۃ الریہ کو کاٹا تھا - اُسکی لاش پاس کے کمرے مین ملی جس سے ثابت تھا کہ وہ زخمی ہونے کے بعد بستر سے اُٹھکر چھہ فیٹ تک چلی تھی اور پھر گر پڑی -

گلا کٹ جانے کے بعد بولنے کی قوت کہان تک باقی رہتی ہے اسمین اختلاف راے ہے ڈاکٹر چیورس نے ایک صورت لکھی ہے (صفحہ ۴۲۶) جسمین شخص گلو بریدہ بولا لیکن بات سمجھ مین نہ آئی - مارچ ۱۸۵۱ع مین جو مقدمہ ٹیلچری مین ہوا تھا اور جسمین یہ کہا گیا تھا کہ کراٹڈ شریان کے کٹجانے کے بعد بھی شخص مجروح نے اپنے قاتل کا نام بتایا تھا قابل وثوق نہین ہے - اس مقدمہ مین تشریح نہین کی گئی کہ کسطرف کی کراٹڈ کٹی تھی - مقدمات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ بیرونی کراٹڈ شریان کے کٹ جانے سے ہمیشہ فوری ہلاکت وقوع مین نہین آتی لیکن جسوقت معمولی کراٹڈ[۵۱] شریان کٹجاوے تو فوری ہلاکت تقریباً یقینی ہے - اور قوت کلام تو یقیناً سلب ہوجاتی ہے - ۶ فروری ۱۸۶۹ع کے پینئر اخبار مین ایک عجیب مقدمہ لکھا ہے اسمین شخص مجروح کا گلا اسطرح پر کٹا تھا کہ داہنی طرف کو تین انچھ کا زخم پیچھے اور اندر کی طرف کو جھکتا ہوا لگا تھا اور اسنے کُل عضلات اور داہنی کراٹڈ اور گردن کی ورید اور اعصاب کو کاٹ دیا تھا اور فقرات العنق تک پہنچکر چھٹے فقرہ کو کاٹ ڈالا تھا لیکن نخاع کو صدمہ نہین پہنچایا تھا - اسکے ساتھ ہی جج کی راے اس مقدمہ مین یہ ہوئی کہ اس قسم کا مجروح

۵۱ کراٹڈ شریانین - تین قسم کی ہین - کراٹڈ بیرونی - کراٹڈ اندرونی - کراٹڈ معمولی -

شخص زخمی ہونے سے ایک مدت کے بعد بھی بہت لمبا چوڑا اظہار دینے کے لایق تہا۔ متوفی کی نابالغہ جورو کے اوپر اُسکے قتل کا الزام تھا۔ جوری نے اُسکو بری ٹھہرایا لیکن جج نے اختلاف رائے کرکے مقدمہ نگرانی مین بھیجا۔ اُسوقت یہ بات ظاہر ہوی کہ پولیس نے واردات کی پہلی اطلاع کو پوشیدہ رکھا تھا اور احتمال قوی یہ تہا کہ بیان مقتول مصنوعی تہا اِس بناپر ملزمہ بری اور رہا ہوگئی۔

مقدمہ نمبر ۴۳۔ ایضاً۔

مقدمہ سرکار بنام ڈانکس (وارک ۱۸۳۲ء) مین متوفی بعد ایسے زخم کھانے کے جس سے معمولی کراٹڈ اور بیرونی کراٹڈ کی بڑی شاخین اور گردن کی ورد کٹ گئی تہین تیئس گز چلکر ایک پھاٹک پر چڑھ گیا۔ امتحان سے معلوم ہوا کہ اتنی حرکت کے واسطے کم سے کم پندرہ۔ بیس سکنڈ کا زمانہ درکار تھا۔

مقدمہ نمبر ۴۴۔ آنکھ کا نکالنا۔

۱۸۵۴ء مین بنگلور مین ایک مقدمہ بہت سخت اِس قسم کا ہوا تھا۔ ایک زن محصنہ کے آشنا نے اُس سے تنگ آکر یا رقابت کی وجہ سے ایک ٹیڑھے چاقو سے اُسکی آنکھین نکال لین اِس صورت مین عورت نے صحت پائی۔ (رپورٹ فوجداری عدالت ۱۸۵۴ء) ڈاکٹر جیورس نے ایک صورت لکھی ہے جسمین ایک شخص نے اپنی نابالغہ جورو کی دونون آنکھین اُنگلیون سے نکال لین اور دوسری قسم کی زیادتیان کین محض اسوجہ سے کہ اُسنے صحبت سے انکار کیا تھا۔

مکناٹن کی رپورٹ جلد دوم صفحہ ۲۲۴ مین ایک مقدمہ لکھا ہے۔ ایک شخص نے اپنی جورو کے ہاتھ پاؤن باندھکر گرادیا اور اُسکی چھاتی پر بیٹھکر ایک گرم لوہے سے دونون آنکھین نکال لین۔

یاد رکھنا چاہیے کہ جو لاشین کھیتون مین یا جنگل مین پڑی رہتی ہین اکثر اوقات شکاری جانور اُنکی آنکھون ہی پر پہلے حملہ کرتے ہین اور ایسی صورت مین یہ نہین خیال کرنا چاہیے کہ زندگی کی حالت مین آنکھین نکالی گئی تہین ✚

حصّۂ دوم

باب اوّل اختناق

اختناق مین کُل وہ قسمین ہلاکت کی داخل ہین جنمین پہلے تنفس بند ہوجاتا ہے جیسے ڈوب مرنا پھانسی سے مرنا۔ یا دم اخفا ہو کر مرنا۔

ڈوب مرنا۔ ڈوب مرنے مین موت کا باعث وہی ہے جو گلا گھونٹنے مین اور ان دونون صورتون مین اندرونی علامات ایک دوسرے کے مماثل ہین۔ ڈوب مرنے کی صورت مین بوجہ پانی پہچانے کے تازی ہوا شُش مین نفوذ نہین کر سکتی اور خون بخوبی صاف ہونے نہین پاتا۔ چونکہ آکسیجن کا خون مین ملنا موقوف ہوجاتا ہے اسواسطے جو خون جسم مین دوران کرتا ہے وہ ابقاے زندگی کی صلاحیت نہین رکھتا۔ بتدریج دل کی حرکت کم ہوتی جاتی ہے اور بالآخر بالکل موقوف ہوجاتی ہے اور اُسوقت شخص مختنق مرجاتا ہے۔ لیکن اختناق شروع ہونے کے بعد بھی دل کی حرکت دیر تک باقی رہتی ہے۔ اور جسوقت تک دل کی حرکت بالکلیہ موقوف نہو جائے جانبری محال نہین ہوتی۔ گلا گھونٹنے مین بھی بجنسہ یہی عمل ہوتا ہے۔ رسّی جو گلے مین باندہی جاتی ہے وہ ہوا کو شُش مین نفوذ نہین کرنے دیتی۔ اور ہلاکت اُس ہی طرح سے وقوع مین اتی ہے جیسے ڈوب مرنے مین۔

علامات بیرونی۔ ڈاکٹر کیاسپر کی رلے ہے کہ بط کی کھال[۱] ایک یقینی علامت ڈوب مرنے کی ہے

---

[۱] بط کی کھال (کیوٹس انسرینا) اُس خاص حالت جلد کا نام ہے جسمین بالونکی جڑ دمین دانے پڑجاتے ہین اور اسوجہ سے مجموعی شکل جلد کی بالکل بط کی کھال کی سی ہوجاتی ہے۔

لیکن یہ علامت اُس ہی وقت مین پائی جاتی ہے جسوقت لاش کئی گھنٹے پانی مین رہچکی ہو اور پانی سے نکالنے کے بعد ہی معائنہ کی جاوے - جسوقت جلد مین اس قسم کی سکڑ جسکو بط کی کھال سے تعبیر کرتے ہین موجود ہو تو احتمال قوی ہے کہ مریض زندگی کی حالت مین پانی کے اندر گرا ہے لیکن بقول ڈاکٹر ٹیلر کے یاد رکھنا چاہیئے کہ بط کی کھال والی علامت ہر ایک ایسی ہلاکت مین موجود ہوتی ہے جو کسی ناگہانی صدمہ سے ہوئی ہو مثلاً پھانسی سے مرنے کی صورت مین بھی - ڈوب مرنے کی صورت مین چہرہ زرد اور سکون کی حالت مین ہوتا ہے اور اُسپر ایک ملائمیت ہوتی ہے - آنکھین نیم باز - پپوٹے نیلے اور دیدے پھیلے ہوئے - منھ بند یا آدھا کھلا ہوا - زبان پھولی ہوئی اور متورم اور بعض اوقات اُسپر دانتون کے نشان - (ڈاکٹر چیورس اور ڈاکٹر گائی کی راے ہے کہ یہ علامت نہایت شاذ ہے) ہونٹھون اور نتھنون پر ایک قسم کا لعاب دار کف - ڈاکٹر کیاسپر لکھتے ہین کہ مردون مین جو جیتے جی پانی مین گر کر مرے ہین قضیب عجیب طرح سے سکڑ کر چھوٹا ہو جاتا ہے اور یہ علامت کسی اور قسم کی ہلاکت مین نہین پائی گئی ہے -

ڈوبی ہوئی لاشون پر اکثر اوقات زخم اور چھلجانے کے نشانات ہوا کرتے ہین - جسم کا چھلجانا اُسوقت مین ہوا کرتا ہے جب ڈوبنے والا شخص پانی کی تہہ کو پہنچ جاوے یا کنوئن مین جسم اوس کا کنارون سے ٹکرائے اسی طرح گرتے وقت جسم یا سر کے کسی سخت چیز کے ساتھ ٹکرانے سے بھی زخم پیدا ہو جاتے ہین - ڈوبی ہوئی لاش پر زخم کا پایا جانا ایک قسم کا شبہ زیادتی کا پیدا کرتا ہے لیکن ایسے زخم کی نسبت یہ راے قائم کرنے مین کہ زخم پانی مین گرنے سے پہلے لگایا گیا ہے بہت احتیاط چاہیئے - محض زخم کے کنارون کا سکڑ جانا اسکی دلیل نہین ہو سکتی کہ زخم ڈوبنے سے پہلے لگا تھا - کیونکہ اگر گرتے وقت یا فوراً گرنے سے پہلے یا فوراً مرنے کے بعد بھی زخم لگے تو یہ علامت پیدا ہوگی - زخم کا ڈوبنے سے پہلے یا ڈوبتے وقت لگنا اندرونی اعضا کی حالت سے مستنبط

ہوسکتا ہے۔ مثلاً اگر اندرونی اعضا کی حالت سے کوئی علامت ڈوب مرنے کی نہین پائی جاتی اور جسم پر ایسا زخم موجود ہے جو باعث ہلاکت کا ہوسکتا تھا تو ایسی صورت مین گویا یقین ہوگا کہ زخم ڈوبنے سے پہلے لگایا گیا تھا اور مری ہوئی لاش پانی مین ڈالی گئی تھی۔ البتہ جسوقت زخم گولی کا ہو یا کوچا ہوا ہو تو کوئی شک نہین پیدا ہوسکتا۔ لیکن جسوقت جسم پر کوئی کچلا ہوا زخم ہو مثلاً کھوپری پہ چوٹ ہو جس سے کھوپری شق ہوگئی ہو اور خود یہ چوٹ باعث ہلاکت ہوسکتی ہو تو البتہ شبہ ہوتا ہے۔ اکثر ہاتھ کی مٹھیاں بند ہوتی ہین اور اُنکے اندر پانی کے خس و خاشاک یا ریتی وغیرہ ہوا کرتی ہے۔ یقینی علامت اسکی یہ ہے کہ جسم زندگی کی حالت مین پانی کے اندر گرا ہے لیکن البتہ دیکھ لینا چاہیئے کہ گھاس وہی ہے جو اُس پانی کے اندر ہوتی ہے اور سنگریزے اور ریتی وغیرہ بھی وہی ہین جو اُس خاص پانی کی تہ مین پائے جاتے ہین۔

ڈوب مرنے مین ایک بہت بڑی علامت جسکی طرف لحاظ رکھنا چاہیئے خون کا رقیق ہونا ہے۔ بعض اطبا کی راے ہے کہ یہی ایک یقینی علامت ڈوب مرنے کی ہے لیکن یہ علامت بھی ہمیشہ نہین پائی جاتی اور اسکی نسبت اسیقدر کہا جاسکتا ہے کہ جسوقت یہ علامت موجود نہو اور اُسکے ساتھ اور علامات ڈوب مرنے کے بھی مفقود ہون تو ایسی صورت مین اس امر کا شبہ پیدا ہوتا ہے کہ ہلاکت کسی اور وجہ سے ہوئی ہے۔

اعضاے اندرونی کی حالت۔ شش علی العموم بہت پھولے ہوئے ہوتے ہین اور کل جوف سینہ اُن سے بھر جاتا ہے۔ اُنکی صورت بالکل پلپلی ہوتی ہے اور اونگلی سے اُن پر نشان بنایا جاوے تو وہ قایم رہتا ہے کیونکہ اُنکے اندر پانی بھر جانے کیوجہ سے اونمین لچک باقی نہین رہتی۔ وزن بھی اونکا پانی کی وجہ سے اصلی وزن کا تگنا چوگنا ہوجاتا ہے۔ کاٹنے سے اونکے اندر سے ایک خون آلود پھین دار پانی نکلتا ہے۔ قصبتہ الریہ اور قصبتہ الریہ کی دونون بڑی شاخون اور شش کی اندرونی

خانون مین بھی اُس ہی قسم کا پھین دار لعاب ہوتا ہے لیکن یہ علامت ہمیشہ نہین پائی جاتی
اسکا وجود شاید اُس مشقت پر موقوف ہے جو ڈوبنے والے پر تنفس کرنے کی کوشش مین پڑی ہو۔
ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین ''کہ قصبات الریہ مین پھین دار لعاب کا ہونا دلیل اُس اختناق کی ہے جو ڈوبنے
سے پیدا ہوتا ہے۔ جسوقت اِس لعاب کے ساتھ ششش مین پانی بھی ہو تو یہ یقینی دلیل ڈوب کر
مرنے کی ہے'' لیکن اگر لاش کا امتحان جلد نہ کیا جاوے یعنی موت سے دو تین گھنٹے کے اندر
تو یہ پھین بالکل جاتا رہتا ہے۔ بعض اوقات معدہ کی غذا اُنششش اور قصبۃ الریہ کے اندر پائی جاتی
ہے۔ اور یہ اُسوقت ہوتا ہے جب غرق بعد غذا کھانے کے ڈوبا ہوا ایسی صورت مین قے ہو جاتی
ہے اور جو مادہ قے مین نکلتا ہے تنفس کی کوشش مین کھنچکر ششش مین چلا جاتا ہے۔
قلب۔ علی العموم قلب کی جانب راست کے جوفون مین خون ہوتا ہے اور بائین طرف کے
اجواف یا تو بالکل خالی ہوتے ہین یا اونمین دائین طرف کی نسبت بہت کم خون ہوتا ہے۔ لیکن یہی
قاعدہ کلیہ نہین ہے۔ ڈاکٹر اگسٹن نے تیرہ صورتون کے نتائج کو لکھا ہے جنمین سے دو مین
دائین طرف کے اجواف خالی تھے اور چودہ مین بائین طرف کے۔ اور بھی صورتین ایسی موجود ہین جنمین
ہلاکت ڈوبنے کی وجہ سے ہوئی تھی لیکن دائین طرف کے اجواف بالکل یا تقریباً بالکل خالی تھے۔ ڈاکٹر
جیورس نے اس خاص معاملہ کی بہت تحقیق کی ہے اور بہت سے امتحان کے بعد اُنکی راے یہ ہے
کہ اگرچہ بہت سی صورتون مین بطن راست اور اُذن راست مین معمول سے زیادہ خون پایا گیا لیکن
عموماً جان ہلاکت کے وقت سیلان خون مین کسی قسم کا رکاؤ نہین واقع ہوا اکثر قلبون مین یہ دونون بہت
بھرے ہوے نہین پائے گئے۔ اور متعدد صورتین ایسی دیکھی گئین جنمین اُذن قلب پھولا ہوا تھا
اور بطن دبا ہوا اور اُسمین معمول سے زیادہ خون نہ تھا'' جسوقت لاش کا معائنہ ہلاکت سے کئی روز
کے بعد کیا جاوے تو دائین جوفون کا خالی پایا جانا کوئی غیر معمولی امر نہین ہے۔ لیکن ڈاکٹر ٹیلر

لکھتے ہین کہ مجھے یاد نہین ہے کہ کوئی صورت ایسی دیکھی ہو جسمین اختناق کی وجہ سے شش خون سے بھرا ہو اور اُسکے ساتھہ ہی قلب خالی ہو۔ ڈاکٹر جیورس لکھتے ہین" اگرچہ اختناق کی بہت سی صورتون مین بطن راست کی قوت انقباضیہ سلب ہوجاتی ہے اور اُسمین خون بھرا ہوا ہوتا ہی لیکن تاہم ایسی مثالین موجود ہین جنمین تنفس بند ہونے کے بعد بھی دل کی حرکت قایم رہتی ہے اور بطن راست گویا خالی ہوتا ہے اور دونون ششون مین خون بہت زیادہ ہوتا ہے" طبیب کو گواہی دیتے وقت ان چیزونکو یاد رکھنا ضرور ہے ورنہ اگر اُسنے اپنی شہادت مین یہ بیان کردیا ہو کہ ہلاکت اختناق کیوجہ سے وقوع مین آئی تو ممکن ہے کہ جرح مین یہ بات ثابت ہو کہ داہین طرف کے اجوان خالی تھے اور اُسوقت مین اُس سے اِس بیان کی وجہ پوچھی جاوے گی کیونکہ عام راے یہ ہے کہ اختناق کی صورت مین بطن راست اکثر خون سے بھرا ہوا ہوتا ہے۔ یہ بھی طبیب کو یاد رکھنا چاہیئے کہ اگر لاش کا معائنہ ہلاکت سے بہت دیر کے بعد ہوا ہے تو یہ خود دل کے خالی ہونے کے واسطے ایک وجہ کافی ہے۔

مقدمہ نمبر ۵۵۔ ایک بہت عجیب مثال اسکی ہے کہ موت کا سبب غلطی سے اختناق بتایا گیا تھا

دماغ۔ ڈوب مرنے کی صورت مین عموماً دماغ کے عروق مین خون بھرا ہوا ہوتا ہے لیکن یہ بھی قاعدہ کلیہ نہین ہے۔ اور ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ یہی علامات نہ فقط اختناق کی اور صورتون مین بلکہ دوسرے اقسام کے ہلاکت مین بھی جنمین دماغ پر کچھہ اثر نہین پہنچتا پائے جاتے ہین۔ لیکن بالغہ عورتون مین مسٹر سمپل نے عروق دماغ کو خالی پایا ہے۔ ڈوبی ہوئی لاشون مین اکثر اوقات فقرات العنق ٹوٹے ہوئے ہوتے ہین۔ ممکن ہے کہ یہ ڈوبنے سے پہلے کسی زیادتی کی وجہ سے ہوا ہو۔ لیکن ڈاکٹر جیورس نے دو صاف اور صریح صورتین لکھی ہین جنمین سو لجرون نے کم پانی مین غوطے لگائے ہین اور تہ زمین سے سر ٹکرانے کی وجہ سے اُنکی گردنین ٹوٹ گئی ہین۔

فریلر اس بحث کا خلاصہ یون لکھتے ہین۔ "ڈوب کر مرنے کے ثبوت مین طبیب کو جس چیز پر تکیہ کرنا چاہیئے وہ اولاً معدہ مین پانی کا پایا جانا ہے اور ثانیاً شُشش اور قصبات الریہ مین پانی اور پھین دار لعاب کا پایا جانا۔" معدہ مین پانی ہونے کی بابت ڈاکٹر جیورس لکھتے ہین کہ ممکن ہے کہ متوفی نے مرنے سے کچھ پہلے پانی پی لیا ہو۔ البتہ اگر معدہ مین کھاری پانی پایا جاوے اور لاش بھی کھاری پانی سے برآمد ہو یا یہ کہ معدہ مین کسی خاص قسم کا پانی یا گھاس وغیرہ ہو اور لاش بھی اُس ہی قسم کے پانی سے برآمد ہوئی ہو تو اُسوقت مین ڈوب مرنے کا احتمال نہایت قوی ہوجاتا ہے بلکہ درجہ یقین کو پہنچ جاتا ہے۔ پانی کا معدہ مین ہونا اور اُسکے ساتھ ہی پھین دار لعاب کا قصبات الریہ مین پایا جانا البتہ یقینی علامت ڈوبنے کی ہے۔ اور جسوقت پانی معدہ مین نہو لیکن قصبات الریہ مین پھین دار لعاب ہو تو بھی احتمال قوی ڈوبنے کا ہے قلب کے بطن چپ مین جو خون ہوتا ہے اوسکی مقدار مین اسقدر اختلاف ہے کہ اس خاص علامت پر زیادہ وثوق نہین ہوسکتا۔ اور یہی دماغ مین خون ہونیکے بارہ مین بھی کہا جاسکتا ہے۔ مثلاً ممکن ہے کہ سکتہ کی بیماری کی وجہ سے خون دماغ پر چڑھ گیا ہو اور اُس حالت مین متوفی پانی مین گر پڑا ہو۔ شُشش مین پانی کا ہونا بھی یقینی علامت نہین ہے اور ایک مثال ایک لڑکے کی موجود ہے جو ڈوب کر مرا تھا۔ لیکن لاش پر کوئی معمولی علامت ڈوب مرنے کی نہین تھی اور نہ کسی اندرونی عضو مین معمول سے زیادہ خون پایا گیا تھا۔ پھین دار لعاب کی نسبت یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ممکن ہے کہ لاش کو پانی سے نکالنے کے بعد وہ اسطرح سے پڑی رہی ہو یا اُسکو اسطرح سے جنبش دیگئی ہو (مثلاً اُسکو سرنگون کیا گیا ہو) کہ شُشش سے پانی نکلکر لعاب جل گیا ہو۔ بیرونی علامت مین ہاتھون کو نہایت غور سے دیکھنا چاہیئے کیونکہ اگر مٹھیان بند ہون اور اونمین اُس ہی قسم کی گھاس اور سنگریزے وغیرہ ہون جو اُس پانی کے اندر ہین جسمین سے لاش برآمد ہوئی ہے تو یہ قطعی دلیل ڈوب مرنے کی ہے۔

[illegible] مین [illegible] سے پہلے دموع مین آئی ہے تو کیا بہت کم ہو [illegible]
پانی پایا جاوے - لیکن محض معدہ مین پانی کا نہین ہونا قطعی ثبوت اِسکا نہین ہے کہ ہلاکت
سے پہلے ہوئی ہے - اگر پانی مین ڈالدینے کے بعد غرلق سطح آب پر نہ آوے تو پانی معدہ مین
پائے جانے کا بہت کم احتمال ہے - کیونکہ غریق پانی اُسیوقت پیتا ہے جب وہ سطح پر آجاتا ہے
اور تنفس لینے کی کوشش کرتا ہے پس اگر پانی کے اندر ہی اختناق ہوگیا ہے تو احتمال یہ ہے کہ
پانی معدہ کے اندر نہین جاوے گا کیونکہ اختناق کے ساتھ ہی گھوٹنے کی قوت سلب ہو جاتی ہے
یہ امر جانورون پر تجربہ کرنے کے ذریعہ سے ثابت ہوا ہے -

اتفاقی طور پر اور خود کشی کر کے ڈوب مرنا - اتفاقی طور سے ڈوب مرنے والی اکثر عورتین ہین
کیونکہ ان ہی کا کام پانی بہرنا ہے اور یہ جسوقت خیال کیا جاوے کہ کسقدر عورتین اور اکثر اوقات
کم سن لڑکیان کس بے احتیاطی کے ساتھ دو پتہرون پر پاؤن جما کر ایک بھاری سا گھڑا پانی
کا کوے سے کھینچتی ہین تو اِس قسم کی اتفاقی موتون کی تعداد پر تعجب نہین ہوتا - لیکن تاہم ایک
بہت بڑی تعداد ایسی موتون کی جنکی نسبت یہ رپورٹ ہوتی ہے کہ اتفاقی یا خودکشی کی وجہ سے
ہوئی ہین بلاشبہ قتل کی صورتین ہین - نہایت مناسب ہوگا اگر ہر ایک مجسٹریٹ یہ حکم دیدیوے
کہ جتنے مقدمات اتفاقی ہلاکت یا خودکشی کے ہون اُن سب مین لاش نزدیک سے نزدیک کے ہسپتال
مین چیر کر دیکھنے کے واسطے بہیجدی جاوے - عہدہ داران دیہی کے واسطے جنکا کام پہلے لاش کو
امتحان کرنا ہے نہایت مفید ہوگا اگر وہ یاد رکہین کہ جب کوئی عورت بالارادہ خودکشی کی غرض سے
اپنے کو ڈوباتی ہے تو وہ اکثر اپنی ساڑہی کے آنچل اپنی ٹانگون کے بیچ مین سے نکالکر پیچھے کی طرف
دہوتی کی طرح کمر مین گہونس لیتی ہے - یہ مقتضائے حیا ہے تاکہ جسوقت لاش برآمد ہو ستر [illegible]
[illegible] اضلاع [illegible] موجود ہے - اور یقین ہے کہ دوسرے اضلاع مین [illegible]

[illegible]

[illegible] کوئی لاش کے ہاتھ پیر بندھے ہوئے ہون یا کوئی پتھر اوسکے ساتھ بندھا ہو تو فوراً شبہ زیادتی کا پیدا ہوتا ہے۔ لیکن اس صورت مین بھی کوئی عام قاعدہ نہین قائم کیا جا سکتا کیونکہ دو یقینی مقدمات خودکشی کے ایسے موجود ہین جنمین متوفیون نے (ایک صورت مین تو متوفی تیراک تھا) خود اپنے ہاتھ پاؤن اس غرض سے باندہ دئے تھے کہ جلد مر جاوین۔ ایسے مقدمات مین پہلا امر گرہون کا امتحان کرنا اور معلوم کرنا ہے کہ آیا وہ ایسی ہین کہ متوفی اونکو اپنے دانتون سے باندہ سکتا تھا۔ ڈوب مرنے کے کل علامات کی نسبت یہی کہا جاویگا نہ کوئی عام قاعدہ نہین قرار دیا جا سکتا اور سب سے ضروری امر اس بات کا دریافت کرنا ہے کہ آیا ہلاکت ڈوبنے سے پہلے وقوع مین آئی تھی یا بعد۔

ڈوب مرنے کی صورتون مین کہانتک موت کا باعث خاص اختناق ہے اور کہانتک اور اسباب اختناق کے ساتھ شامل ہین۔ ڈجی ورجی جسکا تجربہ ڈوب مرنے کے مقدمات مین نہایت وسیع ہے لکھتا ہے کہ خالص اختناق پچیس فیصدی دیکھا گیا ہے اور ساڑھے بارہ فیصدی ایسی صورتین ہین جنمین اختناق مطلق نہین پایا گیا۔ اور وہ صورتین جنمین اختناق اور اور اسباب شامل تھے ساڑھے باسٹھ فیصدی پائے گئے۔ خالص اختناق کی صورتون مین محض ڈوبنا باعث ہلاکت ہوا ہے۔ اور جن صورتون مین مطلق اختناق نہین پایا گیا اُنمین ہلاکت قبل ڈوبنے کے واقع ہوئی ہے لیکن ان صورتون مین ضرور نہین ہے کہ ہلاکت کا باعث کوئی زیادتی مجرمانہ ہوئی ہو۔ مثلاً ممکن ہے کہ کسی شخص کو سکتہ ہوگیا ہو اور وہ بیجان ہو کر پانی مین گر پڑا ہو۔ یا کوئی شخص بلندی سے کوے مین گر پڑے اور اس صدمہ سے اُسکی کھوپری پھٹ جاوے اور وہ فوراً ہلاک ہو جاوے۔ یہ صورتین شاذ ہین (اگرچہ ایک مثال اسکی بھی بہت ہی محقق موجود ہے) اور جسوقت کوئی لاش کوے سے برآمد ہو اور اُسمین اختناق کے علامات نہ پائے جاوین تو بہت ہی قوی شبہ قتل کا پیدا ہوتا ہے۔ بقیہ صفحہ ۱۳۲

صورتون مین ہلاکت کا باعث کچھ تو اتفاق ہے اور کچھ اسباب مثل چوٹ یا اور امراض کے مثلاً جو شخص سکتہ کی حالت مین ڈوب جاوے تو اوسکی لاش مین سکتہ اور ڈوبنے کے دونون علامات پائی جاوینگے اسی طرح اگر کوئی شخص گرنے مین چوٹ کہاے تو شاید ہلاکت فقط چوٹ کے سبب سے ہوگی بلکہ اختناق بھی اوسمین شریک ہوگا۔ پس اگر لاش پر چوٹ کے نشان ہون تو اس بات کا دریافت کرنا نہایت ضروری ہے کہ یہ چوٹ گرتے وقت تو نہین لگی تہی۔ مچھلیون اور کیکڑون کے لاش پر حملہ کرنے کے بارہ مین یورپ مین مصنفین کی راے یہ ہے کہ جب تک لاش مین بوسیدگی شروع نہو جاوے یہ حیوانات حملہ نہین کرتے۔ لیکن ڈاکٹر چیورس کی راے اسکے خلاف مین ہے۔ جانوران آبی کے حملہ سے جو کچھ نشانات لاش پر پیدا ہوے ہون انکو بہت احتیاط سے قلمبند کرنا چاہیئے کیونکہ ایک مقدمہ اس قسم کا ہوا ہے جسمین ایک لاش کوے سے برآمد ہوئی جسکا ایک کان غائب تھا اور اسکی نسبت یہ کہا گیا تھا کہ اسکو مچھلیان کھا گئین۔ لیکن چونکہ طبیب نے زخم کے کنارون کی نسبت پوری تحقیقات نہین کی تہی لہذا اس امر کی نسبت کوئی فیصلہ نہو سکا۔

سالانہ رپورٹون کے اتفاقی اموات۔ کل صوبہ جات کی سالانہ رپورٹ انتظام مین ایک باب اتفاقی اموات کا ہوا کرتا ہے۔ ان اتفاقی اموات مین اول مد خودکشی کی غرض سے ڈوب مرنا ہے۔ دوم۔ اتفاقی طور پر ڈوب مرنا۔ سوم۔ سانپ اور جانوران درندہ کے کاٹنے سے مرنا۔ ان مدات پر غور کرنے سے نہایت عمدہ نتائج نکلتے ہین مثلاً مدراس پریسیڈنسی کی رپورٹ ۱۸۸۳ء سے معلوم ہوتا ہے کہ مد اول مین (۱۱۰۵) اموات تھے اور مد دوم مین (۵۸۸۰) اور مد سوم مین (۲۳۱۶) غرض مجموعی اموات اتفاقی (۹۳۰۳) تھے پچھلی رپورٹون کے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ منجملہ مد سوم جانوران درندگی وجہ سے کل (۱۲۹) ہلاکتین وقوع مین آئی تہین اور یہ تعداد تقریباً ہر سال مین اسیقدر ہوا کرتی ہے۔ پس اس تعداد پر کچھ اضافہ کرنے کے بعد بھی فرض کیا جا سکتا ہے کہ سانپ کے کاٹنے کی وجہ سے (۲۱۸۱) ہلاکتین وقوع مین آئین

چونکہ مجموعی تعداد اموات کی کُل اسباب سے (۵۴۱۹۳۰) تھی لہذا گویا تمین اتفاقی اسباب سے ہر (۵۸)
اشخاص مین ایک شخص ہلاک ہوا اور اگر سانپ کے کاٹنون سے قطع نظر کی جاوے تو فقط ڈوب مرنے کی وجہ
وجہ سے (۵۹۸۵) اشخاص یعنی ہر (۷۷) مین ایک شخص مرا - اب اگر اس تعداد مغروقین کو غور سے دیکھا
جاوے تو یہ ایک غیر معمولی تعداد معلوم ہوتی ہے - اور اسمین اتفاقی موت کی صورت مین بالغ اشخاص مین
مردون مین دُو اور تین کی نسبت ہے اور بچون مین قریب قریب برابر اور یہ قرین قیاس بھی ہے کیونکہ پانی بھرنے
کا کام اکثر عورتون سے لیا جاتا ہے - جب بچون اور بالغ اشخاص کی تعداد کا مقابلہ کیا جاتا ہے تو یہ دونون
برابر پائے جاتے ہین - غرض یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اسقدر کثیر تعداد مردون کی کیون سال
بسال اتفاقی طور سے ڈوب مرتے ہین اور بچون کی تعداد بھی اسقدر زیادہ کیون ہے - اور یہی شبہ
پیدا ہوتا ہے کہ ایک بڑا حصہ ان اتفاقی اموات کا فی الواقع قتل کے تحت مین آ جاتا ہے - ڈاکٹر چیورس
اپنی کتاب مین مسٹر الکزانڈر کلکٹر چمپارن سے نقل کرتے ہین "جب مین پہلے اس ضلع مین گیا تو اون
اشخاص کی تعداد جو روز ڈوب کر مر جاتے تھے سُنکر مجھے سخت تعجب ہوا اور یہ اشخاص اکثر عورتین اور بچے
ہوا کرتے تھے اور مجھے شبہ پیدا ہوا - اوسوقت مین نے سخت حکم دیا کہ کُل اس قسم کی لاشین شفاخانہ مین
چیرنے کے واسطے لائی جاوین - اس حکم کے بعد ہی ایسے اموات کی تعداد کم ہو گئی" مسٹر الکزانڈر کو
یقین تھا کہ بہت سے ایسے اشخاص غائب کر دیئے گئے تھے - ڈاکٹر چیورس نے ایک پولس سپرنٹنڈنٹ کا بھی
ذکر لکھا ہے جسنے اسی قسم کا حکم اپنے ضلع مین دیا تھا اور اسکے بعد ہی معلوم ہوا کہ بہت بڑا حصہ اتفاقی اموات
کا فی الواقع قتل کے مقدمات تھے اور انمین پیروی کے بعد مجرم سزایاب بھی ہوئے - چونکہ افسران دیہی
جنکا کام لاش کو پہلے دیکھنے کا ہے اپنا فرض بخوبی ادا نہین کرتے ضرور ہے کہ گورنمنٹ اتفاقی ہلاکت
کی صورتون مین لاش کو شفاخانہ بھیجے جانے اور چیرے جانے کے بارہ مین قطعی احکام جاری کرے
اور اب چونکہ شفاخانہ جات ہر ایک تعلقہ مین ہو گئے ہین اس حکم کی تعمیل چندان دشوار نہین ہو سکتی

مسٹر مالاباری نے جو تحریر فی الحال ہندو بیواؤن کے ازدواج ثانی کے بارہ مین مشتہر کی اسمین بھی وہ لکھتے ہین کہ کتنی کنواری بیواؤن کی زندگی کا خاتمہ گناہ اور بیحرمتی پر ہوتا ہے اور کتنی ہی بیعزتی اور بدنامی کی داستانین شخص گناہگار کے اتفاقی موت پر تمام ہوجاتی ہین - اکثر اوقات بیچ کوسے کی تہ مین ہوا کرتا ہے اور اگر کسی وقت بھی کنواری اپنی سرگذشت کو بیان کرسکے تو کیا ہی پُر درد اور حیرت انگیز کہانیان اسکے سینہ سے نکلین -

غرض یہ ہے کہ ان تشخیصات اموات اتفاقی کے ہندسون پر جسقدر زیادہ غور کیا جاتا ہے اُسیقدر یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ ان اموات کا ایک بہت بڑا حصہ فی الحقیقت قتل کے تحتہ مین شریک ہونا چاہیئے

نظائر متعلقہ باب اوّل حصہ دوم

مقدمہ نمبر ۵۵ - ڈوب مرنے کی تشخیص مین غلطی -

ڈاکٹر چیورس نے ایک عجیب مقدمہ لکھا ہے جسمین علامات ظاہری کی وجہ سے تشخیص مین دہوکا ہوا تھا اور جس مقدمہ کے دیکھنے سے معلوم ہوگا کہ طبیب کو اپنی راے قائم کرنے مین کسقدر احتیاط چاہیئے شہر کلکتہ مین ڈاکٹر وڈفورڈ نے ایک یورومین ملاح کی لاش کا امتحان کیا جو پولیس کے لاش خانہ مین پڑی ہوئی تھی - لاش کی حالت یہ تھی - کپڑے پانی مین تر تھے - نتھنون کے گرد خون آلود جھاگ تھا - ہاتھ بالکل بھیگے ہوئے تھے - لیکن بوٹ نے پاؤن کو محفوظ رکھا تھا - موت کو چوبیس گھنٹے گذر چکے تھے اور بوسیدگی نہایت سرعت کے ساتھ پھیل رہی تھی - جلد پر آبلے تھے اور سارے جسم مین ریتی لگی ہوئی تھی - دماغ کے عروق خون سے بھرے ہوئے تھے - اور شش اور دیگر احشا کے عروق مین بھی زیادہ خون تھا - ڈاکٹر وڈفورڈ نے یہ راے دی کہ متوفی ڈوب کر مرا ہے - لیکن کارونر نے کیفیت طلب کی

کیونکہ پولیس کی رپورٹ مین یہ تہا کہ متوفی حوالات مین مرض سکتہ سے مرا۔ اصل واقعہ یہ تہا کہ لاش کو حوالات سے اٹھا کر لاش خانہ مین لیگئے تھے اور یہ بہت ہی تنگ اور پست چھپرہ تہا اور اس حجرہ کی کہڑکیان جو زمین سے کل تین فیٹ بلند تہین کھلی ہوئی تہین لاش بچھم کی کہڑکی کے پاس ایک میز پر ڈال دی گئی تہی۔ شب کو پانی بہت شدت سے برسا تہا اور ہوا بھی بہت تیز تھی۔ اس حالت مین ڈاکٹر وڈفورڈ نے لاش کا معائنہ کیا۔ ان تمام کپڑے بھیگے ہوئے تھے مگر جسم مین کوئی پانی کی علامت نہ تھی۔ ڈاکٹر وڈفورڈ نے اپنی رپورٹ مین یہ بھی لکہا کہ بکثرت بہت ڈوبی ہوئی لاشین اگر اپنے مقام سے نہ اٹھائی جاوین تو ان پر ہمیشہ باریک ریتی ہوا کرتی ہے فی الواقع کہڑکی سے جو کہ پانی سے بہرا ہوا تہا اور پانی اور ہوا کے زور سے ریت لاش پر بچھ گیا تہا۔ ڈاکٹر چیورس لکھتے ہین کہ اس مقدمہ مین کل بیرونی علامتین ڈوب مرنے کی موجود تہین اور اعضاء اندرونی کی حالت بھی بوجہ بکثرت سے مرنے ذہب مرنے کی حالت سے مشابہ ہو لی تہی لیکن اسکے ساتھ ہی ڈوب مرنے کے اندرونی علامات مین سے بہت بڑی علامتین اس خاص صورت مین مفقود تہین اور اگر ڈاکٹر وڈفورڈ انکی طرف لحاظ کرتے تو انکو یقینی مزید تحقیقات کی ضرورت پڑتی۔ یعنی اولا معدہ یا شش مین پانی کا نہونا اور ثانیا شش اور قصبۃ الریہ مین ہہین دار لعاب کا نہ پایا جانا۔ جس لاش مین اتنے علامات ڈوب مرنے کے پائے جاتے ہون اگر فی الواقع ڈوبی ہوئی لاش ہوتی توان دونون علامتون کا مفقود ہونا گویا محالات سے تہا انہون نے کہ ہہین کا ہونا خود اسکی دلیل تہی کہ لاش کے اٹھانے بٹھانے مین پانی معدہ سے نہین نکل گیا ہے قصبات الریہ ہوا سے خالی نہین ہوئے ہین۔ یہ مقدمہ نہایت دلچسپ ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ طبیب کو لاش کے امتحان کرنے مین کسقدر احتیاط لازم ہے اور بعض علامات پر کسقدر وثوق ہوسکتا ہے۔

مقدمہ نمبر ۵۶ ایضاً

ڈاکٹر کیسپر نے ایک شخص کا حال لکھا ہے جسکی لاش مفقود الخبر ہونے سے دس دن کے بعد ڈوبی ہوئی ملی - وہ ایک رقم مالگزاری جو اسکے ذمہ تھی ادا کرنے گیا تھا اور اس رقم کی رسید اوسکی جیب مین ملی لیکن ایک دستاویز جسکو وہ اپنے ساتھ لیگیا تھا غائب تھی - لاش نہایت بوسیدہ تھی آنکھین ابھری ہوئی اور زبان دانتوں کے بیچ مین زور سے دبی ہوئی - گلے کے بائین جانب ایک سفید دبا ہوا نشان دو جو کے برابر چوڑا تھا - شش بہت پھولے ہوئے تھے بایان جانب قلب کا خالی تھا اور دایان جانب سیاہ اور سیال خون سے بھرا ہوا تھا - قصبۃ الریہ مین تھوڑا سا خون آلود جھاگ ابھی تک باقی تھا لیکن پانی نہ معدہ مین تھا اور نہ شش مین دماغ بالکل ایک خون آلود حلوا بن گیا تھا اور اوسکا امتحان کرنا ناممکن تھا - سر کی ہڈیان سلامت تھین - معدہ اور آنتون کا امتحان کیمیائی طور سے کیا گیا لیکن انمین کوئی زہر نہین پایا گیا - اطبا کی راے یہ تھی (۱) متوفی اختناق سے مرا - (۲) ممکن بلکہ قرین قیاس ہے کہ یہ اختناق بوجہ ڈوبنے کے پیدا ہوا تھا (۳) چونکہ لاش بہت بوسیدہ ہے گلے کے نشان سے کسی قسم کا یقینی استنباط نہین کیا جا سکتا - (۴) اگر فرض کیا جانے کہ موت کا باعث ڈوبنا تھا تو یہ نہین کہا جا سکتا کہ یہ ڈوبنا کسی اور کے فعل مجرمانہ کا نتیجہ تھا یا خودکشی کے ارادہ سے تھا یا اتفاقی - کئی مہینے کے بعد دستاویز گم شدہ ملی اور مزید تحقیقات عدالتی سے معلوم ہوا کہ اس خاص صورت مین ڈوب مرنا خودکشی کی غرض سے تھا -

مقدمہ نمبر ۵۷ - یہ مقدمہ ایک مرگی کے مریض کا ہے جسمین اوسکی لاش ایک کم عمق گڑھے مین ڈوبی ہوئی ملی - اس مقدمہ کو ڈاکٹر کیاسپر نے ذکر کیا ہے اور اسکی تفصیلی رپورٹ ذیل مین نقل کیجاتی ہے جرمنی مین یہ رپورٹ نہایت عمدہ سمجھی جاتی ہے اور اسکے پڑھنے سے معلوم ہوگا کہ لاش کس احتیاط کے ساتھ دیکھی گئی اور کتنی عمدگی کے ساتھ ہر ایک امر کا لحاظ کیا گیا -

(۱) امتحان بیرونی

(۱) لاش پانچ فیٹ اور پانچ انچہ لمبی ہے۔ عمر قریب چالیس سال کے ہے اور جسم فربہ سر پر سرخی مائل بال بکثرت ہین۔ آنکھین نیلی ہین اور زبان دانتون کے پیچھے ہے۔ زبان پر مٹی جمی ہوئی ہے علی الخصوص نوک زبان پر۔

(۲) موت کی اکڑ موجود نہین ہے۔

(۳) جسم کا رنگ معمولی لاش کا ہے لیکن پیٹ بوجہ بوسیدگی کے سبز ہوگیا ہے۔ اور چہرہ بوجہ چوٹ لگنے کے سرخ ہے۔

(۴) وسط پیشانی کے قریب دو نشان تلے اوپر سرخ رنگ کے مائل بہ زردی ہین یہ نشان گول قطر مین پون انچہ کے قریب اور سخت ہین۔۔ ان کو کاٹنے سے انکے نیچے کچھ جما ہوا خون نہین پایا گیا۔

(۵) ناک کے اوپر بھی اسی قسم کا نشان ہے جو (۴) مین بیان کیا گیا۔

(۶) پشت دست اور جابجا جسم پر ادر مٹی پٹی ہے۔

(۷) ہاتھ اور پیر نیلگون ہین اور دونون علی الخصوص ہاتھون پر لبان مین جھریان ہین۔

(۸) نیچے کے اطراف کی جلد اور بازو کی جلد پر وہ کیفیت جسکو بطخ کی کھال کہتے ہین موجود ہے۔

(۹) جسم کے اجوات مین کوئی خارجی شے نہین پائی گئی بجز اسکے کہ منہہ مین کسقدر مٹی تھی۔

(۱۰) بائین آنکھ کے بیرونی زاویہ سے مٹی دہونے کے بعد اوپر اور نیچے کے پپوٹون پر ایک میلا نیلگون سرخی مائل نشان پایا گیا اور کاٹنے سے اسکے نیچے کسیقدر جما ہوا خون بہی تھا۔

(۱۱) گردن اور اعضاے تناسل اپنی اصلی حالت مین ہین اور بجز ان علامات کے جو بیان کئے گئے لاش پر اور کوئی بیرونی علامت نہین پائی گئی۔

(ب) امتحان اعضاے اندرونی

(۱) کھوپری اور دماغ

(۱۲) کھوپری کے اوپر کی جلد وغیرہ مین کوئی غیر معمولی بات نہین پائی جاتی - کھوپری کی ہڈیان سلامت ہین اور اونکی دبازت غیر معمولی یعنی پاؤ انچ ہے -

(۱۳) غشاے حامل العروق مین صاف و صریح اجتماع خون ہے لیکن نہ غیر معمولی حد تک -

(۱۴) دماغ مین صلابت ہے لیکن عروق مین زیادہ خون نہین ہے -

(۱۵) چپ و راست کے بطون دماغیہ[۵۱] مین خون کا پانی اچھی طرح سے بھرا ہوا ہے - اور کورائڈ پلیکسس[۵۲] کے عروق بھی بھرے ہوئے ہین -

(۱۶) نیچے والا حصہ دماغ کا جسکو سیری بلم[۵۳] کہتے ہین اصلی حالت پر ہے -

(۱۷) پانس وروالائی[۵۴] اور میڈلا آبلانگٹیا[۵۵] بھی اپنی اصلی حالت پر ہین -

(۱۸) کُل اجواف دماغی خون سے بھرکر ہوئے ہین -

(۱۹) کھوپری کا نیچے والا حصہ سلامت ہے ، اور بجز علامات مندرجہ بالا کے اور کوئی علامت کھوپری یا اندرونی اعضا مین نہین پائی گئی -

(۲) جوف سینہ

(۲۰) کُل اعضا اپنے اپنے مقامات پر ہین - دایان شُش کسیقدر پسلیون مین چسپان ہے - لیکن یہ التصاق پورانا معلوم ہوتا ہے - دونون شُشون کا رنگ معمول سے زیادہ سیاہ ہے - اور پورا

---

۵۱ بطون دماغیہ - دماغ کے وسط مین نیچے کی طرف دو جوف ہین جنکو بطون دماغیہ کہتے ہین - ۵۲ ان بطون کے اندر ایک اجتماع عروق کا ہوا ہے جسکا نام کورائڈ پلیکسس ہے - ۵۳ سیری بلم دماغ کے سب سے پیچھے والے حصہ کا نام ہے - اسکے دو بڑی مدور ٹکڑے ہین ۵۴ ان مدور ٹکڑون کو آپسمین ملانے والا ٹکڑا سفید دماغی مادہ کا پانس وروالائی کہلاتا ہے ۵۵ نخاع کا اوپر والا اور پھیلا ہوا حصہ جو فقرہ اول اور پانس وروالائی کے بیچ مین واقع ہوا ہے اُسکو میڈلا آبلانگٹیا کہتے ہین -

جوف سینہ اُن سے بھرا ہوا ہے اور اُن مین خون زیادہ ہے اگرچہ حد سے زیادہ نہین پُششُون مین پانی نہین ہے -

(۲۲) پیریکارڈیم مین معمولی مقدار پانی کا ہے - قلب کے[۵۱] عروق کارونری مین بہت خون ہے اور دایان جانب قلب کا بالکل رقیق اور سیاہ خون سے تنا ہوا ہے - برخلاف اسکے بایان جانب خالی ہے -

(۲۳) قصبتہ الریہ اور حلقوم دونون خالی اور اصلی حالت پر ہین - لاشش کے امتحان کرتے وقت مٹی سے بھرا ہوا لعاب اوپر سے نیچے کو بہتا ہے -

(۲۴) حلق خالی ہے -

(۲۵) بائین شُشش کے پردہ کے اندر قریب تین اونس کے خون آلود پانی ہے -

(۳) جوف بطن

(۲۶) کل اعضا اپنے اپنے اصلی مقامات پر ہین - معدہ کے اندر ایک زردی مائل سبز پانی ہے جسمین غذا کے ٹکڑے اور مٹی تیز ہوتی ہے لیکن اور لحاظ سے معدہ اصلی حالت پر ہے -

(۲۷) پنکریاس اصلی حالت پر ہے -

(۲۸) جگر مین سیاہ اور رقیق خون کثرت سے بھرا ہوا ہے اور پتا بھی بھرا ہوا ہے -

(۲۹) طحال مین کوئی غیر معمولی علامت نہین ہے -

(۳۰) ماساریقہ - اور اومنٹم[۵۲] مین بہت چربی ہے -

---

۵۱ خود قلب کے عضلات کو جن عروق کے ذریعہ سے خون پہنچتا ہے اُنکا نام عروق کارونری ہے ۵۲ پیریٹونیم کا وہ حصّہ جو امعا کو جوف بطن کی دیوار سے ملاتا ہے اسمین اکثر بہت چربی ہوتی ہے اور ایسی چربی کیوجہ سے موٹے آدمیون کا پیٹ بہت بڑا معلوم ہوتا ہے ۵۳ اومنٹم پیریٹونیم کے اُس حصّہ کو کہتے ہین جسمین کوئی عضو لپٹا ہوا ہو -

(۱۳) اگر دماغ کے عروق مین بہت خون بھرا ہوا ہے -

(۲۳) اعضا کی نسبت اسقدر لحاظ کے قابل ہے کہ جسم کے اعضا مین فضلہ بھرا ہوا ہے -

(۲۴) شناخت نانی ہے -

(۲۴) سمعیہ بنایو نیعنی وریدا جوف اعلی زیادہ اور رقیق خون سے تنی ہوئی ہے -

لاش کی تشریح کے بعد اطباے ناظرین نے یہ رائے قایم کی -

(۱) متوفی قلب اور شش کے سکتہ سے مرا -

(۲) ہلاکت ایک میلے پانی کے اندر وقوع مین آئی -

(۳) اسواسطے متوفی پانی مین گرتے وقت زندہ تہا -

(۴) (بجواب سوال) نشان یعنی اکائی موسس جو بائین آنکھ کے اوپر تہا اور جسکا بیان ضمن (۱۰)

مین کیا گیا ہے باعث ہلاکت کا نہین ہو سکتا -

پڑہا گیا منظور کیا گیا اور دستخط کیا گیا

کیاسپر لیتنکے

بموجودگی ہمارے موافق مندرجہ بالا عمل کیا گیا

جارڈن بیڈالٹ

یہ فقط امتحان لاش کے متعلق تحریر ہے - اس امتحان کے اوپر ڈاکٹرون کی رپورٹ جرمنی مین ایک علیحدہ چیز ہوا کرتی ہے اور یہ رپورٹ تفصیلاً ذیل مین درج کی جاتی ہے -

---

ف خون تمام جسم مین پہیلنے کے بعد دو بڑے اور باد کے ذریعہ سے قلب کے دائین اذن مین آتا ہے - ان مین سے ایک ورد اوپر سے آتی ہے اور دماغ وغیرہ سے خون لاتی ہے اور ایک نیچے کے اعضا سے جو ورد اوپر سے خون لاتی ہے اس کا نام وریدا جوف اعلی ہے اور جو ورد نیچے کے اعضا سے خون لاتی ہے اسکو وریدا جوف اسفل کہتے ہین -

طبّی اور قانونی رپورٹ بابتہ دریافت سبب ہلاکت (ج)

بموجب ہدایت [illegible] ڈسٹرکٹ کمیشن [illegible] کے [illegible] حوالہ [illegible] یافت [illegible] رپورٹ مندرجہ ذیل پیش کرتے ہین -

(ا) [illegible] نسبت یہ اطلاع ملی کہ وہ مدت سے مرگی کے مرض [illegible] گرفتار [illegible] دفعۃً [illegible] گیا [illegible] گذشتہ کے [illegible] خیال کیا گیا تہا کہ [illegible] چورون نے

وفات [illegible] اندازاً [illegible] رپورٹ کی ضرورت [illegible] لاش کی تشریح بموجب [illegible] ۲۶ مارچ کو

[illegible] علامات جو بخارات اعضا مین پائے گئے [illegible] ہمنے

وقت یہ [illegible] کہ متوفی زندہ پانی کے اندر گرا اور ڈوب [illegible] رای ہی [illegible]

[illegible] اوپر کوئی نشان ایسی زیادتی کا جو باعث ہلاکت ہو کہین پایا گیا - (ضمن [illegible])

[illegible] کا [illegible] ان [illegible] اسکو کوئی تعلق ہلاکت سے [illegible] تہا اور ضمن [illegible] مین جن نشانات

[illegible] موت [illegible] پیدا ہوئے تہے) اور اندرونی تشریح سے بھی اکثر علامات جو ڈوبکر مرنے

[illegible] مین پائے گئے منجملہ ان علامات کے جلد کا نیلا رنگ [illegible] ہاتھون پاؤن پر جہریون

[illegible] ضمن ۷) اور جس سے معلوم ہوتا ہے کہ لاش دیر تک پانی مین رہی - نیز لہو کی

[illegible] حصّون پر ہونا (دیکھو ضمن ۸) اور مٹی کا حلق مین پایا جانا (دیکھو ضمن ۹) ان

[illegible] اندرونی علامات بھی ملائے جاوین تو اونکی شہادت ثبوت کی حد

[illegible] دماغ کی جہلیون اور اجوات کا خون سے بہرا ہونا (دیکھو ضمن ۱۳ و ۱۸)

قلب کے عروق کا روزی اور قلب کے بائین جانب مین خون کا پایا جانا - (دیکھو ضمن

[illegible] پھولا ہوا ہونا اور جگر [illegible] مین خون کا ہونا (دیکھو ضمن ۲۲ و ۳۱) اور

[illegible] ہونا (دیکھو ضمن ۳ [illegible]) [illegible] علامات اور معدہ کی حالت غور کے

قابل ہین۔ معدہ میلے پانی سے بھرا ہوا تھا جسمین صاف مٹی کے ریزے معلوم ہوتے تھے۔ (دیکھو ضمن ۹۶) اور یہ ریزے بالکل اُس ہی قسم کے تھے جیسے زبان پر اور حلق مین پائے گئے اور جس سے بالیقین ثابت ہے کہ متوفی اس میلے پانی مین گرا اور بہت سا پانی اُسکے پیٹ مین چلا گیا۔ یعنی گرتے وقت وہ زندہ تھا کیونکہ مرنے کے بعد پانی معدہ کے اندر نہین جا سکتا ہے۔ لہذا یہ نہین خیال کیا جا سکتا کہ متوفی مرنے کے بعد پانی مین گرا ہو۔ اور اسکا ثبوت اور چیزون سے بھی ہوتا ہے۔ فی الواقع متوفی کے مرنے کا باعث دل کا سکتہ ہے اور چونکہ وہ پانی کے اندر مرا لہذا ڈوب مرنے کے کل آثار لاش پر اور اندرونی اعضا مین پائے جاتے ہین۔ اگر ہم سے یہ سوال کیا جاوے کہ آیا متوفی اتفاقاً مرا یا اُسنے خودکشی کی یا کسی دوسرے نے اُسے مارا تو ہمارا جواب یہ ہوگا کہ لاش کی تشریح سے کسی قسم کا ثبوت یا احتمال اسکا نہین پایا جاتا کہ کوئی شخص غیر اس ہلاکت کا باعث ہوا ہو۔ (مثلاً کسی نے متوفی کو بزور جیتے جی پانی کے اندر ڈالدیا ہو)۔ برخلاف اسکے احتمال قوی یہ ہے کہ (ح) یا اتفاقی طور پر یا بارادہ خودکشی پانی مین گر کر مر گیا۔ مثلاً ممکن ہے کہ جسوقت وہ کنارے پر کھڑا تھا اوسوقت کوئی دورہ مرگی کا ہوا ہو جسکی وجہ سے وہ پانی مین گر پڑا ہو۔ اگر یہ بات بھی ثابت ہو جاوے (اگرچہ ہمکو اسکا علم نہین ہے) کہ متوفی لوٹا گیا تھا تاہم ہماری اس رائے مین کچھ فرق نہین آ سکتا۔ کیونکہ یہ امر بدیہی ہے کہ جب کوئی شخص ایک لاش کو پانی کے اندر یا کنارہ پر پڑا ہوا دیکھے تو اُسکو خشکی مین لا کر بخوبی اُسکی جیبین خالی کر سکتا ہے اور جو کچھ مال ملے لے سکتا ہے۔

بلحاظ وجوہات بالا ہم یہ رائے دیتے ہین کہ (ح) زندہ پانی کے اندر گرا اور ڈوب کر مرا۔"

مقام برلن ۱۹ ر اپریل ۱۸۵۲ء عیسوی

دستخط	دستخط
کیاسپر	لیمٹکے

مقدمہ نمبر ۵۸ - بوجہ مرگی کے ڈوب مرنا -

آگسٹن نے ایک شخص کا حال لکہا ہے جسکو بیت الخلاء سے نکلتے وقت مرگی کا دورہ ہوا وہ ایک کیچڑ بہری موری مین جسکا عرض ڈیڑہ فٹ سے زیادہ نہ تہا اور جسمین کل تین چار انچ پانی تہا گرپڑا -

ڈاکٹر ٹیلر نے بہی اس ہی قسم کا ایک مقدمہ ڈیوجی سے نقل کیا ہے جسمین ایک شخص ایک چہوٹی ندی مین ڈوبا ہوا ملا - اسکا چہرہ زمین کی طرف تہا اور سر مشکل پانی سے چہپا ہوا تہا کیونکہ ندی مین ایک فٹ سے زیادہ پانی نہین تہا - لاش کی تشریح مین کل علامات ڈوب مرنے کے نمایان ہوے اور قصبۃ الریہ اور اسکی باریک شاخون مین بہت سی ریتی اور سنگریزے پاے گئے -

مقدمہ نمبر ۵۹ - یہ مقدمہ ڈاکٹر چیورس نے نقل کیا ہے اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ پانی کی قسم اور اسکی اندرونی اشیا کے ذریعہ سے جرم کے پتہ لگانے مین کسقدر مدد ملتی ہے - ایک بچے کی لاش اسکے مکان سے بہت دور تالاب مین ملی - اور یہ شبہہ پیدا ہوا کہ وہ گہر سے اتنی دور پر لاکر مارا گیا ہے - تشریح سے بین ثبوت ڈوب مرنے کا پایا گیا - حلق حلقوم اور قصبۃ الریہ ان تینون مین سبز نباتی مادہ پایا گیا - اور قصبۃ الریہ کی داہنی شاخ مین ایک قسم کی سوار دوہری کی ہوئی ہری تہی جس سے تعجب ہوتا تہا کہ یہ اسقدر دور تک کیونکر پہنچی - یہ بات ثابت ہوئی کہ جس تالاب مین لاش برآمد ہوئی اسمین اس قسم کی سوار نہین اوگتی - مزید تحقیقات سے معلوم ہوا کہ اولاً لاش کو ایک عورت نے بچے کے گہر سے قریب ایک تالاب مین دیکہا اور اس تالاب مین اوس قسم کی سوار جو قصبۃ الریہ مین پائی گئی موجود تہی - اس عورت نے لاش کو اوٹہا کر اوس دوسرے تالاب مین ڈالدیا جو ایک ایسے شخص کی ملک مین تہا جس سے عورت کو عداوت تہی -

سرکار بنام تہارن تن (وارک سمر اسائز سنہ ۱۸۱۶ع) اس ہی قسم کا مقدمہ ہے -

باب دوم

پھانسی اور گلا گھونٹنا

جسوقت کوئی شخص پھانسی سے مرتا ہے تو وہ قوت جو گلے کو دباتی ہے اُس شخص کا وزن ہے لیکن گلا گھونٹنے کی صورت مین گلا دبانے والی قوت علیحدہ اور خارجی ہوا کرتی ہے - اگر یہ قوت اسقدر زیادہ ہے کہ اسکی وجہ سے شُش مین ہوا کا جانا بند ہوگیا ہے تو ہلاکت کا باعث اختناق ہوتا ہے لیکن اگر گرہ کے ڈھیلے ہونے یا اُسکے موقع کے سبب سے کچھ کچھ ہوا شُش مین جاتی رہی ہے تو اُسوقت مین ہلاکت کا باعث اختناق نہین ہے بلکہ گردن کے بڑے عروق دب جانے کی وجہ سے خون کا دماغ کو نہ پہنچنا - ایسی صورت مین فوری سبب ہلاکت کا سکتہ ہوتا ہے - البتہ بہت سی صورتون مین اختناق اور سکتہ دونون ملکر باعث ہلاکت ہوا کرتے ہین - ڈاکٹر ٹیلر نے اپنی کتاب مین مندرجۂ ذیل تختہ درج کیا ہے جس سے کیاسپر اور ایمر کے تجربون کے نتائج معلوم ہونگے -

	بموجب ایمر		بموجب کیاسپر	
ہلاکت کا باعث سکتہ ہوا	۹	صورتون مین	۹	صورتون مین
ہلاکت کا باعث اختناق ہوا	۶	؍؍	۱۴	؍؍
دونون ملکر باعث ہلاکت ہوئے	۶۸	؍؍	۶۲	؍؍
جملہ	۸۳		۸۵	

عدالتی سزا سے پھانسی مین اکثر اوقات فقرات العنق اوکھڑ جاتے ہین - لیکن ھامنڈ (یہ شخص ایک امریکا کا مصنف ہے) لکھتا ہے کہ فقرات کے اوکھاڑنے کے واسطے کوئی خاص اہتمام کرنا بالکل ناروا

بیفائدہ اور بیرحمی کا کام ہے - کیونکہ ان ہڈیون کا اوکھڑنا باعث ہلاکت نہین ہوتا البتہ انکے اوکھڑنے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے - اور چونکہ پھانسی مین سبب موت کا اختناق یا سکتہ یا یہ دونون ہوا کرتے ہین لہذا غرض یہ ہونی چاہیے کہ گلے مین پھندا اسطرح سے ڈالا جاوے کہ فوراً قصبۃ الریہ بند ہوجاوے اور اختناق فوری پیدا ہوجاے - ھامنڈ کی راے ہے کہ سب سے عمدہ طریقہ یہی کہ گلے مین رسّی اُسوقت ڈالی جاوے جبکہ مجرم کھڑا ہو اور اسکے بعد وہ کسیقدر اپنی جگہ سے بلند کیا جاوے - اگر مجرم کا وزن ڈیڑھ سو پونڈ یعنی انگریزی من ہی پینتیس سیر سے کم ہو تو اسکے پاون مین وزن باندھنا چاہیے تاکہ رسّی آسانی سے کھنچے -

جو لوگ پھانسی کے مسئلہ سے ناواقف ہین انکا خیال یہ ہے کہ پھانسی سے مرنے کی صورت مین ضرور ہے کہ گردن پر صاف اور ظاہر نشان رسی کا پایا جاوے - لیکن فی الواقع ایسا نہین ہوتا البتہ عدالتی سزا سے پھانسی کی صورت مین چونکہ گلا نہایت زور سے دبایا جاتا ہے اس قسم کا نشان ہوا کرتا ہے اور گردن پر ایکائی موسس بھی ہوتا ہے - لیکن خودکشی کی پھانسی مین اکثر اوقات معلق کوئی نشان نہین ہوتا - ڈاکٹر کیاسپر نے اس قسم کی ستر صورتون مین لاش کا امتحان کیا اور انمین سے کل پچاس صورتون مین گردن پر نشان پایا گیا - کیاسپر کی تحقیق سے یہ بھی ثابت ہوا کہ بعد از مرگ لاش کو لٹکانے سے بھی نشان پیدا ہوتا ہے - اور عام نتیجہ کیاسپر کی تحقیقاتون کا یہ ہے کہ پھانسی کی صورت مین گردن کے نشان مین ایکائی موسس ہونا ایک شاذ امر ہے - اور اس قسم کے نشان کو محض بعد الموت کے تغیرات مین سے سمجھنا چاہیے جسطرح سے سرد ہونے کے اثنا مین لاش پر نیلے یا سیاہی مائل نشانات پڑجاتے ہین اسی قبیل سے یہ نشان گردن بھی ہے -

مقدمات پھانسی مین بہت زیادہ صورتین خودکشی کی ہین - کسی شخص کو قتل کی نیت سے پھانسی

وسیلہ ہین اسقدر قوت کا صرف ہے اور مقتول کی طرف سے اسقدر مزاحمت کا احتمال کہ عموماً قاتل اس ذریعہ سے قتل نہین کیا کرتے - لیکن پھانسی کا عموماً خودکشی کے باعث سے ہونا یہ خود بڑی وجہ اسکی ہوتی ہے کہ اشخاص پہلے قتل یا بیہوش کئے جاتے ہین اور اسکے بعد انکی لاش کو پھانسی دے دی جاتی ہے جس مین خودکشی کا شبہہ پیدا ہو - لیکن البتہ اگر لاش کے اوپر کسی قسم کے زخم یا زیادتی کے علامات پائے جاوین تو اس موت مین قوی شبہہ قتل کا ہوتا ہے - ایسی قتل کی صورتون مین موت کا باعث اختناق یا گلا گھونٹنا ہوا کرتا ہے اور اسی وجہ سے اگر کوئی شخص پہلے گلا گھونٹ کر مارا جاوے اور اسکے بعد اسکی لاش لٹکا دی جاوے تو اندرونی علامات بالکل پھانسی کے مماثل ہون گے - اور ایسی صورت مین رائے کا قائم کرنا بالکل بیرونی علامات پر موقوف ہوگا - پس ضرور ہے کہ جسوقت لاش برآمد ہوا اسکے کل بیرونی علامات نہایت غور سے دیکھے اور قلمبند کئے جاوین اگر لاش کسی حجرہ مین ہے تو اوس حجرہ کی پیمایش لاش کا رخ اور اسکا موقع بلحاظ دیواریون کے - رسی کا طول - گرہ کی صورت - ہاتھون کی حالت اور جسم پر یا کپڑون پر جس قسم کے نشانات ہون یہ سب منضبط ہونا چاہئین -

۱۸۸۲ء مین ضلع کمباکونم کے ایک شہر مین (جو سرپان کوئل نامی موضع مین صدر مقام سے نو میل کے فاصلہ پر واقع ہے) بہت ہی عجیب قتل کا واقعہ ہوا - ایک گورو مٹھ کا جو نہایت متبرک شخص تھا اپنے حجرہ مین لٹکا ہوا ملا - یہ شخص ہمیشہ تنہا سویا کرتا تھا اور جسوقت اسکی لاش برآمد ہوئی تو حجرے کے دروازے سب اندر سے بند تھے اور لاش تک پہنچنے کے لئے چھت پر چڑھنے کی ضرورت ہوئی لاش کا امتحان کمباکونم کے اپاتھیکری نے کیا اور چونکہ اسپر کوئی علامات زیادتی کے نہ تھے اسنے رائے دی کہ مقدمہ خودکشی کا ہے - لاش کا کوئی اندرونی امتحان نہین کیا گیا اور خاندانی دستور کے موافق لاش نمک مین دفن کر دی گئی - چند وجوہات سے بعض اشخاص کی نسبت شبہہ پیدا ہوا -

فی الواقع اس خاص صورت مین کوئی وجہ خودکشی کی نہین معلوم ہوتی تھی اگرچہ یہ کہا گیا کہ متوفی کی دہانی
پرمنی کے دہبے تھے جس سے شبہ ہوتا تھا کہ وہ کسی شہوانی مرض مین گرفتار تھا اور شرم کے مارے
اُسنے اپنی جان دی۔ یہ بھی کہا جاتا تھا کہ یہ شخص بہت قرضدار تھا۔ لیکن دوسری طرف یہ بات تھی
کہ متوفی سے اور ایک دوسرے مٹھ کے گورو سے سالہا سال کی نزاع تھی اور متوفی عین ایسے
وقت مین مرا ہوا ملا جبکہ ایک بہت بڑا میلا ہونے والا تھا اور اسمین ایک بہت بڑی تقریب ہونیوالی
تھی اور اُسنے اس تقریب مین بہت لوگون کو بلایا تھا۔ اِس گورو کے مرنے کے ساتھ ہی فریق
مخالف نے اُسکی کُل جائداد اور مٹھ پر قبضہ کرلیا۔ مرنے سے سولہ دن کے بعد ڈاکٹر ضلع اور سپرنٹنڈنٹ
پولیس اور مجسٹریٹ کی موجودگی مین لاش کھود کر نکالی گئی۔ چونکہ قبر مرطوب زمین مین تھی باوجود
نمک کے بھی لاش نہایت بوسیدہ حالت مین پائی گئی۔ اوپر کی جلد گویا بالکل اوتر گئی تھی کچھ نیلے
نشان رانون پر اور سینہ اور ہتھیلیون پر تھے لیکن گردن پر بمشکل نشان معلوم ہوتا تھا۔ متوفی ایک قدآور
اور مضبوط شخص تھا اور اسکا وزن دو سوا دو من کے قریب تھا۔ لاش کی حالت ایسی تھی کہ اندرونی
امتحان ممکن نہ تھا۔ اگرچہ برآمدگی کے وقت لاش کے زخم وغیرہ کی نسبت کوئی یادداشت نہین
کی گئی تھی لیکن رسّی جو گلے مین لگی ہوئی تھی وہ موجود تھی۔ اب ایک لمبی چوڑی تحقیقات کی گئی جسب
سے یہ واقعات ظاہر ہوئے۔ لاش برآمدگی کے وقت ایک بانس مین لٹکی ہوئی تھی اور یہ بانس حجرہ
کے کارنس پر رکھا ہوا تھا۔ لاش بانس کے بیچون بیچ مین لٹکی ہوئی تھی اور حجرہ کا بھی یہی وسط تھا۔
ایک سیڑھی دیوار سے لگی ہوئی تھی اور خیال کیا جاتا تھا کہ متوفی نے سیڑھی پر چڑھکر اپنے گلے مین پھانسی
ڈالی اور اُسکے بعد اپنے کو لٹکا دیا۔ حجرہ کا عرض آٹھ فیٹ تھا اور رسّی کا طول گردن اور بانس کے بیچ مین
دو فیٹ۔ پس اس حساب سے بانس کا وسط گویا دیوار سے جہان سیڑھی تھی چار فیٹ پر تھا۔ پس
اس صورت مین کسی شخص کا سیڑھی پر چڑھکر دو فیٹ کی رسّی کے ذریعہ سے چار فیٹ کے فاصلہ

پر لٹکنا ایک امر محال تھا۔ گواہون نے خودکشی ثابت کرنے کو یہ بھی بیان کیا تھا کہ متوفی نے گلے مین
پھانسی ڈالنے سے پہلے اپنے ہاتھون مین بھبوت جو حجرہ کے اندر ایک صندوق مین رکھی ہوئی تھی
مل لی تھی اور یہ علامت اسکی تھی کہ متوفی نے خودکشی کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن یہ بات صریح وصاف
تھی کہ اگر متوفی نے پھانسی لگانے سے پہلے بھبوت ہاتھون مین ملی ہوتی تو خواہ مخواہ سیڑھی پر چڑھنے اور
گلے مین پھانسی لگانے مین وہ بھبوت ہاتھون سے چھٹ جاتی برخلاف اسکے بھبوت ہاتھون اور
اونگلیون مین موجود تھی جس سے ثابت تھا کہ بعد مرنے کے کسی شخص نے بھبوت مل دی ہے۔ بالآخر
ایک شخص نے جرم کا اقبال کیا۔ اُسکا بیان یہ تھا۔ "مین متوفی کا نوکر ہون۔ مجھسے مقابل مٹھ کے
دو شخصون سے سازش ہوئی اور یہ ٹھہرا کہ متوفی کو قتل کرین۔ قتل کی شب کو متوفی ایک حجرہ مین سوتا تھا اور مین دوسرے حجرہ
مین ایک معین اشارہ کے اوپر مین نے دروازہ کھول دیا اور شریک جرم کو اندر جانے دیا۔ وہ متوفی کے
پاس گئے۔ ایک نے اوسکے سینہ پر بیٹھ کر ایک ہاتھ سے اُسکے منھ مین کپڑا ٹھونسا اور دوسرے ہاتھ سے
گلا دبایا۔ دوسرا اُسکے پیرون پر بیٹھا اور تیسرے نے اُسکے ہاتھ پکڑ لئے۔ جب بالکل حرکت موقوف
ہوگئی تب وہ ایک بانس اور سیڑھی لے آئے اور متوفی کو بانس مین باندھ کر بانس کو کارنس پر رکھدیا
اور اُسکے پاس ہی سیڑھی رکھدی۔ اسکے بعد انہون نے ہاتھون مین بھبوت ملدی اور دو آدمی
باہر نکل آئے اور تیسرے نے اندر سے دروازے بند کئے اور چھت پر چڑھکر وہ بھی باہر چلا آیا۔" ملزمین
سشن سپرد ہوئے مگر چونکہ گواہون نے ضرورت سے زیادہ بیان واقعات اور قرائن کا کیا جج نے
ملزمین کو چھوڑ دیا۔ لیکن اسمین کسی طرح کا شک نہین کہ یہ صاف اور صریح مقدمہ قتل کا تھا۔ اِس مقدمہ
سے معلوم ہوتا ہے کہ لاش برآمد ہوتے ہی ہر ایک امر پر غور کرنا کسقدر ضروری ہے۔ جو کچھ شہادت
بعد مین ملے اُسکو اس ابتدائی شہادت کے مقابل مین کوئی وقعت نہین ہے۔ اگر رسی کا کوتاہ ہونا
اور ہاتھون پر بھبوت کا ہونا پہلے ہی معلوم ہوا ہوتا تو اپاتھیکری کو ضرور شبہہ پیدا ہوتا اور وہ اُسوقت

مین لاشس کو بغیر اندرونی امتحان کے دفن ہونے دیتا - البتہ جیسا کہ اکثر اس قسم کے مقدمات مین کہا جاتا ہے یہ کہا گیا کہ ڈپٹی مجسٹریٹ و عہدہ داران دیہی اور پولیس سب کو یہ منظور تہا کہ مقدمہ دب جاوے اور پاتہیکری بہی اونکا شریک تہا - لیکن اس الزام کی کچھ اصلیت نہین معلوم ہوتی ۔

مہابیر کا مقدمہ جسنے بندیلا نامی ایک عورت کو قتل کیا تہا بالکل اسیکے مماثل ہے - اس مقدمہ کے واقعات کو ڈاکٹر ہولی جنٹ مجسٹریٹ ضلع گونڈہ ملک اودہ نے بیان کیا ہے - مہابیر ایک گانون کا پٹیل تہا - اوسکے گھر مین اسکے متوفی بہائی کی ایک لڑکی تہی جسکے ساتھ اوسنے آشنائی کی تہی یا آشنائی کرنے کا ارادہ رکہتا تہا - بندیلا اس لڑکی کی چچی تہی اور وہ کئی مرتبہ اس لڑکی کو قرب وجوار کے گانون مین شادی کر دینے کے ارادہ سے لے گئی تہی - ایک دن صبح کو بندیلا کی لاش ایک درخت سے لٹکی ہوئی ملی - چوکیدار نے تہانہ پر اطلاع کی اور ایک انسپکٹر پولیس نے گانون مین آکر پنچنامہ کیا اور اس واقعہ کو خودکشی قرار دیا - سپرنٹنڈنٹ پولیس کو اس تحقیقات سے تشفی نہین ہوئی اور اوسنے دوسری تحقیقات کا حکم دیا - ایک دوسرا انسپکٹر بہیجا گیا اور اوسنے گانون کے باشندون سے اس بات کا ثبوت بہم پہنچایا کہ بندیلا لاش برآمد ہونے سے ایک دن پہلے قتل کی گئی - وہ اپنی بہتیجی کو لینے آئی تہی اور مہابیر نے اوسکو فریب سے مارا اور رات کو اوسکی لاش لیجاکر درخت مین لٹکا دی - مہابیر قتل کے جرم مین سشن سپرد ہوا لیکن سشن مین گواہون نے اوس بیان سے جو اونہون نے عدالت ابتدائی مین کیا تہا انکار کیا اور بیان کیا کہ ہمنے پولیس کے ظلم و زیادتی سے اظہار دیا تہا - جج نے پولیس کی کارروائی کی نسبت تحقیقات کا حکم دیا - اور ڈاکٹر ہولی اس تحقیقات کے واسطے مامور ہوئے - اونکے دریافت سے معلوم ہوا کہ جس شاخ مین بندیلا کی لاش لٹکی ہوئی تہی وہ سب سے نیچے کی شاخ تہی اور زمین سے سترہ اٹہارہ فیٹ بلند - درخت کا تنہ بہی قطر مین ڈہائی فیٹ تہا اور اسپر بلا مدد سیڑہی کے چڑہنا محال تہا اور گردن اور شاخ کے بیچ مین کل نو انچ کا ٹکڑا

رسی کا تھا - چونکہ درخت کے پاس کوئی سیڑھی موجود نہ تھی جسپر بندیلا چڑھ کر گلے مین پھانسی ڈالتی تو ظاہر تھا کہ مقدمہ خودکشی نہین ہوسکتا تھا اور رپوٹ اور پنچنامہ دونون غلط تھے اور انسپکٹر اول یا تو بیوقوف تھا یا اسنے سازش کی تھی - مہابیر نے رہائی پائی لیکن گواہون نے جو مہابیر کے عزیز و اقارب یا ملازم تھے دروغ حلفی پر سزا پائی -

اس مقدمہ سے بھی ثابت ہے کہ ہر ایک باریک اور چھوٹی بات کا بھی غور سے دیکھنا کسقدر ضروری امر ہے - کل ایسے مقدمات مین جہان خودکشی بیان کی جاتی ہے لاش کی بلندی زمین سے رسی کی لمبائی - گرہ کی صورت - اور لاش کے قریب کسی ایسی ٹیک کا ہونا جسکی مدد سے شخص خودکشی کنندہ چڑھا ہو - ان کل باتون کو غور سے دیکھنا اور قلمبند کرنا ضرور ہے -

اخراج منی و بول و براز پھانسی یا گلا گھونٹنے وقت منی یا بول و براز کا اخراج ہونا ایک معمولی امر ہے اور مٹھو والے مقدمہ مین بھی باعث منی کے دھبون کا معلوم ہوتا ہے - اکثر ماہرین جیورس پروڈنس کی رائے ہے کہ ایسی صورتون مین تقضیب کی استادگی ہوا کرتی ہے - لیکن یہ اسقدر عام نہین ہے کہ اسکے بارہ مین کوئی قاعدہ قرار دیا جاسکے - مرنے کے وقت تھوک کا نکلنا دیکھا گیا ہے اور یہ ایک عمدہ شہادت ہوسکتی ہے - مثلاً اگر تھوک لاش کے سامنے کو اور کپڑون پر گرا ہو تو یہ سمجھا جاوے گا کہ تھوک نکلتے وقت یعنی مرتے وقت لاش لٹکی ہوئی تھی برخلاف اسکے تھوک منھ مین یا باچھون مین لگا ہوا ہے تو یہ احتمال ہے کہ موت کے وقت لاش نیچے پڑی ہوئی تھی اور مرنے کے بعد لٹکا دی گئی -

مٹھو والے مقدمہ سے معلوم ہوتا ہے کہ گلا گھونٹنے اور اختناق سے بلا اسکے کہ کوئی بیرونی زیادتی کی لاش پر پائی جاوے ہلاکت وقوع مین آسکتی ہے - گلا دبانے سے جو نشان ہو تو وہ رسی کے نشان سے چھپ گیا ہوگا - لیکن البتہ اس مقدمہ مین لاش کے او

نشانون کا باعث یہ معلوم ہوتا ہے کہ متوفی اور اُسکے قاتلون کی ہتھاپائی مین اُسکی جلد پر چوٹ لگی اور یہ چوٹ لاش بگڑتے وقت نمودار ہوگئی لیکن بخوبی ممکن ہے کہ جسوقت ایا تمیز ہی نے لاش کا معائنہ کیا ہے اُسوقت یہ نشانات موجود نہ تھے - ان نشانون کا نہیں مقامات پر جہان قاتل متوفی کو دبائے ہوئے تھے واقع ہونا بھی ایک قابل غور امر ہے -

بہت سے ... مجسٹریٹون اور پولیس کے عہدہ دارون کا یہ خیال ہے کہ پھانسی کبھی باعث ہلاکت نہین ہوسکتی جب تک کہ جسم ... لٹکایا نہ جاوے اور پیر زمین سے اونچے نہون - ... یہ خیال بالکل بے بنیاد ہے اور بہت سی مثالین موجود ہین جنمین وہ اشخاص ... پیر زمین پر تھے ... بیٹھے ہوئے یا جھکے ہوئے تھے پھانسی سے مر گئے ہین - ہلاکت پیدا کرنے کو ... اسیقدر کافی ... کہ ... یا گردن کی ہڈی ... رگون پر اتنا زور پڑے کہ وہ دب جاوین -

... نے ... ایک تختہ اس قسم کی ۲۰۱ صورتون کا نقل کیا ہے جنمین جسم پوری ... نہین ... ہتھالیان ... وقوع مین آئی تھی - ان مین سے

... صورتون ... پیر زمین پر تھے -

... کی حالت مین تھی -

... صورتون مین لاش لیٹی ہوئی تھی -

... صورتون مین لاش بیٹھی ہوئی اور

... مین گٹھری بنی ہوئی تھی -

... کامل طور سے لٹکی ہوئی ہون انمین رسّی کو دیکھنا اور اُسکی مضبوطی کی آزمائش

... ٹیلر نے ایک مقدمہ لکھا ہے جسمین ایک عورت بیٹھی ہوئی مردہ ملی اُسکے گلے مین ... ہوا تھا اور اُسکا دوسرا سرا ایک پیتل کے قلابہ مین بندھا تھا -

آنکھ کے اوپر چوٹ تھی اور قصبۃ الریہ بھی زخمی تھا - گردن کے گرد ایک گہرا نشان تھا جو کہ لٹکانے یا زور سے گلا دبانے سے پیدا ہو سکتا تھا - فیتہ کی یہ کیفیت تھی کہ محال تھا کہ جسم اسکے اوپر لٹکایا گیا ہو - کیونکہ متوفیہ کا وزن ڈیڑھ من تھا اور فیتہ پچیس سیر کے وزن کا بھی متحمل نہین ہو سکا - یہ بات ثابت ہوئی کہ متوفیہ کے گلے مین ڈوری باندھ کر ہاتھ سے اسکا گلا گھونٹا گیا اور اسکے بعد اوسکو فیتہ مین باندھ دیا تاکہ شبہہ خودکشی کا پیدا ہو - اس خاص صورت مین فیتہ کی گرہ پر خون کے دھبے بھی تھے اگرچہ متوفیہ کے ہاتھون پر خون نہین تھا -

جسم کا گرم ہونا بھی ایک بہت بڑی شہادت ہے - ۱۸۸۴ء مین سشن ضلع گوریا مین ایک مقدمہ ہوا جسمین اگر جسم کی گرمی کا خیال کیا جاتا تو راے قایم کرنے مین بڑی آسانی ہوتی - ایک شخص علی الصباح قبل طلوع آفتاب اپنی آشنا سے لڑا اور لوگون نے اسکو ایک طمانچہ مارتے ہوئے دیکھا - اسکے آدھ گھنٹے بعد اسکو ایک جگہ سے مزدوری کا پیغام آیا اور کچھ رقم بطور پیشگی ملی جسکو وہ گھر پہنچا کر اسیوقت کام پر چلا گیا - وہ کوئی دس بجے تک کام مین مصروف رہا - اسوقت اسکو خبر ملی کہ اسکی آشنا گھر کے اندر پھانسی پڑی ہوئی لٹک رہی ہے - وہ اسیوقت گھر گیا اور عورت کو لٹکتا چھوڑ کر گانون کے شحنہ کو بلانے گیا - یہ شخص دوسرے راستہ سے آیا اور جب ملزم اپنے گھر کو واپس آیا تو اسوقت لاش اوتار لی گئی تھی - سر اور چہرہ پر سخت چوٹ کے نشان تھے - کھوپری ایک جگہ سے شق تھی اور طحال کے پرزے ہوگئے تھے - اس قسم کی چوٹین بلا دیر تک مارپیٹ اور ہاتھا پائی کرنے کے نہین لگائی جاسکتی تہین اور اسمین شک نہین تھا کہ لاش بعد مرنے کے لٹکائی گئی تھی - یہ شخص اپنی آشنا کو قتل کرنے کے جرم مین ماخوذ ہوا - لیکن ظاہر تھا کہ اس طمانچہ کا جو اسنے علی الصباح مارا تھا اسقدر اثر نہین ہو سکتا تھا پس لازم آتا تھا کہ وہی آدھے گھنٹے کے اندر اوسمین اور اسکی آشنا مین سخت لڑائی ہوئی ہو اور اسنے اسکو مارا اور لاش کو لٹکا دیا

ہو۔ لیکن اتنا کم وقت اِن سب باتون کے لیے ناکافی تھا اسی بنا پر اور نیز دوسرے اختلافات شہادت کی بنا پر ملزم بری ہو گیا۔ ظاہر ہے کہ اگر ملزم نے اپنی آشنا کو کام پر جانے سے پہلے مارا تھا تو خلاف قیاس ہے کہ وہ اس پیشگی روپیہ کو جو اُسے ملا تھا لیکر گھر پہنچانے کو جاوے۔ اثنائے مقدمہ مین یہ بات ثابت ہوئی کہ ملزم کا باپ اس عورت سے اُسکی بدکاری کی وجہ سے سخت ناراض تھا بلکہ اُسنے اقبال کیا کہ مجھکو اس عورت سے سخت نفرت تھی۔ قرائن سے معلوم ہوتا ہے کہ متوفیہ اُسوقت مین قتل کی گئی جبوقت ملزم کام پر تھا۔ لیکن اگر یہ بات معلوم ہو سکتی کہ لاش کو اوتارنیکے وقت جسم مین گرمی تھی تو کسی قسم کا شبہہ باقی نہ رہتا۔ لاش کے متعلق ہر ایک امر کو وہ کسیقدر غیر ضروری کیون نہو دیکھنا اور قلمبند کرنا نہایت ضروریات سے ہے ورنہ ممکن ہے کہ ایک خفیف سی فروگذاشت کی وجہ سے اصل مجرم بری رہا اور کوئی بیگناہ سزایاب ہو جاوے۔

پھانسی سے ہلاکت کی صورت مین لاش پر یہ علامات ہوتے ہین۔ (۱) آنکھین نکلتی ہوئی اور گھورتی ہوئی ہوتی ہین۔ (۲) آنکھ کے پپوٹے کھُلے ہوے اور اونکی عروق مین خون بھرا ہوا ہوتا ہے اور پتلیان پھولی ہوئی ہوتی ہین۔ (۳) زبان متورم اور نیلی ہوتی ہے اور یا تو زور سے دانتون مین لگی ہوتی ہے یا منھ کے باہر اور جبڑے کے بند ہونے کی وجہ سے زخمی۔ (۴) ہونٹ متورم ہوتے ہین اور منھ بگڑا ہوا اور کف دار خون منھ اور نتھنون مین لگا ہوتا ہے (۵) بازو اینٹھ جاتے ہین۔ ہاتھ نیلے ہوتے ہین اور مٹھی اس زور سے بند ہوتی ہے کہ ناخن ہتیلی مین گھس جاتے ہین (۶) جان نکلتے وقت اسقدر صدمہ ہوتا ہے کہ بعض اوقات براز نکل پڑتا ہے اور قضیب کی استادگی ہو جاتی ہے اور پیشاب خطا ہو جاتا ہے یا منی یا مذی نکل پڑتی ہے (۷) جس مقام پر رسّی باندہی گئی ہے وہان صاف چھلا ہوا نشان ہوتا ہے اور تشریح سے گردن کے عضلات کچلے ہوئے اور زخمی پائے جاتے ہین۔ (۸) قصبۃ الریہ مین چوٹ ہوتی ہے اور بعض اوقات کرائڈ شریان کی

غشا پہٹ جاتی ہے - یہ علامات جنکو ڈاکٹر گائی نے لکہا ہے زیادہ تر انہین اشخاص کی لاشون مین پائے جاتے ہین جنکو پہانسی کی سزا بعد تعزیرات دی گئی ہے - کیونکہ اس قسم کی پہانسی مین ہمیشہ بہت سخت صدمہ پہنچتا ہے - خودکشی کی صورت مین یہ علامات اسقدر صاف اور صریح نہین ہوتے اور چہرہ ہمیشہ سکون کی حالت مین ہوتا ہے - جو خودکشی کرنے والے اثنا سے اقدام مین بچائے گئے ہین یا جن اشخاص نے امتحاناً اپنے اوپر پہانسی کا تجربہ کیا ہے اُنکا بیان ہے کہ بعض اوقات گلے کے دبنے سے خد اُٹہتا ہے - دفعۃً حرکت اور حواس دونون بند ہوجاتے ہین اور بعض وقت ایک گہری نیند آجاتی ہے اور اس نیند سے پہلے وقتاً فوقتاً آنکہون کے سامنے روشنی اور خیالی اشکال آجاتے ہین اور کانون مین آواز معلوم ہوتی ہے - لیکن جس وقت پہانسی کے ذریعہ سے کوئی قتل کیا جاوے تو مقتول کو سخت اذیت ہوتی ہے - اندرونی علامات وہی ہین جو اختناق کے ہین اور جنکا بیان اوپر ہوچکا ہے - یا علامات سکتہ کے - یا اختناق اور سکتہ کے ملے ہوئے - معدہ کی غشا سے لعابی کے عروق مین خون بہرا ہوا ہوتا ہے اور اوسکی صورت بالکل ویسی ہوتی ہے جیسے زہرخورانی مین - اس ملک مین ایسے مقدمات ہوئے ہین جنمین پہلے زہر دیا گیا ہے اور اسکے بعد لاش لٹکائی گئی ہے - پس امتحان کے وقت یاد رکہنا چاہیئے کہ معدہ مین اس خاص حالت کا پایا جانا ممکن ہے کہ پہانسی کے سبب سے ہو اور محض اس علامت کی بنا پر زہرخورانی کی رائے نہین دینی چاہیئے جبتک فی الواقع زہر معدہ مین نہ پایا جاوے -

گلا گہوٹنے کی صورتون مین گردن کا نشان عموماً زیادہ صاف ہوتا ہے بہ نسبت اُن صورتون کے جنمین پہانسی لگاکر خودکشی کی گئی ہے - چونکہ قاتل کو زیادہ زور کرنا پڑتا ہے اسواسطے نشان بہی گہرا ہوا کرتا ہے - ایسی صورتون مین غالباً مقتول کی طرف سے مزاحمت بہی ہوا کرتی ہی اور آپس کی ہاتہاپائی کے علامات جسم پر پائے جاتے ہین - لیکن اس ملک مین ہمیشہ مزاحمت نہین ہوا کرتی

کیونکہ اکثر اوقات سوتے ہوئے مقتول کا گلا گھونٹ دیا جاتا ہے جیسا کہ کملا کو نم کے مقدمہ مین دیکھا گیا - اور جبکہ دو تین آدمی ملکر اسطرح پر قتل کرین تو زیادتی کے علامات کا ظاہر نہونے دینا نہایت آسان امر ہے - اس ملک مین گلا گھونٹ کر مارنا اکثر ایسی صورتون مین ہوا کرتا ہے جہان کوئی شخص کسی زانی محصنہ کے ساتھ ملاحظہ ہو گیا ہو یا خود عورت پر بدکاری کا شبہ ہو - ڈاکٹر چیورس نے متعدد مثالین اس جرم کی لکھی ہین اور یہ جرم صدہا سال سے ہندوستان مین جاری ہے - اگرچہ ٹھگی کا جرم اب بند ہو گیا ہے اور بہت شاذ ہوا کرتا ہے لیکن ابھی گاؤن کے دل سے بھولا نہین ہے - ہندوستان مین گلا کئی طرح سے گھونٹا جاتا ہے -

(۱) گلے کو ہاتھ سے دبانا اور پاؤن یا زانو اسمین اڑا دینا - ان صورتون مین اسقدر طاقت کا استعمال کیا جاتا ہے کہ نشان بہت ہی صاف اور سریع ہوا کرتا ہے اور اکثر اوقات گردن گھوم جاتی ہے اور فقرات اوکھڑ جاتے ہین -

(۲) گلے کو کسی لکڑی یا بانس سے دبانا - ایسی صورت مین اکثر مقتول کو سوتے مین آ گھیرتے ہین کئی آدمی اسکے ہاتھ پاؤن پکڑ لیتے ہین اور ایک شخص بانس گلے مین اڑا کر اسکے دونون کنارے زمین کی طرف دباتا ہے - اس صورت مین ہلاکت دیر مین واقع ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ بہت ہی کم نشان لاش پر پایا جاوے -

(۳) گلے کو رسی یا کپڑے یا کسی درخت کی لت سے باندھنا - اگر رسی کا استعمال کیا گیا ہے تو عموماً بہت صاف نشان بن جاتا ہے لیکن اگر کپڑا باندھا گیا ہے تو صاف نشان نہین ہوتا - اگر کوئی نرم کپڑا چوڑی تہ کرکے گلے مین باندھکر بتدریج تنگ کیا جاوے تو بمشکل کوئی نشان ہوگا - علی الخصوص ایسے وقت مین جبکہ اسکے ساتھ ہی منھ کے اندر بھی کپڑا ٹھونسا جاوے - نرم ٹہنیان درختون کی اور لتین بھی گلا گھونٹنے کے واسطے استعمال کی جاتی ہین - اور ڈاکٹر چیورس نے لکھی

واردات اس قسم کے لکھے ہیں۔

جن صورتوں میں کہ مرگی کی وجہ سے وقوعہ میں آتی ہے اور جن میں کہا جاتا ہے کہ مریض اکثر اوقات
اپنے گلے کو زور سے پکڑ لیتا ہے اور اس وجہ سے گمان ہے کہ گلے پر انگلیوں کے نشان بن جاویں
اور قتل کا شبہ پیدا ہو۔ ڈاکٹر چیورس نے ایک مقدمہ لکھا ہے جسمین ایک مرگی کا مریض ایک کسبی خانہ
میں مرا ہوا پایا گیا۔ اسکے گلے پر انگلیوں کے نشان تھے۔ جو کسبی اسکے ساتھ تھی سوالات سے ثابت
قاتل قرار پائی لیکن بڑی کورٹ نے اس بنا پر چھوڑ دیا کہ انگلیوں کے نشان خود مریض کے ہاتھ کے ہیں جو
مرتے وقت گلے کو پکڑ لینے کی وجہ سے بن گئے تھے۔ بجنسہ اسی قسم کا ایک مقدمہ [illegible] میں
الہ آباد کے ضلع میں ہوا۔

اس مقدمہ میں متوفی [illegible] دو عورتوں سے جو کہ [illegible] والدہ کاشتکار کے خاندان سے تھیں
آشنائی تھی اور اس خاندان کے کل ممبر ایک مکان میں رہتے تھے۔ انمیں سے ایک عورت مع
اپنی ماں کے ایک علیحدہ جھونپڑی میں سوا کرتی تھی۔ ایک شب کو ماں نے آکر اپنی دونوں بیٹیوں کو
[illegible] سے جگایا [illegible] اور ایک [illegible]
میں بکھر کر مردہ [illegible] کو بلا لیا۔ [illegible] گلے پر انگلیوں کے نشان پائے گئے۔ [illegible]
نشان لاش پر تھا لیکن تھوڑا سا [illegible] ہو گیا تھا۔ ڈاکٹر کی رائے تھی کہ ہلاکت گلا گھونٹنے کی وجہ سے
ہوئی ہے [illegible] دونوں شخص جو لاش کو اٹھا لائے تھے مجرم قرار دئے گئے۔ عورت کا بیان تھا کہ رات
کو اسکی آنکھ ایک آواز سے کھل گئی اور اسنے متوفی کو جھونپڑی کی دیوار کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا۔
اسوقت اسکے گلے سے غرغرے کی آواز نکل رہی تھی۔ تب وہ اپنے بیٹوں کو جگانے گئی اور انہوں
نے متوفی کو مردہ پایا۔ جس جگہ پر متوفی بیٹھا تھا وہاں تھوڑا سا [illegible] پایا گیا۔ کوئی ثبوت اسکا پیش نہیں ہوا کہ
متوفی مرگی کے مرض میں گرفتار تھا۔ جانب مخالف سے یہ کہا گیا کہ جس عورت سے متوفی سے آشنائی تھی اسنے

سپنے ہمایون کو متوفی کے وعدہ کی اطلاع کر رکھی تھی اور جب وقت وہ آیا تو ہمایون نے جا کر اسکو گلا گھونٹکر قتل کیا۔ اگرچہ پرزہ کا خطا ہوجانا اکثر پھانسی اور گلا گھونٹنے کی صورت مین ہوا کرتا ہے لیکن انہین دو صورتون کے ساتھ مختص نہین ہے بلکہ بہت سی ناگہانی موت کی صورتون مین بھی یہ خطا ہوجاتا ہے مثلاً گولی سے مارے جانے مین۔ صدمہ وغیرہ وغیرہ مین۔ الغرض یاد رہے کہ شہادتی اس ثبوت کے ساتھ تھا نوی قیاس نہین ہے کہ ملزمین نے اسکو گلا گھونٹ کر اس مقام پر جہان لاش تھا پہنچایا گلا گھونٹنے اور پھانسی کے کوئی علامت باقی نہ رہجاتی۔ اگر یہ بات پایا جاتا تو قتل کے احتمال کو قوت ہوتی۔ ایسی صورت یہ تھی کہ متوفی سکتہ کی وجہ سے جو کہ گرمی مین ہوا کرتا ہے مرا ہو۔ اور ملزمین کا فوراً عہدہ داران دیہی کو بلانا بھی انکے مجرم ہونے کے خلاف معلوم ہوتا تھا۔ اس شبہ کا فایدہ ملزمین کو دیا گیا اور وہ رہا کر دئے گئے۔ اور اگرچہ اس مقدمہ مین گورنمنٹ سے درخواست کی گئی کہ اس رہائی کا اپیل ہائی کورٹ مین کیا جاوے لیکن وکیل سرکاری نے اپیل کے خلاف مین [illegible]

اگر گردن پر کسی قسم کا نشان ہے تو ممکن ہے کہ موت کے بعد ہائی پسٹاسس سے وہ نشان بالکل پھانسی یا گلا گھونٹنے کے نشان سے مماثل ہوجاوے جبوقت لاش زیادہ بوسیدہ ہوجاوے تو اس نشان کی صورت کا بالکل رسی کے نشان سے مشابہ ہوجانا ممکن ہے۔ پس محض نشان کی بنا پر رائے نہین قایم کرنی چاہیئے۔ اور ہمیشہ یہ در ہے کہ ہائی پسٹاسس اور اصلی ایکائی [illegible] سے پوری طرح سے فرق بلاتشریح کئے ہوئے نہین ہو سکتا ہے اگر ڈاکٹر نے اس مقام پر چیر کر نہین دیکھا ہے تو اسکی رائے پر وثوق نہین کرنا چاہیئے

پھانسی یا گلا گھونٹنے کی صورت مین لاش کا امتحان کس طرح کیا جانا چاہیئے

قبل کسی چیز کو چھونے کے مناسب ہے کہ لاش اور حجرہ کے اسباب اور کل ان چیزون کا جو حجرہ

۵ یہ مقدمہ ہالی ڈے کی کتاب لیگل ٹرسن یعنی قانون طبی سے نقل کئے گئے ہین۔

مین ہین ایک فوٹو لیا جاوے۔

عام دریافت

(۱) کیا حجرہ اندر سے بند تھا اور بجز دروازہ کے باہر نکلنے کا اور کوئی راستہ نہ تھا۔

(۲) آیا حجرہ میں کسی قسم کے ہتیار یا خون کے دھبے یا ہاتھا پائی کے نشان مین یا نہین۔

(۳) متوفی کا لباس پھٹا ہوا اور اُسکے بال پریشان تو نہین ہین۔

(۴) آیا لباس وغیرہ پر کوئی علامت ایسی ہے جس سے معلوم ہوتا ہو کہ بعد موت کے لاش چھوئی ہلائی گئی ہے۔

(۵) لاش کا رخ اور لباس کی قسم کو غور سے دیکھو۔

(۶) متوفی کا وزن کیا ہے یہ اُس صورت مین کام آوے گا جب رسّی کی مضبوطی اور وزن اٹھانے کی قوت سے بحث کیجاوے۔

جو بند گلا باندہنے کیلئے استعمال کیا گیا ہو اُسکی بابت تحقیقات

(۱) اگر بند گلے مین موجود ہے تو اُسکے مقام کو نہایت غور سے دیکھنا چاہئیے۔ بلکہ بہتر ہے کہ اُسکی ایک تصویر اُتار لی جاوے۔ تعداد و صورت گرہون کی اور گرہ باندہنے کا طریقہ (یعنی داہین ہاتھ شخص کی باندہی ہوئی گرہ ہے یا بائین ہاتھ شخص کی) اور ٹھیک موقع گرہون کا قلمبند کرنا چاہئیے۔ اسکے بعد بند کو کاٹ کر گلے سے علیحدہ کرنا چاہئیے مگر احتیاط رہے کہ گرہین قائم رہین۔

(۲) اگر بند کھول لیا گیا ہے تو اُسکو طلب کرنا چاہئیے۔

(۳) دیکھو بند کس چیز کا بنا ہوا ہے۔

(۴) بند کے کنارے (مثلاً اگر رسّی ہے) تازہ کٹے ہوئے تو نہین ہین۔

(۵) بند کا گردن کے نشان سے مقابلہ کرو۔

(۶) دیکھو بند کے اوپر کوئی سیلا نشان پسینے کا تو نہین ہے۔

(۷) جس بند کے بل پر لاش لٹکی ہوئی تھی اُسکی مضبوطی یعنے وزن تھمانے کی قوت کسقدر ہے۔

(۸) بند پر کوئی نشان خون کا تو نہین ہے یا اسمین کوئی بال یا کوئی اور چیز تو نہین لگی ہوئی ہے۔

بیرونی علامات

(۱) متوفی کے جسم پر علاوہ پھانسی یا گلا گھونٹنے کے نشانات کے اور بھی زیادتی کے نشانات ہین یا نہین۔

(۲) اگر ایسے نشانات ہین تو کیس آلہ کے لگائے ہوئے معلوم ہوتے ہین۔

(۳) آیا یہ زخم بجائے خود ہلاکت کے واسطے کافی ہین اور اگر کافی نہین ہین تو کیا ایسے ہین کہ ان سے خون بہت سا نکلا ہو۔

(۴) یہ زخم بظاہر اتفاقی معلوم ہوتے ہین یا خود کردہ یا کسی دوسرے کے لگائے ہوئے۔ کیا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ یہ زخم آپس کی ہاتھا پائی مین لگے ہون۔ ان چیزون کو غور سے دیکھنا چاہئے۔

چہرہ۔ زرد ہے یا متورم۔ یا سکون کی حالت مین۔

منھ اور نتھنے۔ انمین کف تو نہین ہے۔

زبان۔ کس جگہہ پر ہے۔ کٹ گیا ہے اسمین چوٹ ہے یا نہین۔

آنکھین۔ نکلی ہوئی اور نمودار ہین یا نہین۔

پتلیان۔ پھیلی ہوئی ہین یا نہین۔

گردن مین ان باتون کو دیکھنا چاہئے۔

ف رسی کی مضبوطی اس طرح دریافت کیجاتی ہے کہ اسکو لٹکا کر نیچے کے سرے مین ایک پلہ باندھتے ہین اور اسپر وزن رکھتے جاتے ہین یہانتک کہ رسی ٹوٹ جاوے۔

نشانون کی کیفیت - رسّی کے گھس جانے سے کوئی کھدانہ تو نہین بن گیا ہے اور یہ کھدانہ چارون طرف ہے یا ناتمام - اس کھدانہ کے کنارون کا رنگ کیا ہے اور اسکے آس پاس کی جلد کا کیا رنگ ہے گلے پر دانگلیون کے نشان تو نہین ہین -

نشانون کا رخ - نشان ٹیڑھے ہین یا سیدھے ہے - رسّی کی گرہون کا نشان کس مقام پر ہے نشان کے اوپر کی جلد کی کیا کیفیت ہے - آیا جلد گھس گئی ہے یا چھل گئی ہے -

ہاتھ - ہاتھون مین خون تو نہین لگا ہوا ہے - مٹھیان بند تو نہین ہین - ہاتھ مین کوئی چیز تو نہین ہے (اگر بال یا کوئی اور چیز ہاتھ مین ہو تو اسکو احتیاط سے رکھنا چاہیے)-

عضو تناسل - اسمین دیکھنا چاہیے کہ عضو تناسل کے اندر منی تو نہین ہے -

اندرونی علامات

گردن کے نشانون کو چیرو اور نشان کے ایک انچھ اوپر اور ایک انچھ نیچے کی جلد کو کاٹ کر اسکی اندرونی حالت یعنی خون کے جم جانے وغیرہ کو غور سے دیکھو - گردن کے عضلات سلامت ہین یا انمین چوٹ آئی ہے - عضلات یا رباطات کے اندر خون بہ کر تو نہین پھیل گیا ہے -

حلق اور قصبۃ الریہ - گردن کے رباطات - گردن کی ہڈیون علی الخصوص ہنسلی کی ہڈی اور اٹلس اور اکسس کو کچھ ضرب تو نہین پہنچی ہے - فقرات العنق کے درمیانی مادہ مین یا نخاع مین چوٹ تو نہین آئی ہے - نخاع کے اندر خون بہ کر تو نہین پھیلا ہے -

کراٹڈ شریانین - ان شریانون کے اندرونی اور درمیانی غشا کی حالت - ان کی دیوارون مین یا اندر شریانون کے خون تو بہ کر نہین پھیلا ہے -

دماغ اور دماغ کے غشا - ان مین خون بھرا ہے یا نہین - انکے عروق پھولے ہوئے ہین یا نہین

حلق اور قصبۃ الریہ - انکے عروق مین خون بھرا ہوا ہے یا نہین - آیا انکے اندر کف ہے یا نہین -

قلب - کیا جانب راست خون سے بھرا ہوا ہے۔

شُش - کیا اُسکے عروق مین خون بھرا ہوا ہے - جب قا مادہ موجود ہانے کے سبب
شُش کی سطح پر دھبّے تو نہین پڑ گئے ہین یا شُش کے اندر اُس طرح پر خون تو نہین پھیلا ہے جیسا کہ
سکتہ کی حالت مین ہوتا ہے۔

معدہ - کیا اُسکے عروق مین خون بھرا ہوا ہے - کیا معدہ مین نشہ ہے کسی قسم کا یا زہر تو نہین (مثلاً افیون
جو بچّوں کو سُلا دینے کے لئے یا اور کسی غرض سے دی گئی ہو۔

کیا وہان اس قسم کی خلاف طبیعت علامات ہین جو (پھانسی یا گلا گھونٹنے سے تنفس رک کے)
باعث ہلاک ہو سکتے تھے - آیا متوفی نے کبھی بھی خودکشی کرنے کا ارادہ ظاہر کیا تھا - متوفی کے
خاندان مین تو جنون موروثی تو نہین ہے۔

باب سوم

دم خفا ہونا

دم خفا ہونا اصطلاحاً اُس قسم کے اختناق کو کہتے ہین جسمین بلا گلا دبائے ہوئے باہر کی ہوا اندر کو جانے سے روکی جاوے اس تعریف مین ڈوب مرنا بھی داخل ہے لیکن عموماً دم خفا ہونا اُن صورتون مین بولا جاتا ہے جب ناک اور منھ بند کرکے ہوا روکی جاوے۔ تالی ٹوی نے لکھا ہے کہ اس قسم سے قتل کرنے کی سب سے پرانی مثال توریت کے ۲ سلاطین کے آٹھوین باب کی پندرہوین آیت مین لکھی ہے "اور دوسرے دن ایسا ہوا کہ اُن سے (یعنی حزاایل نے) ایک موٹا کپڑا لیا اور اُسے بھگو کے اُسکے (یعنی بن ہدد کے) منھ پر رکھا۔ سو وہ مر گیا اور حزاایل اُسکی جگہ پادشاہ ہوا" تاریخی مثال منھ بند کرکے مارنے کی اُن دو شاہزادون کی سرگذشت ہے جو لندن کے ٹاور[۱] مین رچرڈ سوم کے حکم سے مارے گئے۔

یورپ مین دم خفا ہوکر مرنا زیادہ تر بچون مین ہے جب وہ تھوڑی سی جگہ مین تلے اوپر ہو جاتے ہین لیکن اس ملک مین اس قسم کی موت شاذ ہے۔ ہجوم مین دب کر دم خفا ہو جانا ایک عام واقعہ ہے اور نشہ کی حالت مین بعض اوقات غذا یا قے کے حلق مین پھنس جانے کی وجہ سے دم خفا ہو جاتا ہے گارڈنر کے مقدمہ مین جسکا ذکر ہو چکا ہے اگرچہ متوفیہ کا گلا گھونٹا گیا تھا لیکن موت کا فوری سبب

---

[۱] ٹاور آف لندن ایک نہایت قدیم اور تاریخی عمارت لندن مین ہے اور قدیم زمانہ مین شاہزادے اور امرا جب قید ہوتے تھے تو اسی قلعہ مین رکھے جاتے تھے۔

دم خفا ہوتا تھا کیونکہ خون گلے سے بہ کر قصبۃ الریہ کے اندر چلا گیا تھا۔ اکثر اوقات چھوٹے بچے سخت چیزون کو نگل جانے کی وجہ سے (جیسے دودھ کی بوتل کا سر وغیرہ) دم خفا ہو کر مر جاتے ہین۔ اور بوڑھے بڑے آدمی بھی اپنے مصنوعی دانتون کے حلق مین اوتر جانے سے مختنق ہو جاتے ہین۔ کہا جاتا ہے کہ حبش کے لوگ اپنی زبانون کو اولٹ کر حلق مین ڈال کر حلق بند کر لیتے ہین اور اس ذریعہ سے خودکشی کرتے ہین۔ ڈاکٹر چیورس کہتے ہین کہ اس ملک مین ایک معتد بہ فیصدی اشخاص کی زندہ مچھلی کے نگلجانے سے ہلاک ہوتے ہین۔ اور اس قسم کا واقعہ مچھوون مین جو پانی مین اوتر کر مچھلی ڈھونڈھتے پھرتے ہین بہت ہوا کرتا ہے۔ دم خفا ہونے کیواسطے منفذ ہوا کا بالکل بند ہوجانا ضرور نہین۔ تھوڑا سا بند ہوجانا ہی اختناق پیدا کرنے کو کافی ہے۔

دم خفا کر کے خودکشی کرنا بہت شاذ ہے۔ لیکن ایسی صورتین موجود ہین جنمین اشخاص نے خودکشی کے ارادہ سے اپنے حلق مین کپڑے کا گولا گھسیڑ لیا ہے اور مر گئے ہین۔ عموماً دم خفا ہونا ایک اتفاقی واقعہ ہوا کرتا ہے لیکن بعض صورتون مین اندرونی امراض کی وجہ سے بھی دم خفا ہو جاتا ہے۔ مثلاً جسوقت کوئی اندرونی پھوڑا پھوٹ جاوے یا کوئی دنبل بڑھکر کسی نازک مقام کو دبا وے۔

دم خفا ہو کر مرنے کی صورت مین لاش کے بیرونی اور اندرونی علامات بالکل اختناق کے سے ہوا کرتے ہین۔ تاڈیو نے بہت اصرار سے لکھا ہے کہ ایسی صورتون مین شش کے نیچے کے کنارون پر ضرور خون کی پھٹکیان ہوا کرتی ہین اور اوسکی وجہ یہ ہے کہ دم لینے کی کوشش اس شدت سے ہوتی ہے کہ اس مقام کے باریک عروق پھٹ کر انمین سے خون باہر نکل آتا ہے۔ لیکن اصل مین پھٹکیان کچھ یقینی علامت نہین سمجھی جاسکتی۔ اور صریح صورتین دم خفا ہونے کی موجود ہین جنمین یہ پھٹکیان مفقود تھین برخلاف اسکے پھانسی اور ڈوب مرنے کی صورتون مین موجود تھین۔

انہین پھنکیون کو ڈاکٹر گسٹن نے اسکالیٹینا - دل کی بیماری - سکتہ - ورم شُش - سکتہ شُش وغیرہ وغیرہ وامراض مین پایا ہے ؛

اس ملک مین معلوم ہوتا ہے کہ اکثر خون کے مقدمات مین اسی طرح دم خفا کیا کرتے ہین جیسا کہ مٹھر کے مقدمہ مین دیکھا گیا - لیکن اُسکے ساتھ ہی ساتھ اور بہی زیادتیان کی جاتی ہین اسواسطے موت کا باعث محض دم خفا ہونا نہین ہوا کرتا بلکہ اسمین گلا گھونٹنا بہی شریک ہوجاتا ہے - یورپ کے بناش القبور جو لوگون کو اُنکی لاش تشریح کیواسطے بیچنے کی غرض سے مارا کرتے تھے اُنکے مُنھ اور ناک پر ایک پلاسٹر لگا کر اُنکے سینہ کو دبایا کرتے تھے -

ڈاکٹر چیورس نے متعدد مثالین لکھی ہین جنمین قتل کی نیت سے مُنھ کے اندر مٹی یا ریتی یا کپڑا ڈالکر یا سینہ کو دبا کر یا مُنھ اور ناک کو بند کر کے اختناق پیدا کیا گیا ہے - ایسی صورتون مین عموماً شخص مقتول کے خصیون کو بہی زور سے دبایا کرتے ہین - اور ممکن ہے کہ اس شدید تکلیف کی وجہ سے جو صدمہ پہنچتا ہے وہ ایسی حالت مین جبوقت کہ دم بند ہے تعجیل ہلاکت کا باعث ہوجاتا ہو -

نظائر متعلقہ باب سوم حصّہ دوم

مقدمہ نمبر ۶۰ - اتفاقی دم خفا ہونا -

(۱) ایک سائیس اتفاقاً گھاس کے انبار کے اندر گر پڑا اور دم خفا ہو کر مر گیا -

(۲) ایک شخص جو آٹے کے گودام کے اوپر والے حصّہ مین تہا اتفاقاً نیچے گر پڑا اور دم خفا ہوکر مر گیا -

(۳) ڈاکٹر چیورس نے ایک واقعہ لکھا ہے جسمین ایک تل کی کوٹھی کے ٹوٹ جانے کی وجہ سے

چودہ مزدور زن دمرد اور بچے دب گئے اور دم خفا ہو کر مرگئے۔

(۴) ڈاکٹر ملکوڈ نے ایک صورت لکھی ہے جسمین کئی شخص دریا کے کچھار کے گر پڑنے سے مختنق ہو گئے تھے اور ریتی اور مٹی مین بھی ڈوب مرے تھے۔ کیاسپر نے بھی ریتی سے مختنق ہونے کی ایک صورت لکھی ہے جسمین ریتی اُس مقام تک جہان قصبۃ الریہ کی دوشاخین ہوتی ہین پہونچ گئی تھی۔

قتل کے ارادہ سے دم خفا کرنا۔

یہ کئی مقدمات ڈاکٹر چیورس کی کتاب سے نقل کئے جاتے ہین۔

(مقدمہ نمبر ۶۱) ایک شخص راپچہ نامی گورکھپور کا رہنے والا ایک ہشت سالہ عورت کے ساتھ نابالجبر کرنے کے جرم مین سزایاب ہوا اس نابالغ نے (جو ظاہرا حلف لینے کی عظمت کو بخوبی سمجھتی تھی) بیان کیا کہ ملزم نے اُسکو گرا کر اُسکے مُنھ مین ریتی بھر دی۔

مقدمہ نمبر ۶۲۔ ایک چھوکرا ایک دہ سالہ بچے سے سرقہ بالجبر کرنے کے جرم مین سزایاب ہوا۔ اُسنے سرقہ بالجبر سے پہلے اُس بچے کے مُنھ مین ریتی بھر دی تھی اور تقریباً اُسکا گلا گھونٹ دیا تھا۔ لڑکا ایک کھیت مین پڑا ملا اس حالت سے کہ اُسکے مُنھ مین ریتی بھری ہوئی تھی اور گلے پر نشان انگلیون کے تھے۔

مقدمہ نمبر ۶۳۔ ایک شخص بھاگیرتھی نامی گورکھپور کے رہنے والے نے ایک بچہ کو زیور کے لالچ سے قتل کرنے کے جرم مین پھانسی پائی۔ اُسنے اقبال کیا کہ مین نے بچہ کے مُنھ مین کپڑا ٹھونس کر زور سے گلا دبا کر اُسکو مارا۔

مقدمہ نمبر ۶۴۔ ڈاکٹر ٹیل وڈ نے ایک عورت کا حال لکھا ہے جو نشہ کی حالت مین حلق کے اندر کاگ گھس جانے کی وجہ سے مرگئی تھی وہ جانب کاگ کا جدہر لاکھ کی مہر ہوتی ہے اوپر کو

تھا اور کاگ اسکرو کا سوراخ بھی کاگ مین موجود تھا جس سے ملزم کا یہ بیان کہ عورت اپنے دانت سے کاگ کھینچ رہی تھی اور اتفاقاً کاگ اسکے حلق مین چلا گیا اور وہ مر گئی غلط ثابت ہوتا تھا۔ اس خاص صورت مین پسلیان بھی ٹوٹی ہوئی تھیں۔

مقدمہ نمبر ۶۶۔ یہ بیری کمبکل کا مقدمہ ہے جسکو برک اور اسکے ساتھیون نے مارا تھا۔ اس مقدمہ مین سینہ دبا کر دم خفا کیا گیا تھا۔ اور اسکے ساتھ منھ اور ناک بھی ایک ہاتھ سے بند کئے گئے تھے اور ایک ہاتھ زور سے ٹھوڑی کے نیچے اڑایا گیا تھا۔ ہلاکت سے اونسٹھ گھنٹے کے بعد لاش چیری گئی اور اسپر یہ علامات پائے گئے۔ آنکھیں بند اور خونی۔ چہرہ سکون کی حالت مین لیکن کسیقدر سرخ و متورم۔ بجز چہرے کے اور کسی جگہ پر نیلاہٹ نہین تھی۔ نتھنون سے خون جاری ہوا تھا۔ زبان اصلی حالت مین تھی۔ اوپر کا ہونٹ کسیقدر زخمی۔ ہنسلی کی ہڈی اور تھائرائڈ کارٹیلج[۵] کے بیچ مین طبعی حالت سے زیادہ فاصلہ تھا لیکن اونمین کوئی چوٹ نہ تھی۔ ہاتھون پاؤن پر کچھ نشانات زیادتی کے تھے۔

قصبتہ الریہ۔ اصلی حالت مین تھا مگر اسکے اندر تھوڑا سا سخت بلغم تھا لیکن یہ بلغم ہیین رہین(؟) دونون شش اصلی حالت مین تھے۔

قلب۔ جانب راست قلب کا سیاہ اور رقیق خون سے بھرا ہوا تھا۔

خون۔ سیاہ تھا اور رقیق۔

پیٹ کے احشا صحت کی حالت مین تھے۔ لیکن جگر ماؤف تھا۔

دماغ۔ مین کسیقدر خون تھا۔ اور سر کی کھال پر تین جگہ خون سہہ نکلا تھا۔

---

[۵] تھائرائڈ کارٹیلج انسان کا حلق کئی کری ہڈیون سے بنا ہوا ہے جنکو یہ خبیس کارٹیلج کہتے ہین۔ انمین سب سے بڑا کارٹیلج تھائرائڈ کہلاتا ہے۔

نتائج - سر کے اوپر کی ہڈی پر اور گردن پیٹ اور کمر کے عضلات مین کئی جگہ خون بہہ کر

پھیل گیا تھا -

[illegible] فقرات العنق کے درمیانی رباط مین چوٹ آئی تھی - لیکن شاید یہ چوٹ

[illegible] کے ہاتھ کو دوہرا کر دینے کی وجہ سے لگی تھی

[illegible] عرض سے دم خفا کر لینا -

ڈاکٹر [illegible] نے ایک عورت کا حال لکھا ہے جسنے اپنے تئین [illegible] کے اندر ڈالکر اپنی لڑکی

[illegible] وغیرہ اوپر رکھوائین - چند گھنٹے کے بعد وہ مر گئی

[illegible] ڈاکٹر [illegible] ایک چھوکری کا حال لکھتے ہین جسنے [illegible]

[illegible] کے مار ڈالا -

[illegible] نے منجملہ اور [illegible] کے ایک شخص [illegible] نامی کا

[illegible] جو ۱۸۴۳ء مین ایک اشرفی کی [illegible] نگل گئے تھے - یہ سکہ قصبۃ الریہ کی

[illegible] مین جا اٹکا اور پہلے اسکی وجہ سے بہت ہی سوء النفس ہوا اسکے بعد دو دن تک

تکلیف نہین معلوم ہوئی - لیکن دو دن کے بعد برے علامات ظاہر ہونے لگے -

اسکے بعد ان کو ایک ایسے تختے سے باندھ دیا جو قبضون پر گھومتا تھا اور اسکے ذریعہ

[illegible] سرنگون کئے گئے اور اس سرنگونی کی حالت مین پیٹھ زور سے ٹھونکی گئی - اسکا نتیجہ

[illegible] بند ہونے لگا - دو روز کے بعد اسی سرنگونی کی حالت مین حلق کو کاٹنے کا عمل کیا گیا

[illegible] کے اندر سے نکالا نہین جا سکا - اس عمل کے سولہ روز بعد مریض کو پھر سرنگون کر کے

[illegible] ٹھونکی گئی - اسوقت زور سے کھانسی آئی اور سکہ قصبۃ الریہ مین سے نکل کر منھ کے

[illegible] باہر نکل آیا -

مقدمہ نمبر ۶۹ - سنہ ۱۸۷۵ء کے انڈین میڈیکل گزٹ[۵۱] مین ایک شخص کا حال لکھا ہے جو تیرنے مین جیتی مچھلی نگل گیا تھا - مچھلی نے حلق کے کوے کو زور سے پکڑ لیا تھا اور اُسکو مشکل کھینچکر نکالا

مقدمہ نمبر ۷۰ - ایک شخص نے ایک مچھلی پکڑی اور اُسکو اپنے منھ مین رکھا اور چاہا کہ اوسکی گردن کو دانت سے پکڑے رہے - لیکن مچھلی حلق کے اندر گھس گئی اور اختناق کے علامات شروع ہو گئے جسکی وجہ سے حلق کو کاٹنے کا عمل کرنا پڑا اور وہ شخص مر گیا -

---

۵۱ انڈین میڈیکل گزٹ ایک ہفتہ وار اخبار ہے جسمین علم طب کے متعلق خبرین اور تحقیقاتین چھپا کرتی ہین -

باب چہارم

گیاس کی وجہ سے اختناق ہونا۔ زندہ دفن کرنا۔ خودکشی

اس ملک مین ایسے مقدمات عدالت فوجداری کے سامنے بہت کم آتے ہین جنمین زہریلی گیاسون کے تنفس کرنے سے اختناق پیدا ہوا ہو۔ اور اگر ایسے واقعات ہوتے بھی ہین تو وہ محض اتفاقی ہین۔ جیسا کہ شہرا سنے کے بن سکتے کہ وسفے مین یا پرانی بدررؤن کے صاف کرنے مین یا کوئلے کے دہوئین سے مرنا۔ کل ان صورتون مین موت کا باعث اختناق ہوتا ہے اور لاش پر وہی علامات ہوتے ہین جنکا ذکر کیا جا چکا۔ ڈاکٹر چیورس نے بہت سی صورتین لکھی ہین جنمین عورتین اور بچے ایک بالکل بند حجرہ مین جہان کوئلہ جل رہا تھا سونے کی وجہ سے مرگئے ہین۔ ان صورتون مین ہلاکت کاربانک ایسڈ[1] گیاس کے تنفس کرنے سے وقوع مین آئی تھی۔ یہی گیاس پرانے کنوون مین بھی پیدا ہوا کرتی علی الخصوص جب انکی تہ مین کوڑا جمع ہوگیا ہو ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ ان مقامات مین پہلے ایک جلتی ہوئی بتی کو اوتارنا چاہیئے اور اگر بتی گل نہو جاوے تو سمجھنا چاہیئے کہ ہوا صاف ہے۔ لیکن یہ نتیجہ ہمیشہ صحیح نہین ہوا کرتا۔ اسمین شک نہین کہ اگر بتی گل ہو جاوے تو اندر کی ہوا یقینی جان کے واسطے مہلک ہے لیکن اسکا عکس ہمیشہ صحیح نہین ہوا کرتا۔ کسی کنوئے کی تہ مین کو دنے سے (علی الخصوص جب اسمین کوڑا جمع ہو) بعض اوقات کاربانک ایسڈ گیاس دفعۃً نکل آتی ہے اور باعث ہلاکت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر چیورس نے کئی ملاحون کا حال لکھا ہے جو جہاز کے سامنے والے حصّہ کے

---

[1] جبوقت کوئی جلنے والی چیز جلائی جاتی ہے تو ہوا کا آکسیجن اُس چیز کے کاربن سے مرکب ہوجاتی ہے اور ایک گیاس جسکا کاربانک ایسڈ نام ہے بنتی ہے۔ اس گیاس کے تنفس سے اختناق ہوجاتا ہے اور انسان بہت جلد مرجاتا ہے

اندر کچھ مرمت کرنے کو گئے تھے اور وہاں مختنق ہو گئے - یہان گیاس پانی کی وجہ سے جمع ہو گئی تھی اینٹ کے پجاوے اور چونے کی بھٹیون کا دھوان بھی نہایت مضر ہے اور ڈاکٹر ٹیلر نے دو لڑکون کا حال لکھا ہے جو جلتے ہوئے پجاوے کے قریب سونے کی وجہ سے مر گئے تھے -

بجلی سے مرنا - اگرچہ بجلی سے مرنے کی صورتین عدالت فوجداری کے سامنے نہین آتین لیکن اُنکی نسبت اسقدر کہنا ضرور ہے کہ اکثر اوقات بجلی سے مرے ہوئے اشخاص کے جسم پر اوسی قسم کے زخم ہوا کرتے ہین جیسے کسی کاٹنے والے الہ کے - اور لاش پر اکثر ایکایکی ہوس کے نشانات ہوا کرتے ہین - لیکن ہمیشہ جسم پر یا کپڑون پر جلنے کے نشان بھی ہوا کرتے ہین اور اگر کوئی فلزی اشیا جسم پر ہون تو متغیر اور کسیقدر رگلے ہوئے پائے جاتے ہین - عموماً منفذ برق کی نسبت مخرج کے سوراخ کے پاس زیادہ علامت جلنے کی پائی جاتی ہے - اور بعض اوقات جسم پر کوئی ظاہری نشان نہین پایا جاتا -

زندہ دفن کرنا ہندوستان کے قدیم دستورون مین سے ہے - بلکہ دوسرے ملکون مین بھی جاری تھا - یورپ کے زمانہ اوسطے مین پادریون کی خانقاہون مین زندہ چن دینا بدکاری کی ایک عام سزا تھی - مسٹر ٹامس رو جو ۱۶۱۶ء مین دہلی کے دربار مین بطور سفیر گئے تھے اپنا چشم دید واقعہ لکھتے ہین کہ ایک عورت بدکاری کی سزا مین بغلون تک دفن کردی گئی تھی - ایک اور بادشاہ ہندوستان کا ذکر ہے کہ وہ ہمیشہ لڑائی کے قیدیون کو گردن تک زمین مین دفن کرکے اُنکے سرون کے ساتھ گولی کھیلا کرتا تھا -

کسی زمانہ مین برص کے مریضون کو زندہ دفن کیا کرتے تھے - اور اس قسم کے مریض خود مرض کی اخیر حالت مین اپنے عزیز اقربا سے منتین کیا کرتے تھے کہ ہمکو زندہ دفن کردو ورنہ ہم تمکو بد دعا دینگے یا بھوت بنکر ستائینگے - اور کچھ عجب نہین کہ وحشی اقوام مین یہ دستور اسوقت تک

تک بھی باقی ہو - راجپوتانہ مین زندہ دفن کرنے کی طاور تین ۱۸۶۸ء تک کی رپورٹ مین موجود ہین اور کچھ عجب نہین کہ یہ طریقہ اب بھی جاری ہو کیونکہ ۱۸۸۲ اور ۱۸۹۳ء کی رپورٹ مین ڈائنون کو اونکا ہاتھ کاٹنے کے مقدمات موجود ہین - جب کسی عورت پر شبہہ ڈائن ہونے کا ہوتا ہے تو یا تو اوسکا ہاتھ شانہ تک کھولتے ہوئے تیل مین ڈالا جاتا ہے یا اوسکا سر پانی کے نیچے ڈوبایا جاتا ہے اتنی دیر تک جسمین ایک تیر چھوڑا جاوے اور پھر اوٹھا کر اپنی جگھہ پر لایا جاوے - اگر وہ عورت اس امتحان مین کامل نکلی تو خیر ورنہ وہ دانٹی لٹکا دی جاتی ہے یہانتک کہ وہ اپنا ڈائین ہونا قبولے یا مرجاوے - اگر اوسنے قبولا تو بھی وہ ہلاک کی جاتی ہے یہی رسم اتنی دیر تک سر پانی کے نیچے رکھنے کی کہ تیر چھوڑا جاوے اور پھر اوٹھا کر لایا جاوے حیدرآباد کے بعض پہاڑی اقوام مین اسوقت تک موجود ہے - قدیم زمانہ مین بیوہ عورت کو ونکے شوہر کے ساتھ زندہ دفن کردینا ایک معمولی رسم تھی - پورانے زمانہ کے سیاحون نے اپنی سیاحت کی کتابون مین اسکا ذکر لکھا ہے اور پارلیمنٹ کی سرکاری رپورٹون مین بہت سے واقعات اس قسم کے جو تیرا کے جولاہون مین ۱۸۲۴ء اور ۱۸۲۵ء کے درمیان مین واقع ہوئے مندرج ہین - ڈاکٹر چیورس نے ایک مثال لکھی ہے جسمین دو ہندو ایک گماشتہ کو دم بکر اپنے گھر کے اندر لے آئے اور اوسکو ایک گڑھے مین ڈالکر اوسکے اوپر ایک تختہ جس سے وہ بالکل چھپ جاتا تھا بند کردیا اور اوسپر خود کھڑے ہوگئے یہان تک کہ وہ بیچارہ دم خفا ہوکر مرگیا -

لاشس نہایت بوسیدہ حالت مین پائی گئی لیکن اوسپر کچھ بیرونی نشانات زیادتی کے نہ تھے - زندہ دفن کئے جانیکی صورت مین ہلاکت کا باعث اختناق ہوا کرتا ہے اور لاش پر بالکل وہی علامات ہوتے ہین جو اختناق کی صورت مین -

خودکشی ایک نہایت غور طلب مسئلہ ہے اور حصہ دوم کے باب اوّل مین اسکے متعلق بہت کچھ بیان ہو چکا ہے۔ اس ملک مین خودکشی کے اسباب چار ہین۔

اول جسمانی تکلیف۔ یہ بہت بڑا سبب خودکشی کا ہوا کرتا ہے اور پولیس اکثر یہ رپورٹ کرتا ہے کہ فلان شخص (عموماً عورت) پیٹ کے درد کی تاب نہ لاسکا اور اوسنے اپنے تئین کنوے مین ڈالدیا اور اتفاقی طور سے ہلاک ہوگیا۔ ڈاکٹر وڈفورڈ (جنکے قول کو ڈاکٹر چیورس نے نقل کیا ہی) لکھتے ہین کہ بنگالے کے چاول کھانے والی رعایا مین اکثر اوقات پیٹ مین کیڑے ہونے کی وجہ سے درد اور اضمحلال اور ضعف اسقدر پیدا ہوجاتا ہے کہ وہ باعث خودکشی ہوتا ہے۔

دوم غم شرم اور غصہ۔ یہ معمولی اسباب مین سے ہین اور انکی نسبت اسقدر کہنا ہے کہ اکثر اوقات عورتین اپنے شوہرون سے لڑنے کے بعد یا تو ڈوب مرتی ہین یا ڈوب مرنے کا ارادہ کرتی ہین۔ اکثر اوقات یہ محض اپنے شوہرون کو دہمکی دینے اور اونکو راضی کر لینے کی غرض سے ہوا کرتا ہے۔ مہابھارت مین غصہ کی کوٹھری کا ذکر لکھا ہے جسمین بی بی شوہر سے ناراض ہو کر اپنے تئین بند کر لیا کرتی تھی اور جبتک اپنا کہا نہین کرالیتی خور و نوش چھوڑدیتی تھی۔ مجسٹریٹون کے سامنے اکثر مقدمات اس قسم کے آتے ہین جسمین عورت کسی کپڑے یا زیور کے اوپر اپنے شوہر سے لڑی ہے اور اپنے کو کنوے مین ڈالکر ڈوب مرنے کا ارادہ کیا ہے۔ لیکن ایسی صورتون مین عموماً یہ ہوتا ہے کہ عورت سیڑھیون کے نیچے اوترتی ہے اور گہرے پانی مین نہین جاتی اور جسوقت کوئی اوسکو منانے آوے تو بآسانی مان جاتی ہے۔ لیکن بعض اوقات عورتین کسی سخت جھگڑے کے بعد علی الخصوص جب شوہر نے اونکو مارا بھی ہو فی الواقع کنوے مین گر کے ڈوب مرتی ہین۔

تیسرا انتقام۔ انتقام کی غرض سے خودکشی کرنا بہ نسبت اس زمانہ کے پہلے زمانہ مین

زیادہ عام تھا۔ اوس زمانہ مین یہ اعتقاد تھا کہ اگر کوئی شخص کسی کے ظلم سے خودکشی کر لیوے تو اوسکا عذاب ظالم پر پڑتا ہے۔ اس اعتقاد کی بہت سی تاریخون مین مثالین موجود ہین لیکن ان مین سے عجیب مثال یہ ہے کہ جب راجپوت کسی کے ساتھ بطور بدرقہ جایا کرتے تو قطاع الطریق کبھی اون پر حملہ نہ کرتے۔ کیونکہ ایسے حملہ کے وقت راجپوتون کا قاعدہ تھا کہ وہ خود اپنے کو ہلاک کر لیا کرتے تھے اور چونکہ اونکی ذات بہت اونچی ہے ڈاکو اتنے بڑے گناہ سے ڈر کر اون سے مزاحم نہوتے۔ دہرنا بیٹھنا بھی (جو اب مجموعہ تعزیرات ہند کی رو سے جرم قرار دیدیا گیا ہے) اسی قبیل سے ہے۔

فادر مارٹن ایک رومن کیتھلک پادری ۱۷۰۹ء مین لکھتے ہین (انکو ڈاکٹر جیورس نے نقل کیا ہے) اس ملک مین ایک عجیب طریقہ انتقام کا ہے جس سے تمکو تعجب ہوگا۔ اگر دو شخص آپسمین لڑین اور دونین سے کوئی اپنی آنکھ پھوڑ ڈالے یا خودکشی کر لیوے تو فریق ثانی پر لازم ہووے گا کہ وہ بھی اوسی قسم کا ضرر اپنے کو یا اپنے کسی عزیز کو ضرور پہنچاوے۔ عورتین اس وحشیانہ رسم کو حد تک پہنچاتی ہین۔ اونمین قاعدہ ہے کہ جب کوئی عورت کسی دوسری عورت سے لڑے یا ناراض ہووے تو وہ اپنا سر فریق مخالف کے دروازہ پر جاکر ٹکراتی ہے اور اوسکو بھی ضرور ہے کہ یہی سزا اپنے اوپر گوارا کرے۔ اگر ایک عورت غصہ مین آکر زہر کھالے تو جسنے غصہ دلایا ہے اوسکو بھی لازم ہے کہ اپنے کو اسی طرح ہلاک کرے۔ اور اگر ایسا نہ کرے تو اوسکے ہمسایہ اوسکا گھر جلاوینگے یا اوسکے مویشی چرالین گے اور اوسکو ہر طرح سے تنگ کرینگے اوسے اس فعل پر مجبور کرینگے۔

کور کی رسم ہنود مین اسی قبیل سے تھی۔ یہ طریقہ پرانے زمانہ مین سرکاری ملازمون کو تحصیل وصول کرنے سے باز رکھنے کے واسطے جاری تہا۔ ایک انبار لکڑی کا بنایا جاتا تھا اور

اوسپر ایک گاے اور بعض اوقات ایک بڑہیا بٹھادی جاتی تہی اور اوسمین آگ لگادی جاتی تہی یہ پورانی رسمین ہوئی الحقیقت غریب او کمزور رعیت کے تہہ کنڈے ظالم حکام کے مقابل مین تھے اب بالکل مفقود ہو گئی ہین لیکن اونکا نام باقی رہ گیا ہے۔

چوتھا مذہبی خیالات سے خودکشی کرنا۔ ڈاکٹر چیورس نے آئین اکبری سے نقل کیا ہے کہ ہنود پانچ قسم سے خودکشی کرنے کو ثواب سمجھتے ہین (۱) فاقہ۔ (۲) اپنے کو گوبر مین لپیٹ کر اوسمین آگ لگا دینا اور اندر جل جانا (۳) اپنے کو برف مین دفن کر لینا (۴) گنگا جس مقام پر سمندر مین جا ملی ہے وہان اپنے کو پانی مین کہڑا کرنا اور اپنے گناہون کا خیال کر کے دعا مانگنا یہان تک کہ مگر مچھ آکر کھا لیوین (۵) الہ آباد مین جہان گنگا اور جمنا ملی ہین وہان اپنا گلا کاٹ لینا"

مہادیو کیری اور ریچ مین۔ اور انگر منڈ بلتا کے مقامون پر اپنے ماؤن کی منت پوری کرنے کو چار اور پانسو فیٹ کی بلندی سے کود پڑنا اور ہلاک ہوجانا بھی اسی قسم کی رسمون مین سے ہے۔ رتھ کے پہیون کے نیچے دب کر جان دینی یہ کچھ جگناتھ ہی پر موقوف نہین تہا بلکہ اور متبرک مقامات کے جاترا اون مین بھی ہوا کرتا تہا۔ اب بھی یہ رسم بالکل اوٹھی نہین ہے اور کبھی کبھی ایسا ہوتا ہے۔ رتھ چلتے وقت کوئی مرد یا عورت دب کر مر جاتی ہے۔ یہ ہلاکتین البتہ عموماً اتفاقی کہی جاتی ہین لیکن البتہ تعجب یہ ہوتا ہے کہ اس قسم سے دب کر مر جانے والے اشخاص ہمیشہ بڈہے یا بڈہیان ہوا کرتی ہین۔ ڈاکٹر چیورس لکھتے ہین۔ "ساتوین جولائی ۱۸۷۶ع کے اخبار فرینڈ آف انڈیا مین لکھا ہے کہ خود اڈیٹر نے کئی روز قبل رتھ جاترا کے دن بچشم خود دو شخصون کو دب کر مرجاتے ہوے اور ایک کو سخت زخمی ہوتے ہوئے دیکھا۔ ان اشخاص نے اپنے تئین بالارادہ رتھ کے پہیون کے نیچے گرا دیا تہا" اگرچہ یہ واقعہ اتفاقی کہا گیا۔ لیکن اڈیٹر کا بیان غور کے قابل ہے۔

ستی کی رسم عورتون ہی کے ساتھ مخصوص نہین ہے بلکہ سب سے پرانی مثال مرد کے ستی ہونے کی رامائن مین موجود ہے - راجہ دسرتھ رام جی کے گھر سے نکل جانے کے بعد جب آ گئے ہین تو اونھون نے اپنی رانی سے اپنے لڑکپن کی ایک سرگذشت بیان کی ہے - راجہ دسرتھ نے کہا کہ مین ایک مرتبہ شکار کو گیا تھا اور مین نے غلطی سے ایک اندھے منی کے بیٹے کو جو پانی بھر رہا تھا تیر سے مار ڈالا - منی نے جب اسکی خبر سنی تو خود بیٹے کی لاش کے ساتھ جل مرا اور مرتے وقت یہ کہا کہ جب راجہ دسرتھ مرینگے تب اونکو بھی اپنے بیٹے کی جدائی کا داغ ہوگا - مردون کی اپنے کو ہلاک کرنے کی متعدد مثالین مختلف زبانون مین پائی جاتی ہین - لیکن البتہ اس قسم کی صورتین شاذ ہین - اور زیادہ اون ہی لوگون مین ہین جو وحشی ہین - اور اس قسم کے لوگ اکثر اپنے کو ہلاک کرنے سے پہلے اپنے سارے کنبے کے لوگون کو قتل کرتے ہین - عورتون کی ستی کے بارہ مین اسی قدر کہنا ہے کہ اب بھی کبھی کبھی ایک آدھ مقدمہ ستی کا ہو جاتا ہے - راجپوتانہ کی رپورٹ انتظامی سنہ ۹۳-۱۸۹۲ع مین لکھا ہے کہ اس سال مین ایک ستی ہوئی -

حصّہ سوم

باب اوّل زنا بالجبر

اس جرم کا الزام لگانا بہت عام بات ہے اور مثل یورپ کے اس ملک مین بھی یہ الزام اکثر جھوٹا ہوا کرتا ہے - چونکہ ایسے مقدمات مین چشم دید گواہ بہت کم ہوتے ہین ملزم کی برات یا سزایابی کا دار ومدار عورت کے بیان اور اوسکے امتحان اور ملزم کے امتحان پر ہوا کرتا ہے -

بالغہ کے جسم پر زنا بالجبر کے علامات کا پایا جانا - یہ امر مسلم ہے کہ ایک معتدل جسامت کے مرد کا کسی بالغہ کے ساتھ زنا بالجبر کرنا اور عورت کے جسم پر کسی زیادتی کے نشان کا نہ پایا جانا ایک امر محال ہے - البتہ یہ ممکن ہے کہ عورت کو نشہ مین یا بدحواسی کی حالت مین لانے کے بعد زنا بالجبر کیا گیا ہو - کیا سپر نے منجملہ اور مقدمات کے ایک سینتالیس ۴۷ سالہ عورت کا مقدمہ لکھا ہے جسنے ایک شخص پر جھوٹا دعوے زنا بالجبر کا کیا تھا (دیکھو مقدمہ نمبر ۱۷) محض عورت کے امتحان سے اس بات کا پایا جانا کہ اوسکا ازالہ بکر ہوا ہے کافی ثبوت زنا بالجبر کا نہین ہو سکتا اور نہ یہ ثبوت اسکا ہے کہ ازالہ بکر کا باعث مقاربت ہی ہے لیکن اس ملک مین جہان بہت کم بالغہ عورتین ایسی ملین گی جنکی شادی نہوگئی ہو اگر کسی بالغہ عورت کی طرف سے دعویٰ ہو تو شاید ازالہ بکر کا مسئلہ پیش ہی نہین آئے گا - جس صورت مین کہ عورت محصنہ اور مقاربت کی عادی ہو تو محض ادخال کی (جبتک ادخال نہایت تشدد کے ساتھ نہ کیا گیا ہو) کوئی علامت باقی نہین رہیگی علی الخصوص جسوقت واقعہ کو دو تین دن گذر جاوین - برخلاف اسکے بالغہ عورت کے جسم پر زنا بالجبر

کے نشانات کا پایا جانا بھی نہایت قرین قیاس ہے - البتہ قانوناً اگر عورت کی رضامندی بجبر یا غلطی کی حالت مین حاصل کی گئی ہے تب بھی مقاربت زنا بالجبر کی تعریف مین آجاویگی - زنا بالجبر کے دعوے اکثر نابالغون کی طرف سے کئے جاتے ہین اور ان مقدمات مین نہایت سخت احتیاط چاہیئے - اکثر اوقات نابالغہ کے طرز کلام سے معلوم ہوجاتا ہے کہ وہ سکھائی گئی ہے یا نہین - اور یاد رکھنا چاہیئے کہ محض جسم پر ازالہ بکر کے علامات مثلاً خون کا نکلنا یا غشاے بکر کا شق ہوجانا ثبوت کافی زنا بالجبر کا نہین ہے - سب سے پہلے نابالغہ کے والدین کی ذات اور حالت کو دریافت کرنا چاہیئے - کیونکہ اگر والدین اچھی ذات اور اچھے خاندان کے ہین تو احتمال ہے کہ وہ جھوٹا دعوی نہین کرینگے - برخلاف اسکے اگر مان بدچلن عورت ہے تو جھوٹے دعوی کا ہونا قرین قیاس ہوجاتا ہے - ڈاکٹر چیورس نے کئی مقدمات لکھے ہین جنمین داشتہ عورتون نے خود اپنی بیٹیون کا ازالہ بکر کسی آلہ کے ذریعہ سے کیا ہے اس غرض سے کہ وہ مجامعت کے قابل ہوجاوین - البتہ اندام نہانی کا اسطرح پر بڑھانا بتدریج ہوا کرتا ہے لیکن بخوبی ممکن ہے کہ کوئی بدمعاش عورت اپنی بیٹی کا ازالہ بکر سختی کے ساتھ کرے اور اوسکو تعلیم کر کے کسی بھلے آدمی پر زنا بالجبر کا دعوی کرادے - خون کے نشان اوسی وقت بکار آمد ہو سکتے ہین جب کسی طبیب نے اونکا امتحان کر لیا ہو - مثلاً اگر خون کے اندر منی کے کیڑے[۵] پائے جاوین تو یہ یقینی ثبوت مقاربت کا ہے - لیکن کیاسپر کی تجارب سے یہ بات ظاہر ہوئی کہ بعض مردون کی منی مین (خصوصاً جب وہ مسن ہون) کیڑے نہین ہوا کرتے - لیکن منی کے کیڑون کا پایا جانا یقینی ثبوت مقاربت کا ہے اور اگر عورت نابالغہ ہے تو یہ مقاربت زنا بالجبر کی حد کو پہنچ جاتی ہے - بعض اوقات زنا بالجبر کے

---

[۵] منی کے کیڑے - انسان کی منی کو خوردبین مین دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسمین بہت باریک باریک لمبے لمبے کیڑے ہین جو چلتے پھرتے ہین - انکے سر کسیقدر موٹے اور دُم باریک ہوتی ہے یہی کیڑے باعث تناسل ہین -

مقدمات اسطرح پر ثابت کیئے جاتے ہین کہ مرد کسی مرض شہوانی مین مبتلا ہے اور عورت کو بھی
وہی مرض لگ گیا ہی۔ لیکن اس قسم کے ثبوت کے قبول کرنے مین بڑی احتیاط چاہیئے۔ کیاسپر
لکھتا ہے کہ کم سن لڑکیون مین (علی الخصوص جو بہت کم سن ہین) اندام نہانی سے ایک
قسم کا بدبو اور تیز مادہ نکلا کرتا ہے جسکا رنگ سبزی مائل زرد ہوتا ہے اور اسکو عورتون کے
ابتدائی سوزاک کے مادہ سے تمیز کرنا محال ہے۔ یہ علامت نہایت غور کے قابل ہے کیونکہ یہ
اکثر بارہ اور چودہ سال کے بیچ مین پائی جاتی ہین اور اون ہی صورتون مین جہان اعضاے تناسل
کے ساتھ کوئی بدسلوکی کی گئی ہے۔ لیکن اس قسم کا اخراج اندام نہانی سے ہوا کرتا ہے اور مجراے
بول سے نہین ہوتا۔ برخلاف اسکے سوزاک کا مادہ مجراے بول سے نکلا کرتا ہے۔ بعض اوقات
سردی کی وجہ سے یا اسکرافیولا اور پیٹ مین کیڑے ہونے کی وجہ سے اور کبھی کبھی محض
کثافت کی وجہ سے بھی اس قسم کے مادہ کا اخراج ہوتا ہے جو غلطی سے سوزاک کا مادہ خیال
کیا جا سکے۔ اس قسم کے اخراج کی بابت ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین۔" یہ اخراج اکثر چھ سات برس کی لڑکیون
مین پایا جاتا ہے اور بعض اوقات ایسے بچون کو تعلیم کر کے اون سے بیگناہ اشخاص پر استحصال
بالجبر کی نیت سے دعویٰ کرایا گیا ہے۔ لیکن ایسی صورتون مین غشاے بکارت کے نہ ٹوٹنے
اور اندام نہانی اور اوسکے اطراف کے زخمی نہونے اور نیز اخراج کی کثرت کی وجہ سے مرض اور
زنا بالجبر مین بخوبی امتیاز ہو سکتا ہے۔ کیا پوران نے دو مقدمے لکھے ہین جنمین نابالغ بچون
کے ساتھ زنا بالجبر کا جھوٹا الزام اسی قسم کے اخراج کی بنا پر کیا گیا تھا"۔ اسواسطے جب کبھی کسی قسم
کا اخراج اعضاے تناسل مین سے ہو تو اوسکی نسبت طبیب کی راے لینا ضرور ہے اور طبیب
سے یہ پوچھنا ضرور ہے کہ اوسنے کس بنا پر اوس اخراج کو مادہ سوزاکی قرار دیا۔ مرد کے عضو تناسل
سے بھی بعض اوقات سردی وغیرہ کی وجہ سے مادہ نکلتا ہے جو حقیقت مین مادہ سوزاکی نہین ہے

پس مرد کا امتحان بھی پوری طرح سے ہونا چاہیے اور مجھ کپڑون پر دھبے کا پایا جانا دلیل اسکی
نہین ہو سکتی کہ وہ کسی مرض شہوانی مین مبتلا ہے۔ البتہ جسوقت ثابت ہو جاوے کہ مرد کسی مرض
شہوانی مین مبتلا ہے اور عورت کو بھی بجنسہ وہی مرض ہے تو البتہ یہ شہادت عورت کے بیان کی
جو بنفسہ قابل اعتبار نہو موید سمجھی جاوے گی اور ان مقدمات مین جہان نابالغ عورتین مدعی
ہوئی مین اس قسم کی شہادت سزا کے واسطے کافی سمجھی گئی ہے۔ ایسے مقدمات مین دو باتون
کا ثابت ہونا ضرور ہے۔ اول یہ کہ مرض از قسم امراض شہوانی ہے۔ دوم یہ کہ مرد اور عورت
دونون ایک ہی مرض مین مبتلا ہین۔ یہ بھی تحقیق ہونا چاہیے کہ مقاربت سے کتنے زمانہ کے
بعد مرض نمودار ہوا۔

باکرہ عورتون پر زنا بالجبر کا اثر یہ ہوتا ہے کہ غشاے بکارت بالکل شق ہو جاتا بلکہ کئی جگہ سے
زخمی ہو جاتا ہے۔ کیاسپر نے اس خاص علامت پر بہت زور دیا ہے۔ وہ لکھتا ہے کہ چھوٹے
بچون مین غشاے بکارت کبھی ضایع نہین ہوتا اگرچہ مرد کا عضو تناسل داخل کیون نہوا ہو۔
پس صرف غشاے بکارت کا سالم رہنا اسکی دلیل نہین ہو سکتی کہ زنا بالجبر نہین ہوا ہے۔

ہندوستان مین لڑکیون کی عمر بلوغ کے بارہ مین ڈاکٹر چیورس نے بہت
تحقیقات کی ہے وہ ڈاکٹر چکربتی کے زبانی ایک صورت لکھتے ہین جسمین ایک لڑکی دس
سال کی عمر مین صاحب اولاد ہوئی۔ اور چونکہ ڈاکٹر چکربتی اس لڑکی کو بچپن سے جانتے
تھے اسواسطے اوسکی عمر مین کچھ شک نہین ہو سکتا۔ ڈاکٹر چیورس لکھتے ہین کہ دس برس
کی عمر مین طمث کا ہونا نہایت شاذ ہے اور سو مین ایک صورت مین بھی نہین ہوتا۔ اور بہ نسبت
مرفہ الحال اشخاص کے غربا کی لڑکیون مین طمث دیر مین ہوا کرتا ہے۔ غربا مین بارہ برس سے
کم مین کوئی صورت طمث کی نہین دیکھی گئی۔ لیکن مرفہ الحال اشخاص مین عمر طمث کی گیارہ سال ہے

ڈاکٹر فیرر نے کلکتہ کے یورپین اطفال لاوارثین مین سے سترہ خالص یورپین لڑکیون کا تجربہ طمث کا دیا ہے جو ذیل مین مندرج ہے - جلدی سے جلدی زمانہ طمث کا بارہ برس اور دو مہینے تھے اور یہ لڑکی ہندوستان مین پیدا ہوئی تھی -

۴	لڑکیون نے	۱۲ اور ۱۳ سال کے بیچ مین طمث کیا -
۸	"	۱۳ اور ۱۴ " " "
۹	"	۱۴ اور ۱۵ " " "
۵	"	۱۵ اور ۱۶ " " "
۱	لڑکی نے	۱۶ اور ۱۷ " " "

یہ بات تو معلوم ہے کہ ہندوستان مین اگرچہ لڑکیون کی شادی کمسنی مین ہوتی ہے لیکن وہ اپنے مان باپ کے گھر رہا کرتی ہین اور پہلے طمث کے بعد رخصت کی جاتی ہین -

ذکور کے بارہ مین انگلستان اور ہندوستان کے قانون مین فرق ہے - انگلستان کے قانون نے قطعی طور پر فرض کر لیا ہے کہ چودہ سال سے کم کا لڑکا زنا بالجبر نہین کر سکتا برخلاف اسکے ہندوستان مین عمر کی قید نہین ہے اور محض شخصی قابلیت کا لحاظ کیا جاتا ہے ایک مقدمہ موجود ہے جسمین ایک دس برس کا لڑکا ایک تین برس کی لڑکی کے ساتھ زنا بالجبر کرنے کے جرم مین سزایاب ہوا - لیکن اس خاص صورت مین جرم کی سزا نہین دی گئی محض بدچلنی کی سزا دی گئی -

زنا بالجبر کے مقدمہ مین عورت کی پچھلی بدچلنی کی نسبت شہادت پیش نہین ہو سکتی الا اوس حال مین کہ خود اوس سے اس بارہ مین سوال کیا گیا ہو - مسٹر مین نے اپنی شرح مجموعہ تعزیرات ہند مین جو کچھ اس بحث مین دو مقامون پر لکھا ہے اومین کسیقدر باہم تخالف ہے - ایک جگہ وہ لکھتے ہین

اگرچہ مدعیہ سے یہ سوال ہوسکتا ہے کہ اوسنے اور اشخاص کے ساتھہ بدکاری تو نہین کی۔ لیکن اوسکا جواب بالکل قطعی سمجھا جاویگا اور اُسکے خلاف مین شہادت نہین لی جاسکتی"۔ مگر دوسرے ہی صفحہ پر وہ یہ بھی لکھتے ہین "مدعیہ کی بدچلنی ایک بہت بڑا جزو ہے اس بات کے فیصلہ کرنے مین کہ آیا اوسکے ساتھہ بالجبر فعل کیا گیا یا اوسنے خود مقاربت کی اجازت دی۔ اور اسواسطے مدعی علیہ کو حق ہے کہ وہ مدعیہ کی بدچلنی کی شہرت کا اور اوسکے اپنے ساتھہ یا دوسرے اشخاص کے ساتھہ بدکاری کرنے کا ثبوت پیش کرے۔ لیکن قانون کا یہ منشا معلوم ہوتا ہے کہ ان خاص امور کی نسبت شہادت نہین لی جاسکتی الا اوس حال مین کہ خود مدعیہ سے اوس بارہ مین سوالات جرح کئے گئے ہون"۔ اِن دونون بیانات کے تخالف کی طرف اسواسطے توجہ دلائی جاتی ہے کہ مسٹر مین کی کتاب بہت مستند ہے اور اوسکے یہ دونون فقرے دلیل مین پیش ہوسکتے ہین۔ چال چلن کے واقعہ متعلقہ ہونے کے بارہ مین جو عام اصول ہین اونمین زنا بالجبر کی صورت مین کسیقدر ترمیم کی گئی ہے۔ عام اصول یہ ہے کہ کسی شخص کا بدچلن ہونا واقعہ متعلقہ نہین ہوسکتا الا اوس حال مین کہ شہادت اس بات کی پیش کی جاوے کہ وہ نیک چلن ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ جسوقت کوئی عورت عدالت مین جاکر حلفیہ اظہار دیتی ہے کہ میرے ساتھہ زنا بالجبر کیا گیا تو اوسکی حالت مین اور مدعی علیہ کی حالت مین جسکو مطلق حلف نہین دیا جاتا بڑا فرق ہے۔ وہ فی الواقع ایک گواہ کی حیثیت رکھتی ہے اور وہ اصول قانونی جسکی رو سے گواہ کے اعتبار پر اعتراض کرنے کا حق دیا گیا ہے اوسپر بھی نافذ ہوتا ہے۔ مثلاً اگر فی الواقع مدعیہ اور ملزم مین مقاربت ہوئی ہو اور مدعیہ کا دعوی ہو کہ یہ فعل زنا بالجبر تھا۔ پس اگر مدعیہ کو یہ حق دیا جاوے کہ وہ قسمیہ بیان کرے کہ اوسنے اسکے پہلے ملزم سے کبھی مقاربت نہین کی تھی اور ملزم کو اس بیان کی تردید کا حق نہ دیا جاوے تو صریح اور صاف ناانصافی ہے۔ اس صورت مین عورت کا مقاربت سابقہ سے انکار

کرنا بجائے خود اسبات کا ثبوت پیش کرتا ہے کہ وہ نیک چلن ہے اور عام اصول شہادت کے مطابق اوسکی بدچلنی کا ثبوت واقعہ متعلقہ ہو جاتا ہے۔

زنا بالجبر کا دعوی کر دینا اسقدر آسان امر ہے اور اس دعوی کا جھوٹا ثابت کرنا اسقدر مشکل کہ عورت کے بیان پر یقین کرنے مین بڑی احتیاط چاہیئے۔ اوس سے نہایت تفتیش کے ساتھ سوالات جرح کرنا چاہیئن اور اوسکے بیان کو ہر طرح پر جانچنا چاہیے۔ علی الخصوص جب وہ عورت بدچلن ہو۔ البتہ بدچلن عورت کے ساتھ بھی زنا بالجبر کا ہونا غیر ممکن نہین ہے۔ کیا سٹیر نے ایک خادمہ کا حال لکھا ہے جسکی نسبت صاف ثابت ہوا کہ اوسکا ازالہ بکر ہو چکا تھا اور اوس سے چند چورون نے جو گھر کے اندر گھس آئے تھے نہایت بے رحمی کے ساتھ زنا بالجبر کیا۔ لیکن جسوقت کوئی عورت جو نیک چلن سمجھی جاتی ہے عین مقاربت کی حالت مین پکڑ لی جاوے تو وہ اپنی عزت بچانے کے واسطے شور غل مچا کر بخوبی دعوی زنا بالجبر کا کر سکتی ہے۔ پس ایسی صورت مین عورت اور ملزم کی آشنائی کا ثبوت (اگرچہ عورت جرح کے وقت اوس سے انکار کیون نہ کرے) لیا جانا چاہیئے۔ البتہ اس قسم کا ثبوت اوسکے بیان کے خلاف مین ثبوت قطعی نہین تصور ہوگا لیکن مقدمہ کے فیصلہ پر اوسکا اثر ہونا چاہیئے۔

اس ملک مین زنا بالجبر کے مقدمات مین مدعیہ کو اسقدر آزادی دی گئی ہے کہ اگر ملزم کو اوسکی شہادت کی تردید کا حق نہ دیا جاوے تو بڑی بے انصافی کی بات ہے۔ ان مقدمات مین سنی سنائی شہادت بھی جایز رکھی گئی ہے۔ اور نہ فقط عورت کا بیان کسی فریق ثالث سے شہادت مین لیا جاتا ہے بلکہ اوسکی تفصیلات بھی مثلاً ملزم کا نام وغیرہ وغیرہ۔ بلکہ اگر کوئی فریق ثالث نہو جس سے عورت نے واقعہ کو بیان کیا ہو تو اوسکے بیان کی نسبت جھوٹ کا احتمال پیدا ہوتا ہے۔ برخلاف اسکے ایسے فریق ثالث کا بیان دعوی کا موید سمجھا جاتا ہے۔ پس اگر ملزم مدعیہ کے ساتھ اپنی آشنائی ثابت

کرنے سے باز رکھا جاوے تو گویا وہ جوابدہی کرنے اور اپنی برات حاصل کرنے سے باز رکھا گیا۔ کیونکہ زنا بالجبر کے مقدمات مین فریقین کے باہمی پچھلے تعلقات کا معلوم کرنا نہایت ضروری امر ہے۔

قانوناً کوئی شخص اپنی بی بی کے ساتھ (اگر اوسکا سن دس[۵] سال سے زائد ہے) زنا بالجبر کرنے مین ماخوذ نہین ہو سکتا ہے۔ لیکن البتہ اعانت زنا بالجبر مین ماخوذ ہو سکتا ہے۔ (دیکھو مقدمہ لارڈ آڈلی) اور اپنی بی بی کے ساتھ فعل خلاف وضع فطری کرنے کے جرم مین بھی سزایاب ہو سکتا ہے۔ (دیکھو مقدمہ نمبر ۴۷)

اس ملک مین مدعیہ جو عمر اپنی عدالت کے سامنے بیان کرے اوسپر بہت کم وثوق ہو سکتا ہے اور بہت صورتون مین ایسا ہوتا ہے کہ گواہ اپنی لاعلمی بیان کرتا ہے اور عدالت کو اوسکی عمر کا اندازہ کرنا پڑتا ہے۔ ایک صورت مین ایک بڈھی عورت نے جسکی عمر اقلاً ساٹھ برس ہوگی اپنے کو دہ سال بتایا۔ لیکن جو کچھ غلطی ہوتی ہے وہ کمی کی طرف سے کبھی ایسا نہین ہوتا کہ عورت اپنی اصلی عمر سے زیادہ بتاوے۔

مجموعہ تعزیرات ہند کی رو سے جرم زنا بالجبر کے واسطے ادخال کافی سمجھا گیا ہے۔ لیکن اسکی تشریح نہین کی گئی ہے کہ ادخال کس مقام پر ہونا چاہیئے مثلاً چھوٹے بچون مین کل ڈاکٹرون کی راے ہے کہ اگرچہ غشاے بکارت زخمی ہوجاتا ہے لیکن اوسمین ادخال ممکن نہین ہے۔ اور ایسے مقدمات موجود ہین جنمین طبیب نے کہدیا ہے کہ بوجہ کم سنی کے ادخال ممکن نہ تھا۔ عقل سلیم یہ کہتی ہے کہ ادخال سے یہ مراد نہین ہونی چاہیئے کہ مرد کا عضو تناسل غشاے بکارت کے پار

---

[۵] سر انڈریو اسکوبل قانونی ممبر کونسل کے پیش کردہ قانون کے مطابق جو ۱۹ مارچ سنہ ۱۸۹۱ع مین بنام ایکٹ ۱۰ سنہ ۱۸۹۱ع پاس ہوا یہ عمر اب بارہ سال کردی گئی ہے۔

ہوجاوے بلکہ اوسکا شفرتین کے اندر جانا ہی جرم کے واسطے کافی ہونا چاہیئے - اور چھوٹے بچون مین غشاے بکارت کا قایم رہنا ملزمین کی رہائی کا باعث نہین ہونا چاہیئے - انگلستان کے قانون مین ادخال کی یہ تعریف ہے کہ مرد کے عضو تناسل کا شرمگاہ کے اندر جانا ادخال ہے - لیکن اس ملک کے قانون مین لفظ ادخال کی تعریف جہان تک دیکھا گیا کسی فیصلہ مین نہین پائی جاتی -

پولیس اور ماتحت کے مجسٹریٹون کو چاہیئے کہ زنا بالجبر کا دعوی ہونے کے ساتھ ہی عورت کو فوراً طبیب کے پاس امتحان کو بھیجین - جسقدر زیادہ دیر مین امتحان ہوگا اوسیقدر دعوی کا ثبوت مشکل ہوگا - ملزم کا بھی جواب لینا چاہیئے - اور اگر وہ مقاربت کا اقرار لیکن زنا بالجبر سے انکار کرے تو اوسوقت فریقین کے خاندان اور اونکے پچھلے باہمی تعلقات کی تحقیقات کرنی چاہیئے - اگر یہ تحقیقات فوراً نہ کیجاوے تو جھوٹی گواہی بنائے جانے کا قوی احتمال ہے -

نظائر متعلقہ باب اوّل حصّہ سوم

مقدمہ نمبر ۱ - ایک سینتالیس ۴۷ برس کی عورت کے ساتھ زنا بالجبر کئے جانے کا بیان -

اس مقدمہ کو کیاسپر نے تفصیل کے ساتھ اپنی کتاب کے جلد سوم صفحہ ۳۱۴ مین درج کیا ہے اس مقدمہ مین دعوی ایک عہدہ دار عدالت کے اوپر تھا - اور یہ بیان تھا کہ اوسنے زنا بالجبر کیا اور اوسکی وجہ سے مرض سوزاک مدعیہ کو ہوگیا - پانچ ڈاکٹر جنمین سے دو ماہرین فن میڈیکل جیورسپروڈنس تھے اس مقدمہ مین ہاتھ لگا چکے تھے اور اوسکے بعد تصدیق دعوے کی ضرورت پڑی -

مدعیہ نے حلفاً بیان کیا کہ ملزم مسٹر اای (جنکا چال چلن کیا بحیثیت ایک عہدہ دار سرکاری کے اور کیا خانگی حیثیت سے نہایت اچھا ہے) دس مہینے کا زمانہ ہوا ۲ جولائی کو اعزازی ڈگری کے واسطے میرے مکان پر آئے اور مجھسے کہا کہ اگر مین اونکی خواہش کو پورا کرون تو اجرا ے ڈگری روک دیجاوے مدعیہ اور ملزم ایک خندق کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے یہ گفتگو کر رہے تھے۔ اتنے مین ملزم مدعیہ پر چڑھ بیٹھا اور اوسکے ساتھ صحبت کرنے لگا اور مدعیہ کو اوسکا زور سے منزل ہونا محسوس ہوا۔ لیکن مدعیہ کے اس بیان مین مطلق سچ کی بو نہین پائی جاتی اور اوسکی نسبت صریح احتمال کذب کا ہوتا ہے۔ مدعیہ کا سن پنتالیس سال کا ہے اور دو کسی بچون کی مان اور ایک بیٹی کنی عورت ہے اور اوسکو اس قسم کے معاملات سے بخوبی واقفیت ہو نیا ہے۔ اگرچہ مدعیہ نے مطلق کسی قسم کا اقرار غلطی کا نہین کیا ہے تاہم اوسکا بیان بالکل خلاف قیاس ہے۔ ملزم مسٹر اای ایک بھلے آدمی بیالیس سال کی عمر کے ہین معتدل القامت معتدل القوی اور سالہا سال سے متاہل اور اپنے بی بی بچون مین خوش۔ پس اس صورت مین ظاہر ہے کہ مسٹر اای مین جوشش وخروش جوانی جو ایسے فعل کا باعث ہو سکے باقی نہین رہے۔ تاہم مدعیہ کا بیان کہ اس زنا بالجبر کی وجہ سے مدعیہ کو مرض سوزاک ہو گیا جسکا علاج کرانے کو اوسنے ڈاکٹر جے ون دی سے رجوع کیا اور اونکے نسخے بطور شہادت کے پیش کئے گئے ہین۔ نسخون کے دیکھنے سے اور اونکے اوپر مہر کے ہونے سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بیشک یہ نسخے تیار کئے گئے اور انہین وہی دوائین ہین جو عموماً مرض سوزاک مین دی جاتی ہین۔ لیکن آیا مدعیہ نے فی الواقع ان دواؤن کا استعمال کیا یا نہین معلوم نہین ہوسکتا۔ ڈاکٹرون کے بیانات دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ ڈاکٹر جے کا بیان بالکل بے وقعت ہے کیونکہ اونہون نے مدعیہ کا امتحان نہین کیا اور محض اوسکے بیان پر نسخہ لکھدیا۔ ڈاکٹر کا کوئی سارٹیفکٹ نہین

پیش ہوا - اور ڈاکٹر ن نے جو امتحان مدعیہ کا ۲۰ اگست کو (یعنی مرض شروع ہونے سے ایک مہینہ میں جسوقت تک کہ علامات مرض شومادنے نہین ہونے) کیا اوسمین کوئی علامت سوزاک کی نہین پائی گئی اور مرض ایک صاف رقیق مادہ پایا گیا جو اندام نہانی سے نکلتا تہا نہ مجراے بول سے - طبیب نے مجراے بول کو دبا کر بہی دیکہا لیکن اوسمین سے کچھ نہ نکلا - پہ ثابت ہوا کہ ۲۰ اگست کو مدعیہ مرض سوزاک مین مبتلا نہ تہی - جو مادہ اخراج ہوا تہا اوسکے بارہ مین کچھ زیادہ کہنا ضرور نہین ہے کیونکہ اکثر عورتون مین یہ پایا جاتا ہے اور اس سے کوئی استنباط مقاربت ہونے یا نہونے کا اور خصوص مریض شخص کے ساتھ مقاربت ہونے کا نہین ہوسکتا محض اس بات کا ثابت کرنا کہ مدعیہ کو ۲۰ اگست کو سوزاک نہ تہا ابطال دعوے کے واسطے کافی تہا - لیکن ڈاکٹر ل کے سارٹیفکٹ مورخہ ۱۸ ستمبر و ۵ نومبر اور ڈاکٹر ک ماہر فن میڈیکل جیورس پروڈنس کا سارٹیفکٹ مورخہ ۲۴ ستمبر اس نتیجہ کے خلاف معلوم ہوتے ہین - ڈاکٹر ل نے ۱۸ ستمبر کو سرکاری طور سے مدعیہ کا امتحان کیا اور انہون نے شدید لیوکوریا[۵۱] کے نشان پائے جنکی نسبت اونکی راے ہے کہ یہ علامات اب بالکل خفیف رہ گئے ہین - تاہم ڈاکٹر ک نے بلا تامل راے دی کہ مرض کی ابتدا اور اوسکے بتدریج کم ہونے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ کسی مریض شخص کے ساتھ مقاربت کرنے سے پیدا ہوا ہے - پس ان ڈاکٹرون نے اولا غلطی استدلال کی کیونکہ لیوکوریا اور سوزاک بالکل دو علیحدہ مرض ہین اور ثانیاً خود مدعیہ کے توہمات کی بنا پر ایک ایسا نتیجہ نکالا جسے ساتھ مین ہرگز اتفاق نہین کرسکتا - لیکن ڈاکٹر ل اور ک نے فقط یہی نہین کہا اونکا بیان ہے کہ اونہون نے ملزم کے عضو تناسل مین بہی سوزاک کے نشان پائے جنکو اونہون نے بقیہ مادہ سوزاکی سے تعبیر کیا - ڈاکٹر ک نے ملزم کو واقعہ بیان شدہ سے گیارہ

[۵۱] لیوکوریا ایک مرض نسوان ہے جسمین اندام نہانی کے اندر ورم ہونیکی وجہ سے اوسمین سے ایک مادہ رقیق اور متعفن نکلتا ہے

ہفتہ کے بعد یعنی ۲۳ ستمبر کو دیکھا - اوسوقت قضیب کا سوراخ متورم نہین تھا اور نہ اوسمین
سے کوئی مادہ نکلتا تھا - لیکن قمیص پر دس بارہ سبزی مائل زرد دہبے تھے جنمین سے کچھ تو
مٹر کے برابر تھے اور کچھ بڑے اور چند دہبے بالکل تازہ معلوم ہوتے تھے - ان دہبون اور
مدعیہ کے بیان کی بنا پر ڈاکٹر نے راے قایم کردی کہ ملزم ۳ جولائی کو سخت سوزاک مین مبتلا تھا -
لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ مرد یا عورت کے کپڑون پر چند زرد دہبون کا ہونا ہمیشہ ہوتے مین ڈالتا
ہے - جیسا عورتون مین لیوکوریا کا اخراج ہوتا ہے اوسی طرح سے مردون مین بھی مختلف
اسباب سے اس قسم کا اخراج ہوا کرتا ہے - اور محض ان دہبون کی بنا پر (جس وقت کہ کوئی ورم یا
اور علامت بیماری کی موجود نہو) یہ قیاس کرلینا کہ بیماری کی وجہ سے ہین بالکل خلاف عقل ہے
علاوہ اسکے ۸ فروری کو ملزم نے اپنے ابتدائی اظہار مین یہ بیان کیا (اور اوسنے آج پھر دس
بیان کا اعادہ مجھسے کیا) کہ مین کسیقدر پیشاب خطا ہوجانے کے مرض مین مبتلا ہون
علی الخصوص جسوقت مجھے کسی قسم کا تردد ہوتا ہے اور اسوقت مجرا سے بول سے کچھ اخراج بھی
ہوا کرتا ہے - مجھے یقین ہے کہ جو دہبے ڈاکٹر ولک نے دیکھے اونکا باعث یہی رہی تھا
مین نے پرسون مدعیہ کا اور نیز ملزم اور اوسکی بی بی کا امتحان کیا اور مین ان تینون کو بلحاظ حالت
اعضاے تناسل نہایت صحیح اور تندرست سمجھتا ہون اور اونمین کسی قسم سے اثر سوزاک کا
نہین ہے - اور ملزم کی بی بی کا بیان ہے (جیسا کہ اوسنے اپنے ابتدائی اظہار مین کہا تھا) کہ
باوجود اپنے شوہر کے ساتھ مقاربت کرنے کے وہ ہمیشہ صحیح اور تندرست رہی ہے - پس بلحاظ
ان کل امور کے مین راے دیتا ہون کہ اولاً یہ خیال نہین کیا جا سکتا کہ مسٹر ی نے مدعیہ کے
ساتھ ۳ جولائی کو زنا بالجبر کیا ہو - ثانیاً اسکا کوئی ثبوت نہین ہے کہ مدعیہ ۳ جولائی کے بعد مرض
سوزاک مین مبتلا ہوئی تھی بلکہ دستاویزی ثبوت اسکے خلاف مین ہے - ثالثاً مسٹر ی

اور اونکی بی بی کو اسوقت سوزاک نہین ہے اور نہ کوئی علامت اسکی معلوم ہوتی ہے کہ اونکو کچھ دنون پہلے یہ مرض تہا۔ رابعاً جو نتیجہ ڈاکٹر ل اور ڈاکٹر ک نے کپڑون پر دہبون کے ہونے سے نکالا یہ غلط ہے اور دہبون کا باعث کچھ اور ہی ہے۔

مقدمہ نمبر ۲ - کمسن لڑکی کے لیوکوریا⁵ کا زنا بالجبر کے ثبوت مین پیش ہونا۔

اس مقدمہ کو ٹیلر نے نقل کیا ہے۔ ایک بہلے آدمی پر یہ الزام لگایا گیا کہ اوسنے دو بچون کے ساتھ زنا بالجبر کیا اور اس مقاربت کی وجہ سے انکو بیماری لگ گئی۔ دن اور وقت خود بچون کو ڈرا کر اون سے کہلوایا گیا اور ملزم پر مقدمہ قایم ہوا۔ علامات معمولی بیماری کے تھے۔ یعنی کسی قسم کی چوٹ یا زیادتی کا نشان نہ تہا اور ادخال نہین ہوا تہا۔ لیکن اس دعوے کی کسیقدر تائید ایک طبیب کی شہادت سے ہوئی۔ اوسنے یہ بیان کیا کہ یہ علامات زیادتی کے ہوسکتے ہین اور صحیح او تندرست مرد کے عضو تناسل کا اندر جانا بھی باعث ایسے اخراج کا ہوسکتا ہے۔ یہ بات ثابت ہوئی کہ ملزم کو نہ تو سوزاک تہا اور نہ آتشک۔ ڈاکٹر کوہگین و ڈاکٹر چرچل وغیرہ کئی ماہرین میڈیکل جیورس پروڈنس نے گواہی دی کہ لڑکی کو معمولی بیماری ہے اور کسی قسم کی زیادتی اوسکے ساتھ نہین کی گئی ہے۔ لیکن یہ شہادت ناکافی سمجھی گئی کیونکہ ایک احتمال تہا کہ علامات زیادتی کی وجہ سے پیدا ہوئے ہون۔ اور شاید ملزم سزایاب بھی ہوتا لیکن اوسنے پوری طرح پر ثابت کردیا کہ وہ اوس روز اور اوسوقت مقام واردات پر تہا ہی نہین۔

مقدمہ نمبر ۳ - اسی قسم کے مقدمہ مین ملزم کی سزایابی۔

---

⁵ لیوکوریا - ایک مرض نسوان ہی جسمین اندام نہانی کے اندر ورم ہونے کی وجہسے اوسمین سے ایک مادہ رقیق اور متعفن نکلتا ہے۔

یہ مقدمہ بھی نمبر ۲۷ کے مماثل ہے - لیکن اسمین جوری نے خلاف شہادت طبیب ملزم کو مجرم ٹھہرایا -

مقدمہ نمبر ۴۷ - اپنی بی بی کے ساتھ فعل خلاف وضع فطری کرنا -

سنہ ۱۸۷۱ء مین نارتھ آرکٹ کے ضلع مین ایک مسلمان پر اپنی بی بی کے ساتھ فعل خلاف وضع فطری کرنے کا جرم قایم ہوا - اس شخص نے شادی کے بعد سے اپنی بی بی کو بند رکھا تھا اور اوسکے ساتھ فعل خلاف وضع فطری نہایت بیرحمی سے کرتا تھا اور اوسکی مزاحمت کو روکنے کی غرض سے اوس بیچاری کو چارپائی سے باندھ دیا تھا - لڑکی نے (جسکا سن بارہ تیرہ برس ہوگا) کسی ترکیب سے اپنے بھائی کو جو فوج مین سپاہی تھا خبر دی - وہ آکر اپنی بہن کو لے گیا - ڈاکٹر سائیلاس اسکڈر کی گواہی سے بخوبی جرم ثابت ہوگیا اور ملزم کو کئی سال کی قید شدید کی سزا ملی -

مقدمہ نمبر ۴۷ (الف) ادخال -

اس مقدمہ کے واقعات سرجن میجر کلن متعین کمنڈوا نے بیان کئے ہین - ایک صاحب جنکی عمر تیس سال تھی اور جو متاہل اور صاحب اولاد تھے نشے کی حالت مین کئی ایک بی بیون کے نام لئے اور کہا کہ مین نے اُنکے ساتھ زنا کیا ہے اور علی الخصوص ایک ناکدخدا اٹھارہ سالہ لڑکی کا نام لیا اور کہا کہ اوسکے ساتھ تو مین نے کئی بار فعل شنیعہ کیا ہے - اس بیان کی بنا پر ادن پر ازالہ حیثیت عرفی کا دعوے ہوا لڑکی کی مان اوس لڑکی کو ڈاکٹر کلن کے پاس لیگئی اور انکے امتحان سے یہ ثابت ہوا نہ فقط لڑکی باکرہ مطلق ہے بلکہ اوسکا غشا ے بکارت ایسے قسم کا ہے کہ اوسکے اندر انگلی بھی نہین جا سکتی - ڈاکٹر نے راے دی کہ ممکن نہین کہ کسی نے اس لڑکی کے ساتھ مقاربت کی ہو - لیکن اوس شخص نے عدالت مین اپنے اور اوس لڑکی کے

باہمی بے تکلفی کو اور اوسکے بار بار اپنے اور اپنی بی بی کے خوابگاہ مین جانے کو ثابت کیا اور بری ہوگیا۔ اب اس مقدمہ مین کچھ سمجھ مین نہین آتا کہ اوخال کیونکر ہوا۔ مرد جوان اور صاحب اولاد تھا جس سے اوسکی رجولیت ثابت تھی۔ اوسکا صریح بیان تھا کہ مین نے اس لڑکی کے ساتھ زنا کیا لیکن کوئی علامت اوخال کی نہ تھی۔ پس نہین معلوم ہوتا کہ وہ جرم ازالہ حیثیت عرفی سے کیونکر بری کیا گیا۔

مقدمہ نمبر ۵۔ دہلی مین ایک شخص کیول نامی ایک دہ سالہ لڑکی کے بیان پر اقدام زنا بالجبر کے جرم مین ماخوذ ہوا۔ لڑکی ایک دائی کو دکھائی گئی۔ اور اوسنے کہا کہ جرم کا ارادہ بیشک کیا گیا تھا لیکن فعل تمام ہونے نہین پایا۔ اس مقدمہ مین جنٹ مجسٹریٹ نے یہ غلطی کی کہ ڈاکٹر کا بیان نہین لیا اور محض دائی کے امتحان پر اکتفا کی اور کہا کہ دائی کی رائے ایسے مقدمات مین ایک ہندوستانی ڈاکٹر کی رائے سے بہتر ہے۔ ڈاکٹر چیورس جنہون نے اس مقدمہ کو نقل کیا ہے لکھتے ہین کہ یہ رائے جنٹ مجسٹریٹ کی بالکل اعتراض کے قابل ہے۔

مقدمہ نمبر ۶۔ بنارس مین ایک لڑکے نے (جسنے اپنا سن اٹھارہ سال بتایا لیکن جسکی عمر ظاہرا چودہ سال معلوم ہوتی تھی)۔ پولیس اور مجسٹریٹ کے سامنے اقبال کیا کہ مین نے ایک سات سال کی لڑکی کے ساتھ زنا بالجبر کیا اور وہ اس صدمہ سے مر گئی اور مین نے اوسکا زیور بھی لے لیا۔ لاش اس لڑکی کی بہت بوسیدہ حالت مین ایک حجرہ کے اندر ملی۔ اوسکے اوپر ایک پتھر رکھا ہوا تھا اور گلے پر کپڑا لپیٹا تھا۔ ڈاکٹر لیکی نے کپڑا اوٹھا کر دیکھا تو گردن کو بالکل بوسیدہ پایا جس سے اونکا یہ خیال ہوا کہ گردن دبائی گئی تھی اور شاید موت کا باعث گلا گھونٹنا تھا۔ (رپورٹ نظامت عدالت ممالک مغربی و شمالی ۱۸۵۳ء)

مقدمہ نمبر ۷۔ غشائے بکارت کو کسی آلہ کے ذریعہ سے ضایع کرنا۔

ڈاکٹر مکنزی نے اپنے نوکر کے زبانی ڈاکٹر چیورس سے بیان کیا کہ عموماً قحبہ عورتین جو لڑکیون کو فعل شنیعہ کے واسطے تربیت کرتی ہین اونکی اندام نہانی کے اندر شوے کا ٹکڑا داخل کر کے اونکو پانی مین بٹھاتی ہین تاکہ شوے کے پھولنے سے اندام بڑا ہوجاوے اور وہ صحبت کے قابل ہوجاوین - یہ شوے کا ٹکڑا بتدریج موٹا کیا جاتا ہے - بعض اوقات پتھر بھی اس کام کیواسطے مستعمل ہوتا ہے -

مقدمہ نمبر ۸ - بہت سے مقدمات ایسے ہوئے ہین جنمین زنا بالجبر کا ارادہ کیا گیا ہے اور جب لڑکی کی طرف سے مزاحمت ہوئی تو مجرم نے اوسکو قتل کرڈالا ہے - بہت سی مثالین ایسی بھی ہین جنمین اندام نہانی کے اندر لکڑی داخل کی گئی ہے اور اوس سے بے انتہا تکلیف ہوئی ہے اور اندام نہانی بالکل زخمی ہوگیا ہے - ڈاکٹر چیورس لکھتے ہین کہ یہ صورتین بمشکل اس خاص کی تعریف مین آسکتی ہین لیکن اسمین شک نہین کہ مجرم کو ایسی صورتون مین ضرر شدید پہنچانے کی سزا ہونی چاہیے -

مقدمہ نمبر ۹ - ایک قحبہ کلکتہ کے قلعہ مین ایک افسر انگریزی کے واسطے ایک چھوکری کو لائی - لیکن افسر نے چھوکری کی کم سنی کی وجہ سے صحبت کرنے سے انکار کیا - قحبہ نے خفا ہوکر چھوکری کی اندام نہانی کو نہایت بیرحمی سے زخمی کیا - قلعہ کے ڈاکٹر نے اوسکا امتحان کیا اور پولیس کی تحقیقات سے ثابت ہوا کہ اوسکا یہ فعل محض استحصال بالجبر کی نیت سے تھا قحبہ کو سخت سزا ہوئی اور لڑکی نے شفا پائی -

باب دوم

بچہ کشی اور اسقاط حمل

بچہ کشی ایک اس قسم کا جرم ہے جو ہندوستان مین بہت عام ہے - بچہ کشی دو قسم کی ہے - اول تو لڑکیون کو پیدایش کے وقت مارنا جو اسوقت تک بھی بعض وحشی پہاڑی قومون مین باقی ہے - اور دوسرے حرامی بچونکو مارنا قسم اول کی بچہ کشی تو روز بروز کم ہوتی جاتی ہے اگرچہ کبھی کبھی اوسکی مثال سامنے آجاتی ہے - لیکن دوسرے قسم کی بچہ کشی اب بھی بہت ہے اور شاید جسوقت تک بیواؤن کے ازدواج ثانی کی ممانعت ہے یہ جرم بالکل موقوف نہین ہوگا - مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۱۸ مین لکھا ہے "جو کوئی شخص کسی طفل کی لاش چپکے سے دفن کر دینے سے یا کسی اور طرح اوسکو علیحدہ کر دینے سے قصداً اوس طفل کے تولد کا اخفا کرے یا اوسکے اخفا مین جہد کرے عام اس سے کہ وہ طفل پیدا ہونے سے پہلے یا پیچھے یا پیدا ہونے مین مر گیا ہو تو شخص مذکور کو دونون قسمون مین سے کسی قسم کی قید کی سزا دیجاوے گی جسکی میعاد دو برس تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ کی سزا یا دونون سزائین دیجائینگی"

ایک ضروری سوال یہ ہے - جو لاش برآمد ہوئی کیا وہ پورے بچہ کی ہے - اور مان کو سزا ملنے کے واسطے یہ بھی ثابت کرنا ضرور ہے کہ بچہ رحم مین اسقدر بڑا ہو چکا تھا کہ اوسکے زندہ پیدا ہونے کا احتمال تھا - اگرچہ ایسی مثالین موجود ہین جنمین پانچ اور چھہ اور سات مہینے کے بچے بھی زندہ پیدا ہوئے ہین لیکن یہ بات مسلم ہے کہ سات مہینے سے پہلے بچہ کا زندہ پیدا ہونا

نہایت شاذ ہے۔

ڈاکٹر ٹیلر نے ایام حمل کی دو تقسیمین کی ہین۔ چھٹے مہینہ کے آخر تک توجنین مضغہ کی حیثیت رکہتا ہے اور چھٹے مہینے سے نوین مہینے تک وہ زمانہ ہے جسمین صرف تین اسقاط کی اور کل صورتین بچہ کشی کی شامل ہین۔ اس ملک مین عموماً ٹہیک زمانہ حمل کا معلوم نہین ہو سکتا اور اس امر کا فیصلہ کہ آیا جنین مضغہ ہے یا جاندار بچہ جنین ہی کے امتحان پر موقوف ہوتا ہے۔ اگر جنین مضغہ ہے تو مان پر جرم اسقاط عاید ہوتا ہے اور اگر یہ ثابت ہو کہ جنین مین جان آچکی تہی تو اسوقت مان پر بچہ کشی یا اخفاے ولادت کا جرم عاید ہوگا۔ عموماً جو شہادت کسی عورت کے حاملہ ہونے کی پیش ہوتی ہے وہ ہمسایون کا بیان ہے جو اوسکے پیٹ کے بڑہنے کو دیکہتے ہین یا دہوبی کی شہادت ہے جو میلے کپڑون کے لحاظ سے بتا سکتا ہے کہ کس عورت کو کتنے مہینے سے طمث نہین آیا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کی شہادت سے انعقاد حمل کی تاریخ دریافت کرنا محالات سے ہے۔ انگلستان کے قانون مین محض حمل کا ثابت ہونا اخفاے ولادت کے واسطے کافی ہے اور لاش کا برآمد ہونا ضرور نہین ہے بشرطیکہ بچے کا مرنا بہی ثابت ہوجاوے۔ لیکن اس ملک مین جبتک جنین کی عمر نہ معلوم ہو ثبوت جرم نہین ہو سکتا اور ایسی جنین کی ولادت کا اخفا جو مضغہ کی حالت مین ہے جرم نہین قرار دیا جاسکتا۔ کیونکہ ممکن ہے کہ سقاط حمل بلا ارادہ مجرمانہ کے طبیعی طور پر ہوگیا ہو اور محض مضغہ کا برآمد ہونا اسقاط مجرمانہ کا ثبوت نہین ہے۔ ضلع کڑپا مین ایک مقدمہ مین جسمین ایک عورت بچہ کشی اور اسقاط حمل کرنے کے جرمون مین ماخوذ ہوئی تہی اوسکا حاملہ ہونا دہوبی کے بیان سے معلوم ہوا۔ اور ایک کپڑا خون آلود اور ایک بوسیدہ لاش جو ایک کنوے مین سے برآمد ہوئی تہی ثبوت جرم مین پیش ہوئی۔ اگرچہ کہا گیا کہ لاش بالکل پورے بچہ کی تہی لیکن عہدہ داران دیہی کا بیان تہا کہ بچہ چہ مہینے

کا معلوم ہوتا تھا - واقعہ سے تین دن کے بعد آپا تہیکری نے عورت کا امتحان کیا - اوسوقت خون نفاس معلق نہین تھا اور محض تہوڑی سی سرخی تہی اور فم رحم مین دو انگلیان جاتی تہین - لیکن باوجود ان خفیف علامات کے آپا تہیکری نے قسمیہ طور پر اپنا یقین بیان کیا کہ عورت نے کسی آلہ کے ذریعہ سے اسقاط کیا ہے - مگر وہ اس یقین کی کچھ دلیل بجز خفیف سرخی اور سُستی سنائی خبر کے نہ بتا سکا - عورت نے حمل سے انکار نہین کیا لیکن کہا کہ خود بخود اسقاط ہو گیا تھا اور مین نے جنین کو کنوے مین ڈالدیا - عورت رہا ہو گئی - اس مقدمہ مین اسقاط کا جرم اس وجہ سے ثابت نہ ہوا کہ جنین کی موت کا کوئی سبب نہین معلوم ہوا اور نہ یہ ثابت ہوا کہ جنین اتنا بڑا تہا کہ وہ زندہ پیدا ہو سکتا تہا - برخلاف اسکے رحم مین ایسی خفیف علامت کا پایا جانا موید اس خیال کا تہا کہ اسقاط طبیعی طور پر ہو گیا ہو -

یاد رکہنا چاہیے کہ طبیعی طور پر بہی اسقاط کا ہونا ایک عام بات ہے - اور مسٹر وائیٹ ہڈ نے دوہزار حاملہ عورتون کے دیکھنے سے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ سات حاملہ عورتون مین ایک کو اسقاط ہوتا ہے - البتہ اس ملک مین اسقاط مجرمانہ بہت کثرت سے ہوا کرتا ہے - جب کوئی بیوہ عورت خراب ہو جاتی ہے تو ذات سے نکالے جانے اور بےعزتی اور افشا کا خوف اوسکو اسقاط حمل کرانے پر آمادہ کر دیتا ہے - ایک چہوٹے سے گانو مین جہان ہر شخص ہر شخص کے حالات سے واقف ہے ممکن ہے کہ اوس بیچاری کی نسبت پہلے سے شبہ ہو اور اگر اوسکو طبیعی طور پر بہی اسقاط ہو جاوے تو فعل مجرمانہ ہی کی طرف منسوب کر دیا جاوے - پس ضرور ہے کہ کوئی بلا واسطہ شہادت اوس شے کی موجود ہو جسکے ذریعہ سے اسقاط کر دیا گیا - کیونکہ عورتہا کدخدا عورتون مین زیادہ تر احتمال اسقاط طبیعی کا ہے - اسواسطے کہ ناکدخدا یا بیوہ اپنے حمل کو چہپاتی ہے اور اس قسم کے کام ہی جو اوسکے واسطے مضر ہین کرنے پر آمادہ ہو جاتی ہے -

برخلاف اسکے کہ خدا عورت کو چھپانے کی ضرورت نہین ہے اور وہ پوری احتیاط کر سکتی ہے

بچہ کشی کے مقدمات مین پہلا امر تنقیح طلب یہ ہے کہ آیا لاش ایسے بچے کی ہے جو زندہ پیدا ہوا تھا - اور عموماً مفصل کے مقامات مین اس بات کے دریافت کرنے کو بچے کے شش کو پانی مین رکھتے ہین - اگر شش پانی مین تیرین تو معلوم ہوگا کہ بچہ نے تنفس کیا تھا اور زندہ پیدا ہوا تھا لیکن اس امتحان مین جسقدر احتیاط چاہیئے وہ ہمیشہ نہین کی جاتی - ڈاکٹر پیر لکھتے ہین کہ پہلے دونوں ششون کو مع دل کے پانی مین رکھنا چاہیئے اگر یہ سب پانی پر تیرین تو یقین ہے کہ بچہ زندہ پیدا ہوا تھا - اگر وہ پانی مین ڈوب جاوین تو اوسوقت شش کے سات آٹھ ٹکڑے کرنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ ونکے اندر کچھ خون تو نہین ہے اور کاٹنے مین اندر سے آواز تو نہین آتی ہے کیونکہ یہ علامت زندہ ہونے کی ہے - اوسکے بعد ان ٹکڑون کو پھر پانی مین رکھنا چاہیئے اور دیکھنا چاہیئے کہ وہ تیرتے ہین یا نہین - اگر وہ تیرتے ہین تو انکو زمین پر رکھکر ایک تختہ رکھنا چاہیئے اور طبیب کو چاہیئے کہ اوس تختہ پر کھڑا ہو کر ان ٹکڑون کو زیر و زبر دباوے - اسکے بعد اونکو پھر پانی مین رکھنا چاہیئے اگر وہ اب بھی تیرین اور بوسیدگی نہو تو اسمین کسیطرح کا شک نہین کہ بچہ زندہ پیدا ہوا تھا - شش کی بوسیدگی کے بارہ مین ہمیشہ طبیب سے سوالات جرح ہوتے ہین کیونکہ بوسیدگی کی وجہ سے گیاس پیدا ہو جاتی ہے اور شش تیرنے لگتے ہین اس ملک مین اکثر اوقات لاش برآمد ہونے سے چوبیس یا تیس گھنٹے کے بعد امتحان ہوتا ہے اور بوسیدگی بھی مرنے سے گھنٹون کے بعد ہوتی ہے - پس ایسی صورت مین بوسیدگی کے بارہ مین سوال کرنا نہایت ضروری ہے - و اگر امتحان کے وقت بوسیدگی شروع ہو چکی ہے تو پانی کے امتحان پر مطلق اعتماد نہین ہوسکتا اگرچہ شش کے ٹکڑے تختہ کے نیچے دبا کیون نہ جاوین

ڈاکٹر گائی نے اس پانی کے امتحان کی نسبت یہ اعتراض کئے ہین -

(۱) ممکن ہے بچہ زندہ پیدا ہوا ہو اور اوسکے ساتھ بھی شش پانی مین ڈوب جاوین اس سبب سے

کہ تنفس کامل طور سے نہین ہوا تھا۔

(۲) ممکن ہے کہ ششش بوجہ کسی بیماری کے ڈوب جاوین۔

(۳) بچہ مردہ پیدا ہوا ہو اور اوسکے ساتھ بھی مصنوعی طور پر ہوا بھرنے کی وجہ سے ششش تیرین۔ اس اخیر صورت کا ایک عجیب مقدمہ ۱۸ جولائی ۱۸۸۵ء کے اخبار لانسٹ کے صفحہ ۲۷ پر مندرج ہے۔

جہان بچہ کے پیدا ہوتے وقت لوگ موجود تھے جنہون نے اوسکو زندہ دیکھا یا روتے سُنا تو اونکی شہادت کافی ہے۔ لیکن ہر صورت مین مناسب ہے کہ لاش اسپتال مین امتحان کے واسطے بھیجی جاوے کیونکہ ایسی صورتین موجود ہین کہ بچے پیدا ہونے سے پہلے روئے ہین اور مردہ پیدا ہوئے ہین اور ایسی صورت مین طبیب ہی کے امتحان سے اوسکا مردہ پیدا ہونا ثابت ہو سکے گا۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ ششش کے اندر ہوا کا نہونا کوئی قطعی دلیل اسکی نہین ہے کہ بچہ مردہ پیدا ہوا تھا اور نہ اونمین ہوا کا ہونا قطعی دلیل اسکی ہے کہ وہ زندہ پیدا ہوا تھا۔ ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین "بہت سے بچے جو ظاہرا مردہ پیدا ہوتے ہین معروف تدابیر کے استعمال سے سانس لینے لگتے ہین اور ایسے لڑکون کو ممکن ہے کہ کہدیا جاوے کہ وہ مردہ ہین کیونکہ عموماً جان اور تنفس کرنا دونون مرادف سمجھے جاتے ہین"۔ دائیون مین یہ عام طریقہ ہے کہ جسوقت نال کاٹنے کے بعد بچہ پڑا ہوتا ہے تو اوسکی پیٹھ کو ٹھوکتی ہین تاکہ وہ سانس لیوے۔ اگر یہ تدبیر کارگر نہو تو بچہ کے مُنھ پر پانی ڈالتے ہین اوسوقت بچہ سانس لیتا ہے۔ لیکن ظاہر ہے کہ پیدا ہونے اور تنفس کرنے کے بیچ مین جو زمانہ گذرا اس کل زمانہ مین بچہ زندہ تھا اور اوسکا تنفس محض ہنگامی طور سے رُکا ہوا تھا۔ ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ "فی الواقع تنفس منجملہ علامات زندگی کے ایک علامت ہے اور

البتہ عدالت زندہ ہونے کے اور ثبوتون کو بھی قبول کرنے گی اور شش کے امتحان سے جو نتیجہ نکلا ہو اوسکی تکمیل اس قسم کے ثبوت سے کریوے گی۔

دوسرا سوال یہ ہے کہ موت کا سبب کیا تھا۔ جسم پر زیادتی کے نشانات کا ہونا کوئی لازمی ثبوت اسکا نہیں ہے کہ بچہ قتل کیا گیا۔ ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ "عموماً جب بچے قتل کئے جاتے ہین تو جتنی زیادتی اونکی جان لینے کو کافی ہے اوس سے بہت زیادہ استعمال کی جاتی ہے اور اسواسطے بعض اوقات جرم کا بہت کافی ثبوت ملجاتا ہے۔ لیکن اون بچون کے جسم پر بھی جو طبیعی اسباب سے مردہ پیدا ہوے ہین اکثر نیلے نشان اور ایکائی موسس کے داغ ہوتے ہین۔ اور چونکہ جنین کے منجمد خون مین وہ صلابت نہین ہوتی جو عموماً منجمد خون مین ہوا کرتی ہے اسوجہ سے ان نشانات کے مقام اور اونکے ہئیات سے اس بات کا قرار دینا کہ بچہ پر زندگی کی حالت مین کوئی زیادتی ہوئی ہے نہایت مشکل ہے۔ کل وہ زخم جو کہ مین اور ہڈیون کا ٹوٹنا جنکے علامات اوپر لکھے جاچکے ہین ممکن ہے کہ جنین مین پاے جاوین عام اس سے کہ وہ زندہ پیدا ہوا تھا یا مردہ" بخوبی ممکن ہے کہ جس چوٹ کا نشان جسم پر پایا جاوے وہ پیدا ہوتے وقت لگی ہو۔ مثلاً اکثر اوقات جنین کی گردن مین نال کی ڈوری لپٹ جاتی ہے اور پیدا ہوتے ہوتے بچہ مختنق ہوکر مرجاتا ہے۔ لیکن ہر ایک ڈاکٹر غور سے امتحان کرنے کے بعد اس قسم کی موت مین اور مجرمانہ قتل مین فرق کرسکتا ہے۔ اگر شش مین علامات تنفس کرنے کے موجود ہین تو احتمال ہوگا کہ بعد پیدایش کے نال گلے مین لپٹا تھا۔ (دیکھو مقدمہ نمبر ۶۰) لیکن ڈاکٹر ولیمسن نے ایک بہت ضروری بات اس بحث مین لکھی ہے۔ وہ اپنا ذاتی تجربہ خاص صورتون مین بیان کرتے ہین جنمین نال کی ڈوری گلے مین لپٹ گئی تھی ان صورتون مین سے کے باہر آتے ہی جنین نے تنفس کیا ہے۔ لیکن نال چھوٹے ہونے کی

وجہ سے اگر وہ اوسی وقت کاٹ ندیا جاتا (ڈاکٹر ولیمس نے خود نال کو کاٹ دیا) تو بچہ ضرور دم خفا ہوکر مر جاتا - پس اس سے معلوم ہوا کہ ممکن ہے کہ اثناے پیدائش ہی مین بچہ دم خفا ہوکر مر جاوے - اور مردہ پیدا ہوا اور اوسکے ساتھہ ہی اوسکے جسم مین علامت تنفس کرنے کی پائی جاوے -

ایسی صورتون مین گردن کے نشان کی بابت ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ اگر نشان گہرا اور چوڑا ہو اور اوس مین زیادہ ایکائی موسس ہو اور خون نیچے نیچے بہہ کر پھیل گیا ہو تو اوس صورت مین یہ نہین کہا جا سکتا کہ گردن کا دب جانا محض طبعی اسباب سے تہا -

جنین کی کہوپری کا شق ہونا - اکثر نو تولد بچے جنکی لاشین برآمد ہوئی ہین اونکے سر شق پائے گئے اور سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ آیا کہوپری طبعی اسباب سے شق ہوئی یا مجرمانہ فعل کے سبب سے - ایسے مقدمات انگلستان مین ہوئے ہین کہ عورت کا کہڑے کہڑے بچہ پیدا ہوا ہے اور نال کی ڈوری جھٹکے سے ٹوٹ گئی ہے اور بچہ مردہ ملا ہے - اس ملک کی جہان عورتین وضع حمل کے وقت کہڑی کی جاتی ہین اور اونکے ہاتھ باندہ دئے جاتے ہین اس قسم کے اتفاقات زیادہ ہوتے ہین - البتہ کد خدا عورتون کی صورت مین ایسے وقت پر لوگ موجود رہتے ہین جو بچے کو لے لیتے ہین لیکن ناکد خدا اور بیوہ عورتون کی صورت مین جنکو حمل اور وضع حمل کا اخفا منظور ہے ممکن ہے کہ بچہ گر پڑے اور اوسکی کہوپری شق ہو جاوے - اس ملک مین عورتین کہا کرتی ہین کہ "بچہ نکل پڑا" اس قسم کا ایک مقدمہ ضلع گڑہ یا مین ہوا - ایک بیوہ عورت حاملہ تہی اور ایک مہربان ہمسایہ کی نگاہ اوس پر رہتی تہی کہ یہ کب جنتی ہے - ایک دن اس ہمسایہ نے دیکہا کہ وہ عورت کہڑی ہے اور اوسکے پاؤن کے پاس ایک بچہ پڑا ہوا ہے - اوسنے شور کیا لوگ آئے اور بچہ کو مردہ پایا اور اوسکی کہوپری شق - نال کی ڈوری بہی ٹوٹ گئی تہی - عورت نے

بیان کیا کہ وہ کھڑی تھی اتنے مین دفعۃً بڑے زور سے دردزہ اوٹھا اور بچہ نکل پڑا اور فورا مر گیا - اس شبہہ کی بنا پر عورت بری ہو گئی - اصل مین اس مہربان ہمسایہ نے جسکا اصلی ارادہ کچھہ اور تھا شور غل مچا کر اس عورت کو اخفاے ولادت کے جرم سے بچایا ۔

ڈاکٹر ٹیلر نے اپنی کتاب کی اس بحث مین مندرجہ ذیل امور کو لکھا ہے (دیکھو جلد دوم طبع سوم صفحہ ۴۰۱)

(۱) طفل نو تولد مین سر او چہرہ وغیرہ مین خون کا ہونا دلیل اسکی نہین ہے کہ وہ گلا گھونٹ کر مارا گیا ہے -

(۲) ممکن ہے کہ بچہ اثناے تولد مین نال کی ڈوری گلے مین لپٹ جانے کی وجہ سے گلا گھنٹ کر مر جاوے -

(۳) اور نال کی ڈوری کے کھچنے سے نیلا نشان گردن پر پڑ جاوے -

(۴) اتفاقی اسباب سے جو نشان گلے پر بنتے ہین ممکن ہے کہ مجرمانہ گلے گھونٹنے کے نشان کے مشابہ ہون -

(۵) گلے کو کسنے کا اثر خواہ وہ نال کی ڈوری سے کسا گیا ہو یا اور کسی بندش سے زندہ بچے مین یکسان ہوگا خواہ بچہ نے سانس لی ہو یا سانس نہ لی ہو -

(۶) یہ اثر یکسان ہوگا خواہ بچہ پوری طرح سے پیدا ہوا ہو یا پیدایش ناتمام رکھی ہو -

(۷) گلے کو کسنے کا اثر یکسان ہوگا خواہ نال کی ڈوری کاٹ دی گئی ہو یا نہ کاٹی گئی ہو -

(۸) ممکن ہے کہ طفل نو تولد گلا گھنٹ کر مر جاوے اور گلا دبنے کا کوئی نشان گردن پر نہ پایا جاوے - نشان کا ہونا یا نہونا موقوف ہے گرہ کے اوپر اور اوس قوت کے اوپر

جس سے گلا کسا گیا ہو۔

بلحاظ اوس قسم کی چوٹون کے ڈاکٹر ٹیلر یہ کہتے ہین (دیکھو صفحہ ۴۰۶)

(۱) ممکن ہے کہ طفل نو تولد شدہ طبیعی اسباب سے مرجاوے۔

(۲) ایسی ہلاکت مین ممکن ہے کہ کوئی علامت اس قسم کے اسباب کی جسم پر نہ پائی جاوے

(۳) ممکن ہے کہ بچہ اثنار تولد مین اتفاقاً مختنق ہوجاوے۔

(۴) اختناق اور ڈوب مرنے کی معمولی علامتین اونہین بچون کی لاشون مین پائی جاتی ہین جنہون نے سانس لی ہے۔

(۵) نال کی ڈوری کے امتحان سے بہت کچھ معلوم ہو سکتا ہے۔

(۶) بعض عورتین جنکو وضع حمل ہوا ہے بہت محنت کرنے اور دور تک چلنے کی قوت رکھتی ہین۔

(۷) طفل نو تولد سردی سے یا غذا نہ ملنے سے بہت جلد مرجا سکتا ہے۔

(۸) کھوپری کی ہڈیون کا کسی قدر شق ہوجانا ممکن ہے کہ ولادت کے وقت رحم کے دبنے کی وجہ سے وقوع مین آیا ہو۔

(۹) ممکن ہے کہ عورتون کو کھڑے کھڑے وضع حمل ہو۔ ایسی صورت مین نال کی ڈوری ٹوٹ جاتی ہے اور ممکن ہے کہ گرنے کی وجہ سے کچھ کچھ چوٹ آجاوے۔

(۱۰) بعض اوقات بچہ کے جسم پر زیادتی کے نشان اس وجہ سے پڑجاتے ہین کہ دایان جناتے وقت ہاتھ اندر ڈالکر اوسکو چہوتی جاتی ہین

نظائر متعلقہ باب دوم حصہ سوم

مقدمہ نمبر ۸۰۔ اتفاقی طور سے نال کی ڈوری گلے مین لپٹ جانے کی وجہ سے بچہ کا مرجانا۔ ایک بی بی کا پہلا بچہ ہونے والا تھا۔ دردزہ بہت دیر تک رہا کیونکہ بچہ کا سر بہت بڑا تہا اور بچہ مردہ پیدا ہوا نال کی ڈوری کے تین پہندے گردن کے گرد تھے اور ڈوری داہنے بغل کے اندر سے ہوکر نکلی تھی۔ جب نال کاٹا گیا تو ان تینون پہندون کے تین میلے نشان گردن پر نمودار ہوئے۔ بچہ فی الواقع گلا گھٹ کر مرا تھا۔ اگر یہ بچہ پوشیدہ طور پر پیدا ہوا ہوتا اور نال کاٹ دیا جاتا تو یقینی قتل کا شبہ پیدا ہوتا۔ لیکن البتہ یہ نہین کہا جا سکتا تھا کہ پیدائش کے بعد گلا گھونٹا گیا کیونکہ تنفس مین علامات تنفس کرنے کی نہ تھی۔ اور عموماً سمجھ لینا چاہیئے کہ اگر تنفس مین ہوا نہو اور بچہ کے گردن پر نشان ہو تو زیادہ تر یہی احتمال ہے کہ وہ اثنائے تولد مین نال کی ڈوری گلے مین لپٹ جانے کی وجہ سے مرا ہے۔

مقدمہ نمبر ۸۱۔ ایضاً

ڈاکٹر برایس نے ایک صورت لکھی ہے جسمین نال اسقدر چھوٹا اور اس زور سے گلے مین لپٹا ہوا تھا کہ بغیر اسکو کاٹے ہوئے بچہ کا پیدا ہونا محال تھا۔ اس خاص صورت مین ایک بہت گہرا نشان گردن پر تھا جسکی نسبت خود انکا اور ایک اور ڈاکٹر کا خیال تھا کہ اگر واقعات پر اطلاع نہوتی تو وہ اس نشان کو بالکل گلا گھوٹنے کا نشان قرار دیتے۔

مقدمہ نمبر ۸۲۔ ایضاً۔ اس مقدمہ کو کیاسپر نے لکھا ہے۔

مقدمہ نمبر ۸۳۔ نال کے کاٹنے مین دیسی دائیون کی بے احتیاطی۔

ڈاکٹر چیورس لکھتے ہین کہ اس ملک مین اکثر جگہ جبتک مشیمہ نکل نہ لے نال نہین

کاٹتے ہیں اور نال میں ناف کے قریب ایک ہی گرہ دی جاتی ہے اور اگر بچہ چاق ہے تو خون کو مشیمہ[5] کی طرف کو سوتتے ہیں اور اگر مضمحل ہے تو بچہ کی طرف کو۔ اکثر اوقات نال کو بانس کی چھری سے کاٹتے ہیں اور نال کے کنارون کا ناہموار ہونا دلیل غفلت کی نہین ہے۔ مشیمہ کو باہر لانے کے واسطے زچہ کے منھ مین بال ڈال لیتے ہین اس سے اوسکو ابکائی آتی ہے اور مشیمہ نکل پڑتا ہے۔ بعض مذہبی رسوم بھی نال کاٹتے وقت ادا کئے جاتے ہین۔ ایک مقدمہ ۱۸۵۳ء کی رپورٹ نظامت عدالت ممالک مغربی و شمالی مین درج ہے۔ جونپور مین ایک کمزور فقیرنی کا بچہ پیدا ہوا اور وہ اوسکو گھانس مین چھوڑ کر بھیک مانگنے چلی گئی۔ بچہ مر گیا اور سول سرجن نے لاش کا امتحان کیا لیکن کوئی ظاہری سبب موت کا معلوم نہ ہو سکا۔ ظاہرا معلوم ہوتا ہے کہ بوجہ غفلت کے مرا کیونکہ نال نہین کٹا تھا۔ اور مشیمہ بچہ سے علیحدہ نہین ہوا تھا۔ اگرچہ بچہ نے سانس لی تھی لیکن معلوم ہوتا ہے کہ اسکے بعد ہی وہ مر گیا۔

---

[5] مشیمہ ایک اسپنج کا سا متخلخل جسم ہے جو رحم کی دیوار سے لگا ہوا ہوتا ہے اور نال کی ڈوری اسمین لگی ہوتی ہے یہ فی الواقع جنین کا آلہ تنفس و تغذیہ ہے۔ بعد پیدائش جنین کے مشیمہ بھی باہر نکل آتا ہے۔

باب سوم

اسقاط حمل۔ بچّون کو باہر ڈال دینا

مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۳۱۲ مین لکھا ہے "جوکوئی شخص بالارادہ کسی عورت کے اسقاط حمل کا باعث ہو تو اگر وہ اسقاط حمل نیک نیتی سے اوس عورت کی جان بچانے کیلئے نہ کرایا گیا ہو تو شخص مذکور کو دونون قسمون مین سے کسی قسم کی قید کی سزا دیجائے گی جسکی میعاد تین برس تک ہوسکتی ہے۔ یا جرمانہ کی سزا یا دونون سزائین دی جائینگی۔ اور اگر اوس عورت کے جنین مین جان پڑگئی ہو تو شخص مذکور کو دونون قسمون مین سے کسی قسم کی قید کی سزا دیجائیگی جسکی میعاد سات برس تک ہوسکتی ہے اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا تشریح۔ وہ عورت جو خود اپنے اسقاط حمل کی باعث ہو اس دفعہ کی مراد مین داخل ہے"

اور اگر یہ اسقاط حمل بلا رضامندی عورت کے کرایا گیا ہے تو جو شخص باعث اسقاط ہو اوسکو دس برس کی قید یا حبس دوام بعبور دریاے شور ہوگا۔ اور اگر باجازت عورت کے اسقاط کرایا جاوے اور عورت مرجاوے تو دس برس کی قید۔

یاد رکھنا چاہیئے کہ دفعہ ۳۱۲ مین زیادتی سزا اوسی وقت مین ہے جب جنین مین جان پڑگئی ہو۔ جنین مین کسوقت جان پڑتی ہے اسمین اختلاف آرا ہے اور اسکے واسطے کوئی زمانہ ٹھیک مقرر نہین ہوسکتا اور جو مقدمات عموماً عدالت کے سامنے آتے ہین اونمین تاریخ حمل کی تو کسی نہین معلوم ہوسکتی۔ ڈاکٹر گاے لکھتے ہین "جنین مین جان پڑنے کا زمانہ چودہوین

اور اٹھارہوین ہفتہ کے بیچ مین ہوا کرتا ہے اور بعض اوقات بارہوین ہفتہ مین ہوجاتا ہے ۔
لیکن جان پڑنے کی علامت جسکو پھڑک کہتے ہین نہایت دہوکے کی چیز ہے۔ کیونکہ بعض اوقات
توجنین کا پھڑکنا بالکل محسوس نہین ہوتا اور بعض اوقات ریاح کی وجہ سے یا احشا کے تلے
اوپر ہوجانے سے یا عضلات کے کھچنے سے پھڑک معلوم ہوتی ہے جو فی الواقع پھڑک نہین ہے۔
ظاہر ہے کہ مقدمات فوجداری مین محض عورت کے بیان پر دارمدار اس بات کا ہے کہ اوسکے پیٹ
مین بچہ پھڑکتا یا نہین ۔ پس ڈاکٹر ٹیلر نے جو تقسیم جنین کے زندگی کی لکھی ہے اور جسکا ذکر باب
گذشتہ مین ہوچکا ہے وہ صحیح معلوم ہوتی ہے یعنی ابتداے حمل سے چھٹے مہینے تک مضغہ
کی حالت اور اوسکے بعد سے وضع حمل تک جاندار بچہ کی ۔ اگر عورت کے حاملہ ہونے کا کچھ بھی
کافی ثبوت موجود ہے تو اوس سے حمل کی مدت بھی تقریباً محسوب ہوسکے گی اور اگر اسقاط مین
جو جنین باہر نکلا ہے وہ موجود ہے تو طبیب اوسکو دیکھکر مدت حمل کا اندازہ کرسکتا ہے ۔
ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ اس ملک مین اسقاط حمل کرانے کا جرم بہت عام ہے اور کثرت سے
ہوتا ہے ۔ البتہ یہ جرم اکثر بیوہ عورتون مین ہوا کرتا ہے جو اپنی ناجایز آشنائی کو چھپانا چاہتی ہین
اسقاط کرانے کے واسطے بہت سی دواؤن کا استعمال ہوتا ہے اور ڈاکٹر چیورس نے مندرجہ ذیل چیزونکو
لکھا ہے ۔ سنکھیا ۔ رانگے اور پارہ کا مرکب ۔ سلفیٹ آف سوڈا ۔ سیلیکیٹ آف پوٹاس ۔
طوطیا ۔ لکڑی کا کویلہ ۔ مرچ کے بیج ۔ چرچرا ۔ چترا سفید اور سرخ ۔ کینر کی جڑ جسپر انچھ کی لمبی اوسکی
نوک پر ہینگ لگاکر ۔ افیون ۔ ایک مرکب سفوف جسمین سیاہ مرچ جلا ہوا طوطیا اور کنتھاری دوس
ہوتا ہے ۔ ہینگ ۔
اگرچہ اسقاط کرانے کے لیے دوائین پلائی جاتی ہین لیکن عام طریقہ یہ ہے کہ لال چترے کی
جڑ جسکی نوک پر اکثر ہینگ لگایا کرتے ہین فم رحم مین رکھی جاتی ہے ۔ لیکن یاد رکھنا چاہیئے کہ

اس ملک مین اکثر ہینگ خالص یا اور اجزا کے ساتھ زچاؤن کو دی جاتی ہے تاکہ طبیعت مین گرمی رہے اور نیز اس خیال سے کہ اوسکے استعمال سے ٹٹنس کا احتمال رفع ہوجاتا ہے اور خون نفاس کے اجرا مین بھی آسانی ہوتی ہے۔ پس محض ہینگ کا کسی گھر مین پایا جانا اسکی دلیل نہین ہے کہ وہ مجرمانہ طور پر استعمال کی گئی تھی۔

علاوہ ان ادویہ کے ڈاکٹر چیورس نے اور بھی کئی چیزون کو اور اونکے استعمال کے طریقہ کو لکھا ہے۔

(۱) کچا اناس۔ اسکو پھل کر نمک کے ساتھ کھلاتے ہین۔ یہ فقط تین مہینہ تک کے حمل مین کارگر ہوتا ہے۔

(۲) مدار۔ یہ کھلایا بھی جاتا ہی اور لگایا بھی جاتا ہے۔ دودھ اسکا آٹے مین ملا کر گولی بنا کر کھلایا جاتا ہے۔ اور ایک لتّا اسی دودھ مین تر کرکے ایک لکڑی کی نوک پر باندھ دیا جاتا ہے اور اندام نہانی کے اندر ساڑھے چار انچھ تک پہنچایا جاتا ہے۔ یہ ترکیب حمل کے کل مہینون مین کارگر ہوتی ہے اور اسمین نہ مان کی جان کو خطرہ ہے اور نہ جنین کی بلکہ اگر زیادہ دنون مین استعمال کیا جاوے تو جنین زندہ پیدا ہوتا ہے۔

(۳) سیہج۔ یہ نہایت کارگر دوا ہے۔ آٹھ نو اونگل کی باریک ٹہنی کاٹی جاتی ہے اور اوسپر خوب ہینگ ملی جاتی ہے۔ چونکہ یہ ٹہنی بالکل نرم ہوتی ہے اسکو سخت کرنے کے لئے اسکے اندر ایک باریک لکڑی بانس کی گھسیڑی جاتی ہے۔ فقط اس ٹہنی کے رکھنے سے بارہ گھنٹے کے اندر اسقاط ہوجاتا ہے اور دوا کھانے کی ضرورت نہین پڑتی۔ یہ چیز حمل کے کل مہینون مین کارگر ہوا کرتی ہے۔ جنین کبھی زندہ نہین پیدا ہوتا۔ لیکن عورت کی جان کو زیادہ خطرہ نہین ہے۔

(۴) چرچرے کی جڑ استعمال کی جاتی ہے اور اوسی طرح سے جسطرح سیج کی ٹہنی - اس جڑ کی اکثر مسواک بھی بنا کرتی ہے - اسکا اثر یقینی ہے اور آٹھ گھنٹے سے بارہ گھنٹے تک نمودار ہوتا ہے - یہ بھی ہر مہینے مین کارگر ہوتی ہے اور بعض اوقات جنین زندہ پیدا ہوتا ہے - آمین ماں کی جان کو مطلق خطرہ نہین ہے -

(۵) کنیر بھی اسیطرح سے استعمال کی جاتی ہے - اگر شام کو استعمال کی جاوے تو رات کو کسی وقت اسقاط ہو جاتا ہے - کُل مہینوں مین بکار آمد ہوتی ہے اور ماں یا جنین کی جان کو کسی قسم کا خطرہ نہین ہے -

(۶) سوجنہ کی چھال - اسکو گرم پانی مین جوش کر کے سیاہ مرچ کے ساتھ دیتے ہین یہ نہایت خوفناک چیز ہے اور اکثر اوقات عورت اور جنین دونون مرجاتے ہین -

سُرخ چیتر ابھی خوفناک چیز ہے - اسمین جنین ہمیشہ مردہ پیدا ہوتا ہے اور اکثر اوقات عورت بھی مرجاتی ہے -

البتہ یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ اگر اس قسم کے ذرایع استعمال کیئے جاوین جو عموماً جنین اور عورت کے واسطے خطرناک نہین ہوا کرتے تو آیا اوسوقت بھی جرم اسقاط قائم ہوگا یا نہین - ایسی صورتون مین اگر جنین زندہ پیدا ہو تو اس کارروائی پر بہ مشکل اسقاط کرانے کا لفظ صادق آوے گا -

ڈاکٹر چیورس نے اور بھی دوائین لکھی ہین جو اسقاط کے واسطے کھلائی جاتی ہین - مثلاً سوڈا اور گاجر کے بیجون کی گولیان - گاجر کے بیج اور چونا - مدار کا دودہ - منجملہ ان چیزون کے جو فم رحم پر رکھی جاتی ہین - املی کی جڑ - سفید کنیر کی جڑ - اور بھلاوان بھی ہے -

ڈاکٹر چیورس لکھتے ہین کہ ۱۸۵۴ء مین ہوڑا کے اسپتال مین ایک عورت کی لاش آئی

جسمین بوسیدگی زیادہ ہوگئی تھی - اِس عورت کا رحم اوسکی ٹانگون کے بیچ مین ملا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ لاش پہولکر ریاح کے زور سے نکل پڑا ہے - اوسکے پاس ہی ایک چار مہینے کے جنین کی لاش بوسیدہ حالت مین تھی اور ایک ٹکڑا لال چیترے کی جڑ کا سارٹہے سات انچہ لمبا اور پر کے قلم سے کسیقدر موٹا - یہ جڑ چھلی ہوئی تھی اور اسمین بہت سی آلایش لاش کی لگی ہوئی تھی[ف]

ڈاکٹر وان اسٹائزل نے اپنی رپورٹ سنہ ۱۸۶۰ء مین ایک عجیب واقعہ اسی قسم کا لکھا ہے ایک عورت کی لاش کنوے مین سے نکالی گئی اور چونکہ ہلاکت کا سبب نہین معلوم ہوتا تھا پولیس نے اوسکو چیرنے کے واسطے بہیجدیا - اوسکے چیرنے کی تیاری ہورہی تھی کہ چادر مین سے ایک مردہ جنین نکل پڑا اور کل ناظرین حیرت مین رہ گئے - فی الواقع یہ وضع حمل بعد الموت ہوا تھا اور لاش اوٹہانے والون کو اسکی خبر نہی - کوئی بیرونی علامت اسکی نہین پائی گئی کہ اسقاط کرانے کا ارادہ کیا گیا ہے اور نہ ڈوب مرنے کے نشان لاش پر تھے - جنین سات آٹھ مہینے کا تھا اور اوسکی پیدایش مین رحم بالکل اولٹ گیا تھا اسوجہ سے اور چونکہ عورت بیوہ تھی یہ شبہہ تھا کہ کوئی دوا اسقاط کے واسطے کھائی گئی ہے اور لاش اخفاے سبب ہلاکت کی غرض سے کنوے مین ڈالدی گئی - اس خاص صورت مین معدہ کے اندر کچلا پایا گیا - ماں کے مرجانے کے بعد بھی بچہ کا بلا اعانت دوا کے پیدا ہونا نہایت تحقیق طور پر ثابت ہے - اور ایسی صورتون مین خود رحم کی ذاتی قوت انقباض یا بعد موت کے اکڑنا بچہ کے باہر آنے کا سبب سمجھا جاتا ہے کہا جاتا ہے کہ کچلے کے اثر سے بھی انقباض بعد الموت پیدا ہوتا ہے اور جب تک موت کی

[ف] اس مقدمہ کے متعلق اتنا کہنا ضرور ہے کہ بابو ہیم لال دیپ نے اپنی کتاب ادویہ ملک ہندوستان مین لکھا ہے کہ لال چیترے کی جڑ اسقاط حمل یا وضع حمل کے بعد خون کے بند کرنے کو استعمال کی جاتی ہے اور اسوجہ سے محض اس جڑ کا پایا جانا ثبوت اسقاط نہین ہے جبتک نیت وغیرہ سے اسقاط ثابت نہو -

اکڑ نہ شروع ہو قائم رہتا ہے - اِس خاص صورت مین لاش پانی کے اندر قریب اٹھارہ گھنٹے کے رہی تھی اور اسوقت تک بلاشبہ موت کی اکڑ بالکل جا چکی تھی - (فقط ہاتھون مین کسیقدر اکڑ باقی تھی) بیس ظاہرا بچہ کے باہر آنے کا باعث پیٹ مین سڑتے وقت ریاح کا پیدا ہونا تھا - اور اِس قسم کی مشتبہ لاش کے امتحان کرنے مین ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ ریاح کی وجہ سے بھی خود بخود وضع حمل ہو جایا کرتا ہے -

اسی قسم کا ایک مقدمہ برہم پور مین بھی ہوا - عورت شوہر دار تھی لیکن شوہر اوسکا تین سال سے باہر تھا - شہر پٹنہ مین بھی ایسا ہی ایک مقدمہ ہوا تھا جسمین لاش کو اسپتال لیجاتے وقت راہ مین ریاح کے زور سے بچہ پیدا ہو گیا تھا -

اکثر اوقات ایسا ہوتا ہے کہ جو لکڑی رحم کے اندر رکھی جاتی ہے وہ ٹوٹ کر اندر ہی رہجاتی ہے اور اوسکی وجہ سے اوس مقام کا گوشت مر کر عورت ہلاک ہو جاتی ہے - ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسقاط حمل کے بہت کم مقدمات عدالتون مین آتے ہین البتہ جس صورت مین عورت مرجاوے تو اخفا سے جرم مشکل ہوتا ہے اور تحقیقات لازمی ہو جاتی ہے لیکن عموماً اِس کام کو بڈہی عورتین کرتی ہین جنکا تجربہ نہایت وسیع ہے وہ ہر قسم کی احتیاط کرتی ہین اور عموماً کوئی نشان زیادتی کا باقی نہین رہتا - اور طبیب کے واسطے نہایت مشکل ہوتا ہے یہ کہنا کہ اسقاط مجرمانہ طور سے کرایا گیا ہے انگلستان مین ابھی ایک مقدمہ ہوا ہے جسمین ایک شخص پر ایک عورت کے قتل کا الزام تھا عورت حاملہ تھی اور اوسنے ملزم سے ایسی دوا کی خواہش کی جس سے اسقاط ہو جاوے - ملزم نے اسکو ایک زہر لا دیا - اگرچہ ملزم کو معلوم تھا کہ وہ زہر کیون کہانا چاہتی ہے لیکن وہ چاہتا تھا کہ نہ کہاوے اور استعمال کے وقت ملزم موجود نہ تھا - عورت نے زہر کہایا اور مرگئی ملزم اسی بنا پر رہا ہو گیا کہ واقعات مقدمہ سے ثابت تھا کہ ملزم چاہتا تھا کہ عورت اپنے ارادہ سے باز آوے اور اوسکی

نیت قتل کی نہ تھی - (مقدمہ سرکار بنام فرتوال جسکو مین صاحب نے اپنی شرح مجموعہ تعزیرات ہند مین نقل کیا ہے) - مین صاحب لکھتے ہین کہ ایسی صورت مین دفعہ ۳۱۲ و دفعہ ۳۱۲ و دفعہ ۳۱۴ مجموعہ تعزیرات ہند چسپان نہین ہین لیکن البتہ مجرم جرم اعانت مین سزایاب ہوسکتا ہے -

اسقاط کے مقدمہ مین انگلستان اور ہندوستان کے قانون مین کسیقدر فرق ہے انگلستان مین اگر کوئی شخص کسی حاملہ عورت پر تعدی کرے یا اوسکو کوئی دوا پلادے جس سے دردزہ شروع ہوجاوے اور بچہ زندہ پیدا ہو لیکن پیدا ہونے کے بعد چوٹ کے باعث سے یا دوا کے علت سے مرجاوے تو شخص مذکور مجرم قتل سمجھا جاوے گا - برخلاف اسکے ہندوستان مین بموجب دفعہ ۳۱۵ اور دفعہ ۳۱۶ مجموعہ تعزیرات اوسکو دس سال کی قید ہوگی -

ڈاکٹر ٹیلر نے ایک مقدمہ انگلستان کا لکھا ہے جسمین ملزمین نے ایک ڈاکٹر سے اسقاط حمل کی دوا مانگی تھی - ڈاکٹر نے پولس کو خبر کردی اور ملزمین کو معمولی اور سادی دوائین دیدین - چونکہ انگلستان کے قانون مین اسقاط کے واسطے عورت کو ضرر پہنچانا شرط نہین ہے ملزمین جرم مین ماخوذ ہو گئے - لیکن اس مقدمہ مین ڈاکٹر حد سے بڑھ گیا تھا - پولیس کو اطلاع دینے مین مضائقہ نہ تھا لیکن اوسکو چاہیئے تھا کہ کسی قسم کی دوا مجرمین کے ہاتھ نہ بیچتا - اس ملک مین ایسی صورت مین شاید ملزمین اقدام کے جرم مین ماخوذ ہوتے -

یاد رکھنا چاہیئے کہ ایسی صورتین بہت ہین جنمین کولے مین خرابی ہونے کے سبب سے خود طبیب کو قبل از وقت وضع حمل کرانے کی ضرورت پڑتی ہے - لیکن ایسی صورتون مین بڑی احتیاط چاہیئے اور اس قسم کا عمل بلا چند اور ڈاکٹرون کی صلاح کے نہین ہونا چاہیئے ورنہ ایک بہت بڑا دروازہ کھل جاوے گا - اگرچہ اس ملک مین ابھی مدت تک اس قسم کے جرم کا طبیب کی طرف سے ہونا خلاف قیاس ہے - لیکن ممکن ہے کہ چند سال بعد طبی مدارس کے طالب علم اسقدر

زیادہ ہوجاوین کہ ہر گانون مین ایک طبیب ہو۔ اور اوسصورت مین ممکن ہے کہ کوئی شخص لالچ مین آکر طبی ضرورت کی بناپر اسقاط حمل کرائے۔ مگر ایسی صورت مین جبتک طبیب ضرورت کا ہونا قطعی طورپر ثابت نہ کرے تو ہمیشہ جرم کا شبہہ اوسکی طرف ہوگا۔ علی الخصوص ایسے وقت کہ جب اسقاط اوائل ایام حمل مین کرایا گیا ہو۔ کیونکہ انگلستان مین طبی ضرورتون سے اسقاط آٹھوین اور نوین مہینون مین کرایا جاتا ہے۔ انگلستان اور فرانس کے قانون مین جرم اسقاط کے واسطے عورت کا حاملہ ثابت ہونا ضرور نہین ہے۔ ایک مقدمہ موجود ہے جسمین ایک عورت اسقاط کی جرم مین سزایاب ہوئی حالانکہ ثابت ہوگیا کہ جس عورت پر اوسنے عمل کیا تہا وہ حاملہ نہ تھی بلکہ رحم کے مرض مین مبتلا تھی۔ اسی طرح اگر کسی عورت کے رحم مین بتوڑی ہو اور بالارادہ اوسکو اسقاط کی دوا دی جاوے تو دوا کا دینے والا شخص جرم اقدام اسقاط حمل مین ماخوذ ہوگا۔

خون اسقاط۔ اسقاط مین جو خون نکلتا ہے اوسکی نسبت اتفاق ہے کہ اسمین اور حیض کے خون مین کچھ فرق نہین ہے۔ یہ مسئلہ فرنچ اکیاڈمی[1] کے سامنے پیش ہوا تہا اور فیصلہ یہی ہوا کہ خون اسقاط اور خون حیض اور خون بچہ کشی مین باہم امتیاز نہین ہوسکتا۔ لیکن ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ مشیمہ مین جو عرق ہوتا ہے اوسمین ال بیومن[2] بکثرت ہوا کرتا ہے اور جس کپڑے مین یہہ عرق لگے وہ سخت ہوجاتا ہے۔ یہ ال بیومن امتداد زمانہ حمل کے ساتھ کم ہوتا جاتا ہے۔ مثلاً چوتھے مہینے مین ال بیومن کی مقدار ۱۰٫۷۷ فیصدی ہے۔ پانچوین مہینے مین ۷٫۶۷ فیصدی چھٹے مہینے مین ۶٫۶۷ فیصدی اور نوین مہینے مین فقط ۰٫۸۲ فیصدی۔

نوتولد بچون کو باہر ڈالدینا ایک معمولی جرم ہے۔ ان صورتون مین علامات وغیرہ اوسی قسم کے ہوتے ہین جیسے مذکور ہوچکے۔ لیکن نہایت تعجب خیز یہ امر ہے کہ بچے اسطرح سے ڈالدینے کے

---

[1] ایک بہت بڑے مجمع علما کا نام ہے [2] انڈے کی سفیدی کی سی ایک چیز ہے۔

بھی بہت دیر تک زندہ رہتے ہین - ضلع گڑ پا مین ایک عورت اپنے نوتولد بچہ کے پھینک دینے کے جرم مین ماخوذ ہوئی تھی - اُسنے بچہ کو ایک ناگ پھینی کی جھاڑی مین ڈالدیا تھا - بچہ دوسرے دن تک زندہ تھا - نال نہین کٹا تھا اور نہ نال کو کچھ ضرب آئی تھی - جھاڑی بہت اونچی تھی اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ بچہ کو اونچا کر کے پھینکا تھا لیکن تاہم وہ زندہ رہا - ایک دن سے زیادہ بچہ زندہ رہا اور اوسکے بعد بچہ ٹھاور باہر پڑے رہنے کے صدمے سے مر گیا - عورت قتل کی مجرم ٹھہرائی گئی - لیکن سزا مین تخفیف کردی گئی -

اس بحث مین مسٹر ٹیلر نے دفعہ ۳۱۷ مجموعہ تعزیرات ہند کی شرح مین عجیب مقدمہ لکھا ہے (الف) ایک نوتولد بچہ کی ماں نے جو خود نہایت کمزور تھی ایک دوسری عورت (ب) کو بچہ دیدیا کہ اوسکو باہر ڈالدے اور چھوڑ دے - ہائیکورٹ جسٹس اسکاٹ لین نے فیصلہ کیا کہ (الف) اس دفعہ کے مطابق مجرم نہین ہے کیونکہ خود اوسنے یہ فعل نہین کیا اور نہ (ب) مجرم ہے کیونکہ وہ بچہ کی ماں نہ تھی اور نہ اون پر جرم اعانت عائد ہو سکتا ہے کیونکہ جسوقت جرم ہی نہین ہوا تو پھر اعانت اوسکی کیونکر ہو سکتی ہے - جو شخص کسی بچہ کا محافظ محض اس غرض سے ہو کہ اوسکو ڈالدے وہ بحیثیت ایسے محافظ کے جو اس دفعہ مین مراد ہے ماخوذ نہین ہو سکتا - یہ محض قانونی بال کی کھال ہے - اگر (ب) کو دفعہ ۳۱۷ مین سزا نہین ہو سکتی تھی تو بیشک قتل عمد کی سزا تو اوسکو ہو سکتی تھی کیونکہ اوسکا فعل جسکو اوسنے اس نیت سے کیا تھا باعث ہلاکت ہوا - اور اس صورت مین (الف) کو سزا اعانت کی ہو سکتی ہے -

حصہ چہارم

باب اوّل سمیات

مجموعہ تعزیرات ہند مین کوئی تعریف زہر کی نہین کی گئی ہے - لیکن ڈاکٹر ٹیلر یہ تعریف لکھتے ہین "زہر وہ شے ہے جو شریک خون ہونے کے بعد صحت جسمانی مین تغیر عظیم پیدا کرے یا ہلاکت پیدا کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو" ڈاکٹر گائے لکھتے ہین "زہر وہ شے ہے (خواہ وہ منجمد ہو یا رقیق یا ہوائی حالت مین) جو جسم پر لگانے سے یا جسم کے اندر پہنچائے جانے سے محض اپنی ذاتی خاصیت کی وجہ سے ہلاکت کا موجب ہو سکے" اس تعریف سے شیشے اور لوہے کا چورا جو کسی ذاتی خاصیت کی وجہ سے نہین بلکہ محض رگڑ کی وجہ سے احشا مین ورم پیدا کرتے ہین سمیات سے خارج ہو جاتے ہین - بیک لکھتا ہے کہ قدما کل ادن اشیا کو جنسے علامات ردیہ پیدا ہوتے ہین یا روح کو گزند پہنچتا ہے زہر مین شامل سمجھتے تھے - ہندوستان کی عدالتون کے لحاظ سے زہر کی تعریف بالکل غیر ضروری چیز ہے کیونکہ اس ملک کے قانون نے ہر ایک ایسے فعل کو جو بارادہ ضرر رسانی کیا جاوے جرم قرار دیا ہے - اگر وہ فعل باعث ہلاکت ہو تو جرم قتل عمد یا قتل انسان مستلزم سزا ہے اگر وہ باعث ہلاکت نہو لیکن ہلاکت کرنے کی نیت سے کیا گیا ہو تو اوس وقت وہ اقدام قتل کہا جاوے گا - اگر وہ فعل ضرر پہنچانے کی نیت سے کیا گیا ہو اور اوس سے ضرر پہنچ جاوے تو جرم ضرر رسانی ہے اور اوس ضرر کا محض ضرر یا ضرر شدید ہونا قسم ضرر پہ موقوف

ہوگا - پس اگر کوئی شخص کسی دوسرے کو ایک بے ضرر دوا یہ سمجھکر کہ یہ مہلک ہے اور بارادہ قتل دے دیوے تو حسب منشا مجموعہ تعزیرات ہند وہ اقدام قتل کی سزا پا سکتا ہے - مثلاً مشرقی ممالک مین یہ خیال کیا جاتا ہے کہ ہیرے کا چورا ایک بہت بڑا زہر ہے اگرچہ فی الواقع ہیرے کا چورا بالکل بے ضرر شے ہے - لیکن جو شخص اسکو زہر سمجھکر دوسرے کو قتل کرنے کی نیت سے دیوے تو وہ اقدام قتل کا مجرم ہے اگرچہ اوسکے استعمال سے کوئی ضرر نہوا ہو - اور اسکی مثال مشہور مقدمہ لیکوارٹر ودہ کا ہے - اس ملک مین جس شہادت کی ضرورت ہے وہ یہی نہین ہے کہ وہ شے سمیات مین سے ہے یا نہین بلکہ اسکا ثبوت بھی چاہیئے کہ وہ استعمال کی گئی تھی اور اوسکا استعمال کس نیت سے کیا گیا تھا -

زہر خورانی کے ایسے مقدمات جنمین شخص مسموم جانبر ہوجاوے بہت کم ہوتے ہین اور عدالت کے سامنے جو مقدمات آتے ہین اونمین تو یقیناً نتیجہ مہلک ہوا کرتا ہے - ان مقدمات مین دو امر کا ثبوت ضروری ہے (۱) اصلی سبب موت کا اور (۲) کون شخص اوس موت کا باعث ہوا - پہلے امر کی نسبت تو محض کیمیکل اگزامنر کی شہادت ہوگی کیونکہ وہی بتا سکتا ہے کہ جسم مین زہر تھا یا نہین اور کون سا زہر تھا - لیکن علاوہ اس شہادت کے اور بہت سے امور ہین جنکی طرف حکام اور دیگر اشخاص کو جنکا تعلق اس قسم کے مقدمات سے ہو لحاظ ہونا چاہیئے اور وہ امور ایسے اشد ضروری ہین کہ اکثر اوقات ملزم کی جان کا بچنا یا اوسکا سزایاب ہونا اونہین پر موقوف ہے -

یہ ہم فرض کرلینگے کہ واردات کی اطلاع ہوتے ہی عہدہ داران دیہی نے پولیس کو طلب کر لیا ہے اور تحقیقات شروع کردی گئی ہے - پس جن امور کی نسبت پوری ملنی چاہیئے وہ ذیل مین لکھے جاتے ہین - اگرچہ یہ امور دیباچہ مین بھی مذکور ہوچکے ہین لیکن مزید آسانی کے واسطے اونکا بیان پھر اعادہ کیا جاتا ہے -

(۱) ٹھیک وقت موت کا کیا تھا۔

(۲) کسوقت اور کس مقام پر متوفی کو لوگون نے اخیر مرتبہ مرنے سے پہلے دیکھا تھا۔

(۳) لاشش کس ہیئت اور کس وضع پر پڑی ہوئی تھی۔

(۴) لاش کے اردگرد کی اشیا مثلاً بوتلین۔ کاغذات۔ ہتیار یا گرے ہوے عرقیات کے مواقع کو بغور دیکھنا اور قلمبند کرنا اور اون اشیا کو جمع کرنا اور حفاظت سے رکھنا چاہیئے۔

(۵) شخص متوفی پر کسی خاص قسم کے علامات ظاہر ہوے تھے یا نہین اور اگر ایسے علامات ظاہر ہوئے تھے تو اونکا ظہور کسوقت سے شروع ہوا اور وہ کب تک رہے۔

(۶) کسی شئے خوردنی یا غذا یا کسی مشروب یا دوا کہانے یا پینے سے کتنی دیر کے بعد یہ علامات مترتب ہوے۔

(۷) یہ علامات کسی وقت موقوف بھی ہوئے تھے یا موت تک بلاکمی کے قائم رہے تھے۔

(۸) اگر کسی حصۂ غذا یا دوا مین زہر کا شبہہ ہو تو اوسکو احتیاط سے رکھنا چاہیئے۔

(۹) جو کوئی مادہ قے یا دست مین اخراج ہوا ہو اوسکو احتیاط سے رکھنا چاہیئے غذا یا قے جمع کرتے وقت ضرور ہے کہ ہر ایک شئے کے واسطے ایک علیحدہ اور صاف ظرف استعمال کیا جاوے کبھی کسی پرانے ظرف کو نہین لینا چاہیئے بلکہ ہمیشہ باصراحی اور صاف مٹی کے برتن منگا کر اوسمین رکھنا چاہیئے اور ایسے ظرف کو مضبوطی کے ساتھ بند کرکے جبوقت تک وہ کسی طبیب کے حوالہ نہ کیا جاوے نہایت احتیاط سے رکھنا چاہیئے۔

(۱۰) لاشش کی بیرونی ہیئت اور تمام جبر و زیادتی کے نشانات کو بغور دیکھنا اور قلمبند کرنا چاہیئے

(۱۱) تمام مشتبہ باتون کو اور اون اشخاص کے بیانات کو جن پر کسی قسم کا شبہہ ہو قلمبند کرنا چاہیئے۔

(۱۲) امور متذکرہ بالا کو بغور دیکھنے اور دریافت کرنے اور اونکو محضرنامہ مین (جسپر عہدہ داران دیہی کے دستخط ہونگے) درج کرانے کے بعد لاش کو فوراً قریب سے قریب کے دواخانہ مین لیجانا چاہیے اور خود بھی معہ کل اشیاے متعلقہ مقدمہ لاش کے ساتھ جانا چاہیے۔ کیونکہ یہ امر نہایت ضروری ہے کہ لاش دواخانہ مین قبل بوسیدگی شروع ہونے کے پہنچ جاوے۔

جسوقت لاش اسپتال مین پہنچے تو طبیب کو ضرور ہے کہ فوراً اوسکے چیرنے کا بندوبست کرے اور بہت احتیاط سے لاش کو چیرے۔ اوسکا فرض ہے کہ اصلی سبب موت کا دریافت کرے اور اس سبب دریافت کرنے مین اوسکو چاہیے کہ محض واقعات اور امتحان لاش پر نظر رکھے اور جو لوگ لاش کو لاے ہین انکے بیانات پر اعتنا نہ کرے۔ بعینہٖ ایسے مقدمات مین جہان زہر خورانی کا شبہ ہے اوسکو چاہیے کہ معدہ کو اور مادہ قے اور دست کو معہ کپڑون اور ہتیار وغیرہ کیمیکل اگزامنر کے پاس روانہ کرے۔ اسمین بھی بڑی احتیاط چاہیے کہ ہر ایک شے علیحدہ اور صاف اور نئے ظروف مین رکھی جاوے اور اوسکا منھ بند کرکے اوسپر مہر کیجاوے۔ ایک مثال ایسی موجود ہے جسمین احشا ایک ایسے ظرف مین رکھدیے گئے تھے جو سنکھیا کا ظرف تھا اور بخوبی صاف نہین کیا گیا تھا۔ اس صورت مین معدہ کے اوپر سنکھیا پائی گئی اور دریافت کرنے سے اصل حقیقت کھلی۔ ایسی صورتین بھی موجود ہین جنمین بہت بڑا شبہ اسبات کا ہے کہ راہ مین ظروف کے اندر سنکھیا رکھدی گئی ہے۔

اس مقام پر ماتحت کے مجسٹریٹون کو یاد رکھنا چاہیے کہ سنکھیا کا کھلی ہوئی حالت مین معدہ کے اندر پایا جانا اسکی دلیل نہین ہے کہ معدہ کا عمل اوسپر ہوا ہے اکثر مجسٹریٹ ماتحت یہ غلطی کرتے ہین اور اگر اگزامنر کی رپورٹ مین سنکھیا کا کھلی ہوئی حالت مین پایا جانا لکھا ہے تو فوراً یہ سمجھ لیتے ہین کہ یہ سنکھیا خواہ مخواہ منھ کے رستے سے کھلائی گئی تھی۔ حالانکہ اگر بعد مرنے

گئے ہین سنکھیا احشا مین شامل کردی جاوے تو بھی وہ معدہ کے اندر گھلی ہوئی ملیگی اور اوسمین اور کھلائی سنکھیا مین کوئی فرق نہین ہوگا - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ احشا کو ظرف کے اندر رکھنا اور روانہ کرنے مین کسقدر احتیاط اور صفائی کی ضرورت ہے ۔ تھوڑی سی بے احتیاطی مین ممکن ہے کہ اصل مجرم رہا ہو جاوے - یا کوئی بیگناہ سزا پاجاوے -

واضح ہو کہ اگرچہ زمانہ حال مین سمیات کے علم مین اور اونکے خواص اور طریقہ تشخیص مین بڑی ترقی ہوئی ہے لیکن تاہم اب بھی بعض سمیات ایسے ہین جنکا معلوم کرنا ناممکن ہے پس اگر کمیکل اگزامنر اوس زہر کو جو معدہ مین موجود ہے تشخیص نکرسکے تو اس سے یہ لازم نہین آتا کہ متوفی کو زہر نہین دیا گیا تھا - یہ بھی ممکن ہے کہ کمیکل اگزامنر یہ بتاوے کہ زہر دیا گیا ہے لیکن زہر کی قسم کو نہ بتا سکے -

مثلاً ڈاکٹر راجرس نے اپنی رپورٹ ۱۸۸۳ء مین لکھا ہے کہ آٹھ صورتون مین اس قسم کے زہر پاے گئے جنکی تشخیص نہوسکی -

ڈاکٹر وان اسٹائی زین کیمیکل اگزامنر مدراس اپنی رپورٹ ۱۸۸۹ء مین لکھتی ہین - "یاد رکھنا چاہیے کہ وہ سمیات جو احشا سے نکالے جاتے ہین اونکی نسبت یہ نہین کہا جا سکتا ہے کہ وہی خواہ مخواہ باعث ہلاکت تھے یا یہ کہ وہ حالت زندگی مین جسم کے اندر پہنچاے گئے تھے - کیونکہ بوسیدگی کے وقت لاش مین بھی کھاری سمیات پیدا ہوتے ہین جنکو اصلی سم سے امتیاز کرنا مشکل ہے -

لیکن جب سے دو بڑے مشہور مقدمون مین جرمنی اور اٹلی کے وکلا نے مجرم کی صفائی مین یہ مسئلہ پیش کیا اطباے یورپ کو اسقدر کد ہوگئی کہ موجودہ تحقیقات کی رو سے ایک ایسے کھاری زہر کو جو زندگی کی حالت مین جسم کے اندر پہنچایا جاوے اون سمیات سے جو بوسیدگی سے پیدا ہوتے ہین (اور جنکا اصطلاحی نام ٹومین ہے) امتیاز کرنا ممکن ہوگیا ہے اگرچہ بعض اوقات اس قسم کے امتیاز مین نہایت احتیاط اور باریک بینی کی ضرورت پڑتی ہے -

جن مقدمات کو ڈاکٹر راجرس نے لکھا ہے کہ اونمین زہر کی تشخیص نہو سکی وہ یہ ہین۔

ضلع بلاری۔ اِس ضلع کا ایک مقدمہ تہا۔ ایک شخص جسکی عمر ۵۴ سال کی تہی مرض بواسیر مین مبتلا تہا اور اوسکے علاج کیواسطے اوسنے ایک بوڑہیا عورت سے کوئی دوائی تہی۔ دوا پینے کے بعد اوسکے منھ سے جہاگین آنے لگا اور قے اور دست آئے اور وہ دوسرے دن مرگیا۔ باقیماندہ دوا مین ایک سمیات محرق[۵۱] بمقدار ہی زہر احشا اور قے مین بہی پایا گیا۔

ضلع گوداوری۔ اس ضلع کا بہی ایک مقدمہ تہا۔ ایک عورت کو کسی نے ایک قسم کی شکر دی۔ اوسکا ایک ٹکڑا کہانے کے ساتھ ہی اوسکا منھ اور حلق جلنے اور سن ہونے لگا۔ شکر کے امتحان سے اوسمین ایک منوم اور محرق مادہ سمی پایا گیا۔

ضلع کرشنا۔ اس ضلع سے جو مقدمہ آیا اوسمین بیان کیا گیا کہ متوفی آٹھ بجے شب تک بالکل تندرست تہا۔ اسوقت اوسنے رات کا کہانا کہایا اور کہانے کے ساتھ ہی محرق زہر کہانے کے علامات نمودار ہوئے اور آدہی رات کو وہ مرگیا۔ لاش کے امتحان مین غذا کی نالی[۵۲] کے عروق خون سے بہرے ہوے پائے گئے اور قے مین ایک محرق سم پایا گیا لیکن احشا کے امتحان سے کوئی قابل اطمینان نتیجہ نہین نکلا اور اسکی وجہ یہ ہے کہ معدہ اور امعا سب ایک ہی ظرف مین بہیجے گئے تہے اور جو جدید حکم انکو علیحدہ علیحدہ بہیجنے کے بارہ مین مشتہر ہوا ہے وہ اسوقت تک جاری نہین ہوا تہا۔

ضلع کرنول۔ اس ضلع کے دو مقدمات تہے۔ پہلے مقدمہ مین یہ کہا گیا تہا کہ تین لڑکون نے

---

[۵۱] سمیات کی تقسیم اس حصہ کے باب دوم مین کی گئی ہے جس سے مختلف سمیات کی کیفیت معلوم ہوگی [۵۲] منھ سے لیکر مبرز تک ایک مسلسل نالی ہے جسمین ایک طرف سے غذا جاتی ہے اور دوسری طرف سے فضلہ نکلتا ہے۔ معدہ اور امعا سب اسی نالی کے مختلف حصے ہین اس نالی کا نام غذا کی نالی رکھا گیا ہے۔

تھوڑا ساگڑ جو اونکو کسی شخص نے دیا تھا کھایا اور سب کو چکر آیا اور قے ہوئی - لیکن تینون بچ گئے - قے مین ایک قسم کا کھاری زہر پایا گیا - دوسرے مقدمہ مین دو شخصون نے بیان کیا کہ غذا کھانے کے بعد اونکو منھہ مین تلخی اور حلق مین سوزش معلوم ہوئی - اوسوقت قے کرنے کے لیے کھوطیا کھایا اوس سے قے ہوئی - اس مقدمہ مین چھہ علیحدہ حصے غذائے مشتبہ کے امتحان کے واسطے بہیجے گئے اور انمین سے ایک مین زہر محرق پایا گیا لیکن اوسکی مقدار اسقدر نتھی کہ وہ مہلک ہوسکتا -

ضلع مدراس کا ایک مقدمہ تہا جسکو کمشنر پولیس نے بہیجا تہا - واقعات یہ تھے - ایک مسلمان عورت نیاز کے واسطے مٹھائی بنایا کرتی تھی - دو مرتبہ اس مٹھائی کے کھانے والے بیمار ہوئے پہلی مرتبہ تو یہ خیال کیا گیا کہ چونکہ نیاز جس جگہہ ہونی چاہیئے تھی نہین ہوئی اسواسطے اللہ تعالے کا غضب نازل ہوا - لیکن جب دوسری مرتبہ سولہ آدمیون کو قے اور دست ہوئے تو شبہہ پیدا ہوا اور دو حصے مٹھائی کے اور پانچ حصے گڑ کے اور شکر اور گھی وغیرہ جس سے مٹھائی بنائی گئی تھی امتحان کے واسطے بہیجے گئے - مٹھائی کے ایک حصے مین ایک نباتی محرق زہر پایا گیا -

ضلع ٹرچناپلی - اس ضلع کا ایک مقدمہ تہا - اسمین ایک اٹھارہ سالہ جوان کی نسبت یہ کہا گیا کہ وہ کسی قسم کے منوم زہر سے مارا گیا ہے - بیان یہ تہا کہ متوفی دوپہر کو صحیح و تندرست گھر سے باہر گیا - اور ساڑھے پانچ بجے بیہوش ملا اور آدہی رات کو مر گیا - منھہ مین کسی منوم زہر کی بو نہ تھی لیکن کامل غشی تھی اور دیدے کسیقدر پھیلے ہوئے تھے - اور ہونٹون مین کف بھی تہا - اس صورت مین شبہہ یہ ہوا کہ متوفی نے کوئی منوم زہر کہا لیا کیونکہ اوسکا باپ افیون اور گانجہ بیچتا تہا معدہ مین ایک قسم کا محرق اور منوم زہر پایا گیا جسکے ساتھہ ایک ربڑ کی سی چیز ملی ہوئی تھی -

ضلع کرپا مین ایک مقدمہ ہوا جسمین ایک شخص ایسی حالت سے مرا کہ شبہہ قوی زہر خورانی کا

تھا اور ایک خاص شخص کو گرفتار کرنے کے واسطے ثبوت کافی تھا اور اگر کیمکل اگزامنر کے امتحان مین زہر نکلتا تو ضرور یہ شخص سشن سپرد ہوتا لیکن چونکہ زہر نہین پایا گیا اسواسطے ڈپٹی مجسٹریٹ نے ملزم کو چھوڑ دیا - ایسے مقدمات مین جہان قوی شبہہ جرم کا موجود ہے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اگر معدہ مین زہر نہ بھی پایا جاوے تو بھی ملزم کو سشن سپرد کرنا چاہیئے تاکہ وہ عدالت سے اپنی برات حاصل کرے - پالمر کے مشہور مقدمہ مین یہی کارروائی ہوئی تھی (دیکھو اس حصہ کا باب ششم)

مدراس پریسیڈنسی مین جو سمیات عموماً استعمال کئے جاتے ہین وہ یہ ہین -

سنکھیا جسکی بحث پوری اس حصہ کے باب دوم سمیات فلزی مین لکھی گئی ہے -

(۲) پارہ کے مرکبات - بعض اوقات سنکھیا پارے کے ساتھ دی جاتی ہے - پارہ کے مرکبات جنکا عموماً استعمال ہوتا ہے تین ہین -

(۱) کروسسبلیمیٹ جسکو ہندی مین شیورا اور شیورم کہتے ہین اور عربی مین زیبق سلیمانی

(۲) یا لومل جسکو عربی مین زیبق حلو کہتے ہین -

(۳) شنجرف سنہ ۱۸۹۲ء مین جو مقدمات پارہ کے مرکبات کھلانے کے ہوئے وہ ذیل مین درج کئے جاتے ہین - انکو ڈاکٹر مک نیلی صاحب نے لکھا ہے -

تاریخ مریض کے ہسپتال مین آنے کی	نام مقام	نتیجہ	نام سم مستعمل شدہ
۸ جولائی	کمباکونم	مہلک	ان کل صورتون مین کروسسبلیمیٹ استعمال کیا گیا تھا -
۲۰ اگست	مبادرم	مہلک	
۲۸ اگست	ساتور	صحت	
یکم ستمبر	ویلاپورم	صحت	

(۳) نائیٹرک ایسڈ - یعنی شورہ کا تیزاب - یہ زہر بہت کم استعمال کیا جاتا ہے لیکن ایک مقدمہ مین جو ۱۸۸۳ء مین کمشنر پولیس کے پاس سے آیا تہا مسموم قہوہ مین جسکے ذریعہ سے اقدام زہر خورانی کیا گیا تہا نائٹرک ایسڈ پایا گیا -

سمیات نباتی

(۱) اکونائیٹ (بش یا بچناک) ۱۸۸۳ء مین دو صورتون مین جنمین سے ایک مہلک تہی اور ۱۸۸۲ء مین چار صورتون مین جنمین سے تین مہلک تہین اکونائیٹ پایا گیا -

(۲) دہتورا - یہ زہر ۱۸۸۲ء مین دو صورتون مین اور ۱۸۸۲ء مین ایک صورت مین پایا گیا -

(۳) گانجا ۱۸۸۳ء مین اسکے تین مقدمات تہے اور ۱۸۸۲ء مین پانچ مقدمات مین شبہ گانجے کا تہا -

(۴) کچلا ۱۸۸۳ء مین اسکے پانچ مقدمات تہے جنمین چار مہلک تہے -

(۵) کنیر ۱۸۸۳ء مین اسکے دو مقدمات تہے (ایک مہلک) اور ۱۸۸۲ء مین تین جنمین سے ایک مہلک تہا -

(۶) افیون ۱۸۸۳ء مین چار مقدمات افیون کے تہے جنمین سے تین مہلک تہے اور ۱۸۸۲ء مین پانچ اور کل مہلک -

چیتا - اسکے پانچ مقدمات ۱۸۸۲ء مین اور تین مقدمات ۱۸۸۳ء مین ہوے - ان سمیات کی تفصیلی کیفیت آگے لکہی جاوے گی -

مندرجہ ذیل تختہ (جو ڈاکٹر وان گائی زل کیمکل اگزامنر مدراس کی مہربانی سے ملا ہے) پانچ سال کے مقدمات زہر خورانی کا ہے جو مدراس پریسیڈنسی مین واقع ہوئے -

(تختہ زہر خورانی انسانی بابت مدراس پریسیڈنسی)

سال	اقسام سمیات							کل تعداد امتحانات مع اون صورتون کے جنمین زہر تشخیص نہین ہوسکا ۔
	سنکھیا	پارہ	دیگر فلزات	افیون	دھتورا	اکونائٹ	دیگر سمیات نباتی	
سنہ ۱۸۸۵ء	۳۵	۷	۳	۵	۳	۱	۱۰	۱۲۸
سنہ ۱۸۸۶ء	۴۶	۴	۹	۶	۴	۰	۶	۱۳۱
سنہ ۱۸۸۷ء	۳۷	۹	۵	۱	۰	۴	۶	۱۰۹
سنہ ۱۸۸۸ء	۲۸	۵	۹	۶	۳	۵	۱۸	۱۲۷
سنہ ۱۸۸۹ء	۳۳	۱۰	۲	۷	۴	۸	۲۲	۱۳۶
جملہ	۱۷۹	۳۵	۲۶	۲۵	۱۴	۱۸	۶۲	۶۳۱

(تختہ زہر خورانی انسانی بابت بمبئی پریسیڈنسی)

سال	اقسام سمیات							کل تعداد امتحانات مع ان صورتون کے جنمین زہر تشخیص نہین ہوسکا
	سنکھیا	پارہ	دیگر فلزات	افیون	دھتورا	اکونائٹ	دیگر سمیات نباتی	
سنہ ۱۸۸۵ء	۵۱	۴	۸	۲۰	۵	۱	۹	۱۸۷
سنہ ۱۸۸۶ء	۴۷	۴	۱۴	۱۲	۴	۰	۶	۱۵۹
سنہ ۱۸۸۷ء	۴۲	۱	۱۴	۱۴	۵	۰	۹	۱۵۹
سنہ ۱۸۸۸ء	۴۱	۵	۱۱	۱۵	۵	۰	۷	۱۸۲
سنہ ۱۸۸۹ء	۳۳	۳	۵	۲۰	۳	۰	۲	۱۷۰
جملہ	۲۱۴	۱۷	۵۲	۸۱	۲۲	۱	۳۲	۸۵۷

(تختہ زہر خورانی انسانی بابت بنگال پریسیڈنسی)

سال	اقسام سمیات																			کل تعداد استحانات مع ان صورتون کے جنمین زہر تشخیص نہین ہوسکا
	سنکھیا	زرد سنکھیا (اورپیمنٹ)	پارہ	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	[illegible]	الکوحل	[illegible]	[illegible]	[illegible]	افیون	دھتورا	[illegible]	افیون اور [illegible]	دیگر سمیات نباتی: [illegible]	دیگر سمیات نباتی: [illegible]	دیگر سمیات نباتی: [illegible]	
سنہ ۱۸۸۵ء	۳۷	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	•	۵۰	۱ ﻟ	۴	•	۳	•	۲	۲۳۴
سنہ ۱۸۸۶ء	۴۸	•	•	•	•	•	•	۱	•	•	۱	۱	۵۲	۳	۱	۱	۱	۱	۲	۲۶۶
سنہ ۱۸۸۷ء	۳۶	•	۱	•	۱		•	۱	•	•	•	•	۵۶	۱	۱	•	•	•	۲	۲۳۳
سنہ ۱۸۸۸ء	۲۵	۱	•	•	•	۲	۳	•	۱	•	•	•	۵۲	۲	•	•	۲	•	•	۱۹۹
سنہ ۱۸۸۹ء	۲۹	•	۱	۴	•	•	۱	•	•	•	•	•	۵۰	۱	•	•	۱	•	۱۴	۲۰۹
جملہ	۱۷۵	۱	۲	۴	۱	۲	۴	۲	۱	•	۱	۱	۲۶۶	۸	۶	۱	۷	۱	۲۹	۱۱۴۱

ﻟ منجملہ آٹھ صورتون کے سات صورتون مین اٹروپین جو بلاڈونہ کا ستی جز ہے دیا گیا تھا۔

باب دوم

سمیات محرق - سنکھیا

بلحاظ اثر کے سمیات تین قسم پر منقسم ہوئے ہین -

اوّل - اری ٹنٹ یعنی محرق -

دوم منوم - یعنی غنودگی پیدا کرنے والی -

سوم - منوم و محرق جنمین دونون اثر ہین -

لیکن اس کتاب مین سمیات کی تقسیم بموجب ذیل کی گئی ہے -

(۱) سمیات فلزی -

(۲) ایسڈ یعنی تیزابات -

(۳) سمیات نباتی -

(۴) سمیات حیوانی

سمیات فلزی

اکثر محرق سمیات فلزی ہین - بعض البتہ نباتات اور حیوانات سے بھی نکالے جاتے ہین لیکن انکا استعمال مجرمانہ اغراض سے کم ہوتا ہے - کل محرق سمیات کا اثر یکسان ہے - یہ معدہ مین سوزش پیدا کرنے کی وجہ سے شدت سے قے اور دست لاتے ہین اور اسکے ساتھ ہی پیٹ مین اور زیادہ تر قعر معدہ مین سخت درد ہوتا ہے - بہت سے انمین سے گلا دینے

کی خاصیت رکھتے ہین مثلاً فلزی ایسڈ - جلانے والے کھار - کروسو سبلیمیٹ وغیرہ وغیرہ
یہ سمیات نگلنے کے ساتھہی محسوس ہوتے ہین کیونکہ انکا مزہ تیز ہوتا ہے اور انکے سبب سے
منھہ اور حلق سے لیکر معدہ تک جلن پڑجاتی ہے - لیکن بعض محرق سمیات گلانے کی خاصیت
نہین رکھتے - اور بعض مثل سنکھیا کے بالکل بلامزہ ہین -

سنکھیا

اس ملک مین یہ سب سے عام اور کثیر الاستعمال زہر ہے - دو سنہ ۱۸۸۳ء مین مدراس
پریزیڈنسی مین ۱۳ مقدمات ایسے ہوئے جنمین ایک شخص کو اور ۴۲ مقدمات ایسے جنمین کئی شخصون
کو سنکھیا دی گئی تھی اور اشخاص مسموم کی کل تعداد ۷۸ تھی جنمین سے ۴۹ مرد تھے اور
۱۸ عورتین اور ۱۱ بچے اور انکے منجملہ ۱۲ مرد ۸ عورتین اور ۶ بچے ہلاک ہو گئے - دو صورتین
اتفاقی تھین اور دو خودکشی کی بقیہ مجرمانہ زہرخورانی کے مقدمات تھے - زیادہ سے زیادہ
مقدار سنکھیا کی جو کسی ایک شخص کے احشا مین پائی گئی خودکشی کے مقدمہ مین تھی اور یہ مقدار
۲۳۶ر۷۵ گرین آرسینیس اکسائیڈ کے برابر تھی - اور کم سے کم مقدار (۱ر۱) گرین ایک قتل کے
مقدمہ مین تھی اور کل مقدمات کا اوسط ۷ر۲ گرین تھا - جو مقدمات مہلک ہوئے اونمین ہلاکت
کا زمانہ ایک گھنٹے سے لیکر دو دن تک تھا - چند صورتون مین سنکھیا پارہ کے مرکبات کے ساتھ
دی گئی تھی - انکے علاوہ نو مقدمات اقدام زہرخورانی کے تھے جنمین سنکھیا کا استعمال کیا گیا تھا
اور گویا کل مقدمات کا مجموعہ ۶۴ تھا بمقابلہ ۴۲ مقدمات ۱۸۸۲ء کے -

اون مقدمات مین کل دو مقدمے ذکر کے قابل ہین - ایک ضلع کڑپا سے آیا اور اوسمین
زہر نے نہایت سرعت کے ساتھ تاثیر کی تھی - متوفی اچھا خاصہ تھا اور مسموم سیندھی پینے کے ساتھ
ہی اوسکو تین قیئن آئین اور وہ ایک گھنٹے کے اندر صدمون سے مرگیا - معدہ کی سطح پر اور اوس

مٹی مین جہان تھوڑی سی سیندی گر گئی تھی ہرتال پائی گئی"

"دوسرا مقدمہ کی سیدی مہارانی کا ہے۔ اوسکو ربا کے حکیم نے باریک پسی ہوئی سنکھیا کسی پینے کی چیز مین دی تھی اور ایک تعجب ہے قبل لاش جلائے جانے کے پولس کو خبر کردی معدہ اور ایک ٹکڑا جگر کا اور ایک حصہ میلے بستر کا امتحان کے واسطے بھیجا گیا تھا۔ احشا مین جو سفید سنکھیا نکالی گئی اوسکی مقدار ۶/۵ گرین تھی۔ اگرچہ یہ مقدار بذاتہ کم تھی لیکن بلحاظ اوس تھوڑے سے حصہ احشا کے جسمین سے وہ نکالی گئی زیادہ تھی۔ اس مقدمہ مین بہت سی دوائین جنکو حکیم نے علاج مین استعمال کیا تھا امتحان کے واسطے بھیجی گئین اور ملزم کی طرف سے یہ کہا گیا کہ چند روز تک متوفیہ کو ہرتال بطور دوا کے دی گئی تھی اور اکونائنٹ اور درٹیریا[ف] بھی تھوڑی دیر موت سے پہلے دیا گیا تھا اور ممکن تھا کہ ان ادویہ کا مجموعی اثر سنکھیا کے ساتھ ملکر مہلک ہوگیا ہو۔ لیکن معدہ مین مطلق نہ اکونائنٹ کا نشان پایا گیا نہ درٹیریا کا اور جس دوا مین ہرتال بتائی گئی تھی اوسمین ہرتال مطلق نہ تھی اور یہ ممکن نہ تھا کہ ہرتال معدہ مین جاکر سفید سنکھیا بن گئی ہو" (انتخاب رپورٹ ڈاکٹر راجرس کیمیکل اگزامنر مدراس بابت ۱۸۸۴ء)

سنکھیا عموماً تین قسم کی استعمال کی جاتی ہے۔

(۱) سفید سنکھیا یعنی آرسی نیس آکسائیڈ یا آسی نیس ایسڈ۔

(۲) سرخ سنکھیا یعنی ارسی نیس بائی سلفائیڈ۔

(۳) زرد سنکھیا یعنی ہرتال یا ارسی نیس ٹرائی سلفائیڈ۔

ان تینون مین رنگ کی وجہ سے بخوبی امتیاز ہوسکتا ہے۔ سرخ سنکھیا اور ہرتال یہ دونون پانی مین نہین گھلتین لیکن بازاری اقسام مین گھلنے والے اجزا بھی شامل رہتے ہین۔

[ف] درٹیریا بھی ایک قوی نباتی سم ہے جو دوائً استعمال کیا جاتا ہے اور خاصیت اسکی اکونائنٹ کے مماثل ہے۔

سفید سنکھیا کچھ کچھ پانی مین گھلتی ہے ۔ رپورٹون مین جو لفظ غیر منحل سنکھیا کا ہوتا ہے اُس سے مراد سُرخ سنکھیا اور ہرتال اور چند اور مرکبات سنکھیا کے ہین جو پانی مین حل نہین ہوتے کھانے والی اقسام غیر منحل اقسام سے بہت زیادہ سمیت رکھتی ہین ۔ سرکاری دواخانون مین جو مرکبات سنکھیا کے رہتے ہین وہ ایک تولائی کر اسی نی کیلس (یعنی سنکھیا کا عرق) ہے اور دوسرے سنکھیا اور مرکیوریس آئی اوڈائیڈ کا عرق ۔

فی العموم زہر خورانی کے مقدمات مین سفید سنکھیا جو بازار مین ملتی ہے استعمال کی جاتی اور زیادہ تر سفوف کی صورت مین کھانے پینے کی چیزون مین ملا دی جاتی ہے ۔

سنکھیا سے جو علامات پیدا ہوتے ہین اونمین اختلاف ہوتا ہے بلحاظ اِسکے کہ سنکھیا گھلی ہوئی ہے یا بے گھلی ہوئی یا دھوان اوسکا دیا گیا ہے اور نیز اس لحاظ سے کہ شخص مسموم کی حالت جسمانی کیسی ہے اور سنکھیا کسطرح سے دی گئی ہے اور معدہ مین غذا ہے یا نہین اور شخص مسموم سنکھیا کھانے کا عادی تو نہین ہے ۔ اِس ملک مین بعض آدمی سنکھیا عادتاً کھایا کرتے ہین نہ فقط قوت باہ کے واسطے بلکہ اسوجہ سے بھی کہ اوس سے رنگ و روپ درست ہوتا ہے اور جسم سڈول بنتا ہے ۔ ایسے اشخاص موجود ہین جو تین گرین روز برسون کھایا کئے ہین ۔ سنکھیا گھوڑون کو بھی تیاری کے واسطے دی جاتی ہے ۔ یورپ مین آسٹریا اور اسٹائی ریا کے پہاڑی لوگ سنکھیا کھانے کے عادی ہین اور پانچ پانچ چھ چھ گرین تک تو لکر پھانک جاتے ہین ۔ دو گھنٹے کے بعد انکے پیشاب مین صاف سنکھیا پائی جاتی ہے لیکن ان لوگون پر کوئی سمی اثر اوسکے کھانے سے نہین مترتب ہوتا ۔

سنکھیا خواہ ضماداً استعمال کی جاوے خواہ کھائی جاوے دونون صورتون مین مہلک ہے ۔ اور دونون صورتون مین زہر معدہ مین پایا جاتا ہے ۔ اگر چھلی ہوئی جلد پر ضماد کی جاوے

تو اثر زیادہ یقینی اور فوری ہوا کرتا ہے لیکن جلد کا چھلا ہوا ہونا اثر پیدا کرنے کے لئے کچھ ضروری نہین ہے۔ چند سال ہوئے انگلستان مین چہرہ پر ملنے کے پوڈر مین سنکھیا شریک ہونے کے سبب سے بہت سے بچے مسموم ہو گئے تھے۔ اور ڈاکٹر ٹیلر نے ایک صورت لکھی ہے جسمین ایک شخص نے آرسی نائیکل پرائی ٹیز ایک حجرہ کے دروازہ پر جلایا تہا جسکے اندر سات بچے اور ایک طفل شیر خوار سوتے تھے۔ بچے تو باہر نکال لیے گئے اور بچ گئے لیکن طفل شیر خوار کو قے اور دست شروع ہو گئے اور وہ بیس گھنٹے مین مرگیا۔ انگلستان مین دیوار ون پر جو کاغذ لگایا جاتا ہے اوسمین بھی سنکھیا ہوتی ہے اور ایسی صورتین موجود ہین جنمین محض اس کاغذ کے سبب سے سم کا اثر رہنے والون پر ہو گیا ہے۔ بعض کاغذون مین فی مربع فٹ ۵۳ء۲۰ گرین تک ارسی نیس ایسڈ پایا گیا ہے۔ جن لوگون کو سنکھیا ضماداً دی جاتی ہے اون مین بھی معدہ اوسیطرح متاثر ہو جاتا ہے جیسے کہانے کی صورت مین۔ کتون پر اسکا تجربہ کیا گیا ہے اور جن کتون کے زخمون پر سنکھیا مل دی گئی اور اونکو زخم چاٹنے نہین دیا گیا ہے وہ کئی گھنٹے مین ہلاک ہو گئے ہین اور اونکا معدہ بہت زیادہ متورم پایا گیا ہے بہ نسبت اون صورتون کے جنمین زہر کھلایا گیا۔ اصل مین معدہ منجملہ اون اعضا کے ہے جنکے ذریعہ سے طبیعت اس زہر کو دفع کرتی ہے۔

اس ملک مین اکثر سنکھیا سفید سفوف کی صورت مین دی جاتی ہے اور اوسمین کوئی مزہ نہین ہوتا البتہ اگر زیادہ مقدار مین غذا کے ساتھ ملا دی جاوے تو کہتے ہین کہ غذا منھ مین موٹی موٹی معلوم ہوتی ہے۔ سنکھیا کا سفوف عام طرح پر قریباً ہر ایک بازار مین ملتا ہے۔

لہ یہ ایک خلقی فلز ہے جسمین لوہا اور گندہک سنکھیا کے ساتھ ملے ہوئے ہین۔ اس فلز کو جلانے اور دہوین کو جمع کرنے سے سفید سنکھیا تیار ہوتی ہے۔

شدید علامات سنکھیا کھانے کے ویسی ہی ہوتے ہین جیسے ہیضہ مین - اور چونکہ عموماً ضرورت سے بہت زیادہ مقدار مین زہر دیا جاتا ہے اسواسطے اکثر علامات شدید ہی ہوا کرتے ہین کھانے کے ساتھ ہی حلق مین سوزش ہونے لگتی ہے اور اوسکے ساتھ غثیان ہوتا ہے اور قے شروع ہو جاتی ہے - پہلے تو جو کچھ معدہ مین غذا ہے وہ نکلتی ہے اور اوسکے بعد صفرا اور بعض اوقات خون اور سفید پانی بھی - قے کے ساتھ ہی ساتھ دست بھی ہوتے ہین اور بعض اوقات اجابت بالکل ہیضہ کی سی ہوتی ہے - اور بعض وقات خون کی - برد اطراف اور شدت سے ضعف ہوتا ہے اور بعض بہ مشکل محسوس ہوتی ہے - چہرہ پہلے زرد اور اوسکے بعد نیلگون ہو جاتا ہے اور حرارت غریزی بالکل کم ہو جاتی ہے اور مسموم ایک بیہوشی کی حالت مین پڑ جاتا ہے اور زہر کھانے سے چوبیس گھنٹے کے اندر مر جاتا ہے جس صورت کا ذکر اوپر ہوا اوسمین ہلاکت نہایت سرعت کے ساتھ وقوع مین آئی تھی - زہر سیندی کے اندر مغرب کے قریب دیا گیا تھا اور مسموم کو اپنے مکان تک ایک میل چلکر جانا پڑا تھا - راستے ہی مین اوسکو قے شروع ہوگئی اور مکان پر پہنچتے پہنچتے وہ بالکل مضمحل گیا اور اوسکی حالت ردی ہوگئی - اوسنے تین قئین کین اور اوسی دن سات بجے سے پہلے مر گیا - احشا مین سوا گرین سنکھیا ملی اور قے مین ۱۴۷ گرین اور اوس مٹی مین سے جہان سیندی گری تھی ۷ گرین - اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یا تو بہت تھوڑی سی قے امتحان کیواسطے بھیجی گئی تھی یا بہت بڑا حصہ زہر کا راستے مین نکل گیا تھا - اس سے بھی زیادہ زود اثر مقدمہ ڈاکٹر وان گالی زل نے لکھا ہے جو ۱۸۵۸ع مین حیدر آباد مین ہوا - ایک ناچنے والی طوائف کو ایک گلاس برانڈی دی گئی اور اوسکے بعد اور شراب - چند دقیقہ مین وہ گر پڑی اور فوراً مر گئی - احشا مین سنکھیا پائی گئی - اس صورت مین معدہ اور امعا کے علامات بالکل مفقود تھے اور یہ ایک عجیب مثال سنکھیا کے سمیت کی

ہے کہ فوراً اثر اوسکا اعصاب پر پڑا اور افیون کی طرح سے مسموم کو بے خبر کر دیا۔

جہان اسقدر زیادہ مقدار سنکھیا کی دیجاتی ہے کہ اوسکا اثر فوراً ہی ہو وہان معدہ اور امعا مین سنکھیا بہت کم پائی جاتی ہے بہ نسبت اون صورتون کے جنمین کہ خوراک مین دی گئی ہو۔ اور چونکہ جو سنکھیا خون مین ملگئی ہے وہ پیشاب مین نکل جاتی ہے اور جو خون مین نہین ملی ہے وہ قے اور دست کے ذریعہ سے نکل جاتی ہے اسواسطے اگر سنکھیا ایک مدت تک کم مقدار مین دی جاوے تو موت کے بعد بہت تہوڑی مقدار اوسکی احشا مین ملیگی۔ اور اسیوجہ سے کم مقدار کا احشا مین پایا جانا دلیل اسکی نہین ہوسکتی کہ یہ زہر باعث ہلاکت نہ تھا۔ قلت مقدار سے فقط اسیقدر استنباط ہوگا کہ جتنی سنکھیا دی گئی تھی اوسمین سے اسیقدر معدہ مین باقی رہگئی ہے۔

اکثر مقدمات ایسے ہوتے ہین جنمین قے کے امتحان سے ثابت ہوتا ہے کہ سنکھیا زیادہ مقدار مین دی گئی تھی لیکن تاہم مسموم جانبر ہوجاتے ہین۔ ابتدائے ۱۸۵۸ء مین ضلع کڑپا کے سشن مین تین مقدمات سنکھیا کہلانے کے تھے۔ انمین سے ایک مین دو بچون کو زہر دیا گیا تھا اور ایک مین ایک شخص بالغ کو۔ یہ تینون بچ گئے۔ لیکن تیسرا مقدمہ منجر بہلاکت ہوا۔ جن دو صورتون مین صحت ہوئی تھی اون دونون مین ایک ہی قسم کے تریاق کا استعمال کیا گیا تھا اور یہ تریاق لال روئی کا پہول اور گوبر تھا اور اوسمین دو تانبے کے پیسے رکہدئے گئے تھے۔ ایک صورت مین گوبر کے عوض مین انسان کا فضلہ ملایا گیا تھا۔ تیسرے مقدمہ مین جو منجر بہلاکت ہوا تریاق نہین دیا گیا تھا۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ جن دو صورتون مین تریاق استعمال کیا گیا اون دونون مین شفا ہوگئی کیونکہ ان دواؤن کا اثر بجز قے لانے کے اور کچھ نہین معلوم ہوتا اگرچہ تانبے سے اتنا فایدہ البتہ ہوسکتا ہے کہ جو سنکھیا معدہ مین لگگئی ہو

وہ تانبے پر چڑہ جاویگی۔

جن مقدمات مین زیادہ مقدار مین سنکھیا کھانے کے بعد بھی شفا ہو جاوے اون مین بڑی احتیاط سے یکھنا چاہیئے کہ یہ مقدمات اتہام کے تو نہ تھے۔ کیمکل اگزامنر کی رپورٹ کی وقعت کو ہیان کی خلقت بخوبی جان گئی ہے اور اس رپورٹ کے حاصل کرنے کا طریقہ اسقدر آسان ہے کہ بخوبی فریب کا ہونا ممکن ہے۔ ۱۸۵۴ء مین ضلع کرناٹک مین ایک مقدمہ ہوا جو اسکی مثال ہے ایک عورت پر الزام اسباب کا لگایا گیا کہ وہ اپنے ہمسایہ کے گھر گئی اور اوسکے کھانے مین سنکھیا ملادی۔ ملزمہ سے اوس ہمسایہ سے آشنائی تھی لیکن اس شخص نے جب سے ایک جوان عورت کے ساتھ شادی کی تھی تب سے ملزمہ کو چھوڑ دیا تھا۔ اسکی جورو کا بیان تھا کہ ملزمہ چاول پکتے وقت گھر کے اندر آئی اور چولہہ کے پاس بیٹھ گئی۔ اوسکے بعد اوسنے ہانڈی کا ڈہکنا اوٹھایا اور چاولون کو اونگلی سے ہلادیا اور چلی گئی۔ جسوقت اوسکے شوہر نے چاول کھائے (ہنود مین دستور ہے کہ مرد پہلے کہانا کھاتے ہین) اوسیوقت اوسکو قے شروع ہو گئی اوسکو چاوڑی پر لے گئے اور وہان اوسنے کئی مرتبہ قے کی اور قے ایک مٹی کے ظرف مین رکھدی گئی۔ دوسرے دن وہ اچھا ہو گیا۔ قے مین چھہ گرین سنکھیا ملی۔ اور کئی شخصون نے گواہی دی کہ ملزمہ نے ہانڈی مین ہاتھ لگایا تھا۔ ملزمہ اقدام کے جرم مین سزایاب ہوئی۔ اور ہائی کورٹ سے بھی تجویز بحال رہی۔ اس مقدمہ مین اگر ملزمہ کا کوئی وکیل ہوتا تو اوسکو بہت موقع جوابدہی کا تھا۔ ملزمہ اور مسموم کی آشنائی کے دو پہلو تھے۔ یعنی ممکن تھا کہ یا تو ملزمہ چاہتی تھی کہ آشنا کی نئی جورو سے نجات ملے۔ یا یہ نئی جورو چاہتی تھی کہ ملزمہ کے ہاتھ سے نجات ہو جاوے۔ بخوبی ممکن تھا کہ ملزمہ گھر مین بلائی گئی ہو اور ہانڈی مین محض کوئی قے آور دوا ملادی گئی ہو اور اوسکے بعد قے مین سنکھیا شریک کردی گئی ہو۔ اس صورت مین قے ہونے کی گواہی بھی ہوگی اور کیمکل

اگزامنر کے امتحان مین سنکھیا بھی نکلیگی - اس خاص مقدمہ مین تو ایسا خیال کیا جاتا ہے کہ ملزمہ کو ٹھیک سزا ملی لیکن اس ملک مین جہان جھوٹے دعاوی اور جھوٹے ثبوت ایک معمولی چیز ہین شہادت کے قبول کرنے مین بڑی احتیاط چاہیئے -

ڈاکٹر چیورس نے ایک مقدمہ سٹر مکلوڈ وائی لی کی زبانی لکھا ہے - دو بنگالی (الف) و (ب) آپسمین دشمن تھے اور ایک دوسرے پر جھوٹے مقدمات دائر کیا کرتے تھے بالآخر (ب) قید ہو گیا اور اوسکے بعد یہ مشہور ہوا کہ دونون مین اب صلح ہوگئی ہے - (الف) خود (ب) کی خواہش کے مطابق اوسکے پاس جیلخانہ مین گیا اور بطور تحفہ کے اوسکے واسطے مٹھائی لے گیا - (ب) نے مٹھائی کھاکر شور مچایا کہ مجھے زہر دیا اور ایک برتن مین قے کرنے لگا - یہ قے ڈاکٹر اوشانسی کے پاس امتحان کیواسطے بھیجی گئی اور اونکی یہ راے ہوئی کہ اوسمین اسقدر سنکھیا تھی کہ ایک گھوڑے کو مار ڈالنے کے واسطے کافی تھی - مزید تحقیقات کے بعد ڈاکٹر اوشانسی نے کہا کہ اسکا یقین نہین ہوسکتا کہ سنکھیا جو قے مین تھی وہ فی الواقع (ب) کے معدہ سے نکلی تھی - اگرچہ کیمیکل اگزامنر نے اپنی اس راے کی کوئی وجہ نہین لکھی لیکن مقدمہ قابل لحاظ ہے -

سنکھیا سے جو علامات پیدا ہوتے ہین اونمین اور ہیضہ کے علامات مین بے شبہ بہت مطابقت ہے اور ممکن ہے کہ ہیضہ کی وبا کے زمانہ مین سنکھیا کھلانے کے مقدمات ہیضہ کے ساتھ ملا دئے جاتے ہون اور ظاہر نہونے پاتے ہون اور اسی وجہ سے ہر ایک موت کی صورت مین طبیب کا سارٹیفکٹ سبب ہلاکت کے بارہ مین ہونا چاہیئے - اسمین شک نہین کہ امرا کے محلات مین بہت سے مقدمات زہر خورانی کے ہوتے ہونگے جنکی مطلق تحقیقات نہین ہوتی اور نہ وہ کبھی کھلنے پاتے ہین -

خودکشی کے مقدمات مین اکثر اوقات سنکھیا مقدار مین بہت زیادہ ہوا کرتی ہے اور یہی دلیل گلاسگو کے مشہور مقدمہ زہر خورانی مین پیش ہوئی تھی کیونکہ مسموم کے معدہ مین ۸۸ گرین سنکھیا پائی گئی اور ملزمہ کی طرف سے یہ کہا گیا کہ بلحاظ مقدار زہر کے یہ مقدمہ غالباً خودکشی کا ہے - لیکن ایک صحیح مقدمہ مجرمانہ زہر خورانی کا موجود ہے جسمین مسموم کے معدہ مین قریب سو گرین کے سنکھیا پائی گئی - اسیطرح مقدمہ سرکار بنام ڈوڑس اور سرکار بنام ہیوئٹ مین بھی مقدار سنکھیا کی ۱۵۰ اور ۱۴۵ گرین تھی - ان مقدمات سے معلوم ہوتا ہے کہ محض مقدار کا زیادہ ہونا بلا دیگر ثبوت کے خودکشی کی دلیل نہین ہو سکتا -

علاج - اپومارفین کی پچکاری (برٹش فارماکوپیا کے عرق کے پانچ منم) قے لانے کے واسطے - یا ایک بڑا چمچہ رای کا پانی مین یا بیس گرین سلفیٹ آف زنک کے - ان قے آور دواؤن کے بعد چکنا گرم پانی ملا کر معدہ کو صاف کر دینا چاہیئے -

تریاق - سنکھیا کا تریاق فرک ہائیڈریٹ ہے - کیونکہ یہ معدہ مین پہنچکر کل گھلی ہوئی سنکھیا کو فرک ارسی نی ایٹ مین مستحیل کر دیتا ہے اور یہ مرکب غیر منحل ہے اور جذب نہین ہوتا - لیکن فرک ہائیڈریٹ بالکل تازہ ہونا چاہیئے ورنہ وہ موثر نہین ہوتا - علاوہ اسکے فوراً دیا جانا چاہیئے کیونکہ اوسکا عمل آرسی نیس ایسڈ تک محدود ہے اور جب زہر ایکمرتبہ معدہ سے نکل گیا اور جذب ہوگیا تو پھر فرک ہائیڈریٹ مطلق کارگر نہین ہوتا - فرک ہائیڈریٹ امونیا کو فرک کلورائیڈ مین (جو کہ ایک عام دوا ہے اور ہر ایک انگریزی دواخانہ مین ملتی ہے) ملانے سے بآسانی بن سکتا ہے لیکن خیال رکھنا چاہیئے کہ امونیا زیادہ نہ پڑ جاوے - اس عرق کو چھاننے کی ضرورت نہین اوسی طرح سے پلا دینا چاہیئے - اگر امونیا نہ ملے تو اوسکی جگہہ پر کاربونیٹ آف سوڈیم استعمال کیا جا سکتا ہے - ڈایالائزڈ لوہا بھی ایک اونس کے متعدد خوراکون مین مفید ہوتا ہے

اور اگر یہ نہ ملے تو اوسکی جگہ پر مگنی شیا دیا جاسکتا ہے۔

اگر طبیعت مین بہت پستی آگئی ہے تو مسکرات کا استعمال آزادی کے ساتھ کرنا چاہیئے۔

لعاب دار شربات مثلاً آش جو یا السی کا پانی یا انڈے کی سفیدی معدہ کی سوزش کو کم کرتے ہین۔ مسموم کو گرم رکھنا چاہیئے اور جسوقت شدید علامات موقوف ہوجاوین تو پیٹ کے اوپر السی کا پلٹس رکھنا چاہیئے اور ¼ گرین مارفین کی جلدی[5] پچکاری دینی چاہیئے۔

اکثر اوقات مان باپ سے انتقام لینے کی غرض سے اونکے بچون کو سنکھیا دی جاتی ہے [illegible]ء مین اس قسم کا ایک مقدمہ ضلع گڑہ یا مین ہوا۔ ایک عورت اور مرد جو آپسمین ہمسایہ تھے اسبات پر کہ ایک کا مرغ دوسرے کے احاطہ مین آگیا تھا خوب باہم لڑے اور گالی گلوچ کی مرد کام پر چلا گیا۔ اوسکے دو بچے مکان کے سامنے کھیل رہے تھے عورت انمین سے ایک کو اپنے گھر بلا لے گئی اور اوسکو گڑ کھانے کو دیا۔ بچہ گڑ کھاتا ہوا باہر نکلا اور تھوڑی دیر مین علامات زہر کے نمودار ہوئے اور چار گھنٹے کے اندر مرگیا۔ معدہ مین اور عورت کے مکان مین سنکھیا پائی گئی۔ اس مقدمہ مین اسیسرون مین سے ایک اسیسر نے رہائی کی راے دی اور کہا کہ ٹھیک سبب ہلاکت کا معلوم نہین ہوتا۔ لیکن جب ان صاحب سے پوچھا گیا کہ بچہ کے معدہ مین سنکھیا کہان سے آئی تو اونہون نے سر ہلا کر کہا خدا جانے کہان سے۔ عورت سزایاب ہوئی اور سزا ہائی کورٹ سے بحال رہی۔

اگست ۱۸۸۴ء مین راجمندری مین اسی قسم کا ایک مقدمہ ہوا۔ ایک سالہ بچہ کو

---

[5] جلدی پچکاری یہ ایک پچکاری ہوتی ہے جسکا منہ نہایت باریک اور سوی کا سا تیز ہوتا ہے۔ اسکو جلد مین چبھو کر اوسکے ذریعہ سے دوا جلد کے اندر اور یکسر خون مین پہنچاتے ہین۔ اس قسم سے دوا دینے کا اثر فوری ہوتا ہے کیونکہ دوا خون مین فوراً جذب ہوجاتی ہے اور اسی وجہ سے ایسی صورتون مین مقدار دوا نہایت کم ہوا کرتی ہے۔

اوسکے مان باپ صحیح و تندرست چھوڑ گئے تہے - شام کو اوسنے دو مرتبہ قے کی اور مر گیا - والدین کو شبہ زہر خورانی کا ہوا اور اگرچہ پنچایت نے یہ راے دی کہ بچہ بالا پیا چنا کی بیماری سے مرا ہے لیکن مجسٹریٹ نے احشا کو کیمیکل اگزامنر کے پاس بھیجا اور اون مین ایک معتد بہ مقدار سنکھیا کی پائی گئی -

یورپ مین بھی اور اس ملک مین بھی یہ بات دیکھی گئی کہ سنکھیا کھانے کی صورتون مین معدہ سخت ہو جاتا ہے اور بوسیدگی کا اثر اوسپر جلد نہین ہوتا - ڈاکٹر چیورس نے ایک صورت لکھی ہے جسمین دو لاشین بلاکفن دفن کر دی گئی تہین اور اونمین دس مہینے کے بعد سنکھیا پائی گئی -

مویشی کی زہر خورانی - اس جرم کا ارتکاب اکثر چمار کیا کرتے ہین کیونکہ اونکو کل گانون کی مردہ مویشی کی کہال لینے کا حق ہے - ڈاکٹر راجرس لکھتے ہین کہ ۱۸۸۳ع مین اونکے پاس ترسٹھ مقدمات اس قسم کے آئے جنمین ۸۴ مویشیان مری تہین - انمین سے چالیس مین زہر پایا گیا اور اوتالیس صورتون مین یہ زہر ارسی نیس اکسائیڈ تہا - علاوہ انکے سولہ مشتبہ مقدمات تھے جنمین مویشی کی خوراک امتحان کے واسطے بھیجی گئی تہی - انمین سے تیرہ صورتون مین ارسی نیس اکسائیڈ پایا گیا اور ایک صورت مین ارسی نیس اکسائیڈ اور پارہ کے مرکبات ملے ہوے - جن اضلاع مین یہ جرم کثرت سے ہوتا ہے وہان کے واسطے یہ قاعدہ نہایت مفید ہے کہ کل مردہ مویشی کی لاشین چونے کے ساتھ دفن کر دی جاوین کیونکہ چونا کہال کو ضائع کر دیتا ہے اور بتدریج یہ جرم موقوف ہو جاتا ہے - مویشی کی زہر خورانی کا جرم تمام ہندوستان مین جاری ہے اور چونکہ ایسے مقدمات کا اخفا روز بروز مشکل ہوتا جاتا ہی اسواسطے رپورٹون کے خانون مین ہر سال زیادہ مقدمات نظر آتے ہین حالانکہ یہ دلیل جرم کے زیادتی

کی نہین ہے بلکہ اسکی دلیل ہے کہ زیادہ مقدمات کا سراغ لگتا ہے ۔

تختۂ زہر خورانی مویشی مدراس پریسیڈنسی بابت ۱۸۸۵ء لغایت ۱۸۸۹ء

اقسام سمیات	کتنی صورتون مین زہر تشخیص ہوا	تعداد مویشی جو ضایع ہوئے
اقسام سنکھیا	۲۸۳	۲۹۲
پارہ کے مرکبات	۲	۲
مدار	۱	۱
ناکیولس انڈکس	۲	۲
جملہ	۲۹۳	۳۰۲

اکثر اوقات غلطی سے بھی سنکھیا کہائی جاتی ہے اور اُسکے سبب سے ہلاکت وقوع مین آتی ہے اور زیادہ تر تعجب یہ ہے کہ اس قسم کے مقدمات زیادہ نہین ہوتے ۔ اس ملک مین کسی قسم کی احتیاط سمیات کے بیچنے مین نہین ہوتی اور نہ اس ملک کے پنساری اپنی دواؤن پر نام لکھ رکھتے ہین ۔ سارا دار مدار حافظہ پر ہے ۔ جس خریدار نے کوئی چیز مانگی یاد سے دیدی انگلستان اور یورپ مین بھی جہان اسقدر اہتمام ہے کبھی کبھی غلطی ہو جاتی ہی پھر ہندوستان مین غلطی کا کیا ٹھکانا سرکار نے افیون اور شراب کی بکری کا تو بندوبست کر لیا ہے لیکن سمیات کیواسطے ایک قانون کی بہت سخت ضرورت ہے ۔ سنہ ۱۸۸۰ء مین حیدرآباد مین ایک گشتی سمیات کے فروخت کے بارہ مین ہوئی ہے لیکن نہین معلوم اوسکی تعمیل کہان تک کیجاتی ہے ۔

ڈاکٹر ٹیلر کا تخمینہ ہے کہ مہلک مقدار سنکھیا کی دو سے تین گرین تک ہے اور کم سے کم مقدار جسکے کہانے سے ہلاکت وقوع مین آئی ہے دو گرین ہے ۔ ڈاکٹر گائی لکھتے ہین کہ نصف اونس کہانے کے بعد بھی اشخاص نے شفا پائی ہے ۔

جیسا کہ اوپر لکھا گیا ہے ہمیشہ یاد رکھنا چاہیئے کہ جو مقدار سنکھیا کی معدہ وغیرہ مین پائی جاوے اوس سے یہ نہین معلوم ہوسکتا کہ فی الواقع کسقدر سنکھیا کھائی گئی تھی - اوس سے اسیقدر معلوم ہوتا ہے کہ اتنی سنکھیا جسم کے اندر باقی رہگئی -

تختہ پنجسالہ سنکھیا کا بابت مدراس پریسڈنسی

سال	کتنی صورتون مین زہر تشخیص ہوا	کتنی صورتون مین ہلاک ہوا
سنہ ۱۸۸۵ء	۳۵	۱۷
سنہ ۱۸۸۶ء	۴۶	۱۹
سنہ ۱۸۸۷ء	۳۷	۱۸
سنہ ۱۸۸۸ء	۲۸	۱۷
سنہ ۱۸۸۹ء	۳۳	۱۸
جملہ	۱۷۹	۸۹

باب سوم

انٹی منی اور دیگر سمیات فلزی

انٹی منی یعنی سرما - یہ زہر بہت کم اس ملک مین استعمال کیا جاتا ہے لیکن کبھی کبھی ایسے مقدمات ہوجاتے ہین جنمین یہ زہر ٹارٹار ایمیٹک کی صورت مین کھایا گیا ہے - ڈاکٹر چیورس نے کل تین مقدمات اس قسم کے لکھے ہین اور تینون مین غلطی سے زہر کھایا گیا تھا - علامات یہ ہین منھ مین فلزی مزا - بار بار قے کا ہونا اور کسی وقت خونی قے - شدید ضعف اور سستی - پیٹ اور قعر معدہ مین درد اور دست آنا - اگر مسموم ہلاک ہونے والا ہے تو پیشاب بند ہوجاتا ہے حرارت غریزی کم ہوجاتی ہے چہرہ نیلا پڑجاتا ہے اور سرسام اور صدمہ شروع ہوجاتا ہے اور مسموم دو روز سے لیکر چھ روز کے اندر مرجاتا ہے - جن صورتون مین زہر زیادہ مقدار مین دیا گیا ہے ان مین قے مطلق نہین ہوتی اور قے آور دواؤن کا استعمال کرنا پڑتا ہے - اگر قے کثرت سے آئی ہے تو ممکن ہے کہ معدہ مین زہر کا نشان نہو اور اسی واسطے قے کو احتیاط سے رکھنا چاہئے اگر انٹی منی بتدریج قلیل مقدار مین کئی دن دی گئی ہے تو وہ پیشاب مین نکلے گی اور اس صورت مین دو تین دن کے پیشاب کا امتحان کرنا چاہیئے -

تریاق - کل وہ جوشاندے جنمین ٹانن[ل] ہو مثلاً چاے یا اوک کی چھال کا جوشاندہ وغیرہ وغیرہ - انکا اثر یہ ہوتا ہے کہ جسقدر ٹارٹار ایمیٹک قے مین نہین نکلا ہے اوسکی تجزی ہوکر مضرت

ل ٹانن - اوس کسیلے جز کا نام ہے جو اکثر درختون کی چھال اور پتون مین ہوا کرتا ہے -

دفع ہو جاتی ہے۔ شدید صورتوں مین پَر یا اونگلی ڈالکر قے کرنا اور تیز چاے (سبز قسم کی) اور مسکرات کا استعمال مفید ہوتا ہے۔ اگر معدہ قے کرنے سے خالی نہوا ہو تو بذریعہ پمپ کے خالی کرنا چاہیے۔ یا اوپیم یا مارفیا کی جلدی پچکاری دینی چاہیے۔ اسکے بعد تیز چاے یا نصف ڈرام ٹانن یا گالک ایسڈ پانی مین دینا چاہیے اور اوسکے ساتھ لعاب دار مشروبات اور مسکرات قلیل مقدار مین لیکن بار بار اور مسموم کو گرم کمل مین لپیٹنا چاہیے تاکہ جسم مین گرمی رہے۔ ڈاکٹر بلائیتھ لکھتے ہین کہ قلب پر بجلی کا لگانا بھی مفید ہوسکتا ہے جبوقت شدید علامات جاتے رہین تو ½ گرین مارفین کی جلدی پچکاری دینی چاہیے۔

جانورون کے علاج مین انٹی منی بہت زیادہ مقدار مین استعمال کی جاتی ہے اور ٹارٹار ایمٹک کے ۹۰ گرین تک گھوڑے کو دن بھر مین تین تین بار دئے جاتے ہین۔ یہ موٹا کرنے والی چیز ہے۔ دوائی اوسکا استعمال خون مین پتی پیدا کرنے اور تعریق اور تقطیع بلغم کے واسطے ہوتا ہے۔ ٹارٹار ایمیٹک ¹⁄₁₆ گرین سے لیکر ایک گرین تک دیا جاتا ہے۔ لیکن جہان یہ شک ہو کہ یہ دوا زہر کے طور پر دی گئی ہے تو اسکو دوا قے لانے کے واسطے استعمال نہین کرنا چاہیے ورنہ احشا کے امتحان مین خلل پڑ جاوے گا۔ اور اون مقدمات مین بھی جہان انٹی منی سما استعمال کی گئی ہے یہ دریافت کرنا ضرور ہے کہ علاج کے وقت ٹارٹار دوا تو نہین دیا گیا تھا۔

انگلستان کے مشہور مقدمات انٹی منی کے زہر خورانی کے تین ہین۔ ڈاکٹر پریچرڈ کا مقدمہ ڈاکٹر اسمی تھرسٹ کا مقدمہ اور ٹامس ونسلو کا مقدمہ۔ پالمر والے مشہور مقدمہ مین بھی مسموم کے معدہ مین انٹی منی تھی لیکن جوری نے پالمر کو حیلہ سے زہر خورانی کرنے کا مجرم قرار دیا۔

پارہ

سنہ ۱۸۸۳ء مین پارہ کے مرکبات مین سے کروسو سبلیمیٹ کیا لومل اور شنگرف زہر خورانی کے

مقدمات مین پائے گئے - بعض اوقات پارہ اور سمیات کے ساتھ بھی ملایا جاتا ہی - ڈاکٹر
چیوبرس لکھتے ہین کہ اس ملک مین ہنگول شنگرف اور رسکپور کے ذریعہ سے جو زہر خورانی ہوا
کرتی ہے وہ طبیب کے سامنے بہت کم آتی ہے - اس ملک کے بید لوگ رسکپور کا دوائی بکثرت
استعمال کیا کرتے ہین اور کبھی کبھی ایسی مقدارین دیتے ہین کہ وہ سمی اثر پیدا کرتا ہے مثلاً
فک اسفل سڑ جاتا ہے زبان مین ورم ہو جاتا ہے مسوڑے زخمی ہو جاتے ہین اور منھہ سارا
پک جاتا ہے - خالص پارہ اگر پی لیا جاوے تو سم نہین ہے اور ایسی مثالین موجود ہین
جنمین آدہ سیر سے زیادہ بھی پی لیا گیا ہے اور کچھہ نقصان نہین ہوا ہے - اس زہر کا اثر زیادہ
اوسوقت مین ہوتا ہے جب اوسکا دہوان تنفس مین آوے یا اوسکے باریک ریزے جسم
مین ملے جاوین - لائیپ لنگر نے ایک صورت لکھی ہے جسمین تین آدمی بستر پر مردہ ملے -
ان تینون نے خارش کا علاج کرنے کے واسطے ایک مرہم کی مالش کی تھی جسمین ۲۷
گرام (یعنی قریب چار ہزار گرین کے) پارہ تھا -

پارہ کے سمی علامات یہ ہین - خفیف صورتون مین چہرہ زرد اور جسم مین کاہلی ہوتی ہے
مسوڑے متورم ہو جاتے ہین اور بے انتہا تھوک منھہ سے نکلتا ہے (بعض صورتون مین
دن بہر مین دو دو گیلن تھوک نکلا ہے) تھوک بدبو اور کھاری ہوتا ہی مسوڑے پہلے کئی جگہہ سوجتے ہین اور
اوسکے بعد سب ملجاتے ہین - دانت بہت جلد سڑ جاتے ہین اور بعضے گر بھی پڑتے ہین اور بعض اوقات
جبڑے کی ہڈی علیحدہ ہو جاتی ہے ان علامات کے ساتھ ہی ساتھ غثیان اور قے اور پیٹ مین
درد بھی ہوتا ہے اور کبھی اسہال اور کبھی قبض - کبھی پارہ کا تشنج بھی تمام اعضا مین اور چہرہ پر
ہوا کرتا ہے اور بعض اوقات یہ تشنج منجر بفالج ہو جاتا ہے اور مسموم کمزوری کے سبب سے ہلاک
ہو جاتا ہے - سنہ ۱۸۱۰ع مین جہاز واریر پر ایک عجیب واقعہ گذرا - اسپین کا ایک جہاز

جسپر پارہ لدا ہوا تھا کنارے پر غرق ہو گیا اور انگریزی ملاحون نے اوسمین سے ۱۳۰ ٹن پارہ بچا لیا - پارہ جہاز کے پیچھے والے حصہ مین رکھا گیا لیکن جن مشکون مین پارہ تھا وہ سڑ گئین اور کئی ٹن پارہ باہر نکل آیا اور بخار کی صورت مین تمام جہاز مین پھیل گیا - تین ہفتے کے اندر دو سو آدمیون کو منھ آنے لگا اور خفیف فالج اور بہت سی صورتون مین مسموم سہال کے مرض مین گرفتار ہو گئے - کل جانور جو جہاز پر تھے سب مر گئے چوہے بلیان ایک کتا اور ایک کنیری چڑیا - تین آدمیون کو دق کی بیماری ہو گئی اور ایک کو دائمی سل اور ایک عورت کے جو ہڈی ٹوٹنے کی وجہ سے ذی فراش تھی دو دانت گر گئے اور کئی ٹکڑے جبڑے کے علیحدہ ہو گئے -

علاج - ڈاکٹر بلائیتھ لکھتے ہین کہ پہلے معدہ کو پمپ کے ذریعہ سے خالی کرنا چاہیئے اور اوسکے بعد اوسکو انڈے کی سفیدی دودہ اور پانی مین ملا کر اوس سے خوب دہونا چاہیئے - اگر پمپ موجود نہو تو قے آور دوائین دینی چاہئین - مثلاً اپومارفیا کی جلدی پچکاری (برٹش فارما کوپیا کے عرق کے پانچ منم) یا سلفیٹ آف زنگ یا رائی یا اپی کاکیوہانہ اگر پہلے سے قے ہو رہی ہے تو پمپ اور قے آور دواؤن کی ضرورت نہین ہے لیکن ہر حالت مین انڈے کی سفیدی دودہ اور پانی مین ملی ہوئی کثرت سے دینی چاہیئے اگر یہ چیزین موجود نہون تو گوشت خوب باریک کچلکر پانی مین بھگو کردہ پانی دینا چاہیئے - اسکے بعد لعاب دار مشروبات مثلاً آش جو یا آٹا اور پانی وغیرہ چیزین دینی چاہئین - درد کی شدت دفع کرنے کو افیون یا مارفیا دی جاسکتی ہے (۱/۴ گرین کی جلدی پچکاری) مسکرات کا استعمال بھی مفید ہے -

متذکرۂ ذیل پیٹنٹ[۱] اور عطائی دواؤن مین پارہ کا جز شریک ہے -

---

[۱] پیٹنٹ دوائین وہ ہین جنکو کسی خاص شخص نے ایجاد کرکے اوسکے بنانے کا حق محفوظ کر لیا ہے - ایسی دواؤن کے نسخے مشتہر نہین کئے جاتے اور اسکی وجہ سے انکا نفع ضرر اکثر مشکوک ہوا کرتا ہے -

(۱) مارڈنٹ نائٹرنس ڈراپس (۲) سالامنس اتنی اپنی جنیس (۳) پورپانس فرینڈ (۴) پرونس لانزنجر (۵) کلونیہ ورم لانزنجر (۶) اسٹوریہ دیم کیکس (۷) رائٹس پرل آئنمنٹ (۸) کیسرس پس (۹) میچلس پلس - علاوہ انکے اکثر امین گویون مین بھی پارہ شریک ہوتا ہے -

تختہ پنجسالہ زہرخورانی پارہ بابت ... پریذیڈنسی

سال	کتنی صورتون مین زہر تشخیص ہوا	کتنی صورتون مین زہر مہلک ہوا
۱۸۸۵ء	۷	۲
۱۸۸۶ء	۴	۱
۱۸۸۷ء	۹	۵
۱۸۸۸ء	۵	۳
۱۸۸۹ء	۱۰	۵
جملہ	۳۵	۱۶

جن صورتون مین پارہ بطور سم دیئے جانے کا شبہ ہے محض پارے کا معدہ مین پایا جانا زیادہ لحاظ کے قابل امر نہین ہے کیونکہ ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ اس ملک مین لاش کے معدہ یا امعا یا جگر یا گردہ اور دیگر اعضا مین پارہ کا پایا جانا ایک بہت معمولی بات ہے -

تانبا - تانبے سے مسموم ہونا اکثر اتفاقی ہوا کرتا ہے اور زیادہ تر تانبے کی دیگچیون کی بدقلعی ہونے کی وجہ سے اس قسم کے اتفاقی زہرخورانی اکثر دیکھنے مین آتی ہے - ڈاکٹر چیورس نے ایک صورت لکھی ہے جسمین ایک گھر کے لوگ دو سال کے اندر دو مرتبہ اسطرح پر مسموم ہوگئے تھے اگرچہ ان مین سے کوئی ہلاک نہین ہوا - تانبا اکثر خوردونوش کی چیزون مین

ملایا جاتا ہے خصوصاً ٹین کے اندر بند ہو کر جو چیزین آتی ہین اونمین مثلاً مٹر کے مٹر مین تانبا سبز رنگ دینے کیواسطے ملاتے ہین - ۱۸۸۰ع تک سات برس کے زمانہ مین انگلستان مین کل سات موتین تانبے کے زہر خورانی سے ہوئین -

تانبے سے مسموم ہونے کے علامات یہ ہین - فوراً شدت سے قے ہوتی ہے - اور قے بھی سبز رنگ کی - پت کے ملجانے سے بھی قے کا رنگ سبز ہو جاتا ہے لیکن تانبے کے رنگ مین اور اوسمین فرق یہ ہے کہ تانبے کی قے مین امونیا ملانے سے اوسکا رنگ نیلا ہو جاتا ہے - پیٹ مین درد ہوتا ہے اور منھ مین فلزی مزا اور تھوڑی دیر کے بعد اعصابی علامات شروع ہوتے ہین یعنی عضلات کا کھچنا تشنج اور فالج اور بعض اوقات ٹٹنس بھی - اخیر علامات مین یرقان بھی ہے اگر مسموم اوس وقت تک زندہ ہے -

علاج قے آور چیزون سے شروع ہونا چاہیئے جیسا کہ پارہ کی صورت مین اور درد کے واسطے نصف گرین مارفیا یا افیون کی جلدی پچکاری دینا چاہیئے اور پیٹ کے اوپر السی کا پولٹس رکھنا چاہیئے -

یاد رکھنا چاہیئے کہ کل ولیسی شرابون مین تانبے کی ترعنبیق کی وجہ سے تھوڑا سا تانبا ہوا کرتا ہے - اور اسواسطے ایسی صورتون مین جہان تانبا بطور سم کے دئے جانے کا شبہ ہو اسبات کا لحاظ ضرور ہے - عموماً کل طبیبون کو حکم ہے کہ احشا کو رکھنے کے واسطے دواخانہ مین اسپرٹ موجود رکھا کرین اور یہ بھی ہدایت دی گئی ہے کہ اگر کسی وجہ سے اسپرٹ موجود نہو اور طبیب کو ولیسی شراب کے استعمال کی ضرورت پڑے تو ایسی شراب کو امتحان کرکے دیکھ لیوین کہ اوسمین تانبا تو نہین ہے اور اسبات کی تصدیق کرین کہ بعد امتحان کے شراب مین تانبا نہین پایا گیا -

اس ملک مین عموماً کار ایسی ٹیٹ یعنی زنگار کا استعمال زہر دینے کے لئے کیا جاتا ہے اور

یاد رکھنا چاہیے کہ یہی زنگار اس ملک میں سنکھیا کا تریاق بھی سمجھا جاتا ہے

سیسہ - اونیت اور اوپا - اس ملک بطور سم کے اسقدر کم مستعمل ہیں کہ انکا ذکر اس کتاب میں فضول معلوم ہوتا ہے -

(تختہ پنجسالہ زہر خورانی تانبا بابت مدراس پریسیڈنسی)

سال	کتنی صورتوں میں زہر تشخیص ہوا	کتنی صورتوں میں زہر مہلک ہوا
سنہ ۱۸۸۵ع	۰	۰
سنہ ۱۸۸۶ع	۰	۰
سنہ ۱۸۸۷ع	۱	۱
سنہ ۱۸۸۸ع	۱	۱
سنہ ۱۸۸۹ع	۰	۰
جملہ	۲	۲

باب چہارم

ایسڈ اور الکیلائی یعنی تیزاب اور کھار سمیات

سلفیورک ایسڈ (گندک کا تیزاب) اس ملک مین بہت کم بطور سم کے استعمال کیا جاتا ہے اور ڈاکٹر مواٹ نے ایک ہی مقدمہ لکھا ہے جسمین یہ تیزاب مٹھائی مین دیا گیا تہا - ڈاکٹر چیورس نے بھی ایک ہی صورت لکھی ہے اگرچہ وہ لکھتے ہین کہ کلکتہ مین متعدد مقدمات ہوئے ہین - سلفیورک ایسڈ اکثر مفصل مین برف کی کلون مین استعمال کیا جاتا ہے اور ممکن ہے کہ زہر خورانی کے اتفاقات پیش آوین - بلکہ سنہ ۱۸۸۹ع مین تو ایک صورت اس قسم کی لکھی بھی گئی ہے -

یہ نہین معلوم کہ کم سے کم کتنا سلفیورک ایسڈ ہلاکت کے واسطے کافی ہوتا ہے - لیکن اقل مقدار جو مہلک ہوئی ہے ساٹھ قطرہ تھی اور اسکو ڈاکٹر کرسٹی سن نے لکھا ہے - ڈاکٹر ٹیلر نے بھی ایک صورت لکھی ہے جسمین ایک بچہ بیس قطرہ کے پینے سے مرگیا - ڈاکٹر بلائیتھ لکھتے ہین کہ اگر پوچھا جاوے کہ کتنی مقدار خالص ایسڈ کی مہلک ہے تو جواب یہ ہے کہ دو تین قطرے بھی مہلک ہو سکتے ہین علی الخصوص جب وہ حلق کے پیچھے والے حصہ مین پہنچ جاوین اور خالص ایسڈ کو کسی قدر مقدار مین کم کیون نہو نہایت ضرر رسان چیزون مین شمار کرنا چاہیے - بعض اوقات سلفیورک ایسڈ چہرے کو بگاڑ دینے اور جلا دینے کے واسطے مجرمانہ طور سے استعمال کیا جاتا ہے - جلانے مین اوسکی وہی خاصیت ہے جو کسی کھولتے ہوے عرق کی ہوتی ہے - یعنی گوشت فوراً گل جاتا ہے اگرچہ زخم گہرا نہین ہوتا کیونکہ محسوس ہونے کے ساتھ ہی ایسڈ پونچھ ڈالا جاتا ہے

لیکن اگر آنکھ مین لگجاوے تو اوس سے اسقدر شدید ورم پیدا ہوگا کہ بینائی سلب ہوجائیگا ڈر ہے جلد پر لگنے سے جلد کا رنگ پہلے سفید ہوتا ہے اور اوسکے بعد سرخ اور ممکن ہے کہ ایک حصہ اوسکا بالکل تحلیل ہوجاوے ۔ اندرونی اثر اوسکا فوری اور شدید ہوتا ہے اگرچہ درد برابر اور یکسان نہین رہتا کیونکہ چند مقدمات ایسے تھے جنمین درد کی شکایت نہین تھی ۔ لیکن اسمین شک نہین کہ شدید تکلیف ہوتی ہے ۔ زبان سوج جاتی ہے حلق متورم ہوجاتا ہے اور تھوک کا گھونٹنا بھی محال ہوتا ہے ۔ یہ جلانے والا اثر معدہ تک پہنچتا ہے اور قے شدت سے ہوتی ہے اور ممکن ہے کہ حلق کے اندر کی کھال اوکھڑ کر قے کے ساتھ چلی آوے اور ہلاکت چوبیس گھنٹے سے لیکر چھتیس گھنٹے کے اندر واقع ہو ۔ اگرچہ جن صورتون مین زیادہ مقدار ایسڈ کے اندر گئی ہے اور معدہ خالی ہے تو نہین ممکن ہے کہ معدہ بالکل گل جاوے اور وہ علامات جو معدہ مین [illegible] ہوجانے کے ہوتے ہین شروع ہوجاوین اور مسموم کا دفعۃً کام تمام ہوجاوے ۔

علاج ۔ اگر فوراً نہ کیا جاوے تو اوس سے کچھ فائدہ نہین ہوتا ۔ باریک پسی ہوئی چاک (کھریا مٹی) یا ملینشیا یا کاربونیٹ آف سوڈا کو پانی مین گھولکر استعمال کرنا چاہئیے ۔ ضرورت کے وقت دیوار کے پلاسٹر کو بھی استعمال کرسکتے ہین اور بہرحال پانی بہت کثرت سے دینا چاہئیے تاکہ ایسڈ پانی سے ملکر پتلا ہوجاوے ۔ معدہ خالی کرنے کے واسطے پمپ کو ہرگز استعمال نہ کرنا چاہئیے ورنہ خوف ہے کہ معدہ کے ٹکڑے باہر نہ چلے آوین ۔ جس صورت کو ڈاکٹر چیورس نے لکھا ہے اوسمین چھ ہفتہ تک غذا انل کے ذریعہ سے مبرز کی طرف سے کامیابی کے ساتھ پہنچائی گئی تھی ۔

ہیڈروکلورک ایسڈ (نمک کا تیزاب) اِس ایسڈ سے مسموم ہونے کا کوئی مقدمہ اس ملک مین نہین دیکھا گیا ۔ اسکا اثر بھی سلفیورک ایسڈ کے مثل ہے اور فرق اسیقدر ہے کہ یہ جلد کے رنگ

کو سفید کر دیتا ہے۔

نائٹرک ایسڈ۔ اِشورے کا تیزاب۔ ڈاکٹر راجرس نے ۱۸۸۳ع کی رپورٹ مین ۷۰ صورتین لکھی ہین جنمین نائیٹرک ایسڈ قہوہ مین پایا گیا تہا۔ ڈاکٹر چیورس نے مطابق کوئی مقدمہ نہین لکھا ہے اور اس ملک مین شاید اس ایسڈ کا استعمال بطور سم کے نہایت شاذ ہے۔ کم سے کم مہلک مقدار دو ڈرام ہے اور اتنی مقدار سے ایک لڑکا تیرہ سال کا مر گیا۔ نائٹرک ایسڈ کے بخارات اگر زیادہ مقدار مین تنفس کئے جاوین تو مہلک ہوتے ہین اور ایسی صورت مین موجود ہین جنمین وہ ظرف جسمین یہ ایسڈ تہا ٹوٹ گیا ہے اور دفعۃً اوسکے بخارات کے تنفس سے لوگ ہلاک ہو گئے ہین۔ اِسکے علامات بجنسہ ویسے ہی ہین جیسے سلفیورک ایسڈ کے۔

امونیا۔ امونیا سے زہر خورانی کے مقدمات بھی اس ملک مین بہت کم ہوتے ہین اور جو ہوتے بھی ہین تو اتفاقی۔ امونیا کے بخارات ویسے ہی خطرناک ہین جیسے نائیٹرک ایسڈ کے کارے کی برف بنانے کی کل مین امونیا کا استعمال ہوتا ہے اور اتفاقات ہونے کا احتمال ہے۔ ایک صاحب اپنا تجربہ ذاتی اس کل کا لکھتے ہین۔ کل کچھ بگڑ گئی تھی اور وہ اوسکو دیکھنے گئے تھے ایک سوراخ کے رستے سے امونیا نکل رہی تھی کہ اتنے مین کل پھٹ گئی اور امونیا کے بخارات کا فوارہ پندرہ فیٹ بلند ہو گیا۔ حُسنِ اتفاق سے یہ واقعہ باہر صحن مین ہوا اور ہوا کا رُخ بھی موافق تہا ورنہ اگر کسی کمرہ کے اندر کل ٹوٹی ہوتی تو ممکن تہا کہ بخارات سے بہت ضرر پہنچ جاتا۔ ڈاکٹر فالک نے کل صورتین امونیا سے مرنے کی اکھٹا کی ہین۔ یہ سب تیس ہین جنمین سے دو مجرمانہ ہین آٹھ خودکشی کی غرض سے اور باقی اتفاقی۔

امونیا کے علامات یہ ہین۔ قعر معدہ کا سکڑنا۔ حلق مین سوزش اور سر مین چکر۔ قے۔ نبض ضعیف اور سریع۔ چہرہ زرد۔ منھ اور حلق نہایت سرخ اور اونمین شدت سے لعاب اور حلق مین

اختناق کی کیفیت - زیادہ مقدار مین مثلاً پانچ گرام سے لیکر تیس گرام تک (یعنی ۷۷ گرین سے لیکر ۴۶۲ گرین تک) امونیا اوسی سرعت کے ساتھ مہلک ہے جیسے پروسک ایسڈ - ایک صورت لکھی ہے جسمین ایک شخص کو دیوانہ کتے نے کاٹا تھا اوسنے ایک گھونٹ امونیا کا پی لیا لیکن چار منٹ مین مرگیا -

علاج - اگر قے نہین ہوئی ہے تو گرم پانی پلا کر قے کرانی چاہیئے - اسکے بعد سرکہ پانی مین ملاکر یا عرق لیمون یا عرق نارنگی دینا چاہیئے - زیتون کا تیل انڈے کی سفیدی آش جو اور ارارروٹ بھی مفید ہے اور پانی کثرت سے دینا چاہیئے - اگر ایڈیا[۱] کے سبب سے حلق بند ہوجانے اور اختناق کا خوف ہو تو حلقوم کو کاٹنے کا عمل ہونا چاہیئے - اگر تنفس مین دقت ہو تو حجرہ کو گرم رکھنا چاہیئے - اور اوسمین تپلی کے ذریعہ سے پانی کا بخار موجود رکھنا چاہیئے - درد کیواسطے تھوڑی تھوڑی افیون کی جلدی پچکاری دیتے رہنا چاہیئے -

جلانے والے پوٹاس اور سوڈا اور پوٹاسیم سوڈیم اور امونیم کے مرکبات اسقدر کم اس ملک مین بطور سم استعمال کیئے جاتے ہین کہ اونکا ذکر غیر ضروری ہے -

---

ایسے ایسڈ جو بخارات مین مستعمل ہونے والے ہین یا جو عرقیات مین سے بذریعہ تقطیر نکالے جا سکتے ہین - اس فہرست مین پٹیرولیم اور اوسکے کل منشعبات یعنی سائی موجن - گیاسولین - تیرپن - بنزولین اور رومن نفط ہین - ان عرقیات کا استعمال اس ملک مین بطور سم کے نہین پایا گیا ہے - اور اونکی نسبت اس مقام پر اسیقدر کہنا ہے کہ اگر یہ استعمال کیئے جاوین بھی تو یقیناً اتفاقیہ طور پر یا بغرض خودکشی - ان سمیات کا علاج معدہ کے پمپ اور قے آور

---

[۱] غشاے سابی کے اندر خون کا پانی پھیل جانے کی وجہ سے جو ورم پیدا ہوتا ہے اوسکو اصطلاح مین ایڈیما کہتے ہین -

دواؤن سے شروع ہونا چاہئیے اور اٹروپین کی جلدی پچکاری اور باری باری سے گرم اور
سرد پانی کا سینے پر ڈالنا بھی مفید ہے ۔ اگر ضرورت ہو تو دل کی حرکت کو برق کے ذریعہ سے
قایم رکھنا چاہئیے ۔

کافور ۔ کیا اس ملک مین اور کیا یورپ مین کافور سے زہر خورانی کے مقدمات بہت کم
ہین ۔ ڈاکٹر جیورس نے دو مقدمات لکھے ہین ۔ انمین سے ایک مین جو منجر بہلاکت ہوا کافور
مٹھائی مین دیا گیا تھا ۔ مسموم دو دن کے بعد مرگیا اور معدہ مین ایک ٹکڑا کافور کا پایا گیا ۔
دوسری صورت مین ایک چھوکرے نے ایک پیسے کا کافور ضعف معدہ اور نفخ کے واسطے
کھایا ۔ علامات یہ تھے ۔ دوران سر ۔ تمام جسم مین اور خصوصاً آنکھون مین سوزش ۔
اسکے بعد اوسپر ایک غفلت سی طاری ہوگئی اور حافظہ بالکل جاتا رہا ۔ جو شخص اس چھوکرے کو
اسپتال مین لایا اوسکا بیان تھا کہ مسموم منھ نہین کھول سکتا ہے اور اوسکی آنکھون مین اور بازو
کے عضلات مین شدت سے پھڑک اور کھچن ہے ۔ مسموم جسوقت اسپتال مین آیا تو اوسکو ہوش
تھا لیکن دوران سر اور سخت ضعف کی شکایت تھی ۔ بخار نہ تھا نبض ۶۰ اور تنفس اصلی حالت
مین ۔ قے آور دوا دینے کے بعد جو قے ہوی اوسمین کافور کی بو نہین تھی لیکن دن بھر منھ سے
بو کافور کی آتی رہی ۔ اسکے بعد درد سر نیند رقت بول اور کولے مین درد کی شکایت ہوئی ۔
دوسرے دن مسموم نے شفا پائی ۔

ڈاکٹر بلایتھ لکھتے ہین ۔ کافور دماغ اور اعصاب پر سخت اثر کرتا ہے علی الخصوص جب الکوہل
مین گھلا ہوا تیز عرق دیا جاوے ۔ ردبینی کے ہومیا پتھی والے عرق کے سات قطرون سے
لیکر چالیس قطرون تک سے بھی (اسکا استعمال زکام اور خراشش وغیرہ کیواسطے ہوا کرتا ہے)
بیہوشی اور منہہ سے بہین صدمہ اور جزئی فالج پیدا ہوگیا ہے ۔ کم سے کم مقدار جس سے شدید

علامات ایک شخص بالغ مین پیدا ہو گئے ہین بیس گرین تہی - اور زیادہ سے زیادہ جسکے استعمال کے بعد مسموم نے شفا پائی ہے ۱۶۰ گرین جو انسان یا حیوانات کافور کے استعمال سے مرے ہین اونکی لاشون مین سخت بوکافور کی ہوتی ہے اور معدہ کے غشائے حابلی مین ورم ہوتا ہے اگرچہ کسی قسم کا زخم نہین پایا گیا ہے -

علاج معدہ کا پمپ اور قے آور دوائین - برانڈی کی جلدی پچکاریان -- ایتہر کا پہپارہ - اور باری باری سے گرم اور سرد پانی ڈالنا اور پاؤن کو کمبل کے اندر لپیٹ کر گرم رکھنا -

الکحل کا استعمال مجرمانہ زہر خورانی کے واسطے نہین کیا جاتا - اسواسطے کل بحث دیکھنے کے لیے طبی کتابون کی طرف رجوع کرنا چاہیے - ایتہر کلوروفارم اور کلورل - ان سمیات کا استعمال بہی بہت کم مجرمانہ طور سے ہوا کرتا ہے - کلوروفارم سے اوسی وقت کوئی مرتا ہے جب کسی مریض کو جراحی عمل کرتے وقت بیہوش کرنے کو کلوروفارم سنگہائی گئی ہو - یورپ مین جو اشخاص کلورل کے عادی ہین وہ بعض اوقات زیادہ خوراک استعمال کرنے کی وجہ سے مسموم ہو جاتے ہین -

کاربالک ایسڈ - اگرچہ اس ایسڈ کے کثرت استعمال کے سبب سے انگلستان مین بہت لوگ اس سے مسموم ہو کر مرتے ہین لیکن اس ملک مین ایسے واقعات کم ہوا کرتے ہین - یہ ایسڈ سنہ ۱۸۳۴ع مین نکلا اور سب سے پہلے اسکا استعمال ڈاکٹر لسٹر نے سنہ ۱۸۶۳ع مین کیا - سنہ ۱۸۶۹ع سے اسوقت تک ڈاکٹر فالک نے ۸۷ صورتین اس ایسڈ سے زہر خورانی کی جمع کی ہین اور ان مین سے ۵۸ صورتون مین عرق کا استعمال ہوا تہا - سات صورتین خودکشی کی تہین جنمین سے پانچ منجر بہلاکت ہوئین - ۳۹ صورتون مین ایسڈ دوائً استعمال کیا گیا تہا اور ۲۷ صورتون مین ایسڈ زخمون

کے اوپر زخم کو صاف رکھنے کے لئے لگایا گیا تہا اور ان مین سے آٹھ منتج ہلاکت ہوئین -
آٹھ صورتون مین مسموم ہونے کے علامات ایسڈ کو جلدی امراض مین ملنے کے ساتھ نمودار
ہوئے اور ان مین سے چھ صورتون مین مسموم ہلاک ہو گئے - چار صورتون مین کاربالک ایسڈ
امعا سے کیڑے نکالنے کے واسطے عمل مین دیا گیا تہا اور ان مین سے ایک مین مسموم ہلاک
ہوا - ایک صورت ڈاکٹر ہیر کے تجربہ مین آئی ہے جسمین مسموم نے چار اونس کاربالک ایسڈ
کا تیل (ایک حصہ ایسڈ اور ۴ حصہ تیل) پی لیا تہا اگرچہ علاج فوراً ہوا لیکن مریض نے
بڑی مشکل سے شفا پائی - ایک اور صورت مین ایک بڑہیا عورت کو اندرونی زخم مین ٹانکے
دینے کے بعد کاربالک ایسڈ کی پچکاری مبرز کے راستے سے زخم دہونے کی غرض سے
دی گئی تہی عرق کچھ دیر تک اندر رہا اور دو اونس ایسڈ خون مین شریک ہو گیا - مسموم ہونے
کے معمولی علامات شروع ہو گئے پیشاب مین اور پسینہ مین اور منھ کی بہاپ سے ایسڈ کی بو
آنے لگی اور اعصابی پستی ہو گئی - ابھی تک کوئی صورت ایسی دیکھنے مین نہین آئی جسمین
کاربالک ایسڈ مجرمانہ زہر خورانی کی نیت سے دیا گیا ہو - لیکن یہ نہایت عجیب بات ہے کیونکہ
جسوقت دس صورتین ایسی موجود ہین جنمین لوگون نے یہ ایسڈ مختلف اقسام شراب کے دہوکے
سے پی لیا ہے - (ان مین سے ۹ صورتون مین مسموم ہلاک ہی ہو گئے) اور سترہ صورتین ایسی
ہین جنمین محض غلطی سے اس ایسڈ کو پیا ہے اور انمین سے تیرہ اشخاص ہلاک ہوئے ہین تو
پہر اسکا مجرمانہ طور سے استعمال نہونا البتہ تعجب انگیز ہے -

علامات یہ ہین - اگر ایسڈ خالص ہے تو منھ سے معدہ تک سوزش پیدا ہوتی ہے اور
سوزش حلق کے نیچے اوترنے کے ساتھ ہی محسوس ہوتی ہے اور منھ کی اندرونی جلد سخت اور
سفید ہو جاتی ہے - کاربالک ایسڈ بہت جلد شریک خون ہو جاتا ہے اور اوسکا اثر کئی منٹ

منٹ کے اندر پیدا ہوتا ہے۔ دو صورتین ایسی موجود ہین جنمین اس ایسڈ نے سرعت تاثیر مین پروسک ایسڈ کا مقابلہ کیا۔ اعصابی علامات زیادہ تر نمایان ہوتے ہین۔ مثلاً سرسام دوران سر اور شدید بیہوشی۔ غثیان اور قے بیس فیصدی سے زیادہ صورتون مین نہین پاے گئے۔ نبض شدت سے ضعیف ہوتی ہے جلد خشک اور سخت اور چہرہ نیلا۔ پیشاب سیاہی مائل سبز اور بعض صورتون مین سیاہ ہوتا ہے لیکن یہ علامت شدید اور سرعت کے ساتھ مہلک صورتون مین نہین ہوتی۔ پتلیان عموماً بالکل سکڑ جاتی ہین اور بعض اوقات صدمے بھی ہوتے ہین اور دانت بیٹھہ جاتے ہین۔

یہ نہین معلوم ہے کہ ٹھیک کس مقدار مین یہ ایسڈ مہلک ہوا کرتا ہے۔ چند گرین یا چھہ سات قطرے ہلاکت پیدا کرنے کے لیئے کافی ہوتے ہین۔ فالک لکھتا ہے کہ اقل مقدار جو انسان کے واسطے مہلک ہے ۱۵ یا ۲۱ گرین ہے اور زیادہ سے زیادہ مقدار جسکے بعد صحت ہوئی ہے اور جسکو ڈیوڈ سن نے لکھا ہے ۲۳۱۰ گرین تھی۔ ۱۹ مئی ۱۸۸۳ء کے اخبار لانسٹ مین کلکتہ کا ایک مقدمہ لکھا ہے جسمین ایک طبیب نے ایک پنجسالہ لڑکے کو کاربالک ایسڈ کا عمل دیا تھا۔ اوسکا بیان تھا کہ اسمین ایک حصہ ایسڈ اور ساٹھ حصے پانی تھا اور کُل مقدار ایسڈ کی ۴۴ گرین تھی اس عمل کے بعد چند منٹ بعد لڑکا بیہوش ہوگیا اور چار گھنٹے کے اندر مر گیا۔ لاش مین سخت بو کاربالک ایسڈ کی تھی۔

علاج - ادہا اونس ایپسم سالٹ (سلفیٹ آف میگنیشیا) یا اسی قدر گلابر سالٹ۔ (سلفیٹ آف سوڈا) ایک پائنٹ تیز گرم پانی مین دینا چاہیئے۔ یہ سلفیٹ کاربالک ایسڈ کے ساتھہ ملکر ایک نمک بناتے ہین جو بے ضرر ہے۔ معدہ کو خالی کرنے کے واسطے پمپ استعمال کرنا چاہیئے اور اگر معدہ کی غشاے لعابی بہت زخمی ہوگئی ہے تو پانچ یا چھہ قطرے ایومارفین

کے جلدی پچکاری یا سلفیٹ آف زنک یا ایی کاکیوہانہ یا رائی قے کے واسطے دینی چاہیئے سلفیٹ آف سوڈا یا مگنیشیا کو گرم پانی مین گھونکر اوس سے معدہ کو خوب دہونا چاہیئے - اس پانی کو دیر تک معدہ مین رہنے دینا چاہیئے تاکہ وہ جذب ہوجاوے انڈے کی سفیدی اور مسکرات مثل برانڈی کلورک ایتھر اور اسپرٹ آف امونیا - کبھی مفید ہوتے ہین - ہاتھ پاؤن کو گرم رکھنا چاہیئے ایک فی صدی والے عرق اٹروپین کے دو تین قطرے کی جلدی پچکاری دینی چاہیئے -

پروسک ایسڈ - اگرچہ اس ملک مین یہ زہر شاذ ہے لیکن یورپ مین یہ دوسرے درجہ مین ہے اور تقریباً چالیس آدمی سالانہ اس زہر سے مرتے ہین اگر فرض کیا جاوے کہ ایک ہزار آدمی مختلف سمیات سے مرے تو اونمین سے عموماً ۵ ء ۲ مرد اور ۶۷ عورتین پروسک ایسڈ یا سایانائیڈ آف پوٹاس سے مرینگے - برٹش فارماکوپیا کے عرق مین دو فیصدی ایسڈ ہوتا ہے اور شیلے کے عرق مین چار فیصدی -

یہ زہر مجرمانہ زہر خورانی مین بہت کم مستعمل ہے کیونکہ اسکا اثر اسقدر سریع ہے کہ جرم کھلجانے کا خوف ہے - فرانس مین منجملہ ۳۰۳ مقدمات زہر خورانی کے کل چار سایانائیڈ کے تھے مشہور انگلستان کے مقدمات یہ ہین - جان ٹاول کا مقدمہ (۱۸۴۵ء) جارج بال کا مقدمہ (۱۸۵۶ء) پیٹر واکر کا مقدمہ (۱۸۵۷ء) - انمین سے پہلا مقدمہ نہایت عجیب وغریب ہے - قاتل ایک مجرم تھا جسنے جعلی ہنڈی ایک ہزار پونڈ کی بنائی تھی اور اوسکو سزا حبس دوام بعبور دریا ے شور ہوئی تھی - تھوڑے دنون کے بعد نیک چلنی کی وجہ سے اوسکی مشقت کم کردی گئی اور وہ سیڈنی کا مشہور دواساز ہو گیا - ایک زمانہ دراز کے بعد وہ بہت سا روپیہ لیکر انگلستان کو واپس آیا اور نہایت عزت آبرو کے ساتھ زندگی کرنے لگا اور ایک مذہبی

مخبر شخص بن گیا - جس عورت کو اوسنے قتل کیا وہ اوسکی آشنا تھی اور وجہ قتل کرنے کی یہ تھی کہ اوسکی شادی کے بعد اس عورت نے راز فاش کرنے کا ارادہ کیا - قاتل اس عورت کے پاس بہیس بدل کر گیا اور اوسکا پورا زمین پروسک ایسڈ دیا - عورت فوراً مرگئی - مجرم مکان سے نکلکر لندن کو پہنچا - لیکن ٹیلیگراف اوسوقت مین ایجاد ہو چکا تھا مجرم گرفتار ہوگیا - پہانسی سے پہلے اوسنے اپنے جرم کا پورا اقرار پادری کے سامنے کیا لیکن پادری نے اوسکے اس بیان تحریری کو راز کی بنا پر افشا کرنے سے انکار کیا -

مدرس کی رپورٹون مین ایک ہی مقدمہ پروسک ایسڈ سے زہرخوانی کا ۱۸۷۱ء مین درج ہے - یہ واقعہ پونا مین ہوا تھا اور ایک شخص مشتبہ گرفتار بھی ہوا لیکن رہا ہوگیا - معلوم ہوتا ہے کہ مقدمہ خودکشی کا تھا معدہ اور احشا مین سے ۴۶ء گرین کے قریب نکلا - ایک اور مقدمہ بھی خودکشی کا ہے جسمین سایانائیڈ آف پوٹاسیم کا استعمال ہوا تھا مسموم نے سایانائیڈ ایک چاندی کی قلعی کرنیوالے سے خریدا تھا اور ۱۰ گرین کھایا تھا کھانے سے پانچ منٹ کے اندر ہلاکت وقوع مین آئی -

کم سے کم مقدار اس ایسڈ کی جو ہلاکت سے بشیلے کے ایسڈ کی بیس گرین ہے اور ہلاکت بیس منٹ مین ہوتی ہے اور زیادہ سے زیادہ مقدار جسکے بعد صحت ہوئی ہے ساٹھ گرین (یعنی شیلے کے عرق کے ساٹھ قطرے) تہی غالباً دنیا کے عرق کے تیس قطرے مہلک سمجھے جاتے ہین لیکن ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ اس عرق کے دس قطرے مہلک ہوسکتے ہین -

علاج عموماً فضول ہوتا ہے کیونکہ ہلاکت اس سرعت کے ساتھ ہوتی ہے کہ مہلت نہین ملتی - زیادہ مقدار سے تو پانچ منٹ مین مسموم مرجاتا ہے - اور بیہوشی تو کوئی سکنڈ مین طاری ہوجاتی ہے اگر فوراً اطلاع ہو تو معدہ کا پمپ یا قے آور دواؤن کا استعمال کرنا چاہیے - پوٹاس

یا چونا یا سوڈا پانی مین ملا ہو اور اوسکے ساتھ فیرس سلفیٹ اگر دیا جاوے تو جو کچھ ایسڈ معدہ مین باقی رہگیا ہو وہ بے ضرر ہو جائیگا - امونیا اور کلورین کے پانی کا بھی استعمال ہوتا ہے - مسکرات مثل برانڈی کلوروفارم ایتھر اور اسپرٹ آف امونیا کے جسقدر چاہین دے سکتے ہین - اگر مسموم دوا اونکو کھا نہین سکتا تو مبرز کے راستے سے دینا چاہیئے - ۱/۴ گرین اٹروپین کی جلدی پچکاری اور مصنوعی طور سے تنفس کرانا بھی مفید ہے -

لاش مین کچھ خاص علامات نہین پاے جاتے بلکہ کُل علامات اختناق کے ہوتے ہین لیکن بو البتہ کڑوے بادام کی ہوتی ہے - احشا کو فوراً شیشے کے کاگ والی بوتلون مین بند کرکے امتحان کے واسطے بھیجنا چاہیئے کیونکہ یہ ایسڈ نہایت جلد اوڑ جاتا ہے - ایلن لکھتا ہے کہ چوبیس گھنٹے کے بعد تشخیص کرنا بہت مشکل ہو جاتا ہے - لیکن کیاسپر نے آٹھ روز کے بعد ۱/۲ گرین کی تشخیص کی اور اسکولاف نے ساٹھ روز کے بعد اور رائی خارٹ نے دو مہینے کے بعد یہ خیال کیا جاتا ہے کہ پروسک ایسڈ سے موت فوری ہوتی ہے لیکن یہ غلط ہے کم سے کم دس سکنڈ ضرور گذرتے ہین - ڈاکٹر بلائیتھ لکھتے ہین کہ مین نے آزمایا ہے کہ دس سکنڈ کی مدت مین آدمی بوتل کھولکر اوسمین سے کوئی چیز پیکر اوسکو بند کرکے بستر پر لیٹ کر بستر کو درست کر سکتا ہے یا بوتل کو دور پھینک دے سکتا ہے پس یہ ایک قابل لحاظ امر ہے ایسے مقدمات مین جسمین کہا جاوے کہ ایسڈ نہایت سرعت سے اثر کرتا ہے - ڈاکٹر ٹیلر نے ایک صورت لکھی ہے جسمین ایک عورت نے بادام کا ست بہت سا پیا - (بادام کے ست مین پروسک ایسڈ ہوتا ہے) اور اوسکے بعد وہ ایک کنوے پر گئی پانی نکالا پیا اور دو سیڑھیون پر چڑھکر بستر پر جاگری اور آدھے گھنٹے مین مرگئی -

باب پنجم

سمیات نباتی

باستثناء سنکھیا کے جتنے سمیات اس ملک مین استعمال کئے جاتے ہین وہ زیادہ تر قسم نباتات سے ہین او اسمین بھی شک نہین کہ بہت سے سمیات ایسے مستعمل ہین جنکو ہم کم جانتے ہین یا جنکے خواص سے ہم مطلق واقف نہین ہین - بعض تو کئی ایسے ہین جنکا مطلق کوئی اثر باقی نہین رہتا جیسا کہ کیمیکل اگزامنر کی اس رپورٹ سے کہ "زہر کا شبہہ دیا گیا لیکن اوسکی تشخیص نہو سکی" معلوم ہوتا ہے - مثلاً ۱۸۸۳ء مین وزیگاپٹام مین گیارہ شخص بعد ایک قسم کی روٹی کھانے کی غنودگی اور سلام مین مبتلا ہو گئے اونکے دیدے بڑے ہو گئے اور پپوٹون مین ورم ہو گیا - انمین سے پانچ اشخاص مر گئے لیکن اونکے احشا مین کوئی پتہ زہر کا نہین ملا - باستثناء سنکھیا کے اور سمیات فلزی کا کم استعمال اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ بآسانی تشخیص ہو جاتے ہین - سنکھیا کا زیادہ استعمال ظاہرا اسوجہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اوسکے علامات بالکل ہیضہ سے مشابہ ہین اور کچھ عجب نہین کہ بہت سی صورتون مین اس زہر کا استعمال وبا ہیضہ کے زمانہ مین مجرمانہ اغراض سے کیا جاتا ہے اور زہر کی تشخیص اسوجہ سے اور بھی نہین ہوتی کہ ایسی وبا مین لاشین مع کپڑون کے فوراً جلا دی جاتی ہین اور قے اور دست بھی پھینک دئے جاتے ہین -

چونکہ اس کتاب مین سمیات کا ذکر محض ضمناً ہوا ہے اسواسطے اسمین وہی سمیات نباتی

درج کئے جاتے ہین جنکا استعمال بکثرت ہوتا ہے۔

(۱) اکونائیٹ - ۱۸۸۳ء مین دو مقدمات اکونائیٹ کے زہرخورانی کے تھے اور ۱۸۸۴ء مین چار۔ ہندوستان کے سمیات مین اکونائیٹ شاید سب سے پرانا سم ہے اور اسکا نام بش خود سنسکرت مین سم کے معنی مین ہے ڈاکٹر چیورس نے اسکے متعدد نام ہر ایک زبان ہندوستان مین لکھے ہین - لیکن شاید ان مین سے بہت نام مختلف اقسام بش کیواسطے ہین اکونائیٹ اکثر اوقات دھتورے کے ساتھ دیا جاتا ہے - علمی نام اسکا اکونائیٹم نیپلس ہے اور انگریزی بول چال مین منکس ہوڈ[۱] ہے - اسکا دوسرا نام ولفس بین (یعنی بھیڑیے کا زہر) اور بلو راکٹ بھی ہے - ہندوستان والی قسم کا علمی نام اکونائٹم فیروکس ہے اور اسکی سمیت یورپ والی قسم سے بہت زیادہ ہے - ڈاکٹر گائی لکھتے ہین کہ اکونائیٹ کا سمی جزو (جسکو اکونیشیا کہتے ہین) تمام عالم مین سب سے زیادہ مہلک زہر ہے - مسٹر اسٹورٹ اپنی تاریخ مقدمات زہرخورانی مین اس قول کی تائید کرتے ہین اور لکھتے ہین کہ اکونائیٹ کے کل مرکبات شدت سے خطرناک ہین - اس سم کا استعمال بہت قدیم زمانہ سے اس ملک مین جاری ہے - نہ فقط کھلانے کے واسطے بلکہ تیر اور اور ہتیارون کو اسکے پانی مین بجھا کر مسموم کرنے کے واسطے بھی - وحشی اقوام ہندوستان مثل سنتھال اور ناگا کے اپنے تیرون کو اکونائیٹ سے اوسیطرح مسموم کرتے ہین جیسے امریکا کے وحشی اقوام کُرارا کے زہر سے -

آج کل اس زہر کا استعمال کسیقدر کم ہوگیا ہے اور اسکی وجہ یہ معلوم ہوتی ہے کہ اوسکی تشخیص اب بآسانی ہوتی ہے - لیکن امتحان کے وقت بڑی احتیاط چاہیئے کہ اس زہر سے

---

[۱] منکس ہوڈ کے لفظی معنی پادری کی ٹوپی ہے کیونکہ اس درخت کا پھول بالکل اوس ٹوپی کی شکل ہوتا ہے جسکو رومن کیتھلک پادری پہنتے ہین -

جو الکیلائیڈ نکلتا ہے وہ ٹومین[۵] یعنی اون سمیات کے ساتھ جو لاش مین طبعی طور سے پیدا
ہوتے ہین مخلوط نہو جاوے۔ ڈاکٹر لامسن کے مقدمہ مین اس شہادت پر اسکی وجہ سے
غلطی کے احتمال پر بہت زیادہ زور دیا گیا تہا۔ اس مقدمہ مین طبیبون نے اسیقدر کہا کہ اونکی رائے
مین موت کا باعث کوئی نباتی الکیلائیڈ تہا اور یقین تہا کہ اکونائٹ تہا۔ یہ رائے کسی خاص تجربہ کے
اوپر مبنی نتہی بلکہ علامات پر اور اون بیانات پر کہ جو ان لوگون نے کتابون مین پڑہے تہے
معدہ مین سے ایک قسم کا الکیلائیڈ نکلا جسکا مزہ کونائیٹ کا سا تہا اور ذائقہ تہا۔ اسٹیونسن نے
بیان کیا کہ مین نے اکثر مختلف الکیلائیڈ چکہے ہین اور اون سب مین اسکی بابت کا ذائقہ بالکل
علیحدہ ہے۔ اس الکیلائیڈ کی جلدی پچکاری ایک چوہے کی پیٹہہ مین دی گئی اور وہ دو منٹ
مین مر گیا۔ پس اون علامات کے لحاظ سے جو مسموم پر طاری ہوئے تہے اور مرنے کے لحاظ
سے اور چوہے پر جو اثر ہوا اوس سے ڈاکٹر اسٹیونسن نے یہ نتیجہ نکالا کہ یہ الکیلائیڈ اکونائیٹ
ہے۔ یہ سم اس شدت سے مہلک ہے کہ تیسوان حصہ ایک گرین کا ہلاکت کے واسطے کافی ہے
اس مقدمہ مین جو مقدار اکونیٹیا کی معدہ سے نکلی وہ دو آدمیون کے مارنے کو کافی تہی۔
مسٹر مانٹی گیو ولیمس نے (جو ایک نہایت مشہور بارسٹر ہین) اس امتحان کی نسبت سخت
اعتراض کیا اور کہا کہ علمی تحقیقات بالکل اطمینان کے قابل نہین ہے اور اس الکیلائیڈ کو اکونائیٹ

---

[۵] ٹومین اصطلاح مین اون سمیات کو کہتے ہین جو لاش مین سڑنے کے وقت یا مرنے سے پہلے خاص بیماریون
کی وجہ سے (بلکہ بعض صورتون مین حالت صحت مین بہی) پیدا ہوتے ہین یہ مرکبات بالکل نباتی الکیلائیڈ
کے مشابہ ہین نہ فقط کیمیائی اجزا کے لحاظ سے بلکہ علامات اور خاصیت مین بہی یہ مرکبات زیادہ تر اس لحاظ
سے توجہ کے قابل ہین کہ یہ بعض وقت اصلی الکیلائیڈ کے ساتھ جو نباتی سمیات سے نکلتے ہین مخلوط ہو جاتے ہین
اور نتائج امتحان کیمیائی مین غلطی پیدا کر دیتے ہین۔

قرار دیدیا اندہے کی لاٹھی ہے کیونکہ کوئی شخص نہین جانتا کہ اکونائٹ فی الواقع کیا چیز ہے
اکونائیٹ کا درخت دو فیٹ سے چھ فیٹ تک بلند ہوتا ہے۔ پتّے سبز سیاہی مایل اور خاص
صورت کے ٹہنی کی نوک پر نیلے نہایت خوبصورت پھولون کا گچھا۔ عموماً یہ درخت پہاڑی
زمین مین ہوتا ہے۔ اور اکثر اوقات اسکو باغ مین بھی بوتے ہین۔ اِس درخت کے کُل حصّے
زہریلے ہین لیکن جڑین بہت سم ہے۔ جڑ اسکی موٹی گرہ دار ہوتی ہے اور بعض اوقات غلطی سے
ہارس راڈش سمجھ کر کھا بھی لی گئی ہے۔ لیکن اِن دونون کی جڑون مین فرق یہ ہے کہ ہارس
راڈش کی جڑ ریشہ دار ہوتی ہے برخلاف اسکے اکونائیٹ کی جڑ خستہ اور رسدار ہوتی ہے
ڈاکٹر چیورس اکونائٹ کی جڑ کا یون بیان لکھتے ہین۔ "جڑ خستہ ہوتی ہے اور اسکے توڑنے
سے ٹوٹی ہوئی سطح مین چمک ہوتی ہے۔ اسکا سفوف بآسانی بن جاتا ہے اور اِس حالت مین
اسمین کچھ بو نہین ہوتی مزہ کسیقدر تلخ ہوتا ہے اور جہان زبان پر لگ جاوے زبان سُن
ہو جاتی ہے۔ یہ جڑین ہندوستان کے بازارون مین بکثرت بکتی ہین اور قیمت اسکی چار روپیہ سیر
ہے"۔ ڈاکٹر بلائیتھہ نے دس سال کے مقدمات اکونائیٹ کی زہرخورانی کے یورپ کی کتابون سے
جمع کیے ہین۔ اِن مقدمات کی تعداد ۲۷ ہے جنمین سے فقط دو مجرمانہ زہرخورانی کے تھے
دس خودکشی کے اور ۱۷ اتفاقی۔ علامات کو ڈاکٹر چیورس نے بہت تفصیل سے بیان کیا ہے۔
ایک شخص نے غلطی سے اکونائیٹ کی جڑ چابی۔ چابنے کے ساتھ ہی مُنھ کا مزہ کسیقدر
میٹھا ہو گیا ہونٹھون اور زبان مین پرپراہٹ اور سخت قے شروع ہو گئی۔ ہسپتال مین آنے کے بعد
اوسکو بیقراری شروع ہوئی اور وہ اپنے ہاتھ پانون کو ہر طرف پھینکنے لگا۔ معدہ مین سوزش
اور بجز پانون کے تمام جسم مین سنسناہٹ کی شکایت کی۔ سنسناہٹ زیادہ تر چہرہ اور زبان مین
تھی یہانتک کہ مسموم بار بار زبان کو دانتون سے رگڑ کر کھجلاتا تھا۔ متلی اور قے علی الاتصال

جاری رہے اور مسموم بار بار ہاتھ کو قلب پر رکھتا تھا۔ چہرہ منتشر اور آنکھین سرخ ہونٹ سفید پپوٹے متورم دیدے کسیقدر بڑے اور روشنی سے بالکل غیر متاثر۔ تنفس مشکل کے ساتھ اور منٹ مین چوسٹھ مرتبہ۔ نبض ۱۱۶ ضعیف اور باریک۔ حواس بالکل بجا تھے لیکن عضلات کی قوت سلب ہو گئی تھی اور مسموم چل پھر نہین سکتا تھا۔ معدہ کے پمپ کا استعمال کیا گیا اور انڈے کی سفیدی اور دودہ دیا گیا۔ اسپتال مین آنے سے پونے چار گھنٹے کے بعد علامات اور بھی شدید ہو گئے زبان سرخ اور متورم نبض غیر متصل ضعیف اور پہلے سے زیادہ بطی۔ سنسناہٹ اور بے حسی پانون تک پہنچ گئی۔ جلد کے حاسہ کا امتحان اسطرح سے کیا گیا کہ قینچی کے دونون پہل پوری طرح پر کھول کر شانے کے اوپر لگائے گئے۔ مریض کو دونون پہل ایک ہی محسوس ہوے حالانکہ ان دونون کے بیچ مین چار انچ کا فاصلہ تھا۔ نوین گھنٹے سے افاقہ شروع ہوا اور مسموم نے بتدریج شفا پائی لیکن دو ایک روز تک اوسکو اسہال کی شکایت رہی

اکونائیٹ کا استعمال دواءً اعصابی درد مین ہوا کرتا ہے اور اس ملک مین اوسکو جذام بخار۔ ہیضہ۔ وجع مفاصل وغیرہ مین بھی استعمال کرتے ہین۔ پہاڑی اقوام علی الخصوص برما کے اقوام اسکو تیرون کو مسموم کرنے کے واسطے استعمال کرتے ہین اور جزایر انڈمن کے باشندے بھی شاید اسی سم سے اپنے تیرون کو مسموم کرتے ہین۔ یہ زہر اسقدر مہلک ہے کہ ان مسموم ہتیارون کا خفیف سا زخم بھی باعث ہلاکت ہوتا ہے۔ آسام کی قوم مشمی بھی اس زہر کو استعمال کرتی ہین اور سنا گیا ہے کہ اس زہر مین بجھا ہوا تیر جسکو بندوق مین رکھکر ہاتھی کو مارتے ہین کئی منٹ مین اس عظیم الجثہ جانور کو ہلاک کر دیتا ہے اگر تیر پیچھے طرف لگے تو ایک دن تک ہاتھی زندہ رہتا ہے۔

علاج - بجز معدہ کے پمپ اور قے آور دواؤن کے اور کوئی علاج مفید نہین معلوم ہوتا

بعد معدہ خالی ہونے کے اٹروپین کا پلانا یا اوسکی پچکاری سفید ہوتی ہے قلب کے اوپر رائی کا پلٹس رکہنا چاہیئے اور قے لانے کے واسطے بہت سا پانی تہوڑی سی الکہل ملا کر دینا چاہیئے - برانڈی اسپرٹس آف امونیا اور کلورک ایتھر وغیرہ مسکرات کا استعمال آزادی کے ساتھ کرنا چاہیئے - اور ہاتھ پاؤن کو گرم رکہنا چاہیئے - مسموم کو لٹائے رکہنا چاہیئے اور اگر افاقہ نہ معلوم ہو تو بیس منم ٹنکچر آف ڈی جی ٹیلس کی جلدی پچکاری دینی چاہیئے اور اگر اس سے نبض کی حالت درست ہو جاوے تو پچکاری کا آدہے گھنٹے کے بعد اعادہ کرنا چاہیئے - اگر ضرورت معلوم ہو تو دو گھنٹے تک مصنوعی تنفس کا بھی اہتمام کرنا چاہیئے -

جاپان کے باشندے ایک قسم اکونائیٹ کی استعمال کرتے ہین جسکا نام کوساپوسو ہے اور ظاہرا ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اس درخت کے متعدد اقسام ہین جنکی سمیت مین کم و بیش اختلاف ہے ڈاکٹر چیورس نے ایک مرتبہ اثنائے گفتگو مین کہا تہا کہ مین نے ایک جدید طریقہ تشخیص اکونائیٹ کا نکالا ہے جو گویا خط کش ہے اور اونکے بیان سے معلوم ہوتا تہا کہ اونہون نے اس تحقیقات کے متعلق کوئی تحریر بھی کی ہے - لیکن اونکی وفات کے بعد اونکے کاغذات مین کوئی تحریر نہین ملی ڈاکٹر بلائیتھ لکھتے ہین" موجودہ حالت مین اکونائیٹ کے جزو سمی کی تشخیص محض اون علامات پر موقوف ہے جو اوسکے استعمال سے کسی جاندار مین پیدا ہوتے ہین اور اگرچہ اسکا الکیلائیڈ علیحدہ کر لیا جا سکتا ہے لیکن اوسکے کیمیائی خواص (مثلاً شکر اور سلفیورک ایسڈ کے ساتھ سرخ رنگ کا پیدا ہونا اور شربت فاسفاک ایسڈ کے چند قطرے ملا کر پندرہ منٹ تک گرم کرنے سے اودے رنگ کا پیدا ہونا) وثوق کے قابل نہین ہین - اس الکیلائیڈ کے ایک گرین کے استعمال سے ڈاکٹر منرو نے ایک کنجشک کو گھنٹے بھر کے اندر ہلاک کیا لیکن جب اسکو کیمیائی قاعدہ سے امتحان کیا تو نہ مزا اکونائیٹ کا پایا گیا اور نہ وہ خواص کیمیائی جنکا ذکر اوپر ہوا"

نقشہ پنجسالہ زہر خورانی اکونائیٹ بابت مدراس پریسیڈنسی		
سال	کتنی صورتون مین زہر کی تشخیص ہوئی	کتنی صورتون مین زہر مہلک ہوا
۱۸۸۵ء	۱	۰
۱۸۸۶ء	۰	۰
۱۸۸۷ء	۳	۲
۱۸۸۸ء	۵	۴
۱۸۸۹ء	۹	۵
جملہ	۱۸	۱۳

نظایر متعلقہ باب پنجم حصۂ چہارم

مقدمہ نمبر ۸۴ - ڈاکٹر لامسن کا مقدمہ -

۱۸۸۲ء مین ڈاکٹر لامسن پر اپنے سالے پرسی ملکم جان کے قتل کا جرم قایم ہوا - مقتول ایک ہیجدہ سالہ جوان لیکن ضعیف القوی اور ریڑہ کی بیماری کی وجہ سے اپاہج اور نیچے کے دہڑ سے مفلوج تہا - اس شخص کے مرنے سے لامسن کی زوجہ کو پندرہ سو پونڈ کا ورثہ ملتا تہا - نومبر ۱۸۸۱ء مین لامسن نے دو گرین اکونیٹیا خرید کی اور اسکے تہوڑے دنون بعد وہ اوس مدرسہ مین گیا جہان مقتول پڑہتا تہا اور ہیڈ ماسٹر کے سامنے مقتول کو ایک گولی کسی سفید دوا کی شکر لگکر دی لامسن کل بیس منٹ اوس مکان مین ٹہہرا اور مقتول کے گولی کہانے کے بعد ہی چلا آیا - پندرہ منٹ کے اندر مقتول بیمار ہو گیا اور چہاتی جلنے کی شکایت کی اور یہ کہا کہ

اسکے پہلے بھی جب میرے بہنوئی نے مجھے کونین کی گولی کھلائی تھی تو میرا یہی حال ہوا تھا۔ تھوڑی دیر مین شدید قے اور پیٹ مین درد شدید پیدا ہو گیا اور حلق بند ہونے لگا اور کسی چیز کا نگلنا محال ہو گیا۔ مقتول کو سخت بے چینی ہونے لگی اور اسکو بزور اپنے کو دے دے مارنے سے روکنے کی ضرورت پڑی۔ مرنے سے کچھ منٹ پہلے سرسام ہو گیا اور پونے چار گھنٹے مین مسموم کا کام تمام ہو گیا۔ لاش کے امتحان سے معدہ کے پیچھے والے حصون اور قوس کبری مین سرخی پائی گئی اور باقی احشا کے عروق اور دماغ کے عروق مین خون بھرا ہوا پایا گیا۔ ڈاکٹر اسٹیون سن اور ڈاکٹر ڈوپیرے نے کیمیائی امتحان کیا اور قے مین سے اور معدہ و جگر و طحال اور پیشاب مین سے ایک الکیلائیڈ نکالا جسکو زبان پر رکھنے سے زبان سن ہو گئی اور چوہے کو اوسکی جلدی پچکاری دینے سے وہ دو منٹ مین مر گیا۔

اس الکیلائیڈ کی نسبت یہ خیال کیا گیا کہ یہ اکونائیٹین ہے لامسن فرانس سے آیا اور اپنے کو گرفتار کرا دیا۔ ملزم کی جانب سے یہ کہا گیا کہ اس الکیلائیڈ کا اکونائیٹین ہونا بخوبی ثابت نہین ہے اور ممکن ہے کہ یہ نتیجہ بوسیدگی لاش کا ہو اور از قسم ٹومین ہو۔ چوہے کے مرنے کے بارہ مین یہ کہا گیا کہ چوہا اسقدر بزدل جانور ہے کہ بعض اوقات محض پانی کی پچکاری سے سہم کر مر جاتا ہے۔ بہر حال لامسن پر جرم ثابت ہوا اور اوسکو پھانسی کی سزا ملی۔ اسکے بعد اوسکو جنون کی بنا پر چھوڑانے کی کوشش کی گئی۔ یہ کہا گیا کہ مجرم بہت دنون سے مسلوب الحواس اور افیون اور مارفیا کی پچکاریان زیادہ زیادہ مقدار مین دیا کرتا ہے اور ایک مدت سے وہ ہر ایک مرض مین اکونائیٹ خطرناک خوراکون مین کھلایا کرتا ہے۔

مقدمہ نمبر ۵ (اس مقدمہ کو ڈاکٹر چیورس نے نقل کیا ہے)۔

سنہ ۱۸۵۱ء مین بنارس مین کوئی ستر آدمی جو ایک مہوے کی شراب کی دکان پر شراب

بی ہے تھے یک بیک زہر کہانے کے علامات مین گرفتار ہو گئے - انمین سے اٹھارہ آدمی مر گئے - اور تمام اسپتال مین داخل ہوئے - ان لوگون کے حلق مین انقباض اور سوزش اور زبان مین اکڑ تھی اور بعض صورتون مین زبان باہر نکل آئی تھی - بالون اور ہاتہون مین تشنیج تہا - نبض خفیف اور ضعیف تہی اور کسی صورت مین ۶۵ سے زیادہ نہ تہی - علاج اسطرح پر ہوا کہ معدہ خالی کیا گیا اور راموتیادی گئی - جن اشخاص کا علاج ہوا تہا وہ سب دوسرے دن تک اچھے ہو گئے - بہٹی کے ایک ملازم نے جو سفر ور تہا اقبال کیا کہ مین نے اون ظروف مین جنمین مہوا بہیگا ہوا تہا سنگھیہ اڑالا تہا -

مقدمہ نمبر ۸۶ - (اس مقدمہ کو بہی ڈاکٹر چیورس نے نقل کیا ہے) -

سنہ ۱۸۵۴ء مین ایک شخص آنندچندر رائے کو اوسکے تمام خاندان نے اوسکی بدمعاشی کے سبب سے سخت سرزنش کی اور اوسنے اون سب کے قتل کرنے کے ارادہ سے یک اونس اکونائیٹ کی جڑ خرید کی - لوگون نے اوسکو ایک اینٹ کے اوپر جڑ کوٹتے ہوئے دیکہا اور یہ بہی ثابت ہوا کہ اوسنے وہ سفوف اپنے بہائی کے گہر مین ایک شوربے کی ہانڈی مین ڈالدیا اس شوربہ کو اوسکے بہائی اور تین عورتون نے کہایا - چونکہ مرد نے پہلے کہایا شاید زیادہ حصہ سم کا اوسکے پیٹ مین گیا اور وہ فوراً بیمار ہو گیا - اوسکو حلق اور معدہ مین سوزش کی شکایت تہی - اور وہ قے کرکے رات ہی کو مر گیا - تینون عورتون پر بہی یہی علامات طاری ہوئین اور وہ بیہوش ہو گئین لیکن دوسرے روز اونہون نے شفا پائی - ملزم نے اپنی برائت مین بیان کیا کہ یہ علامات ہیضہ کے تھے لیکن متوفی کے لڑکے نے حلفاً بیان کیا کہ اوسنے ملزم کو کوئی چیز ہانڈی مین ڈالتے ہوئے دیکہا سول سرجن نے لاش کا امتحان کرکے کہا کہ اس ہلاکت کی کوئی اور وجہ نہین ہوسکتی بجز اسکے کہ متوفی نے کسی قسم کا نباتی زہر مثل اکونائیٹ کے کہایا ہو - ملزم کو پہانسی ہوئی -

باب ششم

سمیات نباتی - اسٹرکنیا (کچلے کا سمی جز)

اسٹرکنیا - (یعنی کچلے کا سمی جز) ایک زہریلا نباتی الکیلائیڈ ہے جو پانچ مختلف درختون سے نکلتا ہے اور یہ پانچون گرم ملکون کے درخت ہین (۱) اسٹرکناس نکس وامکہ - (۲) اسٹرکناس اگینشیا (۳) اسٹرکناس ٹی این ٹے (۴) اسٹرکناس ناکسیفیرا اور (۵) اسٹرکناس کولبرینیا - انمین سے قسم اوّل ہندوستان کا درخت ہے جسکو ہندی مین کچلا سنسکرت مین ونشاموستی اور گونکا کہتے ہین تلنگی مین موساوی جیدیو اور ٹامل مین ٹیی کرم بیج اسکا بآسانی ہر بازار مین ملتا ہے اس درخت کی سمیت بیج مین ہے اور جہان مین - بیج تین یا پانچ ہوا کرتے ہین اور ایک چھوٹی سی نارنگی کے برابر بیل کے اندر ہوتے ہین - بیج ٹکلی نما ہوتے ہین ایک طرف محدب اور دوسری طرف مقعر قریب ایک انچ کے قطر مین اور ربع انچھ کی موٹائی مین اور رنگ اونکا بھورا ہوتا ہے جب اونکو بیچ مین کاٹین تو اندر سے ایک مدور جوف نکلتا ہے اور ایک قلب کی صورت کا ایمبریو[۵۱] -

اسٹرکنائن اسقدر تلخ ہے کہ اگر اوسکا ایک حصّہ ستر ہزار حصّہ پانی مین ملا جاوے تب بھی اوسکا مزہ محسوس ہوگا - کہا جاتا ہے کہ کل الکیلائیڈ مین اسٹرکنائین کی تشخیص آسان ہے اور

---

[۵۱] ایمبریو یعنی مضغہ کے ہے اور درختون کے بیج کے اوس حصّہ کو ایمبریو کہتے ہین جس سے درخت پھوٹ کر نکلتا ہے - یہ اکثر بیج کے ایک جانب کو ہوا کرتا ہے -

اسکا ۰۰۰۰۰۰ حصہ گرین کا بھی زنگ کے ذریعہ سے تشخیص ہوسکتا ہے لاش کے مرنے کا کوئی اثر اسٹرکنائین پر نہین ہوتا اور گیارہ سال کے بعد بھی یہ زہر لاش مین سے نکالا ہے تاہم بہت کم کمیکل اگزامنر ایسے ہین جو کبھی نہ کبھی اسکی تشخیص مین چوک نہ گئے ہون - چند سال ہوے اسکی ایک صورت پیش آئی - ایک شخص اپنی جورو سے لڑکر بازار مین گیا اور وہان سے ایک بوتل دیسی شراب کی لایا اور اپنی جورو کو منت سماجت کرکے پلائی - ایک گھنٹے کے اندر اس بیچاری عورت پر آثار اسٹرکنیا کھانے کے نمودار ہوئے اور شراب پینے سے آٹھ گھنٹے کے اندر وہ مر گئی - شدت کی حالت مین دو طبیبون نے اوسکو دیکھا اور دونون کو یقین تھا کہ یہ علامات اسٹرکنیا کے ہین - معدہ اور قے نہایت احتیاط سے بند کرکے کمیکل اگزامنر کے پاس بھیجے گئے لیکن زہر کا مطلق پتہ نہ لگا - اسی طرح سے ایک مرتبہ ڈاکٹر ٹیلر بھی ایک ایسے جانور کے احشا مین جسکو پانچ گرین اسٹرکنیا کی جلدی پچکاری دیکر مارا تھا مطلق زہر کو نہ پاسکے - اس سم کا ایک گرین ہلاکت کیواسطے کافی ہے - اور وجہ تشخیص نہونے کی یہ ہے کہ اس گرین مین سے بھی بہت تھوڑا حصہ شریک خون ہوتا ہے اور زیادہ حصہ قے اور بول و براز کے راستے سے نکل جاتا ہے - جو حصہ شریک خون ہوتا ہے وہ نہایت سرعت کے ساتھ رگ و ریشہ مین دوڑ جاتا ہے - پس ایسی صورت مین گویا ایک بہت ہی قلیل مقدار سم کو تمام جسم کے اندر ڈھونڈنا پڑتا ہے -

پالمر کے مشہور مقدمہ مین ڈاکٹر ٹیلر نے احشا کے اندر اسٹرکنیا نہین پائی حالانکہ پالمر اسٹرکنیا کھلانے کے جرم مین سزایاب ہوا - اس خاص مقدمہ مین اسٹرکنیا کا تشخیص نہونا ملزم کے برائت کی بڑی دلیل خیال کیا گیا اور اوسپر بہت اصرار کیا گیا اور ڈاکٹر ہیرے پاتھ ایک بڑے مشہور کسٹ نے حلفاً بیان کیا کہ اگر ۰۰۰۰۰ حصہ گرین کا بھی ہوتا تو اوسکا تشخیص مین آنا

لازمی تہا۔ لیکن البتہ اوسوقت مین جب کہ اسقدر مقدار جسم مین موجود ہوتی۔ مگر جسوقت ایک حصئہ زہر کا شریک خون ہوجاوے اور باقی حصئہ دست کے راستے سے نکل جاوے تو اوسکو یہ نہین کہہ سکتے کہ وہ جسم مین موجود ہے اگرچہ وہ باعث ہلاکت کیون نہوا ہو۔ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ شریک خون ہوتے وقت خود اس الکیلائڈ مین تغیر آجاتا ہے۔ علاوہ برین ممکن ہے کہ اسٹرکنیا معدہ مین نہو لیکن خون مین اور اعصاب اور عضلات مین ہو اور اس صورت مین تمام جسم کا امتحان ضرور ہے اور یہ امتحان اس ملک مین گویا محالات سے ہی۔

مندرجہ ذیل مرکبات مین جنکا استعمال کیڑے مکوڑے وحشرات الارض وغیرہ کے مارنے کے واسطے کیا جاتا ہے اسٹرکنائین بھی ایک جزو ہے۔

(۱) بیاٹل کا اور تھیلر کا اور گبسن کا اور بلر کا سفوف الفار۔ (۲) مارسٹدن کا اور بارٹر کا قاتل الموذیات۔ اسٹورٹ صاف لکھتے ہین کہ کٹینگ کے سفوف الحشرات مین نہ اسٹرکنیا پائی گئی اور نہ سنکھیا۔ برٹش فارماکوپیا کی دواؤن مین بھی اسٹرکنیا موجود ہے۔ اول تو لائی کر اسٹرکنیا (یعنی سلفیٹ آف اسٹرکنین کا ایک فیصدی عرق جسکی خوراک دو منم سے آٹھ منم تک ہے) دوم خود الکیلائڈ اسٹرکنین (جسکی خوراک ١/٦٠ سے ١/١٢ گرین تک ہے) اور سوم اکسٹراکٹ اور ٹنکچر نکس وامکہ۔

سنہ ۱۸۸۲ و ۸۳ء مین مدراس مین چھہ آدمی اور بمبئی مین پانچ اسٹرکنیا سے مرے۔ انگلستان مین ۱۸۷۵ء سے ۱۸۸۰ء تک ۱۸۰ صورتین زہر سے مرنے کی تہین۔ انمین سے اسٹرکنین اور نکس وامکہ ۹۷ صورتون مین استعمال کی گئی تہی اور سالانہ اوسط اس سم کا سولہ تہا۔ یہ تعداد مدراس پریسیڈنسی کے مقابلہ مین پانچ گنی پر ہے۔

تختہ پنجسالہ زہر خورانی نکس وامکہ واسٹرکنین بابت مدراس پریسیڈنسی

سال	کتنی صورتون مین زہر کی تشخیص ہوئی	کتنی صورتون مین زہر مہلک ہوا
۱۸۸۵ء	۱	۱
۱۸۸۶ء	۱	۰
۱۸۸۷ء	۳	۲
۱۸۸۸ء	۰	۰
۱۸۸۹ء	۴	۳
جملہ	۹	۸

مقدار مہلک کے بارہ مین بہت اختلاف راے معلوم ہوتا ہے - ڈاکٹر بالمینہ کا تخمینہ ۱/۲ گرین کا ہے اور ڈاکٹر ٹیلر کا نصف گرین سے دو گرین تک اور ڈاکٹر گائی کا ربع گرین - اگر علاج فوراً ہو تو بڑی خوراکون کے بعد بھی شفا ممکن ہے - شوانن اسٹین نے ایک دواساز کا حال لکھا ہے جسنے خودکشی کی نیت سے ۴ء۷ گرین سے لیکر ۲ء۹ گرین تک نائیٹریٹ اف اسٹرکنین کھایا اور اوسکے آدہے گھنٹے کے بعد ۲ء۵ گرین اسی ٹیٹ آف مارفین - ڈہائی گھنٹے کے بعد صدمہ شروع ہو گیا اور جب طبیب نے مسموم کو دیکھا تو اوسوقت ٹٹنس تہا - علاج قے آور دوا سے کیا گیا اور اِنکے بعد ٹانن اور کوڈین دی گئی تیسرے دن مسموم نے کامل شفا پائی -

علامات جنکو بلائیتھ نے لکھا ہے یہ ہین - ممکن ہے کہ اول مین علامات نہایت سرعت کے ساتھ پیدا ہون اور یہ سرعت موقوف ہے قسم سم اور اوسکے طریقہ استعمال پر - اگر نکس وامکہ کا استعمال کیا گیا ہے یا اسٹرکنین کی گولی بنا کر دی گئی ہے تو علامات آدہے گھنٹے کے اندر شروع ہو جاتے ہین بعض صورتون مین پہلے ایک قسم کی بے چینی ہوتی ہے اور اشیاے خارجی کا ادراک

نہایت تیز ہو جاتا ہے اور جبڑے کے عضلات مین ایک خاص کیفیت اور تنفس مین رکاوٹ معلوم ہوتی ہے - لیکن علی العموم علامات کی ابتدا مرگی کی طرح سے ناگہانی طور پر ہوتی ہے - ممکن ہے کہ علامات شروع ہونے سے پہلے مسموم اپنے معمولی کاروبار مین مصروف ہو اور بلا کسی اطلاع کے دفعۃً تمام جسم تھرتھرا اوٹھے اور صدمہ شروع ہو جاوے - صدمہ کی صورت یہ ہوتی ہے - کہ تمام اعضا مین سخت تشنج ہو جاتا ہے - ہاتھ پاؤن بلا اختیار کے کھچ جاتے ہین - مٹھیان بند ہو جاتی ہین اور تلوے اندر کو کھنچ جاتے ہین اور صدمہ کی شدت کیوقت ممکن ہے کہ پٹھہ خم او رتختہ کیطرح سخت ہو جاوے پیٹ تن جاوے اور مسموم سر اور ایڑی کے بل قایم ہو جاوے - عضلات صدر کے کھچنے سے سینہ سخت ہو جاتا ہے اور اختناق کی ابتدا کی وجہ سے چہرے کی رگون مین خون بھر جاتا ہے اور آنکھین نکل آتی ہین - فک اسفل کے عضلات جو ٹٹنس مرض مین سب سے پہلے متاثر ہوتے ہین اسٹرکنیا کے ٹٹنس مین سب سے پیچھے متاثر ہوتے ہین اور اگر یہ علامت ہمیشہ پائی جاتی تو یہ ان دونون مین بہت بڑا مابہ الامتیاز ہو سکتی - صدمات کا دورہ اور اونکے بیچ بیچ مین افاقے موت یا صحت تک قایم رہتے ہین اور علی العموم علامات شروع ہونے سے دو گھنٹے کے اندر فیصلہ ہو جاتا ہے کہ مسموم شفا پائے گا یا مر جاے گا - بعض صورتون مین تیسرے ہی دورہ مین کام تمام ہو جاتا ہے اور بعض صورتون مین کثرت سے دورے ہوتے ہین - دورہ کے قیام کی مدت مین اختلاف ہے اور مدت قیام تیس سکنڈ سے لیکر پانچ اور بعض اوقات آٹھ منٹ تک اور افاقہ کی مدت بھی بینتالیس سکنڈ سے لیکر گھنٹے ڈیڑھ گھنٹے تک ہوا کرتی ہے -

اسٹرکنین سے مرنے کی صورت مین لاش پر بہت کم علامات ہوتے ہین - انمین سے جسم کا اکڑ جانا ایک خاص علامت ہے اگرچہ یہ بھی یکسان نہین ہوتی - بعض صورتون مین موت

کی اکڑ معمولی مدت تک رہتی ہے اور بعض مین (جیسا کہ پالمر کے مقدمہ مین ہوا تہا) مرنے کے بعد دو مہینے تک لاش اکڑی رہتی ہے - اگر صدمات سختی کے ساتھ ہوئے ہین تو قصبۃ الریہ مین معتدبہ مقدار خون کی پائی جاتی ہے - ممکن ہے کہ فوری سبب ہلاکت کا اختناق ہو اور اوس صورت مین اختناق کے علامات تشنج وغیرہ مین پائے جاوینگے - عموماً قلب کا جانب راست خون سے بہرا ہوا ہوتا ہے - لیکن بعض اوقات قلب بالکل خالی اور سکڑا ہوا ہوتا ہے -

علاج فوراً شروع ہونا چاہیئے اور پہلا کام یہ ہے کہ زہر بذریعہ ادویۂ قے آور یا معدہ کے پمپ کے باہر نکالا جاوے - اگر تشنج شروع ہو گیا ہے تو پمپ کے نل کو اندر داخل کرنے سے دورہ شروع ہو جانے کا احتمال ہے - حیوانی کوئلہ یا ٹاناک ایسڈ جی بہر کے دینا چاہیئے - برومائیڈ آف پوٹاسیم نصف اونس کی خوراکون مین اور اوسکے ساتھ تیس گرین ہائیڈریٹ آف کلورل پہلی خوراک مین اور اسکے بعد اسکی نصف مقدار ہر بیس منٹ کے یا آدہے گھنٹے کے بعد دورہ کو روکنے کے واسطے - اگر صدمہ کی وجہ سے دم بند ہو جانے کا خوف ہو تو حلق کو کاٹنے کا عمل ہونا چاہیئے - ½ گرین کیورری کی جلدی پچکاری مفید ہے مصنوعی تنفس اگر ممکن ہو سکے تو نہایت ضروری امر ہے کیونکہ چند گھنٹے تک سانس کا قایم رکہنا شفا کی امید کو بہت زیادہ کر دیتا ہے -

اس ملک مین اکثر اشخاص کچلے کو افیون یا بھنگ کی جگہہ پر استعمال کرتے ہین - ڈاکٹر چیورس نے ایک شخص کا حال لکہا ہے جو وجع مفاصل کے مرض مین گرفتار تہا اور روز کچلا اتنی مقدار مین کہایا کرتا تہا کہ تمام جسم اوس کا اکڑ جاتا تہا - اسحالت مین اوسکے حواس بالکل بیکار رہتے تھے - لیکن درد مطلق محسوس نہین ہوتا تہا - ایک اور صورت بہی لکہی ہے جسمین

ایک جوان آدمی ۱۸۴۹ء مین محبس مین داخل ہونے سے چوتھے دن مرگیا - یہ شخص ایک قسم کی مٹھائی کہانے کا عادی تہا جسمین کچلا ملا ہوتا تہا اور اِس غذا کے نہ ملنے سے اوسکو ایک قسم کی مرگی ہوگئی - پہلوان لوگ اکثر اوقات کچلا قوت کے واسطے کہایا کرتے ہین اور مثل افیون کے اگر یہ دفعۃً چھوڑ دیا جاوے تو اُس سے بیماری کے علامات پیدا ہوجاتے ہین -

بنگالہ مین کچلے کا استعمال قوت باہ کے واسطے بھی ہوتا ہے اور کہا جاتا ہے کہ اسکو شراب مین ملانے سے شراب زیادہ تیز اور نشی ہوجاتی ہے - اسٹرکنین سے زہر خورانی کے مقدمات مین ممکن ہے کہ یہ سوال پیدا ہو کہ آیا جو ٹٹنس اور صدمے ہوے یہ کسی بیماری کی وجہ سے تھے یا زہر کی وجہ سے - یہی سوال پالمر کے مقدمہ مین بھی پیدا ہوا تہا اور زیادہ تر اسوجہ سے کہ اس خاص صورت مین جسم کے اندر مطلق زہر کا نشان نہین پایا گیا تہا - پس ضرور ہے کہ ایسے مقدمات مین پولیس اور وکیل پیروکار دونون نہایت تفصیل کے ساتھ علامات کی تحقیقات کرین اور اس امر کے معلوم کرنے کی کوشش کرین کہ یہ علامات کسی چوٹ یا بیماری کی وجہ سے تو نہین پیدا ہوسکتے تھے -

بروسیا بھی ایک الکیلائیڈ ہے جو کچلے کی چھال اور بیج مین اور اسٹرکناس اگنیشیا کی پھلی مین پایا جاتا ہے اِسکے سمی خواص بھی بالکل اسٹرکنیا کے سے ہین لیکن شدت مین کم - بعضون نے اِسکی سمیت کو اسٹرکنیا کا چھٹا حصہ اور بعضون نے بارہوان حصہ قرار دیا ہے -

نظایر متعلقہ باب ششم حصۂ چہارم

مقدمہ نمبر ۸۷ (اس مقدمہ کو ڈاکٹر چیورس نے نقل کیا ہے)

۱۸۵۳ء مین گورکہپور مین ایک شخص ایک بوتل دیسی شراب کی مُنہ مین لگا کر پی گیا - پینے کے

ساتھ ہی اوسنے کہا کہ ہاے اسمین کچھ ہے یہ شراب بڑی تلخ ہے اسکے بعد ہی تشنج اور سخت صدمے شروع ہوگئے اور جسم اسطرح پر اکڑ گیا کہ وہ سامنے کو خم ہوگیا اور ہاتھ پانون پیچھے کو۔ حواس بجا ہے۔ لیکن صدمہ کم ہونے کے بعد بیہوشی طاری ہوگئی اور وہ شخص پون گھنٹے کے اندر مرگیا معدہ مین خفیف اسٹرکنیا پائی گئی اور یہ معلوم ہوا کلال شراب کھینچتے وقت اوسمین نکس وامکہ کی چھال کا سفوف ملایا کرتے تھے۔

مقدمہ نمبر ۸۸ - (ایضاً)

سنہ ۱۸۴۰ع مین ایک انگریز ملاح کو جو کلکتہ کے اسپتال مین زیر علاج تھا کچلا مولنگ (یعنی ایک سفوف جو نکس وامکہ کے درخت پر نشو و نما پانے والی بوٹی سے بنتا ہے) کیوبیب پوڈر کی جگہ پر غلطی سے دیدیا گیا۔ اوسنے ایک پڑیا پانی کے ساتھ ملا کر کھائی اور اوسی وقت گر پڑا اور چلا اوٹھا "مجھے زہر دیدیا"۔ اسوقت سے اور اپنے مرنے تک (وہ چار گھنٹے مین مرگیا) اوسنے ایک لفظ بھی منھ سے نہین نکالا اور جب بولنے کا قصد کرتا تو شدید صدمہ ہوتا - یہ صدمات منٹ مین دو دو تین تین مرتبہ ہوتے تھے اور ہر ایک صدمہ دس سکنڈ سے لیکر اٹھارہ سکنڈ تک رہتا تھا اور دورہ کے وقت چھ کہار بھی اوسکو اپنے بستر پر نہین رکھ سکتے تھے۔ معدہ کے پمپ کا استعمال ممکن نہ تھا کیونکہ مجروح جسم کے چھونے سے صدمہ شروع ہوجاتا تھا اور مسموم کو اشد درجہ کی تکلیف ہوتی تھی۔ بلکہ مکھی کا بیٹھنا تک دورہ کا اعادہ کرتا تھا منوم دوا دینے کا ارادہ کیا گیا تھا لیکن کچھ اثر نہوا اور مسموم بعد چار گھنٹے کے شدید تکلیف کی حالت مین ایک بجے دن کو مرگیا۔

مقدمہ نمبر ۸۹ (ایضاً)

پالمر کے مقدمہ مین بڑی تلاش اس قسم کی صورت کی گئی تھی جسمین مریض تشنج کے اول ہی

صدمہ سے مرگیا ہو۔ اوسوقت کوئی معتبر مقدمہ ہاتھہ نہ لگا لیکن ڈاکٹر چیورس نے ڈاکٹر ویب کے زبانی ایک واقعہ لکھا ہی جو ایا مارٹینز کے مدرسہ مین ہوا۔ ایک صحیح اور تندرست لڑکا بستر پہ بیٹھکر اپنے پاون کے ایک زخم مین ہندوستانی ڈاکٹر سے پٹی لگوا رہا تھا۔ ڈاکٹر پٹی لگا کر کمرے کے باہر نکلا لیکن دروازہ تک پہنچکر اوسکے کان مین ایک آواز آئی۔ اُسنے مڑکر دیکھا تو لڑکے کو سر اور ایڑی کے بل کھڑا اور اوسکے جسم کو بیچ مین سے خم پایا۔ اوسی وقت اوسکی طرف دوڑا لیکن پہنچتے پہنچتے جسم نیچے بیٹھہ گیا اور روح فوراً پرواز کر گئی۔ افسوس یہ ہے کہ اس زخم کے متعلق کچھہ زیادہ اطلاع نہین ہے کہ یہ کس قسم کا زخم تھا جسنے یہ حالت پیدا کی یا یہ تھا کہ مرہم مین غلطی سے اسٹرکنیا مل گئی تھی۔

اگرچہ اسٹرکنیا سے جو تشنج ہوتا ہے اوسکے علامات نہایت صاف اور صریح ہین لیکن تاہم تشخیص مین بارہا غلطی ہوتی ہے۔ علی الخصوص ایسی صورتون مین جبکہ طبیب کو جلدی مین بلایا ہے یا خود طبیب اس قسم کے زہر خورانی سے ایسا ناواقف ہے کہ اوسکا ذہن اسکی طرف منتقل نہین ہوتا۔ ڈاکٹر بلائیتھہ نے ایک صورت لکھی ہے جسمین ایک جوان عورت نے ایک مہلک مقدار اسٹرکنیا کی کھائی تھی (یہ نہین معلوم ہوسکا کہ اوسنے زہر غلطی سے کھایا تھا یا اوسکو مجرمانہ طور پر دیا گیا تھا) اور علامات نہایت صاف تھے۔ لیکن طبیب نے اونکو دھڑک کی طرف محمول کیا اور اوسکو اپنی اس راے پر اسقدر اصرار تھا کہ لاش کو چیرنے کے بعد جب کوئی علامت نہین معلوم ہوئی تو اوسنے یہ کہا کہ دھڑک کے صدمہ سے حلق بند ہوگیا ہوگا حالانکہ صاف اور صریح علامات اسٹرکنیا کھانے کے موجود تھے اور معدہ سے ایک معتدبہ اور قابل وزن مقدار اسٹرکنیا کی نکلی تھی۔

مقدمہ نمبر ۹۱۔ بڑی خوراکین کہانے کے بعد شفا۔

ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ تین صورتین ایسی موجود ہین جنمین ایک گرین کہانے کے بعد شفا ہوئی ہے بسنہ ۱۸۶۱ء کے لانسٹ مین (جلد دوم صفحہ ۱۶۹) ایک صورت لکہی ہے جسمین دو سے تین گرین کے بعد بہی شفا ہوئی ہے۔ اور سنہ ۱۸۶۳ء کے لانسٹ مین (جلد اول صفحہ ۱۳۴) ایک لڑکی کا حال لکہا ہے جو چار گرین اسٹرکنین کے کہانے کے بعد چہہ سات گھنٹے مین اچھی ہو گئی۔ مڈیکل گزٹ مین (جلد ۱۴ صفحہ ۲۰۵) ایک صورت لکہی ہے جسمین ایک شخص نے سات گرین کہانے کے بعد شفا پائی۔ اِس اخیر صورت مین خالص اسٹرکنیا نہ تہی بلکہ اور سمیات کے ساتہ مین ملی ہوئی تہی اور شاید جیسا کہ دواساز کے مقدمہ مین دیکہا گیا مثوم سمیات ملانے سے ایک سم دوسرے کا تریاق ہو گیا تہا۔

باب ہفتم

سمیات نباتی - دہتورا۔

دہتورے کا علمی نام اڑو یا بلاڈونا ہے اور اوسکے کل اقسام مین سے ایک قسم کا سمی الکیلائیڈ نکلتا ہے جسکا نام اٹروپین یا ڈٹورین ہے۔ وہ قسم دہتورے کی جو ہندوستان مین عموماً پائی جاتی ہے سفید قسم ہے جسکو ڈٹرا البا کہتے ہین اور یہ درخت ہمیشہ ہر ایک گانون کے گہورے پر اوگا کرتا ہے۔ اودے پہول والی بہی ایک قسم ہوا کرتی ہے۔ ورمغربی ساحل ہندوستان پر ایک زرد پہول والی قسم بہی ہے۔ دہتورے کا زہر درخت کے پتون مین خاخون مین کچہے اور پکے پہل مین بیج مین اور جڑ مین ہوا کرتا ہے۔ بیج کی شکل بالکل مرچ کے بیج کی سی ہے اور اکثر ان دونون کی مشابہت کی وجہ سے غلطی ہوا کرتی ہے۔ بلاڈانہ اور استرامونیم دونون کا استعمال دوائ گیا جاتا ہے اور انکے مرکبات مین ایک حصہ اٹروپین کا ہوا کرتا ہے۔

دہتورے کا استعمال بطور سم کے ہندوستان مین زمانہ قدیم سے ہوا کیا ہے۔ پہلے اسکا استعمال بکثرت ہوا کرتا تہا لیکن ان دنون مین مقدمات کے دیکہنے سے معلوم ہوتا ہے کہ اب وہ کثرت نہین ہے۔ مدراس مین ۱۸۸۲ و ۸۳ء مین ایک ہی صورت ایسی تہی جسمین دہتورا اخشا مین پایا گیا۔ اور ۱۸۸۳ء مین دو ہی صورتین تہین اور دونون مین سے کوئی منجر بہلاکت نہین ہوئی۔ ایک صورت مین نو آدمی اور دوسری مین دو آدمی مسموم ہوے تہے بمبئی پریسڈنسی

مین سنہ ۱۸۸۲ء مین چار صورتین تہین اور سنہ ۱۸۸۳ء مین پانچ - ان اخیر صورتون مین اٹھائیس آدمی مسموم ہوئے لیکن کل چار انمین سے ہلاک ہوے - یہ کل صورتین زہر خورانی کی قصدی کوشش کے ضمن مین تہین -

انگلستان کے مقدمات کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے کہ سنہ ۱۸۳۶ء سے لیکر سنہ ۱۸۸۰ء تک ۷۳ ہلاکتین وقوع مین آئین (۳۲ مرد اور ۴۱ عورتین) انمین سے نو آدمہ کشی کے مقدمات تہے اور باقی اتفاقی تہے جو نسخون کی ملیاریا مین غلطی کی وجہ سے ہوے تہے -

ڈاکٹر چیورس نے دہتورے کے زہر خورانی کے باب کو نہایت تفصیل سے لکہا ہے اور اس مقام پر بعض بطور اختصار اسکا ذکر کرنا کافی ہوگا - اس زہر کا استعمال نہ فقط مجرمانہ اغراض سے بطور مسکر کے ہوا کرتا ہے بلکہ اکثر اوقات انتقام لینے کی غرض سے بہی - شاید یہی دہتورا اس مشہور مرکب کا کہ جو قدیم زمانہ کے باغی اور نافرمان شاہزادون کو دیا جاتا تہا اور جسکا نام پوست تہا ایک بڑا جز تہا ڈاکٹر چیورس لکہتے ہین کہ زمانہ اوسط مین جو طریقہ کہ تون قلیل مقدار مین زہر دیکر مارنے کا تہا اوسکے علامات بے انتہا دہتورے کے علامات سے مشابہ ہین -

اس سم کی مقدار مہلک ٹہیک نہین معلوم ہوئی ہے - اٹروپین کا ۱/۲ گرین فوراً اثر پیدا کرتا ہے اور دو گرین مہلک ہے - ڈاکٹر بلائیتہہ لکہتے ہین کہ اگر وقت پر علاج نہو تو شاید ایک گرین بہی مہلک ہوجاوے لیکن وقت پر علاج کی صورت مین بہت زیادہ مقدار کہانے کے بعد بہی شفا ہوئی ہے - اس ملک مین عموماً دہتورے کے بیجون کو کوٹ کر استعمال کرتے ہین یا بیج اور پتے ملا کر کوٹتے ہین -

علامات یہ ہین - بیجون یا پہل کے کہانے اور علامات شروع ہونے کے درمیان مین ایک معتد بہ وقفہ گذرتا ہے اور اگرچہ (جیسا کہ افیون کی صورت مین ہوا کرتا ہے) اس وقفہ کے

بارہ مین کوئی قاعدہ نہین قرار دیا جاسکتا ہے لیکن عموماً علامات آدہے گھنٹے کے بعد شروع
ہوتے ہین - پہلی علامت منہہ اور حلق کا خشک ہونا ہے اور خشکی بتدریج زیادہ ہوتی جاتی
ہے اور ممکن ہے کہ اس درجہ کو پہنچ جاوے کہ رقیق چیزون کا گہونٹنا محال ہوجاوے - حلق کے
عضلات مین کشش بھی ہوتی ہے اور حلق کا غشاے لعابی سرخ ہوجاتا ہے اور آواز بیٹھہ
جاتی ہے - گھونٹنے کی دشواری اور آواز کا بدل جانا اوسی قسم کا ہوتا ہے جیسا دیوانہ کتے کے
کاٹے ہوئے مین بلکہ بعض صورتون مین مسموم کاٹنے کا بھی ارادہ کرتا ہے - شروع ہی سے
دیدے پھیلتے اور نمودار ہونے لگتے ہین - بصارت بگڑجاتی ہے اور حروف اور اعداد دوہرے
معلوم ہوتے ہین - بعض اوقات دیدے بہت ہی اوبھرے ہوے ہوتے ہین اور اونکے عروق
خون سے بھرے ہوے - جلد بالکل سوکھی ہوئی ہوتی ہے کیونکہ اثر دوبین کے قلیل مقدار مین
استعمال کرنے سے بھی تعریق موقوف ہوجاتی ہے - جلد کی خشکی کے ساتھہ ہی ساتھہ بہت سی
صورتون مین تمام جسم مین دانے پڑجاتے ہین - زیادہ مقدار مین استعمال کرنے سے حرارت
غریزی زیادہ ہوتی ہے اور تہوڑی مقدار مین استعمال کرنے سے کم - نبض سریع ہوجاتی
ہے ہمیشہ تنوست اور پر اور اکثر اوقات منٹ مین ۱۵۰ سے ۱۲۰ تک اور کبھی کبھی ۲۰۰ تک -
تنفس پہلے سست اور پہر نہایت سرعت سے ہوتا ہے عموماً تھے نہین ہوا کرتی - اعصاب
بہت زیادہ متاثر ہوتے ہین - ایک صورت مین بالکل بے قاعدہ انقباض اعصابی ہوا تہا
اور ایک صورت مین مسموم ایسا اکڑ گیا تہا کہ اوسکو کرسی پر بٹہانا محال تہا - نیچے کا دھڑ اکثر اوقات
کسیقدر مفلوج ہوجاتا ہے - پاؤن برابر نہین پڑتے اور مسموم متوالون کی طرح سے جہومتا پہرتا
ہے - اور ممکن ہے کہ ہاتہون پاؤن کا دے مارنا بھی ہو - علامات دماغی نہایت صاف اور
صریح ہوتے ہین اور کل فیصدی چار صورتون مین سرسام نہین پایا گیا ہے ورنہ یہ علامت

ہمیشہ موجود ہوتی ہے - بالغ اشخاص مین اکثر اوقات اوس قسم کا سرسام ہوتا ہے جسمین مریض
بے انتہا باتین کرتا ہے - ڈاکٹر گیرانڈ نے اس سرسام کی کیفیت لکہی ہے - "مریض یا تو بہت
شور کرتا ہے یا بلا سلسلہ کے باتین کرتا اور بڑبڑاتا ہے - بعض وقت وہ خوشی مین آجاتا ہے
اور بے تحاشا ہنستا ہے کبہی مغموم ہوجاتا ہے اور کراہتا ہے - زیادہ تر اوسپر خوف کی حالت
طاری ہوتی ہے اور جسوقت وہ حالت بڑہ جاتی ہے تو چہلا کر بات کرنے سے فوراً بچاتا ہے
بلکہ ہاتھ جوڑنے لگتا ہے - قریب آنے سے وہ دفعۃً بدن چرالیتا ہے گویا ڈرتا ہے کہ مار نہ بیٹھین
اور اکثر اوقات وہ اپنے کو خیالی بہوت پلید سے بچانے کو حرکت کیا کرتا ہے - لیکن اس سرسام
کی اور اوسکے بعد کی بیہوشی کی اخیر اور یقینی علامت یہ ہے کہ مریض بکنے چننے لگتا ہے کبہی تو
وہ اپنے کپڑے یا بچہونے کو نوچتا ہے کبہی اپنے ہاتھ یا پاؤن کی اونگلیون کو کبہی زمین سے
خس و خاشاک اوٹہاتا ہے اور کبہی خیالی چیزون کی طرف خواہ ہوا مین ہون یا اپنے جسم پر یا
اپنے آس پاس ہاتھ بڑہاتا ہے - اکثر اوقات مریض اپنی اونگلیون کی نوک سے خیالی سوت کاتنے مین
مشغول ہوتا ہے اور بعض اوقات اوسکے حرکات ایسے مضحک ہوتے ہین کہ اوسکے عزیز اقربا بہی
باوجود فکر اور تردد کے اپنی ہنسی نہین روک سکتے ہین" - اس بیان کے سننے کے بعد معلوم ہوسکتا
ہے کہ اوس قدیم شربت پوست سے لوگ کسقدر ڈرا کرتے تھے اور بخوبی سمجھ مین آتا ہے کہ جسوقت
انہی شاہزادون مین سے ایک شاہزادہ اورنگ زیب کے سامنے لایا گیا تو اوسنے منت کی کہ مجھے
خود ہلاک کیا جانا قبول ہے لیکن پوست کا پینا قبول نہین ہے -

مدت تک تہوڑی مقدار مین اوٹر دین کہلا کر مسموم کرنا ایک قدیم دستور ہندوستان کا ہے
ایسی صورتون مین غرض یہ ہوتی ہے کہ مسموم کے حواس اور ہشیاری مین فرق آجاوے اور
حال مین بہی نوکرون نے اپنے آقاؤن کو اسطرح پر زہر دیا ہے (دیکہو مقدمات نظائری)

اٹروپین کی زہر خورانی مین بہت کم علامات لاش پر پاے جاتے ہین بجز اسکے کہ دیدے پھیلے رہتے ہین اور دماغ کے عروق مین خون کثرت سے ہوتا ہے - اگر بیج یا پتّے یا درخت کا کوئی حصّہ کہایا گیا ہے تو معدہ مین خراش پائی جاویگی لیکن اگر خالص اٹروپین کہلائی گئی ہے یا اٹروپین کی جلدی پچکاری دی گئی ہے تو یہ علامت نہین پائی جاتی -

علاج - اکثر صورتون مین علاج مفید ہوتا ہے اور مسموم شفا پاتا ہے - قے آور دواؤن اور معدہ کے پمپ کا استعمال چاہیئے اور انگلستان مین پائیلو کارپین سے علاج ہوتا ہے اور ایک گرین کا پانچوان حصّہ وقتاً فوقتاً پچکاری کے ذریعہ سے دیا جاتا ہے - اس ملک مین پاؤن سرد پانی مین رکھتے ہین اور مارفیا بھی بطور تریاق دی جا سکتی ہے لیکن اسکے استعمال مین بڑی احتیاط چاہیئے -

ابھی تک بلا شک بہت سے مقدمات ایسے ہوتے ہین جنمین دھتورہ مسافرون کو لوٹنے کی غرض سے دیا جاتا ہے اگرچہ اس قسم کے مقدمات بہ نسبت سابق کے کم ہین ٹھگی کے موقوف ہونے کے بعد ایک مدت تک بسکر سمیات کا استعمال زہر خورانی کے واسطے ہوا کیا اور شاید اب بھی دشوار گذار مقامات مین جاری ہے لیکن شاہراہون کی کثرت آمد و رفت کی آسانی اور نیز پولس کی بیدار مغزی نے اس جرم کو کم کر دیا ہے - تاہم چند روز ہوے کہ مدراس اور بنگلور کے بیچ مین ریل پر اس جرم کے وقوع مین آنے کا دعوی کیا گیا تھا بلکہ اسی مقدمہ مین پولس کی نسبت بجبر شہادت حاصل کرنیکا جرم بھی قایم ہوا تھا -

تختہ پنجسالہ زہرخورانی اٹروین متعلقہ مدراس پریسیڈنسی		
سال	کتنی صورتون مین زہر تشخیص ہوا	کتنی صورتون مین زہر ہلاک ہوا
سنہ ۱۸۸۵ء	۳	۰
سنہ ۱۸۸۶ء	۴	۱
سنہ ۱۸۸۷ء	۰	۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۳	۰
سنہ ۱۸۸۹ء	۴	۴
جملہ	۱۴	۵

نظائر متعلقہ باب ہفتم حصۂ چہارم

مقدمہ نمبر ۹۲ - اِس مقدمہ کو ڈاکٹر چیورس نے نقل کیا ہے -

سنہ ۱۸۵۲ء مین ایک شخص نے دو آدمیون پر جو آپس مین چچا بھتیجے تھے اور جنکا نام بھوانی اور بھولا تھا دعویٰ کیا اور بیان کیا کہ لکھنؤ کو جاتے وقت مدعی سے اور بھوانی سے انبالہ مین ملاقات ہوئی - اور ملزم نے کہا کہ ہم تم ملکر سفر کرینگے - راہ مین بھوانی مدعی کو ایک بنئے کی دوکان پر لے گیا اور آٹا دال مول لیا - کھانا پکانے کے بعد بھوانی کے کہنے سے مدعی پانی لانے کو گیا اور وہان سے آنے کے بعد اوسنے کھانا کھایا اور بیہوش ہو گیا بھولا جو پیچھے سے آیا تھا اوسوقت موجود تھا - بھوانی نے مدعی کو ایک جھونپڑی مین ڈال دیا اور اوسکا سب مال لے لیا اور پولیس مین یہ ظاہر کیا کہ وہ اور بھولا وہی آدمی وہان تھے پولیس نے مدعی کو بیہوش جھونپڑی کے ایک

گوشت مین ٹپرا پایا اور بہوانی کے پاس ایک تہیلی مین دہتورے کے بیج ملے اور تہوڑا سا سوکہا ہوا گانجے کا عرق - دونون ملزمین نے ایک دوسرے پر الزام لگایا بہوانی کو چودہ سال کی قید ہوئی -

مقدمہ نمبر ۹۳ - ایضاً

ایک طوائف جسکا نام دربارن تہا اور پیشہ گانا میرٹھ سے علیگڈہ کو اپنی مان اور چھ سات اور آدمیون کے ساتھ جا رہی تہی - راہ مین ایک شخص خدابخش نامی جو اونکو میرٹھ مین جانتا تھا ساتھ ہولیا اور کہا کہ مین نوکری کی تلاش مین ہون - اوس عورت نے خدابخش کو پکانے کے کام پر نوکر رکھہ لیا - کویل مین یہ قافلہ ایک سرائین اوترا اور خدابخش نے کہانا پکایا اور سب نے نو بجے رات کو کہانا کہایا - بارہ بجے سرا کے چوکیدار نے انمین سے کئی آدمیون کو زمین پر لوٹتے ہوئے پایا اور دیکہا تو سب کے سب کم و بیش بیہوش ہین - ملزم بہی اونہین مین سوتا بنا ہوا موجود تہا اور اوسکے پاس سے اوس عورت کا کچھہ زیور برآمد ہوا چار آدمی اسپتال کو بہیجے گئے اور تین روز مین اچھے ہو گئے - باقیماندہ نے اسقدر کم زہر کہایا تہا کہ وہ بہی بعد قے کرنے کے چنگے ہو گئے - ملزم نے دہتورا کہانے مین ڈالنے کا اقبال کیا اور اوسکو چودہ سال کی سزا ہوئی -

مقدمہ نمبر ۹۴ - ایضاً

سنہ ۱۸۶۸ع کے پولس گزٹ ممالک مغربی و شمالی مین ایک شخص رام دین نامی کے (جسکا سن اکیس سال سے بہی نہوگا) اقبالات چہپے تھے اس شخص نے دہتورے سے زہرخورانی کو ایک پیشہ قرار دیا تہا اور جن لوگون پر اوسنے ہاتھہ صاف کیا تہا اونکا ذکر وہ اسطرح کرتا تہا جیسے کوئی شکار کا ذکر کرتا ہے - اوسکے بیان سے مستنبط ہوتا تہا کہ اوسنے ڈیڑہ سال کے عرصہ مین ستائیس آدمیون کو زہر دیا تہا - لیکن اوسکا یہ بیان بہت زیادہ وثوق کے قابل نہین ہے -

اسمین شک نہین کہ اسوقت تک بھی مجرم اقوام ہندوستان مین سرقہ بالجبر کی غرض سے زہر کا دینا بہت عام بات ہے۔ اور فی الواقع ایسے ملک مین جہان ہر قسم کے سمیات اس آسانی سے ہاتھ لگتے ہین اور جہان بعض حصّون مین نہایت گنجان آبادی ہے اور بعض بالکل غیر آباد ہین جہان شفاخانے دور دور پر واقع ہین اور جہان وبائی امراض شدت کے ساتھ ہوا کرتے ہین بخوبی سمجھ مین آتا ہے کہ ایک بہت بڑا حصّہ اون اموات کا جو بخار یا وبا یا سانپ کی طرف منسوب کئے جاتے ہین حقیقت مین قتل کی صورتین ہون جنکا ارتکاب مجرمانہ اغراض سے ہوا ہو۔

مقدمہ نمبر ۹۵ - اس مقدمہ کو ڈاکٹر اسمتھ نے نقل کیا ہے۔

یہ ایک نہایت عجیب مقدمہ ہے جسمین ایک یوروپین صاحب کو جو منصوری مین رہتے تھی (۱۸۶۸ء) متواتر تھوڑا کونین مین دھتورا دیا گیا تھا۔ یہ صاحب کئی دن تک ایک نشے کی سی حالت مین مختل الحواس رہے۔ علامات سارے دھتورے کے تھے اگرچہ پہلے زہر کا شبہہ نہین ہوا تھا۔ اونھون نے شفا پائی۔ اس مقدمہ مین پہلے اونکے خدمتگار کو شبہہ ہوا کہ مالک کو زہر دیا گیا ہے لیکن بالکل نہ کھلا کہ کس شخص نے اور کس غرض سے اونکو زہر دیا تھا۔

مقدمہ نمبر ۹۶ - اس مقدمہ کو ڈاکٹر چیورس نے نقل کیا ہے۔

۱۸۶۵ء مین ایک صاحب مسٹر ابراہیم نامی ملازم ریلوے نے اپنے نوکر کو دس قدم کے فاصلہ پر دھتورے کا بیل جو اوسی وقت درخت مین سے توڑا گیا تھا کوٹتے ہوئے اور عروق کو تولیے مین چھان کر اپنے پینے کے شوربے مین ڈالتے ہوئے دیکھا۔ تب اونھون نے شوربہ مانگا لیکن پھر یہ کہا کہ اسکو صبح کی حاضری کے واسطے رکھدو اور دل مین یہ ارادہ کیا کہ اسکو ریلوے ڈاکٹر پاس بھیجین گے۔ شب کو اونھون نے ڈاکٹر کے نام خط لکھا۔ دوسرے دن صبح کو اونھون نے چھوٹی حاضری مانگی اور چاے کے ساتھ روٹی کھائی اور گھوڑے پر سوار ہوکر ڈاکٹر کے بنگلہ کی طرف چلے۔ راہ مین اونکو چکر آیا اور ایک بنگلہ پر ٹھہر گئے۔

صاحب خانہ کو اونکی حالت دیکھکر سخت تعجب ہوا یعنی کیفیت بالکل نشے کی سی تھی حالانکہ نشہ نہ تھا ۔ آخر ڈاکٹر کو بلایا وہ بھی علالت کو نہ سمجھا دیکھا کہ مریض ہذیان بک رہا ہے اور نیند مین جھومتا پھرتا ہے ۔ بعد صحت کے مسٹر ابہم اپنے گھر گئے اور دھتورے کا ایک پھل لاکر ڈاکٹر کو دکھایا تب وہ سارا مقدمہ سمجھا ۔ مجسٹریٹ کے سامنے ایک نوکر نے پھل کے توڑنے اور دوسرے کے مارنے اوسکا کوٹ کر خدمتگار کو دینے کا اقبال کیا ۔ لیکن اوسنے یہ کہا کہ مین اسکو کان کے درد کے واسطے استعمال کرتا ہون مین نے صاحب کو نہیں دیا اس مقدمہ مین نہین معلوم ہوا کہ سزا کیا ہوئی ۔

مقدمہ نمبر ۹۷ ۔ یہ مقدمہ حیدرآباد دکن مین مارچ سنہ ۱۸۹۰ء مین ہوا ۔ رسالہ امی کے مڈیکل ریکارڈ مین اسکی کیفیت درج ہوئی ۔ اس مقدمہ سے مارفین کا اٹروپین کے واسطے تریاق ہونا ثابت ہوتا ہے ۔

ایک طالب العلم مدرسہ طبابت رچرڈ ام نامی جو خود ڈاکٹر ام کا بیٹا تھا ... درد سر کے مرض سے نہایت پریشان تھا اور اس درد کے واسطے وہ انٹی پائرن ... کیا کرتا تھا ۔ ایک دن اوسنے غلطی سے انٹی پائرن کی بجاے پر اٹروپین کے چار گرین کھا لیئے ۔ تھوڑی دیر مین وہ بیہوش ہوکر گر پڑا ۔ اوسکے ساتھ کے ایک طالب العلم نے یہ حالت دیکھکر فوراً ڈاکٹر لاری کو خبر کی اور اونکے ساتھ ڈاکٹر ہیر اور ڈاکٹر مسس فیلو بھی آئین ۔ فوراً قے آور دوا دی گئی اور معدہ کے پمپ کا استعمال کیا گیا ۔ لیکن مریض کی حالت بگڑتی گئی ۔ دیدے بالکل پھیلے ہوئے منہ سے کف جاری ۔ تنفس مین آواز اور ... رکتی ہوئی ۔ اور بالمجموع یہ بات معلوم ہوئی کہ مریض کا کام تمام ہے ۔ اوسوقت ... مارفین کا خیال آیا اور ایک گرین کی جلدی پچکاری دی گئی لیکن نتیجہ ...

ایک گرین کی پچکاری اور دیگئی اور مریض اگرچہ مرا تو نہین لیکن اوسکی حالت بین الموت والحیاۃ کے تھی آٹھ بجے صبح سے تین بجے شام تک مصنوعی تنفس کرایا گیا اور اوسوقت ڈاکٹر لاروسنے تیسری پچکاری ایک گرین مارفیا کی دی - ایک گھنٹے کے اندر نبض درست ہوگئی تنفس بتدریج اپنی اصلی حالت پر آگیا اور مریض کو ہوش آیا - یہ ایک زبردست صورت ہے جسنے اوس پرانی تحقیق کو کہ کسی مقدار مین مارفیا اٹروپین کا تریاق ہے بیثبوت کو پہنچا دیا -

باب ہشتم

افیون - ودیگر سمیات نباتی

کل نباتات مین افیون کے الکیلائڈ سب سے زیادہ ہین - اسوقت اٹھارہ یا انیس موجود ہین اور قریباً ہر سال ایک نیا الکیلائڈ نکلتا ہے - لیکن انمین سے اکثر بہت کم مقدار مین نکلتے ہین اور عموماً جنسے بحث کی جاتی وہ مارفین اور نارکوٹین ہین -

درخت پوست کے (جسکا علمی نام پیپورسامنیفرم ہے) کچے پھل کو یا چھنے سے جو دودھ نکلتا ہے وہ جب خشک ہوکر ہوا مین جم جاتا ہے تو اوسکو افیون کہتے ہین -

بہ نسبت اور سمیات کے افیون کا بہت زیادہ استعمال دوائی ہوا کرتا ہے اور وہ مرکبات جنمین افیون شامل ہے اس کثرت سے ہین کہ اون کل کے نام لکھنا فضول ہے لیکن چند پیٹنٹ دوائین جنمین افیون شریک ہے اونکے نام ذیل مین مندرج ہین -

(۱) نرسیز ڈراپ (۲) ڈالبینز کارمینیٹو (۳) کلوروڈین (۴) اٹکنس کا انفنٹ پریزرور (۵) بورہیو کا اوڈنٹالاجک ایسنس (۶) گاڈفری کا کارڈیل (۷) بلاک ڈراپ اور (۸) نی پینتھی -

سنہ ۱۸۷۶ء سے سنہ ۱۸۸۵ء کے پنجسالہ مین انگلستان مین ۳۹۲ مرد اور ۲۵۰ عورتین ایک نہ ایک قسم کی افیون سے مرین - انمین سے کل دو صورتین قتل کی تھین اور دونون مقتول بچے گئے تھے

سنجملہ اور صورتون کے ۴۲ء۲ فی صدی عورتین اور ۵ء۴۰ فیصدی مرد خودکشی کرکے مرے تھے - اِس پنجسالہ مین کل تعداد زہرخورانی کے اموات کی ۱۸۵ اتھی اوراُنمین سے ۴۰ء۷ فیصدی مین مستعمل شدہ زہر افیون تھا - یہ فیصدی بہ نسبت اور ممالک یورپ کے بہت زیادہ ہے - زیادہ تر اس زہر سے بچے مرتے ہین اسوجہ سے کہ اونکو مسکن شربت اور دوائین جنکا جز افیون ہے دی جاتی ہین - ہندوستان مین بھی بچے افیون کے استعمال سے بہت مرتے ہین لیکن زیادہ تر بے احتیاطی کی وجہ سے کیونکہ بچون کو سلا دینے کی غرض سے کبھی زیادہ افیون دیدی جاتی ہی معمولی خوراک افیون کی بالغون کے واسطے ربع گرین سے ایک گرین تک ہے اور جسوقت کھانے والا شخص افیون کا عادی ہو تو کبھی تین گرین سے زیادہ نہین دینا چاہیئے - بچون کے لئے ایک قطرہ عرق کا کافی ہے -

کم سے کم مہلک مقدار ڈاکٹر ٹیلر کے تجربہ کے مطابق چار گرین خالص افیون کی اور دو ڈرام عرق کی ہین -

سنہ ۱۸۸۳ء مین مدراس پریسیڈنسی مین چار مقدمات ایسے ہوے جنمین افیون احشا مین پائی گئی اور سنہ ۱۸۸۲ء مین سات مقدمات بمبئی پریسیڈنسی مین سنہ ۱۸۸۳ء مین سترہ مقدمات ہوے جنمین سے بارہ اتفاقی یا خودکشی کے مقدمات تھے اور تین مین بچون کو خوراک مین زیادہ افیون دیدی گئی تھی - سنہ ۱۸۸۰ء مین دو ہی مقدمات ہوے جنمین ایک مہلک تھا -

ڈاکٹر بلائیتھ نے تین قسمین زہرخورانی کی لکھی ہین اور ہر ایک کے علامات علیحدہ ہین -

(۱) معمولی قسم جو فیصدی ۹۹ صورتون مین ہوا کرتی ہے (۲) بہت ہی ناگہانی قسم (۳) بہت ہی نادر قسم جسمین بیہوشی نہین ہوتی مگر صدمے ہوتے ہین - معمولی قسم کی زہرخورانی مین تین مدارج ہین (۱) ہیجان (۲) غنودگی (۳) بیخودی و بیہوشی - پہلی علامت زہر کھانے سے آدھے

گھنٹے کے بعد نمودار ہوتی ہے اور اوسکی موجودگی تک بالکل کیفیت الکحل کے استعمال کی سی رہتی ہے خیالات بہت سرعت کے ساتھ ذہن مین آتے ہین اور نیند کے عوض مین بیداری ہوتی ہے۔ لیکن یہ علامات بتدریج دوسرے درجہ کے علامات یعنی بھاری پن اور بیہوشی سے متبدل ہوجاتے ہین اسکے بعد غنودگی ہوتی ہے۔ نبض اور تنفس دونون سست ہوجاتے ہین جلد مین خارش۔ اور زہر کھایا گیا ہے تو قے اور قبض۔ اخیر درجہ مین مسموم بالکل بیخبر ہوجاتا ہے۔

ناگہانی قسم وہ ہے جسمین مسموم کو پانچ سے دس منٹ کے اندر ایک گہری نیند آجاتی ہے اور وہ چند گھنٹون مین مرجاتا ہے۔

تیسری قسم اکثر اون لوگون مین ہوتی ہے جو افیون کہانے کے عادی ہین۔ یا اور خلاف طبیعت صورتون مین۔

بعض اوقات افیون کو زخمون مین بطور ضماد یا پولٹس کے لگانے سے مہلک نتائج وقوع مین آئے ہین۔

علاج علاوہ قے آور مفرح دواؤن اور معدہ کے پمپ کے اٹروپین بطور تریاق دینا چاہئے اسکا استعمال جلدی پچکاری کے ذریعہ سے اور تہوڑی تہوڑی مقدار مین کئی مرتبہ ہونا چاہئے۔

افیون سے مرنے کی کوئی خاص علامات لاش پر نہین پائے جاتے بجز اسکے کہ دماغ اور اغشیہ دماغی کے عروق مین خون کی کثرت ہوتی ہے اور خون کا پانی بطون دماغ مین پھیلجاتا ہے۔ دماغ کی بیرونی سطح یا زرد ہوتی ہے یا پیلی ششش مین عموماً خون بکثرت ہوتا ہے۔ مثانہ پیشاب سے بھرا ہوتا ہے لیکن تاہم انمین سے کوئی علامات یقینی نہین ہے اور محض احشا کے دیکھنے سے کوئی شخص سبب موت کو تیقن کے ساتھ نہین بتا سکتا۔

منجملہ اور سمیات نباتی کے جو کیمیائی امتحان یا اپنے اثر کے ذریعہ تشخیص کیجا سکتے ہین یہ ہین:

(۱) گانجہ (کینبس سٹائیوا) جسکا استعمال ہندوستان مین بہت عام ہے - اس نبات سے پہلے ہیجان طبیعت پیدا ہوتا ہے اور سرسام اور بعض اوقات آواز بیٹھہ جاتی ہے دیدے پھیلجاتے ہین اور نیند آجاتی ہے -

(۲) پلمبیگو اور (۳) کنیر - یہ دونون محرک سم ہین -

(۴) اینڈراکنی کیاڈی نتا او - (۵) کاکیولس انڈیکس -

بعض صورتون مین ایسا ہوتا ہے کہ ایک نباتی سم احشا یا مشتبہ اشیا مین سے نکالا جاتا ہے اور اوسکا سم ہونا تجربہ سے ثابت ہوتا ہے لیکن اوسکی ماہئیت کسی کیمیائی امتحان سے مشخص نہین ہوتی -

تختہ سجات پنجسالہ سمیات نباتی بابت مدراس پریسڈنسی

افیون اور مارفیا

سال	کتنی صورتونمین زہر تشخیص ہوا	کتنی صورتونمین زہر مہلک ہوا
سنہ ۱۸۸۵ء	۵	۲
سنہ ۱۸۸۶ء	۶	۱
سنہ ۱۸۸۷ء	۱	۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۶	۳
سنہ ۱۸۸۹ء	۷	۶
جملہ	۲۵	۱۲

پلمبیگوزائی لاینکا

سال	کتنی صورتون مین زہر تشخیص ہوا	کتنی صورتون مین زہر مہلک ہوا
سنہ ۱۸۸۵ء	۱	۰
سنہ ۱۸۸۶ء	۰	۰
سنہ ۱۸۸۷ء	۱	۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۲	۴
سنہ ۱۸۸۹ء	۲	۲
جملہ	۶	۴

اولیانڈر یعنی کنیر

سال	کتنی صورتونمین زہر تشخیص ہوا	کتنی صورتونمین زہر مہلک ہوا
سنہ ۱۸۸۵ء	۱	۱
سنہ ۱۸۸۶ء	۰	۰
سنہ ۱۸۸۷ء	۰	۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۰	۰
سنہ ۱۸۸۹ء	۰	۰
جملہ	۱	۱

کاکیولس انڈکس

سال	کتنی صورتوں میں زہر تشخیص ہوا	کتنی صورتوں میں زہر مہلک ہوا
سنہ ۱۸۸۵ء	۱	۰
سنہ ۱۸۸۶ء	۰	۰
سنہ ۱۸۸۷ء	۰	۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۱	۱
سنہ ۱۸۸۹ء	۰	۰
جملہ	۲	۱

گانجا

سال	کتنی صورتوں میں زہر تشخیص ہوا	کتنی صورتوں میں زہر مہلک ہوا
سنہ ۱۸۸۵ء	۲	۱
سنہ ۱۸۸۶ء	۱	۰
سنہ ۱۸۸۷ء	۱	۰
سنہ ۱۸۸۸ء	۷	۲
سنہ ۱۸۸۹ء	۷	۳
جملہ	۱۸	۶

باب نہم

سمیات حیوانی

مندرجہ ذیل حیوانات اور اشیاسے حیوانی مین زہر ہوا کرتا ہے۔

(۱) امفی بیا[۵۱] شن سالا مانڈر (سمندر)[۵۲] اور کٹھ مینڈہک[۵۳] کے سمندر دو قسم کے ہین جنکی جلد مین سے ایک زہر نکالا گیا ہے جسکا نام سالا مانڈرین رکہا گیا ہے۔ جب یہ زہر خرگوش یا کتے یا کٹھ مینڈہک مین بذریعہ جلدی پچکاری کے پہنچایا جاتا ہے تو ان حیوانات کو فالج اور ٹٹنس ہوجاتا ہے اور اسکے بعد وہ مرجاتے ہین۔ کٹھ مینڈہک کی جلد مین سے ایک الکیلائڈ نکلتا ہے جسکا نام فری مین رکہا گیا ہے اور یہ بجز خود کٹھ مینڈہک کے کل حیوانات کیواسطے سم ہے۔ اگر یہ زہر مینڈہک کو دیا جاوے تو فوراً اوسکے قلب مین فالج ہوجاتا ہے اور بہت جلد تنفس موقوف ہوجاتا ہے۔ عضلات بھی اس زہر کے اثر سے اکڑہ جاتے ہین۔

(۲) بچھو۔ لیکن ان حیوانات کے زہر سے بحث نہین کی جاتی کیونکہ انکا زہر مجرمانہ اغراض سے استعمال نہین کیا جاتا۔

(۳) زہریلی مچھلیان۔ ۱۸۸۲ء مین مدراس اور پانڈی چری مین بڑا چرچہ اسکا ہوا کہ

---

۵۱ امفی بیا۔ علم حیوانات کا ایک اصطلاحی لفظ ہے اور اوسکے معنی دو زندگی کے ہین یعنی وہ حیوانات جو خشکی اور پانی دونون مین زندگی کر سکتے ہین۔ ۵۲ سمندر ایک جانور کا نام ہے جو شکل مین گرگٹ کے مشابہ ہوتا ہے۔ ۵۳ کٹھ مینڈہک یعنے بڑا مینڈک۔

مچھلیون مین جو کیڑے بطور علوقہ[۱] کے ہوتے ہین وہ زہریلے ہین اور انکی وجہ سے وہ مچھلیان بھی زہریلی ہین۔ لیکن جسوقت ڈاکٹر فرنل کمشنر محکمہ صحت مدراس نے اسکی پوری تحقیقات کی تو یہ علوقے بالکل بے ضرر پائے گئے۔ پروفیسر کابولڈ نے جو خاص اس قسم کے حیوانات کے بارہ مین نہایت مستند سمجھے جاتے ہین یہ لکھا۔ "مدراس کی کل آب شور کی مچھلیون مین اندرونی علوقے موجود ہین لیکن شاید انمین سے کوئی بھی انسان کیواسطے مضر نہین ہے"۔ علاوہ اسکے کل علوقے مچھلی کے پکانے مین مرجاتے ہین۔ ڈاکٹر چیورس نے ایک واقعہ لکھا ہے جو پانڈیچری مین ۱۸۶۰ء مین ہوا ایک گھر مین تین آدمی ایک قسم کی مچھلی کا (جس کا علمی نام گوبس کری نی بر ہے) سالن کھانے کے بعد ہی دوران سر اور ہاتھون پاؤن کے شدید ضعف مین مبتلا ہوگئے۔ ڈاکٹر کالس نے اس مچھلی کا امتحان مرغیون پر کیا اور کل مرغیان جنہون نے مچھلی کھائی مرگئین بجز دو کے جنہون نے فقط دم کی طرف کا گوشت کھایا تھا۔ ڈاکٹر کالس کی دریافت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اس ملک کی عورتین اس مچھلی کے پکانے مین بڑی احتیاط کرتی ہین اور ہمیشہ سر اور احشا کو کاٹ کر پھینک دیتی ہین ڈاکٹر ٹیلر کی رائے ہے کہ گرم ممالک مین جو بعض مچھلیان بعض موسمون مین زہریلی ہوجاتی ہین اوسکی وجہ یہ ہے کہ وہ سڑے ہوئے گھونگون اور کیڑے مکوڑون پر زندگانی کرتی ہین۔

ڈاکٹر چیورس نے ایک صورت لکھی ہے جسمین گیارہ لڑکیان ایک ربو مچھلی کے کھانے سے جو اونکے گھر کے تالاب مین پکڑی گئی تھی مسموم ہوگئین۔ لیکن اون سب نے شفا پائی ڈاکٹر بلائیتھ

[۱] علوقہ۔ اکثر حیوانات اور نباتات۔ ایسے ہین جو طفیلی کی طرح سے اپنے کو دوسرے حیوانات یا نباتات سے چسپان کر دیتے ہین اور انہین کے اوپر زندگی کرتے ہین اون کو اصطلاح مین علوقہ کہتے ہین۔ اور یہ دو قسم کے ہین اندرونی جیسے پیٹ کے اندر کے کیچوے اور بیرونی جیسے جون چیلر کلیان وغیرہ وغیرہ۔

لکھتے ہین کہ بعض مچھلیون مین بعض حصے ایسے ہوتے ہین جنکے کہانے سے بالکل زہر کا اثر پیدا ہوتا ہے اور یہ مضر حصے اکثر اوقات انڈے اور جگر ہوا کرتے ہین - اکثر مچھلیان جسوقت تک وہ چھوٹی ہین بے ضرر ہوا کرتی ہین لیکن بڑی ہونے کے بعد مضر مثلاً لیتھیری نس میا بو - بعض اوقات تبدیل غذا کی وجہ سے مچھلی زہریلی ہو جاتی ہے مثلاً ایک مچھلی یلٹاوی نے نوسا ادہی وقت مین زہریلی ہے جسوقت وہ ایک قسم کی سبز کائی کہاوے - ڈاکٹر ٹیلر نے ایک شخص مانڈر نامی کا حال لکہا ہے جسکی عمر ۲۵ سال تھی - اس شخص نے میاکرل مچھلی کہائی اور اوسیوقت کہا کہ میری طبیعت خراب ہو گئی تیسرے دن ایک قسم کے دانے نکل آئے اور نوین دن وہ شخص مر گیا - (دیکھو اخبار لانسٹ مطبوعہ ۳۰ جولائی ۱۸۶۴ء)

گھونگون کے اقسام مین سیپی سب سے زیادہ زہریلی ہوتی ہے اور کرسٹی سن نے دو صورتین لکھی ہین جنمین سیپی کا کہانا مہلک ہوا - ایک صورت مین تین گھنٹے کے اندر اور دوسری صورت مین سات گھنٹے کے اندر - اس خاص صورت مین علامات یہ ہین - بے چینی - معدہ مین بوجھ معلوم ہونا - اطراف کا سن ہو جانا - گرمی منھ اور حلق کا خشک ہونا اور حلق بند ہونے کا احساس - پیاس جسم مین رعشہ - ٹانگون مین تشنج - آنکھون کے پپوٹون مین ورم اور سوزش اور شدت سے آنسو نکلنا - جلد مین خشکی اور خارش اور اوسکے بعد چٹھون کا پڑ جانا - ان علامات کے ساتھہ ہی ساتھہ بعض اوقات درد قولنج اور قے اور دست بھی ہوا کرتے ہین -

عموماً علامات مچھلی سے مسموم ہونے کے یہ ہین - غثیان - قے - اسہال - نبض مین شدت سے پستی - اور ہاتھہ پانون مین تشنج اور درد -

ایک قسم کی مچھلی جو کر گروٹی آلیستہ ہوتی ہے علی الخصوص اس مچھلی کا جگر ایک عجیب سمی خاصیت رکہتا ہے - ڈاکٹر لامیتھہ نے نومبر ۱۸۶۰ء کے لنین سوسائٹی کی سوداد مین سے ایک واقعہ نقل کیا ہے جو

پرسلین نامی جہاز پر کیپ آف گڈ ہوپ مین واقع ہوا - جہاز کے سرہنگ اور خزانچی نے ایک گول مچھلی کا کلیجہ کہایا - خزانچی تو بیس منٹ کے اندر مرگیا اور سرہنگ بہی دس منٹ کے اندر سخت بیمار ہوگیا - چہرہ تمتا گیا - آنکھین چمکنے لگین اور دیدے سکڑ گئے - نبض ضعیف اور بے ترتیب اور نگلنے مین دشواری - تنفس مین مشکل اور تمام جسم مفلوج ہوگیا اور مسموم سترہ منٹ کے اندر مرگیا - ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ان دونون نے ملکر ایک جگر کہایا تہا اور اگر اسکا وزن چار ڈرام قرار دیا جاوے اور یہ بیان بالکل صحیح ہو تو اس مچھلی کے جگر کو بہی ایک بہت ہی شدید سم سمجھنا چاہیئے -

دریائی سانپ جو خلیج بنگالہ مین ہوا کرتا ہے اور اکثر مچھوون کے جال مین آجایا کرتا ہے نہایت زہریلا ہوتا ہے - بندر مدراس مین ایک ملاح کی کیفیت لکہی ہے جسکو ایک دریائی سانپ نے جو جہاز کے کنارہ پر پکڑا گیا تہا کاٹ کہایا - پہلے تو اُسنے کچھ خیال نہین کیا لیکن دو گہنٹے کے اندر اوس قسم کے علامات طاری ہوے جیسے دیوانہ کتے کے کاٹنے سے ہوتے ہین اور کاٹنے سے چار گہنٹے کے اندر وہ مرگیا اس خاص صورت مین سانپ نے ہاتھ کی دوسری اونگلی مین کاٹا تہا -

(۴) زہریلی مکڑیون - بھڑ - شہد کی مکہیون اور کیڑون کا ذکر اس مقام پر ضرور نہین معلوم ہوتا - یہ جانور بعض اوقات اقبالات حاصل کرنیکے لئے تکلیف دینے کے واسطے استعمال کئے جاتے ہین

(۵) زہریلے سانپ - سانپ کا زہر علی الخصوص ناگ کا سخت مہلک ہے - تمام ممالک مین کبہی کبہی سانپون کا استعمال انسان کی جان لینے کے واسطے کیا گیا ہے مثلاً قیدی اور سانپ ایک حجرے مین بند کردئے گئے ہین لیکن زمانہ حال مین اس قسم کی بیرحمی محالات سے ہے - محض سانپ کا زہر مجرمانہ اغراض سے نہین استعمال ہوا کرتا - سانپ کے کاٹنے سے مرنیکی بحث اموات اتفاقی کی تحت مین ہوچکی ہی اور اس مقام پر لکہا جاچکا ہے کہ نہایت قوی شبہ اسکا ہوتا ہے کہ ایک معتدبہ حصہ ایسے اموات کا جو رپورٹون مین بنام اتفاقی یا سانپ کے کاٹنے کے مندرج ہین فی الواقع قتل عمد کی صورتین ہین -

(۶) کنتھارِیڈیز - اِس زہر کا استعمال برٹش فارماکوپیا مین دوا گیا جاتا ہے اور خود اسکو یا اسکے مماثل ایک زہر کو جو اس ملک مین پیدا ہوتا ہے (میلابرس سیکورئی) اس ملک کے اطبا بکثرت استعمال کرتے ہین علی الخصوص قوت باہ کے واسطے کبھی کبھی استعمال سے ہلاکت بھی وقوع مین آتی ہے - یہ کہنا مشکل ہے کہ کسقدر مقدار اِس زہر کی مہلک ہے لیکن ڈاکٹر ٹیلر نے کم سے کم مہلک مقدار ایک اونس لکھی ہے جسمین ۱/۲ گرین کنتھارِیڈین ہوتی ہے لیکن ایسی صورتین موجود ہین جنمین بہت زیادہ مقدار کھانے کے بعد بھی شفا ہوئی ہے -

اگر کنتھارِیڈیز کم مقدار مین استعمال کیا جاوے تو فوراً منھ اور معدہ مین گرمی معلوم ہوتی ہے - تھوک زیادہ نکلتا ہے - نبض سریع ہوجاتی ہے تمام جسم مین ایک خوشگوار گرمی آجاتی ہے اور مقاربت کی خواہش کو ہیجان ہوتا ہے جو تین گھنٹے تک قایم رہتا ہے - اگر مقدار زیادہ ہوگئی ہے تو آدھے گھنٹے کے بعد پیٹ مین درد اور پیچ اور دست ہوتے ہین اور جلدی جلدی پیشاب تکلیف کے ساتھ ہوتا ہے - چند گھنٹے مین یہ علامات موقوف ہوجاتے ہین لیکن دوسرے دن تک اشتہا کی شکایت اور گردون مین درد رہتا ہے - اگر بہت زیادہ مقدار مین کھایا گیا ہو (خواہ منجر بہلاکت ہو یا نہو) تو علامات یہ ہوتے ہین - فوراً منھ اور حلق مین سوزش پیدا ہوتی ہے اور یہ سوزش معدہ اور امعا تک پہنچتی ہے اور درد مین شدت ہوتی جاتی ہے - اسکے بعد منھ سے تھوک نگلنے کی دشواری اور قے شروع ہوتی ہے - مثانہ ماؤف ہوجاتا ہے - قضیب کی ایستادگی ہوتی ہے اور پیشاب قطرہ قطرہ ہوتا ہے - نبض مین سرعت تنفس کی دشواری - سر مین درد - دیدے پھیلے ہوئے - دوران سر - بیہوشی - سرسام اور صدمے ہونے لگتے ہین - پیشاب کی خواہش شدت سے ہوتی ہے اور بعض اوقات پیشاب مین خون اور پیپ ہوتی ہے -

---

۱ھ یہ ایک قسم کا کیڑا ہے جسکو اسپانش فلائی کہتے ہین - اسمین سے ایک زہر نکلتا ہے جسکو کنتھارِیڈین کہتے ہین اور اوسکی قلمین ہوتی ہین - اِس زہر کا خاصہ ہے کہ جلد پر لگنے کے ساتھ آبلہ ہوآتا ہے -

لاشش کے امتحان سے معلوم ہوتا ہے کہ مُنھ بالکل متورم ہے۔ مگر یہ زخمی۔ معدہ اور امعا مین ورم اور امعا کے غشا سے لعابی مین پیپ۔ بعض اوقات امعا مین سوراخ بھی ہوجاتا ہے۔ ہر ایک صورت مین گردے اور مجرا سے بول مین ورم ہوتا ہے کنتاریڈیز سے مسموم ہونا اس ملک مین بہت شاذ ہے۔

(۷) ٹومین اون الکیلائڈ کا نام ہے جو اجزا سے جسم حیوانی کے سڑنے سے پیدا ہوتے ہین اور بعض وقت یہ سوال پیدا ہوتا ہے (جیسا کہ لاسن کے مقدمہ مین سوال پیدا ہوا تھا) کہ جو الکیلائڈ احشا مین سے نکلا ہے یہ فی الواقع کوئی سم ہے یا محض ٹومین کے قسم سے ہے۔ یہ کہا جاتا ہے کہ صحیح اور تندرست اشخاص کے تھوک اور پیشاب مین بھی قلیل مقدار مین مادہ سمی پایا جاتا ہے اور بیماری کی حالت مین اس مادہ سمی مین ترقی ہوتی ہے۔ ڈاکٹر بلامیتہ نے ایک صورت لکھی ہے جسمین ایک جوان عورت جسکو ذیابیطس کی بیماری تھی اسطرح سے مری کہ علامات بالکل کسی منوم سم سے مسموم ہونے کے تھی۔ اوسیلمی نے اور امراض مین بھی پیشاب مین سمی مادہ پایا ہے۔ لیکن یاد رکھنا چاہیے کہ ٹومین ہمیشہ جسم مین ایسی قلیل مقدار مین ہوا کرتے ہین کہ اونکی موجودگی کی وجہ سے اصلی سمی الکیلائڈ کی تشخیص مین مطلق دشواری نہین ہوسکتی۔

حصّہ پنجم

باب اوّل - زندگی کا بیما -

زندگی کا بیما ایک معاہدہ ہے جسکی روسے بیما کرانے والا (جسکو درخواست کنندہ کہتے ہین) بیما کرنے والی کمپنی کو ایک رقم (جسکو پریمیم کہتے ہین اور جسکی مقدار جو کہ عمر کی کمی بیشی پر موقوف ہوتی ہے -) خواہ یکمشت خواہ باقساط ماہانہ یا سہ ماہی یا ششماہی یا سالانہ دیتا ہے اور اس رقم کے معاوضہ مین بیما کرنے والی کمپنی بیما کرنے والے کے اوصیا یا ورثا کو اوسکے مرنے کے بعد یا خود بیما کرنے والے شخص کو ایک خاص عمر تک (جسکا تعین معاہدہ کے وقت ہوتا ہے) پہنچنے کے بعد ایک رقم مقررہ دینے کا وعدہ کرتی ہے - اس اخیر صورت مین اگر بیما کرنے والا اوس عمر مقررہ تک پہنچنے سے پہلے مرجاوے تو بھی یہ رقم مقررہ اوسکے اوصیا کو دی جاتی ہے -

اگرچہ بیما ایک معاہدہ باہمی ہے لیکن ازروے قانون اسکا اسٹامپ پر ہونا اور تحریری ہونا لازم کیا گیا ہے - اس تحریری دستاویز کا نام پالسی ہے -

بعض اوقات بیما ایک مدت معین کے واسطے کیا جاتا ہے اور رقم مقررہ اوسیوقت مین واجب الادا ہوتی ہے جب کہ بیما کرنے والا اوس خاص مدت کے اندر مرے زندگی کے بیمے کے تین معروف طریقے ہین -

(۱) باہمی بیما جسمین بعد اخراجات وضع ہونے کے کل منافع بیما کرنے والے اشخاص مین تقسیم ہوجاتا ہے -

(۲) ممزوج بیما - جسمین بیما کرنے والونکو فقط ایک حصّہ منافع کا ملتا ہے اور بقیہ حصّہ داران کمپنی کو پہنچتا ہے -

(۳) بلا منافع بیما - اس صورت مین بیما کرنے والونکو فقط رقم مقررہ ملتی ہی اور جو کچھ منافع ہوتا ہے وہ حصّہ داران کمپنی کو تقسیم ہوجاتا ہے - ان تینون مین سے ہر ایک طریقے کی حمایت مین بہت کچھ کہا گیا ہے -

دنیا مین کوئی چیز اسقدر غیر یقینی نہین جیسا کہ کسی خاص شخص کی مدت زندگی اور اوسکے ساتھ ہی یہ بھی سچ ہے کہ کوئی چیز اسقدر یقینی بھی نہین جیسے کہ ایک گروہ اشخاص کا اوسط مدت زندگی - اور جسوقت مین بیما کرانے والا ایک صحیح اور تندرست شخص ہے اور اوسکا طریقہ زندگی ایسا ہے کہ اوسمین جان کا کوئی غیر معمولی جوکھم نہین ہے تو بیما کرنے والی کمپنی کو محض اسی قدر دریافت کرنے کی ضرورت پڑتی ہے کہ درخواست کنندہ کی درست عمر کیا ہے -

زندگی کے بیمے کا سارا دارومدار دو چیزون پر ہے اول اوسط مدت زندگی انسانی جسکو اصطلاح مین امید حیات کہتے ہین اور دوسرے کل بیما کرنے والون کی پری میم کی مقدار بحساب سود در سود - اس کتاب مین بیمے کے مسئلے پر دو لحاظ سے بحث ہوگی اوّلاً طبّی لحاظ سے اور ثانیاً قانونی لحاظ سے -

لفظ امید حیات سے مراد وہ مدت ہے جبتک کوئی شخص کسی خاص قوم کا اور کسی خاص مقام کا باشندہ زندہ رہ سکتا ہے یعنی جس مدت تک اوسکے زندہ رہنے کا احتمال ہے - اس مدت کا تعین اوس خاص شخص کی عمر اور اوس مقام کے اوسط اموات کی تعداد کے لحاظ سے کیا جاتا ہے ڈ ویلچ نے جو قاعدہ نکالا ہے اوسکی رو سے ۲۵ سال سے ۷۵ کی عمر تک امید حیات $\frac{2}{3}$ (۸۰-ق) کے برابر ہے جسمین ق موجودہ عمر درخواست کنندہ کی ہے مثلاً تئیس سال کی عمر مین امید حیات

(۸۰ - ۳۰) ⅔ یعنی ۳۳ ۲/۳ ہوگی یعنی اس قاعدہ کی رو سے تیس سال کا شخص جو اچھی صحت کی حالت مین ہو ۳۳ ۲/۳ سال کی عمر تک زندہ رہے گا انہین قواعد کے موافق بہت سے تحتجات زندگی کے تیار ہوئے ہین جن پر بیما کرنے والی کمپنیون کا عمل ہے۔

تحتہ حیات اوس تحتہ کو کہتے ہین جسکے دیکھنے سے ہر ایک عمر کے آدمی کا اندازہ مدت حیات فوراً معلوم ہو سکتا ہے۔ اس قسم کے تحتہ کو ہالی نامی ایک شخص نے پہلے برسلا کے شہر مین وہان کے تحتجات اموات کی بنا پر تیار کیا اور یہ تحتہ سنہ ۱۶۹۳ع مین شائع ہوا۔

انگلستان مین سب سے پہلے ڈاکٹر فار نے تحتجات حیات تیار کئے یہ تحتجات دو چیزون پر مبنی تھے اولاً ہر ایک عمر کے زندہ اشخاص اور مردون کے مقابلہ پر اور ثانیاً محض ہر عمر کے اموات کی تعداد پر۔ انہین سے پہلا تحتہ زیادہ صحیح ہے اور دوسرا تحتہ اونہین مقامات مین صحیح ہو سکتا ہے جہان کی مردم شماری قایم ہے اور جہان زیادہ اشخاص باہر نہین جاتے یا باہر سے نہین آتے ہین۔ علاوہ اسکے انگلستان کی انسٹی ٹیوٹ آف ایکچوریز کا بنایا ہوا ایک تحتہ تندرست مردون اور عورتون کا ہے اور بہت سے اور بھی تحتجات ہین جنکا استعمال بیمے کے کاروبار مین ہوا کرتا ہے۔

امید حیات معلوم ہونے کے بعد پھر اسکی تحقیقات ہوتی ہے کہ بیما کرنے والا شخص صحیح اور تندرست ہے یا نہین اور اس غرض سے اوسکو ضرور ہے کہ وہ اون ڈاکٹرون کے نام جنھون نے مختلف اوقات مین اوسکا علاج کیا ہے بتا دے اور ایک بند سوالات کا جسکو کمپنی اوسکے پاس بھیجے گی جواب دیوے اور نیز کمپنی کے ڈاکٹر کے پاس امتحان کی غرض سے رجوع کرے۔

کسی درخواست کنندہ کا ڈاکٹری امتحان بجنسہ ویسا ہی ہے جیسا کہ کسی مریض کا۔ لیکن چونکہ بعض موروثی اور دیگر امراض اس قسم کے ہین جنکا اثر انسانکی مدت حیات پر شدت کے ساتھ پڑتا ہے اسواسطے

بیما کرنے والی کمپنیان درخواست گذار کا خاندانی اور ذاتی احوال بھی دریافت کرتی ہین اور اِن حالات کی بنا پر امتحان کرنے والا ڈاکٹر اس شخص کی مدت حیات کے باب مین نہایت احتیاط کے ساتھ راے قایم کرتا ہے - اس قسم کی راے کا دینا ایک نہایت مشکل اور ذمہ داری کا کام ہے اور اسکے بارہ مین ڈاکٹر سائمن ٹامسن اپنے لکچر مین یہ کہتے ہین "یہ ہرگز آسان امر نہین ہے کہ ایک مرتبہ کی ملاقات اور امتحان کی بنا پر راے دے دی جاوے کہ کوئی شخص خاص دس یا بیس یا پچاس سال تک زندہ رہیگا حالانکہ بیمہ کرنے والی کمپنیون کے ڈاکٹر کو ہر روز یہی کام در پیش رہتا ہے اور اوسکی راے اون کمپنیون کو شدید ذمہ داری مین جسکی تعداد ہزار، دو ہزار اور لاکھ پونڈ سے بھی متجاوز ہے ڈال دیتی ہے - راے قایم کرنے مین بڑی دشواری تو اس وجہ سے ہے کہ جب ڈاکٹر کسی مریض کا امتحان کرتا ہے تو مریض خود ڈاکٹر کی مدد کرتا ہے اور خفیف سے خفیف امر کو بھی نہین چھپاتا تاکہ تشخیص مین احتمال غلطی نہو - برخلاف اسکے بیما کرانے والا شخص اپنے کو حالت صحت مین دکھلانا چاہتا ہے اور اکثر بے ایمانی سے بھی ایسے امور کو جنکا بہت بڑا اثر طبیب کی راے پر ہو سکتا ہے عمداً چھپاتا ہے - اس وجہ سے ایسے امتحان مین اور تحقیقون کے خانہ پُری مین بے انتہا احتیاط لازمات سے ہے -

کسی درخواست کنندہ کو امتحان کرتے وقت طبیب پہلے اون بیانات کو پڑھتا ہے جو اوسنے اپنی سابق حالت اور اپنے خاندان کی نسبت کئے ہین اوسکے بعد وہ درخواست کنندہ کا طریقہ زندگی دریافت کرتا ہے اور پھر باقاعدہ طبی امتحان شروع کرتا ہے -

(۱) امراض اعصابی - اعصاب کی نسبت طبیب زیادہ تر فالج کو اور حواس خمسہ کے امراض کو پوچھتا ہے - وہ یہ بھی دریافت کرتا ہے کہ درخواست کنندہ کے خاندان مین مرگی جنون یا شراب خواری کا جنون وغیرہ امراض تو نہین ہوئے ہین -

(۲) امراضِ شُش - چونکہ شُش کی بیماریون سے بہت لوگ مرتے ہین لہذا شُش کا امتحان نہایت احتیاط سے کرنا پڑتا ہے - اور اِس امتحان مین اسباب کا دیکھنا ضرور ہے کہ درخواست کنندہ کو احتمال دق کی بیماری کا تو نہین ہے -

(۳) امراضِ معدہ - ضعفِ معدہ درخواست کنندہ کے خلاف مین سمجھا جاتا ہے اور اوس صورت مین پریمیم زیادہ دینا پڑتا ہے - اگر ضعفِ معدہ کے ساتھ ہی شراب کا استعمال بکثرت ہو تو اور بھی خرابی ہوتی ہے -

(۴) امراضِ گردہ و مثانہ - پیشاب کا امتحان کرنا ضرور ہے اور ان امور کی طرف زیادہ لحاظ ہوتا ہے - آنکھ کے پپوٹون مین یا پشت دست یا پشت پا پر ورم - خصیون کی جھلد یا (عورتون کی صورت مین) اندامِ نہانی مین ایڈیما - شب کو پیشاب کا ہونا - صبح کا غثیان جس وقت حمل نہو) مردون مین صبح کا غثیان علامت شراب خواری کی ہے - کمر مین درد - پیشاب کا تکلیف سے ہونا یا شکر یا پیپ یا خون کا پیشاب مین ہونا - یا پیشاب مین کثرت سے فاسفیت یا یورک ایسڈ یا یوریٹ یا آگزالیٹ یا پت کے رنگ یا کیانسر کے ذرون کا موجود ہونا -

(۵) درخواست کنندہ کے اشغال - اشغال کا دریافت کرنا بھی نہایت ضروری امر ہے اگرچہ درخواست کنندہ بالکل صحیح و تندرست کیون نہو کیونکہ اشغال کا بڑا اثر انسان کی مدتِ حیات پر پڑتا ہے - بعض بیما کرنے والی کمپنیان شراب بیچنے والون کا بیما نہین کرتین اور کل ایسے اشخاص کی زندگی کے بیمے مین جو کہ شراب بیچنے یا شراب کے بنانے مین مصروف ہین نہایت احتیاط چاہئے - شہر شفیلڈ مین جو لوگ چھری اور چاقو تیز کرتے ہین انکی زندگی کا مطلق بیما نہین ہوسکتا - انکی عمر مین ۳۵ سال سے بہت کم متجاوز رہوتی ہین -

اور بہت سے امور اشغالِ زندگی کے متعلق ہین جنکا اثر مدتِ حیات پر پڑتا ہے اور جنکی نسبت

طبیب کو اپنی عقل سے کام لینا چاہیئے علی الخصوص جسوقت درخواست کنندہ یا اوسکے خاندان مین کسی خاص مرض کی طرف پہلے سے رجحان طبیعت ہو۔ مثلاً اگر کوئی درخواست کنندہ نان بائی ہو اور اوسکے خاندان مین دق یا ورم شش کی بیماری ہو تو اوسکی زندگی بہت زیادہ خطرناک ہے بہ نسبت اس شخص کے جسکے خاندان مین بھی مرض ہو اور اوسکا پیشہ سیسے کا کام یا رنگ کرنا ہو۔ کیونکہ نان بائی کا پیشہ اس قسم کا ہے کہ اسمین دفعۃً سردی گرمی کی وجہ سے شش کی بیماری ہو جانے کا بہت زیادہ احتمال ہے اور اگر شش پہلے سے ماؤف ہون تو خطرہ اور بھی بڑھ جاتا ہے۔ برخلاف اسکے سیسے کے کام والے شخص مین شش کی بیماری کا کم احتمال ہے اور اوسمین زیادہ تر لحاظ گردون کی بیماری کا کیا جاویگا۔

(۶) خاندانی حالات۔ امراض کے متعلق خاندانی حالات کا معلوم کرنا بھی نہایت ضروری امر ہے کیونکہ انسے ہر شخص کا رجحان طبیعت امراض کی طرف معلوم ہو سکتا ہے لیکن طبیب کا فرض ہے کہ محض درخواست کنندہ کے بیان پر اپنی راے نہ قایم کرے بلکہ ہر ایک امر مشتبہ کی حتی الامکان تحقیقات کرے۔ مثلاً اکثر اوقات وضع حمل باعث ہلاکت بیان کیا جاتا ہے لیکن جسوقت تحقیقات کی جاوے تو معلوم ہوتا ہے کہ متوفیہ وضع حمل کے بہت دنون بعد مری یا یہ کہ اوسکو پہلے سے شش کی بیماری تھی اور اس حالت مین وضع حمل کے مشکلات کی تاب نہ لاسکی۔ اسیطرح سے ورم شش یا شش کا کوئی مرض باعث موت بیان کیا جاتا ہے اور تحقیقات سے معلوم ہوتا ہے کہ شش کی بیماری مزمن تھی۔ بعض اوقات درخواست کنندہ بے سمجھے بوجھے ایسے امراض بیان کرجاتا ہے جو اوسکے خاندان مین کبھی نہین ہوئے تھے۔ طبیب کو چاہیئے کہ اپنی رپورٹ مین محض بیماریون کے نام غیر معین طور پر نہ لکھدے بلکہ ہر ایک مرض کی پوری تصریح کرے۔ پیشاب کے متعلق اتنا اور بھی کہنا ہے کہ درخواست کنندہ کو چاہیئے کہ طبیب کے سامنے پیشاب

کرے تاکہ فریب کا احتمال نہ باقی رہے۔ ہر حال مین پیشاب مین ال بیومن کو دیکھنا چاہیے اور اگر درخواست کنندہ کی عمر تیس سے اوپر ہو اور پیشاب کا وزن زیادہ ہو تو شکر کے واسطے بھی امتحان کرنا چاہیئے۔

امید حیات کے لحاظ سے ال بیومینوریا کے مرض کی تین تقسیمین کی گئی ہین (۱) وہ صورتین جنمین بہت ہی خفیف ال بیومن پیشاب مین ہوتا ہے (۲) وہ جنمین ایک معتدبہ مقدار ال بیومن کی پیشاب مین موجود ہوتی ہے لیکن ہمیشہ نہین یعنی بعض وقت ہوتی ہے اور بعض وقت نہین۔ انمین پہلی صورت بیمہ کرنے کی مانع نہین ہے۔ دوسری صورت مین البتہ خطرہ زیادہ ہے اور ان لوگون کی زندگیون کا بیما ہوسکتا ہے جو ایک مدت تک زیر نگرانی رہے ہین۔ ڈاکٹر ٹامسن فریزر کی تو راے ہے کہ کل ایسی صورتین جنمین چوبیس گھنٹے رکھنے کے بعد پیشاب کے آٹھوین حصّہ سے زیادہ ال بیومن ہو انکار کے قابل ہین۔ تیسری صورت مین انکار نہین ہونا چاہیے لیکن البتہ بری میم مین اضافہ کی ضرورت ہے۔

ال بیومینوریا کی کل صورتون مین جب کبھی مقدار پیشاب ساٹھ اونس روزانہ سے زیادہ ہو تو بیمے سے انکار کرنا چاہیئے۔ اس بیماری مین پیشاب کے وزن کو دریافت کرنا بھی ضرور ہے اور وزن زیادہ ہو تو چندان خطرہ نہین اگرچہ اوس صورت مین گمان شکر کا ہے۔ پیشاب کے وزن کا کم ہونا گردون کی بیماری کا شبہہ پیدا کرتا ہے۔

کل مشکوک صورتون مین پیشاب کو خوردبین سے بھی امتحان کرنا چاہیئے اور اگر اسمین باریک باریک ریزے جھلّی کے ہون تو بیمے سے انکار ہونا چاہیئے۔ مردون مین رجولیت کا زایل ہوجانا علامت ذیابیطس کی ہے اور عورتون مین اکثر اوقات رحم مین سرطان کی بیماری ہوتی ہے۔

---

۵۷ ال بیومینوریا۔ وہ مرض جسمین البیومن پیشاب مین ہوتا ہے۔

مندرجہ ذیل امراض کا کچھ تھوڑا سا ذکر ضرور ہے۔

(۱) کیانسر یعنی سرطان - موروثی امراض مین سل کے بعد سرطان کا نمبر ہے اور جس خاندان مین دو آدمیون سے زیادہ اس بیماری سے مرے ہون وہ مشتبہ سمجھا جاتا ہے علی الخصوص جب اوسکے ساتھ سل کا لگاؤ بھی ہو۔

(۲) فربہی - زیادہ فربہی کی صورت مین بھی بری سیم کو بڑھانا پڑتا ہے - ڈاکٹر سائم ٹامسن لکھتے ہین - سولہ اشخاص کے بری سیم مین اضافہ بوجہ فربہی کے کیا گیا ورانکی عمرون مین جو اضافہ کیا گیا وہ انکا اوسط ساڑھے چھ سال تھا لیکن تجربہ سے یہ معلوم ہوا کہ اسقدر اضافہ کافی نہ تھا" سپوگنگ کی رائے ہے کہ فربہی کے واسطے ۲۰ فیصدی اضافہ ہونا چاہیئے - اس باب کے آخر مین ایک نقشہ ہے جس سے قد اور وزن مین جو مناسبت ہونی چاہیئے وہ معلوم ہوگی - ان اوزان مین $\frac{1}{5}$ حصہ تک کی کمی و بیشی چندان لحاظ کے قابل نہین ہے لیکن جب وزن $\frac{1}{5}$ حصہ سے زیادہ ہو جاوے اور فربہی کے سبب سے ہو تو بری سیم مین اضافہ ضرور ہے کیونکہ یہ زیادتی نقرس کے مرض کی خبر دیتی ہے۔

(۳) کان کا بہنا - کان کی بیماریون مین زیادہ تر خطرناک اندرونی ورم ہے اور ہرگز ایسے شخص کو جسکا کان متورم ہو قبول نہین کرنا چاہیئے اور کان کے بہنے سے ذرا بھی شبہ پیدا ہوتا ہو تو اوسکی تحقیقات پوری طرح پر کر لینی چاہیئے - پیپ کا کان سے بہنا علامت اسکی ہے کہ پردہ تک ضرور کی لگ گئی ہے اور اوسکی وجہ سے زخم ہو گیا ہے - اسکے ساتھ ہی ساتھ کم و بیش سماعت مین بھی فرق آجاتا ہے - یہ بات بلا استثنا کہی جا سکتی ہے کہ جب کبھی کان کی کوئی ہڈی اندر سے مندمل ہو جاوے تو ایسے شخص کی جان کو ہمیشہ خطرہ کی حالت مین سمجھنا چاہیئے۔

(۴) نقرس بہت قابل غور مرض ہے اور تین سال سے پانچ سال تک کا اضافہ جو نقرس کی وجہ سے

کیا جاتا ہے وہ کافی نہین ہے - ڈاکٹر سائمس ٹامسن لکھتے ہین کہ یہ اضافہ اوسی صورت مین درست تھا جب کوئی شخص بذات خود اس مرض مین گرفتار ہوجاتا تھا لیکن اس زمانہ مین نقرس اسقدر موروثی ہوگیا ہے کہ اسکے واسطے زیادہ اضافہ کرنا چاہیئے - بہت سے اشخاص اگرچہ وہ نقرس سے نہین مرتے لیکن ایسے امراض سے مرتے ہین جو نقرس پر منشعب ہوتے ہین -

(۵) قلب کی بیماری اس زمانہ مین مانع بیمہ نہین سمجھی جاتی اگرچہ چند سال قبل یہ مطلقاً مانع سمجھی جاتی تھی - ڈاکٹر سٹن لکھتے ہین کہ ممکن ہے کہ دل کی اصلی حالت مین بہت کچھ تغیر آجاوے اور اوسکے ساتھ ہی وہ ایسی آسانی سے کام کرے کہ مریض سالہا سال تک زندہ رہے اور زندگی سے حظ اوٹھاوے اور ایسی صورت مین یہ نہین کہا جاسکتا کہ اوس شخص کو قلب کی بیماری ہے جسم انسان مین کوئی عضو اپنے کو بیماری کا اسقدر تابع نہین بنالیتا ہے جیسا کہ قلب - اگر نبض صحیح اور قوی اور باترتیب ہے تو پری میم مین تھوڑا سا اضافہ کافی ہوگا -

(۶) وجع مفاصل - پچاس فیصدی صورتون مین وجع مفاصل موروثی ہوتا ہے عموماً یہ مرض اوائل اور اوسط عمر مین پندرہ اور پینتیس سال کے بیچ مین ہوا کرتا ہے اگر اس عمر تک نہین ہوا ہے تو اسکے بعد عموماً نہین ہوتا - وجع مفاصل مین زیادہ تر خوف قلب کے ماؤف ہوجانے کا ہے اور پچاس فیصدی صورتون مین قلب ماؤف ہوجاتا ہے علی الخصوص جوان اشخاص مین اگر درخواست کنندہ کو وجع مفاصل کی تپ ہوئی ہے تو پانچ سال سے سات سال تک کا اضافہ کرنا چاہیئے - ؀۱

(۷) اسٹرکچر کا مرض بھی پری میم کے اضافہ کا باعث ہوتا ہے اور اس صورت مین مریض

؀۱ اسٹرکچر وہ مرض ہے جسمین مجرائے بول زخم کی وجہ سے تنگ ہوجاتا ہے اور پیشاب بدشواری اور قطرہ قطرہ ہوتا ہے -

جسقدر کمسن ہے اوسیقدر بری میعم مین اضافہ ہونا چاہیئے کیونکہ اس بیماری مین ہمیشہ جان کا خطرہ ہے۔

(۸) جگر کا بڑھ جانا ہندوستان مین مختلف اسباب سے ہوا کرتا ہے جنمین ملیریا اور تازہ یا مزمن ورم جگر بہت بڑے دو سبب ہین۔ اگر ملیریا کے باعث سے جگر بڑہا ہے تو اوسکے ساتھہ ہی طحال بھی بڑہتا ہے اور باری کا بخار علی التواتر آتا ہے۔ اگر تازہ ورم کی وجہ سے ہے تو جگر کے مقام پر چھونے سے درد اور سخا ہوتا ہے اور ساتھہ ہی جگر اپنا فعل چھوڑ دیتا ہے۔ اگر ورم مزمن ہے تو درد نہین ہوتا لیکن جگر اپنا فعل نہین کرتا۔ جگر کا بڑا ہونا امید حیات کو کم کرتا ہے اور جان کو خطرہ مین ڈالتا ہے۔

(۹) طحال کے بڑہنے کا زیادہ تر سبب ملیریا کی وجہ سے متواتر جاڑے سے بخار کا آنا ہے۔ بعض اوقات ورم طحال اسقدر کم ہوتا ہے کہ بمشکل محسوس ہوتا ہے اور بعض اوقات طحال اتنا بڑہجاتا ہے کہ تمام جوف شکم کو بھر دیتا ہے بلکہ نیچے کو اوتر آتا ہے۔ طحال کا بڑہنا ہر حالت مین خطرہ جان کو زیادہ کرتا ہے لیکن اگر ورم کم ہے اور اوسمین صلابت نہین ہے تو وہ باسانی تبدیل آب وہوا یا سمندر کے سفر سے اچھا ہوسکتا ہے۔ احتیاط کا یہی مقتضی ہے کہ جن درخواست کنندہ کے طحال یا جگر بڑہے ہوے ہون وہ قبول نہ کیے جاوین علی الخصوص جب تبدیل مقام نکر سکتے ہون اور اونہین مقامات مین رہنے پر مجبور ہون جہان اونکو یہ بیماری پیدا ہوئی ہو۔

یہ وہ امور تحقیق طلب تھے جو طب سے متعلق ہین لیکن انکے علاوہ چند امور قانونی بھی ہین جنکا ذکر ضرور ہے۔ انمین سے سب سے بڑا امر اخفا ہے۔

اخفا دو قسم کا ہوتا ہے اول اخفا منجانب طبیب دوم اخفا منجانب درخواست کنندہ کل بیما

کرنے والی کمپنیاں ہر ایک بڑے مقام پر اپنے خاص طبیب مقرر کرتے ہین جنکے پاس ہر ایک
درخواست کنندہ کو امتحان کے واسطے جانا پڑتا ہے۔ لیکن اگر حسب اتفاق کوئی شخص ایسے
مقام پر رہتا ہو جہان کمپنی کا ڈاکٹر نہو تو اوسوقت کمپنی اوس ڈاکٹر کو جسکے پاس درخواست کنندہ
رجوع کرے اپنی طرف سے فیس دیتی ہے جسکا قانونی اثر یہ ہوتا ہے کہ وہ ڈاکٹر امتحان کرنے
کے وقت گویا کمپنی کا ایجنٹ ہوجاتا ہے اور اوسکا فرض ہوتا ہے کہ درخواست کنندہ کے کل حالات
کو سچائی اور صحت کے ساتھ قلمبند کرے اگرچہ یہ حالات اوسکو اسوجہ سے کیون نہ معلوم ہوئے ہون
کہ وہ خود درخواست کنندہ کا طبیب یا معالج رہا ہے اور اس صورت مین اگر ایسے طبیب کی
طرف سے کسی امر ضروری کا اخفا ہوا ہو تو بار ثبوت اس امر کا کہ طبیب نے ملکر بے ایمانی نہین کی
درخواست کنندہ کے ورثا یا اوصیا کے ذمہ ہوگا کیونکہ احتمال یہی ہے کہ طبیب نے درخواست کنندہ
کی طرفداری کی ہو۔

لیکن اگر طبیب کمپنی کی طرف سے مقرر ہے اور اوسنے کسی ضروری امر کا اخفا کیا ہے تو اوسوقت
مین ذمہ داری درخواست کنندہ پر نہین عاید ہوسکتی۔ کیونکہ یہ تو فرض نہین کیا جاسکتا کہ درخواست کنندہ
علم طب سے واقف ہے اور بخوبی ممکن ہے کہ اوسکے جسم مین کسی ایسے مرض کا تخم ہو جو آیندہ کو
نمودار ہوجاوے لیکن اوسکی مطلق خبر اوسکو نہو یا جسکی نسبت اگر طبیب زیادہ توجہ سے سوالات
کرتا تو بخوبی واقفیت حاصل کرسکتا تھا۔ مقدمہ فوکس بنام کمپنی بیما لندن و مانچسٹر مین کمپنی نے
اس بنا پر بیمے کا روپیہ دینے سے انکار کیا تھا کہ فوکس کو ایک قسم کا بند وجع مفاصل تھا جسکا اوسنے
اخفا کیا اور وہ بالآخر اوسی بیماری سے مرا۔ لیکن تحقیقات سے معلوم ہوا کہ بیما کرانے سے دو سال
پہلے فوکس کو بند وجع مفاصل ہوا تھا لیکن اسقدر خفیف تھا کہ طبیب نے اوس سے یہ تک نہین کہا
کہ یہ مرض وجع مفاصل ہے۔ اور جب فوکس سے امتحان کے وقت پوچھا گیا کہ تمکو وجع مفاصل

تو نہین ہوا ہے تو اوسنے جواب انکاری دیا۔ کمپنی کا دعوی تہا کہ یہ انکا اخفاے صریح ایک بہت ضروری امر کا تہا۔ لیکن لارڈ چیف جسٹس نے جوری کو مقدمہ سمجہاتے وقت یہ کہا کہ سوال یہ نہین ہے کہ آیا متوفی کو خفیف سے علامات وجع مفاصل کے تہے جنکو ایک حاذق طبیب بند وجع مفاصل کی طرف منسوب کر سکتا بلکہ یہ سوال تہا کہ آیا متوفی صریح اور صاف طور سے اس مرض مین مبتلا تہا۔ جوری کی راے ہوئی کہ فوکس کا جواب غلط نہ تہا اور وہ جواب دینے کے وقت مرض وجع مفاصل مین گرفتار نہین تہا۔

درخواست کنندہ کی جانب سے اخفا کے بارہ مین اسیقدر یاد رکہنا چاہیئے کہ بیمے کی پالسی ایک تحریری معاہدہ ہے فیمابین درخواست کنندہ و کمپنی بیما کنندہ کے۔ اور قانون اسکو جایز نہین رکہتا کہ کسی معاملہ کا کوئی ایک فریق فریق ثانی کے مقابل مین بیجا فائدہ اوٹہا وے۔ پس درخواست کنندہ کا فرض ہے کہ وہ درخواست کرتے وقت کل اون امور کو جو اوسکی راے مین اوسکی مدت حیات پر اثر رکہتی ہون بالکل صحت اور سچائی کے ساتھ بیان کر دے۔ ڈاکٹر ٹیلر لکہتے ہین "وہ بیماری جو درخواست کنندہ کو ہوئی ہے ممکن ہے کہ بہت خفیف ہو اور اوسکا اثر اوسکی مدت حیات پر زیادہ نہ پڑتا ہو لیکن تاہم مناسب یہی ہے کہ وہ اوسکو بیان کر دے کیونکہ اوسکے بیان کرنے مین ذمہ داری بالکل بیما کرنے والی کمپنی کیطرف منتقل ہو جاتی ہے"

ایسے مقدمات مین جہان رقم بیما کے دینے مین کوئی نزاع پیدا ہو درخواست کنندہ کی نیت کو دیکہنا چاہیئے۔ نہ فقط سچ کی تلاش چاہیئے بلکہ پورے سچ کی۔ اور اگر کوئی امر درخواست کنندہ سے فروگذاشت بہی ہو گیا ہو لیکن اوسکی محض لاعلمی سے ہوا ہو تو اوسکا اثر اوسے رقم پر نہین پڑنا چاہیئے فیصلہ لارڈ کیمبل نے سنہ ۱۸۵۶ع مین کیا ہے۔

اکثر ایسا بہی ہوتا ہے کہ درخواست کنندہ اپنے قدیم طبیب کی جگہہ پر کسی ایسے نئے طبیب کا نام

بتا دیتے ہین جنسے اونہون نے حال مین علاج کرایا ہے اس غرض سے کہ طبیب جدید جو اونکی اصلی کیفیت مزاج سے ناواقف ہے اونکی صحت کے متعلق عمدہ رپورٹ کرے گا اور پرانی بیماریون کا افشا نہوگا۔ لیکن یہ نہایت غلط اور خطرناک طریقہ کارروائی ہے۔ اور اس سے خواہ مخواہ احتمال قوی بے ایمانی کا پیدا ہوتا ہے اور اسکا نتیجہ یہ ہے کہ درخواست کنندہ کی کل رقم پریمیم سوخت ہوجاوے اور اوسکے ورثا اور اوصیا رقم پالسی سے مطلقاً محروم کردئے جاوین۔ ایسی صورت مین اگر درخواست کنندہ کے مرنے کے بعد ثابت ہو کہ اوسکو بیما کرنے سے پہلے کوئی بیماری ہوئی تھی جسکا اخفا کیا گیا تو یقیناً کمپنی کو ڈگری ملیگی۔ بیما کرنے سے پہلے جو کوئی علالت ہوئی ہے کیسی ہی خفیف کیون نہو اوسکا افشا ضرور ہے اور یہ کمپنی کا حق ہے کہ اسکے بعد وہ بیما کرے یا نہ کرے۔ یہ بجنسہ ویسا ہی ہے جیسا کہ کوئی مالک جہاز اپنے جہاز کو نہایت عمدہ حالت مین دکہاوے اور اس بناپر کسی کمپنی کو اوسکے بیما کرنے پر راضی کرے اور اوسکے بعد جہاز غرق ہوجاوے اور یہ بات ثابت ہوجاوے کہ جہاز بیما کرنے کے وقت عمدہ حالت مین نہ تھا تو اوس مالک جہاز کو ہرگز رقم پالسی نہین ملیگی۔

کثرت شراب خواری۔ مسکرات کے استعمال مین اعتدال کا مسئلہ بہت نازک ہے کیونکہ اس امر کا قرار دینا کہ اعتدال کیا چیز ہے نہایت دشوار ہے بعض کا یہ قول ہے کہ کوئی شخص نشے مین نہین ہے جبتک وہ بلا دیوار پکڑے ہوے چل پہر سکے اور بعض کہتے ہین کہ روزانہ دو اونس سے زیادہ الکحل کا استعمال اعتدال کے خلاف اور مضر ہے۔ اس حساب سے ایک پائنٹ بیر سے جسمین دو اونس الکحل ہوتا ہے زیادہ استعمال کرنا نادرست ہے حالانکہ بہت کم لوگ ایسے ہین جو اتنی قلیل مقدار پر اکتفا کرتے ہون۔ ایک تیسرے گروہ کی رائے ہے کہ کسیقدر الکحل کا استعمال بھی حد بے اعتدالی کو پہنچ جاتا ہے اور اس چیز سے مطلقاً پرہیز

کرنا چاہیئے اس بحث کے متعلق ڈاکٹر ٹیلر نے ایک بہت ہی دلچسپ مقدمہ نقل کیا ہے ۔
(سوتھہ کومب بنام میری من) اس مقدمہ مین کمپنی نے پالسی کا روپیہ دینے سے اس بناپر انکار کیا کہ متوفی نے اپنی شراب خواری مین بے اعتدالی کی عادت کا اخفا کیا تہا ۔ بارہ آدمیون نے متوفی کے معتدل الشرب ہونے کی گواہی دی اور کمپنی کی طرف سے اکیس گواہ پیش ہوے جنہون نے حلفاً بیان کیا کہ متوفی کثرت سے پینے کا عادی تہا ۔ انمین سے ایک گواہ نے نشے مین ہونے کی یہ تعریف بیان کی ۔ "انسان نشے مین اسوقت ہوتا ہے جب وہ مسلوب العقل ہوجاوے اور بات کا درست جواب نہ دے سکے ۔ اور کسی معاملہ کرنے کی صلاحیت نہ رکھے ۔ پاؤن اوسکے بیکار ہو جاوین اور اوسکو با بدست دگران دست بدست دگران کرکے لیجانے کی ضرورت پڑے" ۔ اس مقدمہ مین ثابت ہوا کہ متوفی بہت زیادہ مقدار مین پیتا تہا اور وقتاً فوقتاً اوسکو دو دو تین تین دن تک پینے کا دورہ ہوا کرتا تہا ۔ لیکن اسکے ساتھ ہی یہ بھی ثابت ہوا کہ وہ کتنی ہی شراب پیئے جلد مدہوش نہین ہوتا تہا ۔ اور طبیب نے بیان کیا کہ اتفاقی شرابخواری کے دورون کا کچھ اثر صحت پر نہین پڑتا ۔ یہ شخص ورم شش کے مرض مین مرا اور اطبا کی راے تہی کہ اس مرض کو کوئی تعلق شدت شرابخواری سے نہین ہے ۔ اگرچہ اس شخص نے اپنی اس عادت کا اخفا کیا تہا تاہم جوری نے پوری رقم پالسی دینے کی راے دی ۔ لیکن اسکے بعد مقدمہ مین ازسرنو تحقیقات کی اجازت ملی ۔ اس بات کا قرار دینا نہایت مشکل ہے کہ حد اعتدال سے گذرجانا کیا چیز ہے ۔ تاہم اسمین شک نہین کہ متوفی کو ضرور تہا کہ اپنی اس عادت کا درخواست مین اظہار کر دیتا ۔ جو امر دیکھا جاتا ہے وہ یہ نہین ہے کہ درخواست کنندہ دو اونس الکحل روزانہ استعمال کرتا ہے یا چوبیس اونس بلکہ سوال یہ ہے کہ اوسکا شراب پینا اوسکی صحت پر تو کچھ اثر نہین ڈالتا ہے ۔ ایسے اشخاص کی مثالین موجود ہین جو اپنی آدہی مدت عمر تک روز نشے کی

حالت مین بستر پر گئے ہین لیکن اوسکے ساتھ ہی اونہون نے اوسط عمر انسانی سے زیادہ حیات پائی ہے - ہر حالت مین واقعات کا کمپنی پر ظاہر کر دینا فرض ہے اور کمپنی کو اختیار ہے کہ وہ ذمہ داری اپنے اوپر لے یا نہ لے - اس مقام پر بھی شغل کا مسئلہ پیش آتا ہے کیونکہ جس شخص کا شغل زندگانی اوسکو محنت جسمانی پر مجبور کرتا ہے وہ شراب سے بہت کم نقصان اوٹھاتا ہے بہ نسبت اوسکے جسکا شغل زندگانی ایک جگہہ بیٹھہ کر کام کرنے کا ہے - "مضر صحت" کا لفظ ہمیشہ صحیح نہین ہو سکتا کیونکہ جو چیز ایک شخص کے واسطے ضرر سے خالی ہے وہ دوسرے کو ہلاک کر ڈالنے کے لیئے کافی ہو سکتی ہے -

کل اون مقدمات مین جہان رقم کے دینے مین حیث بحیث ہو بار ثبوت کمپنی کے اوپر ہوتا ہے جو رقم دینے سے انکار کرتی ہے - کمپنی کو ضرور ہے کہ اپنا دعوی ثابت کرے اور ثبوت بھی قطعی ہونا چاہیئے - محض اسیقدر ثابت کرنا کافی نہین ہے کہ درخواست کنندہ شاید اوس بیماری یا عادت مین مبتلا تھا اور اگر اوسکا اوس بیماری یا عادت مین مبتلا ہونا بطور تحقیق ثابت ہو بھی جاوے - تاہم اس امر کا کافی ثبوت دینا پڑے گا کہ درخواست کنندہ کی طرف سے اخفاے بالارادہ کیا گیا تھا -

جسطرح سے کثرت شراب خواری جان کو خطرہ مین ڈالتی ہے اوسیطرح مطلقاً ترک مسکرات بھی مضر ہو سکتا ہے - یہ اون اشخاص کی صورت مین ہے جو مدت تک شراب پینے کے عادی رہے ہین اور جنہون نے دفعتہً ترک کر دیا ہے - ڈاکٹر ٹیلر خود اپنا ذاتی تجربہ ایک صاحب کی نسبت بیان کرتے ہین "یہ صاحب پوری غذا کہانے کے عادی تھے اور الکحل بھی اعتدال کے ساتھ استعمال کیا کرتے تھے - دفعتہً اونہون نے نباتی غذا اختیار کی اور ترک مسکرات کیا - تقریباً ایک سال کے بعد اونکے پیر کے گٹے مین موچ آ گئی - اگرچہ علاج عمدہ ہوا لیکن اوس موچ نے بری صورت پیدا کی

اور جوڑ مین پیپ آگئی جسکی وجہ سے پیر کاٹنے کی ضرورت پڑی اور عمدہ غذا کی طرف عود کرنے کے ساتھ بھی قویٰ نے بالکل جواب دیدیا۔ اس قسم کے کل تغیرات غذا کو بلا کم و کاست بیان کر دینا چاہیئے۔

انگلستان مین بہت سی کمپنیان ایسی ہین جو حوادث اتفاقی سے بچنے کا بیما کرتی ہین لیکن اس ملک مین ابھی اس قسم کا بیمہ جاری نہین ہے۔ اس بیمے مین دو سوال پیدا ہوتے ہین اول یہ کہ اتفاقی حادثہ کیا چیز ہے۔ اور دوم یہ کہ اگر بیما کرنے والا حادثہ کے اسباب ثانیہ کی وجہ سے مرے تو کمپنی کی جوابدہی کہان تک ہوگی۔ لو سے مرنا حادثہ اتفاقیہ نہین سمجھا گیا ہے برخلاف اسکے برق سے مرنا اتفاقی سمجھا گیا ہے۔ اسی طرح ایک مقدمہ مین جہان متوفی سیڑھی پر سے گرا تھا اور اس واقعہ کے چھ مہینے بعد زر منجملہ رقم پالیسی بابت پوٹ کے کل تین ہزار کی ڈگری ہوئی۔

بیمے کی کل پالسیون مین یہ شرط ہوتی ہے کہ خودکشی پالسی کو منسوخ کر دے گی۔ [illegible] صورتون مین محض کارونرکے جوری کا فیصلہ کہ موت اسباب طبعی سے وقوع مین آئی کمپنی [illegible] کے ثبوت پیدا کرنے سے باز نہین رکھتا۔ لیکن دعویٰ مین کامیابی کے لئے ضرور ہے [illegible] طور سے ثابت ہو جاوے محض شبہ کافی نہین ہے۔ اس بحث مین سب سے [illegible] مقدمہ [illegible] کمپنی کا ہے (دیکھو ٹیلر کی کتاب جلد دوم صفحہ ۶۳۵)

جب کوئی شخص کسی دوسرے کے فائدہ کے واسطے بیما کرائے تو اوسکے واسطے یہ اصول [illegible] گیا ہے کہ ان دونون مین باہمی کوئی تعلق ہونا چاہیئے جو بیما کیے جانے کی صلاحیت رکھتا [illegible] اگر کوئی شوہر اپنے بعد اپنی بی بی کے واسطے بندوبست معاش کرنا چاہے تو وہ اس [illegible] زندگی کا بیما نہین کرائے گا بلکہ اپنی زندگی کا۔ اور اگر وہ اپنے بچون کے واسطے بندوبست

کرنا چاہے تو اپنی یا اپنی بی بی کی زندگی کا بیما کرا سکتا ہے بلکہ دونون کا - یہ اصول اس غرض سے قرار دیا گیا ہے کہ بیما کرانا جرائم کا ذریعہ نہ بن جائے - جیسا کہ وین رائٹ کے مقدمہ مین ہوا - اس شخص نے اپنی سالی کی زندگی کا بیما کرایا اور چونکہ وہی اوسکا وارث تھا اوسکو زہر دیدیا - بعض اوقات حادثہ اتفاقی اور خودکشی مین فرق کرنا مشکل ہوتا ہے لیکن جب تک کمپنی خودکشی قطعی طور پر نہ ثابت کرے وہ رقم کی ذمہ دار ہوگی - اس قسم کا ایک مقدمہ فرانس مین ہوا - ایک شخص جسنے چند روز قبل دو کمپنیون مین ایک لاکھ پچاس ہزار فرانک کا بیما کرایا تھا ایک دن ریل کی گاڑی مین مرا ہوا ملا اور ایک چھٹی ہوئی بندوق اوسکے پیرون مین دبی ہوئی تھی اور آدھی کھوپڑی اڑ گئی تھی - طبیب کی راے خودکشی کی ہوئی لیکن چونکہ خودکشی کا ثبوت قطعی نہ تھا اور یہی واقعہ اتفاقی طور سے بھی ہو سکتا تھا اسواسطے کمپنیان رقم دینے پر مجبور کی گئین -

کل تواریخ جرائم مین شاید بہت کم مقدمات ایسے سخت اور بے رحمی کے ہونگے جیسے کہ وہ مقدمات ہین جنمین پالسی کے لالچ مین جانین لی گئی ہین - اس قسم کے مقدمات مین مشہور و معروف وین رائیٹ اور ولیم پالمر اور ڈاکٹر ڈے لے پومیر سے کے مقدمات ہین لیکن انکا ذکر اس مقام پر غیر ضروری سمجھا جاتا ہے کیونکہ زیادہ تر تعلق انکا بیمے سے نہین بلکہ زہر خورانی کے جرم سے ہے ہندوستان مین تو ابھی اس قسم کے جرائم کے ہونے کو بہت برا نہ ماننا چاہیے - لیکن اسمین شک نہین کہ جسوقت بیمے کا طریقہ اس ملک مین اچھی طرح سے پھیلے گا تو ہم ور زمان خواہ مخواہ ایسی صورتین پیش آوینگی جنمین لوگ رقم پالسی کے لالچ مین جانین لیوینگے اور سردست جسقدر آسانی اس ملک مین زہر دینے کی ہے اوس لحاظ سے ایسے مقدمات کا سراغ لگنا بہت ہی دشوار ہوگا -

قداور وزن مین طبیعی طور سے جو مناسبت ہونی چاہیے اسکا تختہ

بلندی قد		اوسط وزن طبعی		وزن بعد اضافہ سات فیصدی	
پانچ فیٹ	۱ انچھ	ایک من	۲۰ سیر	ایک من	۲۴ سیر
پانچ فیٹ	۲ انچھ	ایک من	۲۳ سیر	ایک من	۲۷½ سیر
پانچ فیٹ	۳ انچھ	ایک من	۲۶½ سیر	ایک من	۳۱ سیر
پانچ فیٹ	۴ انچھ	ایک من	۲۹½ سیر	ایک من	۳۴½ سیر
پانچ فیٹ	۵ انچھ	ایک من	۳۱ سیر	ایک من	۳۶ سیر
پانچ فیٹ	۶ انچھ	ایک من	۳۲½ سیر	ایک من	۳۷½ سیر
پانچ فیٹ	۷ انچھ	ایک من	۳۴ سیر	دو من	
پانچ فیٹ	۸ انچھ	ایک من	۳۷½ سیر	دو من	۳ سیر
پانچ فیٹ	۹ انچھ	دو من	ایک سیر	دو من	۶½ سیر
پانچ فیٹ	۱۰ انچھ	دو من	۴½ سیر	دو من	۱۰½ سیر
پانچ فیٹ	۱۱ انچھ	دو من	۷ سیر	دو من	۱۳ سیر
چھ فیٹ	۵ انچھ	دو من	۹ سیر	دو من	۱۵ سیر

باب دوم حصّہ پنجم

جنون

اگرچہ جنون[1] کی بحث نہایت طول طویل ہے لیکن اس کتاب مین اسکا ذکر محض بطور اختصار اور دو لحاظون سے ہوگا -

اولاً - آیا مریض فی الواقع مجنون ہے -

ثانیاً - اگر مجنون ہے تو اوسکی ذمہ داری پر اس جنون کا کہانتک اثر پڑتا ہے اس بحث مین اولاً جنون اور فتور عقل اور خلل دماغ کی تعریف کیجاویگی اور ثانیاً ان چیزون سے بحث ہوگی -

(۱) علامات و تشخیص مرض جنون -

(۲) اسباب جنون -

(۳) اقسام مرض جنون -

(۴) پیشین گوئی در بارہ نتیجہ علاج جنون -

لیکن اس سب سے پہلے ضرور ہے کہ بعض اصطلاحات کی جنکا استعمال اس بحث مین ہوا کرتا ہے تشریح کیجاویگی - اور وہ اصطلاحات چار ہین - ڈی لیوزن یعنی توہمات ہلیوسی نیشن یعنی تخیلات - الی لیوزن یعنی تصورات اور لیوسڈ انٹرول یعنی صحت کا وقفہ -

توہمات اوس قسم کے خلاف قیاس اعتقادات ہین جو صرف مجنون کے واہمہ مین ہین اور جنکا

---

[1] جنون ترجمہ انسانٹی کے لفظ کا ہے اور فتور عقل ان سنی کا اور خلل دماغ انسونڈ مائنڈ کا -

وجود فی الخارج نہین ہے - اِن توہمات کا بے اصل ہونا مجنون کی سمجھ مین نہین آتا ہے اور نہ انکے متعلق اوس سے مباحثہ کیا جا سکتا ہے -

تخیلات ایسی اشیا ے خارجی کی نسبت خیالات کا جم جانا ہے جنکا فی الواقع وجود فی الخارج نہین ہے - تخیلات اکثر جنون کی مزمن اور محقق صورتون مین واقع ہوتے ہین ان ہی تخیلات مین سے ہے اپنے کو کسی جانور کی صورت سمجھنا یا خیالی بو یا خیالی آواز یا اشکال کا احساس جو وقت ان چیزونکا وجود فی الخارج نہین ہے -

تصورات - فی الواقع اور موجود فی الخارج اشیا کی نسبت غلط خیال کرنا ہے - مثلاً یہ تصور کہ جو کچھ غذا سامنے آتی ہے وہ مسموم ہے یا کوئی خاص آواز جو فی الواقع کانون مین آتی ہے کچھ اور ہی ہے یا کوئی خاص شخص جو آنکھون کے سامنے ہے کوئی اور ہی شخص ہے - تخیلات اور تصورات مین فرق اس مثال سے واضح ہوگا - مثلاً اگر کسی آواز کی نسبت تخیل ہو تو وہ آواز بالکل خیالی ہوگی اور اوسکا وجود فی الخارج نہین ہوگا - برخلاف اسکے اگر ایسی آواز کی نسبت تصور ہو تو اوسکے معنی یہ ہون گے کہ آواز موجود ہے لیکن اوسکی نسبت غلط تصور بندہ گیا ہے - یہ دونون جنون اور علی الخصوص مزمن جنون کی بہت بڑے علامات مین سے ہین اگرچہ مرض کے اوائل مین بھی یہ کبھی کبھی پائے جاتے ہین -

وقفہ صحت سے مراد تھوڑے زمانہ کے لیے بالکل جنون کا موقوف ہوجانا ہے اس زمانہ کے اندر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مجنون بالکل اپنی اصلی حالت پر ہے - اس وقفہ کی مدت مختلف صورتون مین مختلف ہے لیکن اسکے بعد ہمیشہ علامات جنون عود کرتے ہین اور تھوڑے دنون کے بعد پھر وقفہ ہوتا ہے -

لفظ جنون کی ایسی تعریف جو اوسکی تمام صورتون پر جامع ہو کسیقدر مشکل ہے کیونکہ مشہور ہے

کہ الجنون فنون۔ اور اکثر تعریفات جنون کی یا تو شدت سے جامع ہین یا شدت سے مانع۔ ہم جنون کی یہ تعریف قرار دیتے ہین "جنون وہ حالت ہے جسمین انسان کے قواے دماغی یا اخلاقی یا حیوانی مین (انمین سے ایک مین یا کل مین) خواہ پیدائشی طور پر یا عمر طبعی کے اندر فرق واقع ہوجاوے"۔ یہ ایک مرض دماغی ہے جسکی وجہ سے عقل کی مجموعی حالت مین خلل واقع ہوتا ہے اس قسم کا خلل جو کسی سم یا بخار کے سبب سے نہو اور اوس شخص کی خصوصیات ذاتی کا اثر اس خلل دماغی پر پڑتا ہے۔ غرض یہ ایک مرض ہے جو صحت دماغی کے مقابل مین ہے اور صحت دماغی وہ حالت ہے جو انسان مین اپنے فرایض کے ادا کرنے کی کیا وہ مذہب سے متعلق ہون کیا ذات سے کیا اپنے بنی نوع سے صلاحیت پیدا کرتی ہے۔ اور جنون کی وہ حالت ہے جو اسکے برعکس ہے۔ لیکن چونکہ جنون کی حالت مین فی الواقع دماغ مین تغیر پیدا ہوجاتا ہے اسواسطے جنون ایک مرض جسمانی ہے۔

قانوناً لفظ فاتر العقل کا اطلاق کل ایسے اشخاص پر ہوتا ہے جنکو خلل دماغ یا کسی قسم کی بلاہتہ ہو۔ اور جنون کی قانونی اور طبی تعریف مین فرق اسیقدر ہے کہ از روے طب کے محض دماغ یا عقل کا مختل ہونا کافی ہے برخلاف اوسکے قانوناً یہ بھی ضرور ہے کہ اس اختلال کے سبب سے مریض کو اپنے افعال پر حکومت نہ باقی رہے اور وہ اپنے افعال کا ذمہ دار نرہے۔ اگر جنون کا دار مدار اس قانونی تعریف پر ہو تو دنیا مین بہت کم مجنون رہ جاوینگے۔ جنون کل اقسام خلل دماغی پر حاوی ہے برخلاف اسکے قانونی فتور العقل سے مراد اوسی قسم کا خلل ہے جو ایک مفروضہ حالت صحت دماغی کے برخلاف ہے اور جسمین مریض کی ذات یا مال یا حقوق آزادی کی بابت مزاحمت کی ضرورت پڑتی ہے یا جس حالت مین اوسکے توہمات یا تخیلات یا تصورات خود اوسکو یا دوسرونکو خطرہ مین ڈال دیتے ہین۔ پس جنون ایک عام لفظ ہے

جو شامل ہے کل اون تغیرات عقل پر جو کسی شخص کی جبلت اور مزاج اصلی کے برخلاف ہون اور اوسکے اون تعلقات مین جو وہ اپنے عزیز واقربا یا بنی نوع سے کے ساتھ رکھتا ہے خلل انداز ہون

تشخیص مرض جنون

صاف اور صریح صورتون مین تو تشخیص آسان ہے۔ لیکن بعض صورتین ایسی ہین جنمین طبیب کو مرض تشخیص کرنے مین نہایت درجہ کی ہوشیاری سے کام لینا پڑتا ہے۔ عموماً تو جنون شروع ہونے سے پہلے اوسکی آمد صاف معلوم ہوتی ہے اور ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ کوئی اچھا خاصہ آدمی دفعةً دیوانہ ہوجاوے۔ جنون کی ابتدا کو اکثر اوقات طبیب خود مریض یا اوسکے عزیز واقربا سے پہلے تشخیص کرسکتا ہے کیونکہ یہ مرض بالکل دبے پاؤن اور چوری سے آیا کرتا ہے۔

حرارت مزاج - زود رنجی - زود برافروختگی اور زیادہ گوئی - جنون کی ابتدائی علامات مین سے ہین - بعض اوقات خیالات کو کسی چیز پر جمانا یا کسی ایک امر پر غور کرنا نہایت دشوار ہوجاتا ہے مریض کے افعال بالکل خلاف طبیعت ہوجاتے ہین اور مریض اپنے فرائض منصبی کو بلاوجہ ترک کردیتا ہے - اور اگر کام کرتا بھی ہے تو اوسکے خیالات بٹے رہتے ہین - لباس مین صاف اور صریح بے پروائی اور مزاج مین کثافت آجاتی ہے - ممکن ہے کہ نیند کم ہوجاوے یا مریض رات کو اوٹھ کر پھرا کرے اور آرام نہ کرسکے - بعض وقت غیر معمولی یاس اور ناامیدی اور بعض وقت غیر معمولی خوشی اور فرحت ہوا کرتی ہے - اکثر اوقات مریض تنہائی کو پسند کرتا ہے اور یہ علامت اوائل جنون مین بہت عام ہوتی ہے - مریض اپنے دوست احباب سے علیحدگی اختیار کرتا ہے اور اون سے بدگمان ہوجاتا ہے اور یہ سمجھتا ہے کہ وہ اوسکو نظر بند کررہے ہین - اگرچہ اسوقت

مین توہمات تخیلات اور تصورات موجود نہون لیکن اسکے بعد ہی انکا ظہور ہونے لگتا ہے - حافظہ ضعیف ہو جاتا ہے اور گفتگو مین تکرار آجاتی ہے اکثر اوقات کفر کے خیالات اور پریشان خواب مریض کو ستاتے ہین طبیعت مین بے انتہا پریشانی اور کاہلی آجاتی ہے بلکہ موت کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے مریض یہ جانتا ہے کہ طبیعت درست نہین ہے لیکن طبیب سے رجوع کرنے کی خواہش نہین ہوتی ان ابتدائی علامات کے زمانہ قیام اور شدت مین اختلاف ہوا کرتا ہے اور بعض اوقات یہ بالکل چھپے ہوئی ہوتے ہین اور جنون دفعۃً شروع ہو جاتا ہے ایسی صورتون مین اگرچہ دماغی کوئی علامت نہین ظاہر ہوتی لیکن صحت مین پہلے سے فرق آجاتا ہے اور عموماً بیداری کا مرض بھی ہوتا ہے لیکن بعض اوقات یہ علامات بھی مفقود ہوتی ہین - جو شخص دیوانگی کے قریب ہے اوسکی نیند ہمیشہ بے آرام ہوتی ہے خواب پریشان اوسکو ستایا کرتے ہین اور وہ چیخ مار کر نیند سے چونک پڑتا ہے - اکثر اوقات قبض کی شکایت ہوتی ہے اور کبھی دردِ سر غثیان اور قے بھی - قریب کے عزیزون سے اکثر اوقات نفرت پیدا ہو جاتی ہے اور یہ نفرت اوسی قدر زیادہ ہوتی ہے جسقدر پہلے اون سے محبت تھی - مثلاً متاہل اور صاحب اولاد شخص کو اپنی بی بی بچّون سے سخت نفرت ہو جاتی ہے - بعض اوقات طبیعت کو میلان خودکشی یا قتل کیطرف ہوتا ہے غرض اوس شخص کی عادات اور مزاج مین یا تو بتدریج یا دفعۃً ایک تغیر پیدا ہو جاتا ہے جو اوسکی اصلی طبیعت کے بالکل برخلاف ہے -

ایسی صورتین بھی موجود ہین کہ مجلس وعظ مین بیٹھے بیٹھے اشخاص کو دفعۃً جنون ہو گیا ہے لیکن ان صورتون مین مرض کی ابتدا ہمیشہ ہو چکی تھی - مثلاً کسی گناہ عظیم یا بدفعلیون کے تصور نے طبیعت کو بالکل مائل کر دیا تھا جسکی وجہ سے کل مادہ جنون دفعۃً ہیجان مین آگیا بعض اشخاص بیداری کی حالت مین بھی خواب دیکھا کرتے ہین اور اشیاے خارجی کا اون کو

مطلق احساس نہین ہوتا -

انہین علامات ابتدائی کے ساتھ حددرجہ کی کاہلی بھی ہوتی ہے اور خود مریض اور اوسکے پاس رہنے والے ان کو محسوس ہوتی ہے - اکثر اوقات حرارت غریزی بڑھ جاتی ہے اور بعض صورتون مین قوت تکلم مین فرق آجاتا ہے بعض اوقات بچون کا سا مزاج ہو جاتا ہے اور کبھی دفعةً طبیعت مین سرور پیدا ہو جاتا ہے - یہ علامات بالکل آہستہ آہستہ نمودار ہوتے ہین اور اکثر اوقات تبتک مرض اچھی طرح سے شروع ہونے محسوس نہین ہوتے - ایک آدہ اندرونی عضو بھی بیمار ہو جاتی ہے اور جنون کی ابتدا مین اکثر اوقات جگر ماؤف ہو جاتا ہے -

جنون[1] اور کجروی طبیعت مین فرق کرنا ضرور ہے - کجروی ایک طبیعی چیز ہے اور اکتساب سے حاصل نہین ہو سکتی - علاوہ اسکے شخص کجرو اپنے طبیعی خاصہ کو جانتا اور سمجھتا ہے برخلاف اسکے مجنون اپنے جنون کا معترف نہین ہوتا - اکثر عدالتون مین ان دونون مین فرق پوچھا جاتا ہے اور یہ فرق ہرگز آسان نہین ہے - کجرو شخص اپنی پیدائش سے کجرو رہا ہے اور اوسکے مزاج مین کچھ تغیر محسوس نہین ہوتا - اگر وہ بے پروا ہے تو ہمیشہ سے بے پروا رہا ہے اور کوشش کرنے سے وہ اپنے کو مثل آورون کے بنا سکتا ہے - لیکن مجنون بالکل معذور ہے - اومین وہ قوت فاعلہ جو صحت دماغ کی علامت ہے سلب ہو جاتی ہے - ابتدائی جنون کے علامات مین بڑی علامت مزاج اور طبیعت مین اور افعال مین ایسے تغیر کا پیدا ہونا ہے جو فوراً محسوس ہوتا ہے جو کجرو شخص مین عجیب نہین معلوم ہوتا لیکن مجنون مین مرض کی خبر دیتا ہے - درست تشخیص مرض کے واسطے ضرور ہے کہ مریض کی حالت صحت کے عادات و افعال کا نہایت باریکی اور احتیاط کے ساتھ اوسکی حالت مرض کے عادات اور افعال سے مقابلہ کیا جاوے -

---

[1] ترجمہ انسین بڑی سستی کا ہے -

ایک خیال یہ بھی ہے کہ جبتک مجنون بکنے اور افعال ناشائستہ اور وحشیانہ کا مرتکب نہونے لگے تب تک وہ مجنون ہی نہین۔ لیکن یہ خیال بالکل غلط ہے۔ جنون کے اتنی کثرت سے اقسام اور مدارج ہین کہ ابتدائی علامات کو معلوم اور تشخیص کرنا ایک ایسے طبیب کا کام ہے جسکو مجانین کے حالات کا پورا تجربہ حاصل ہے۔ قبل اسکے کہ طبیب کسی مجنون کا امتحان شروع کرے اوسکو ضرور ہے کہ مریض کی حالت صحت کے تمام واقعات سے اوسکے مزاج اور عقل اور ذہن کی کیفیت اوسکے عادات اور اطوار اور افعال سے پوری طرح پر واقفیت حاصل کرلے۔

مصنوعی جنون کی تشخیص

بعض اعصابی بیماریان ایسی ہین جو مثل جنون کے ہوتی ہین اور انکو اور مصنوعی جنون کو اصلی جنون سے فرق کرنا ضرور ہے۔ بعض اوقات اس قسم کا فرق کرنے کے واسطے نہایت تجربہ درکار ہے اور بعض اوقات مصنوعی جنون فوراً کھل جاتا ہے۔ مصنوعی مجنون اکثر اوقات علامات جنون کو نہایت شدت کے ساتھ ظاہر کرتا ہے علی الخصوص جب اوسکو معلوم ہوجاوے کہ وہ نظر بند ہے اوسکو کسی قسم کی جسمانی بیماری نہین ہوتی۔ مثلاً سریع اور باریک نبض۔ کھرکھری زبان۔ آنکھون کی سرخی وہ خاص قسم کی زیادہ گوئی اور بے چینی جو اصلی جنون کی علامات مین سے ہین بالکل مفقود ہوتے ہین۔ جو لوگ پاس آتے ہین اونکے سامنے وہ اپنے کو شدت سے مجنون بنا لیتا ہے۔ اگرچہ اصلی جنون بھی بعض اوقات دفعۃً شروع ہوجاتا ہے لیکن یہ بہت ہی شاذ ہے برخلاف اسکے مصنوعی جنون ہمیشہ دفعۃً اور بلا ابتدائی علامات کے شروع ہوجاتا ہے۔ تاہم تشخیص مین احتیاط چاہیے۔ علی العموم مصنوعی مجنون کا جنون اور بکنا بالکل بے معنی ہوتا ہے یعنی اوسکے کلام مین بالکل تسلسل نہین ہوتا۔ برخلاف اسکے اصلی مجنون

کی بات پھر بھی سمجھہ مین آگئی اور جو لوگ اوسکے پاس رہنے والے اور اوسکی حالت سے واقف ہین وہ اوسکے معنی سمجھین گے۔ مصنوعی مجنون مین اکثر ولولہ کم ہوتا ہے وہ اس بات کو نہین جانتا کہ اصلی مجنون اپنے کو مجنون نہین سمجھتا اور اوسکی ظاہری حالت ایک تندرست آدمی کی سی ہوتی ہے۔

مریض کی حالت سابقہ سے بھی مصنوعی جنون کی تشخیص مین مدد ملتی ہے مثلاً دفعۃً جنون ہوجانے کا کیا سبب ہوا۔ آیا مریض پر کوئی غیر معمولی فکر یا مصیبت پڑ گئی جسنے ایک صحیح اور تندرست شخص کو دیوانہ بنادیا۔ آیا مریض کو مجنون بنجانے سے کوئی خاص فایدہ ہے۔ ان سب سوالات پر غور کرنا چاہیے۔ جنون کی حالت مین جو کچھہ زیادتیان اور بدمستیان ایک اصلی مجنون کرتا ہے وہ اسقدر تھکانے والی اور سست کردینے والی ہین کہ مصنوعی مجنون زیادہ دیر تک ان بدمستیون کا متحمل نہین ہوسکتا ہے اور تھک کر بیٹھہ جاتا ہے اور بالآخر فریب کھل جاتا ہے۔ اصلی مجنون ظاہرا مطلق نہین تھکتا۔ مصنوعی جنون مین ماندگی کی بڑی علامت یہ ہے کہ مریض کو نیند آجاتی ہے۔ دن بھر بکتا اور کودتا اوچھلتا رہتا ہے اور رات کو تھک کر سوجاتا ہے۔ برخلاف اسکے اصلی مجنون کئی روز تک رات دن اسی کیفیت کی حالت مین رہتا ہے اور مطلق نہین تھکتا۔ اوسمین ایک غیر معمولی طاقت آجاتی ہے اور رات دن کی شدید جسمانی محنت ظاہرا اوسکے قوی مین کسی قسم کا انحطاط نہین پیدا کرتی۔ مصنوعی مجنون خیال کرتا ہے کہ جوش وخروش ایک جز جنون کا ہے اور اوسکو ضرور ہے کہ اپنا جوش وخروش دکھاوے۔ بجز اس شدید قسم کے وہ کسی اور قسم کے جنون کو نہین جانتا ہے اور کئی قسم کی حرکتون کو ملادیتا ہے۔ برخلاف اسکے اصلی مجنون کا جنون ایک ہی وضع کا ہوتا ہے۔ جہانتک دیکھا گیا ہے کل مصنوعی مجنون اسی شدید قسم جنون کو اخذ کرتے ہین

اور ظاہرا یہ وہ قسم ہے جسکی نقل آسان ہے۔ مصنوعی مجنون کو اپنی محنتون کے بعد تعریق ہوتی ہے مگر اصلی مجنون کو مطلق پسینا نہین نکلتا اور نکلتا ہے بھی تو نہایت گرمی کے دنون مین۔ اصلی مجنون نہایت برا مانتا ہے اگر اوسکو کوئی مجنون سمجھے۔ برخلاف اسکے مصنوعی مجنون کی تو خواہش ہوتی ہو کہ لوگ اوسکو دیوانہ سمجھین اور وہ اپنے کو دیوانہ جتانے مین ازحد کوشش کرتا ہے۔

اکثر عام اور جاہل لوگ مصنوعی طور پر مجنون بنا کرتے ہین اور تعلیم یافتہ لوگون کا مجنون بننا بہت کم دیکھا گیا ہے۔ ان اشخاص کی صورت مین کچھ عجب نہین کہ فریب کا کھلنا اسقدر آسان نہو۔ تھیئٹر مین اکثر مجنون بننے کی ضرورت پڑتی ہے لیکن دیوانگی کی درست طور پر نقل کرنا ایک نہایت ہوشیار ایکٹر کا کام ہے۔

مجنون بننے کے مختلف وجوہات ہوا کرتے ہین اور زیادہ تر اشخاص مجرم جرم کی سزا سے بچنے یا سزا مین تخفیف کرانے کے لئے مجنون بنجاتے ہین۔

مصنوعی مجانین کے امتحان اور اونکے فریب کو کھولنے مین بڑی احتیاط چاہیئے۔ عموماً اصلی مجنون پر کسی کی موجودگی کا کچھ اثر نہین پڑتا برخلاف اسکے مصنوعی مجنون طبیب یا محافظ کو دیکھنے کے ساتھ اپنا کرتب دکھانے لگتا ہے۔ ایسی صورت مین اوسکے ساتھ ہمدردی کرنی چاہیے اور اپنا مافی الضمیر اوسپر ظاہر نہین ہونے دینا چاہیئے اور اوسکو ان حرکات کے کرنے مین تائید دینی چاہیئے تاکہ خود بخود اوسکا فریب کھلجاوے۔ بعض اوقات اسکی ضرورت پڑتی ہو کہ مجنون کے سامنے کسی سخت قسم کے علاج کا ذکر کیا جاوے مثلاً شدید مار پیٹ یا کاسٹک سے جلانا۔ اصلی مجنون مین بڑی قوت درد اور تکلیف سہنے کی ہوتی ہے لیکن مصنوعی مین نہین ہوتی۔ کلوروفارم کا سنگھانا یا مسکنات یا منومات کا استعمال بکارآمد ہوسکتا ہے۔ سخت قسم کے مسکنات کا اثر اصلی مجنون پر کم ہوا کرتا ہے بلکہ جہانتک دیکھا گیا ہے جنون کی حالت مین

ہر ایک دوا کا اثر انسان پر کم ہوتا ہے۔

مصنوعی مجنون کی حالت اور افعال کو نہایت غور سے دیکھنا چاہیئے - اور معتبر اور ہوشیار محافظین کے ذریعہ سے اوسکو رات دن نظر بندی مین رکھنا چاہیئے - اگر وہ شخص جوش وخروش اور اچھل کود نہ کرتا ہو تو اوسکو باتون مین لگا کر اوسکا حال دریافت کرنا چاہیئے اور اوسکی حالت کو اصلی مجنون کی حالت سے مقابلہ کرنا چاہیئے - مثلاً مجنون اپنے توہمات کو حتی الامکان چھپاتا ہے برخلاف اسکے مصنوعی مجنون اونکو خود بخود ظاہر کرتا ہے - ایک بہت بڑا ثبوت یہ بھی ہوگا کہ اوس شخص کو مجنون بننے اور ایسی بیماری کی حالت بتانے سے جس سے تمام دنیا پناہ مانگتی ہے فایدہ کیا ہوا۔

اسباب جنون

اسباب جنون دو قسم کے ہوتے ہین (۱) روحانی اور (۲) جسمانی۔

روحانی اسباب یہ ہین غم اور خانگی مصائب عزیزون کا مرجانا (۴ر۴ فیصدی[۱]) زمانہ کی ناموافقت علی الخصوص روپے کی تنگی (۳ر۷ فیصدی) - فکر وتردد کام کی کثرت کاروبار کی مصیبتین (۴ر۴ فیصدی) مذہبی جوش اور فکر - عشق کے معاملات مین ناکامیابی عورت کی عزت کا جانا خوف اور اعصابی صدمہ - بدچلنی اور بدافعالی - پولیٹکل اسباب کی وجہ سے روحانی تکلیفین -

اسباب جسمانی یہ ہین - الکحل اور مسکرات کا کثرت استعمال - (۲ر۱۸ فیصدی) کسی وقت مین جنون کا ہونا (۶ر۴ فیصدی) - دیگر امراض جسمانی کی وجہ سے - (۹ر۱۰ فیصدی) اتفاقی چوٹین (۳ر۵ فیصدی) امراض شہوانی - امراض رحم وطمث اور رضاعت اور اُوری یعنی بیضہ گاہ کے

---

[۱] ان اعداد سے مراد یہ ہے کہ ۱۴۳۰۸ جنون کی صورتون مین جو تحقیق کی گئی ہین اسقدر فیصدی صورتون مین وہ خاص سبب باعث جنون ہوا۔

متعلق امراض - امراض سر و نخاع - مرگی تپ اور امراض حماوی - بعض قسم کے پیدائشی نقصانات امراض متعلق بلوغ و کبر سن - فاقہ کشی - ۳۰ فیصدی صورتون مین کوئی خاص سبب نہین پایا گیا بہت سی صورتون مین سابق سے رجحان طبیعت جنون کی طرف پایا گیا اور یہ رجحان کسی محرک سبب کی وجہ سے متبدل بمرض ہوگیا - زیادہ تر صورتون مین تو اسباب مندرجہ بالا مین سے ایک ہی سبب ہوا کرتا ہے لیکن بعض صورتون مین دو یا زیادہ اسباب شامل ہوجاتے ہین -

نتیجہ علاج

اسمین محض عام نتائج بیان کئے جاوینگے - جبل بلاہت (ایڈیسی) کا علاج محال ہے اگرچہ احتیاط کے ساتھ مریض کے قواے دماغی مین ترقی ہوسکتی ہے - یہ مرض مدت حیات کو کم نہین کرتا لیکن مختلف اسباب کی وجہ سے جنکا ذکر غیر ضروری ہے ابلہ اکثر کم سنی مین مرجاتے ہین -

مجانین کا فالج بھی لاعلاج ہے اگرچہ چند صورتین شفا کی دیکھی گئی ہین اور بعض صورتون مین مرض روک دیا گیا ہے - لیکن عموماً اس مرض مین تیسرے سال اور زیادہ تر پہلے ہی سال مین مریض کا کام تمام ہوجاتا ہے -

اختلال عقل - (ڈی منشیا) جو پیری یا دماغی مرض کی وجہ سے ہوتا ہے لاعلاج ہے - دماغ مین آتشکی مادہ کی وجہ سے جو اختلال عقل ہوتا ہے وہ کبھی کبھی چند روز کے لئے اچھا ہوجاتا ہے لیکن مزمن مالیخولیا یا دیوانگی (مے نیا[۱]) یا خاص دیوانگی (مانو مے نیا) کے بعد جو اختلال ہوتا ہے وہ لاعلاج ہے - مختل العقل اشخاص مدتون صحیح اور تندرست حالت مین جیتے ہین اور اونکے دماغی حالت بھی چندان خراب نہین ہوتی - ابتدائی اختلال عقل جو روحانی صدمہ یا جدید

سلہ ان الفاظ کی پوری تشریح آگے کی گئی ہے -

مرض جسمانی کی وجہ سے ہوجاتا ہے اور نیز وہ جزوی اختلال جو زچگی کے بعد یا بخار کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے بہت زیادہ علاج پذیر ہے - جنون کی تینون قسمون مین (یعنی مالیخولیا دیوانگی اور خاص دیوانگی) دیوانگی سب سے زیادہ علاج پذیر اور خاص دیوانگی سب سے کم ۔ اور اوس جنون مین جو دفعةً ہوجاوے زیادہ امید صحت ہے - اسی طرح جو جنون مدتون رہا ہو اور دوا سے فایدہ نہوا ہو اوسمین امید کم ہے - جہان دیوانگی اور مالیخولیا یکے بعد دیگرے ہوا کرتے ہین وہمین شفا نہایت مشکوک ہے - اس قسم کا مالیخولیا جسمین مریض پر ایک ہی قسم کا وہم سوار ہوجاتا ہے یا جو اوسکو قتل عمد کی طرف مائل کرتا ہے بہت خطرناک ہے اور اسیطرح جسوقت مریض کے خاندان مین بھی جنون ہو تو یہ مرض بہت کم علاج پذیر ہوتا ہے -

کثرت جماع یا جلق لگانے کی وجہ سے جو جنون ہوتا ہے علی الخصوص جب اوسکے ساتھ مرگی بھی ہو بہت کم علاج پذیر ہے - کمسن اشخاص کا جنون یا وہ جنون جو کسی علاج پذیر مرض جسمانی کی وجہ سے ہو یا زچگی یا دہڑکے ساتھ ہو اوسمین شفا ممکن ہے - ہر قسم کے جنون مین مدت حیات کا دارمدار مریض کی صحت جسمانی پر ہے -

مجانین اکثر دل کی بیماری مین مبتلا ہوتے ہین اور یہ مرض اونکے واسطے مہلک ہے - اور امراض کے لگاؤ سے سارے جسم مین بیماری کا پہیل جانا صحیح اشخاص کی بہ نسبت مجانین مین زیادہ ہوا کرتا ہے اور اکثر منجر بہلاکت ہوتا ہے خودکشی اور اموات اتفاقی بھی مجانین مین زیادہ ہوتے ہین اور شدید صورتون مین تو محض ماندگی کی وجہ سے مریض مرجاتا ہے -

تختہ اقسام جنون مرتبہ رائل کالج آف سرجنس لندن

مرض دماغی جنون فتور عقل -

- **(الف)** جنکی تشخیص علامات سے ہوتی ہے
  - ہائپوکانڈریاسس - دیوانگی - مالیخولیا - اختلال عقل - بلاہت - جبلی کم عقلی - مجانین کا نابچ -
- **(ب)** جنکے علامات پہلے سے ظاہر ہوے ہون یا جو اور امراض کی وجہ سے ہون اور اونکی تشخیص ان امراض کے ذریعہ سے ہو -
  - (۱) خاص عمر میں
    - زچگی کا جنون - بلوغ کا جنون کلائی میسٹرک جنون - پیری کا جنون -
  - (۲) جو عام یا خاص اسباب خارجی کی وجہ سے ہو
    - سمیات کا جنون - الکحل کا جنون - سیسے کے استعمال سے جنون نقرس یا وجع مفاصل کا جنون -
  - (۳) اندرونی یا دماغی اسباب کے وجہ سے ہو -
    - جنون اور امراض کی وجہ سے - مرگی کا جنون - دماغی امراض اور تغیرات مادہ دماغی کی وجہ سے جنون -

ہائپوکانڈریاسس - اوس قسم کے مالیخولیا کا نام ہے جسمین مریض کو بڑی مایوسی ہوتی ہے لیکن توہمات کا ہونا یا قوت استدلالیہ مین فرق آنا ضرور نہین ہے - اسمین کسی ایک مرض کا خیال بندھ جاتا ہے اور ہر وقت مریض اوسی کے سوچ مین رہتا ہے ان مریضون کو اکثر اوقات کسی ایک قسم کی اصلی تکلیف یا بیماری ہوتی ہے اور اونکی تمام نا امیدیان اور توہمات اسی بیماری کے

متعلق ہوا کرتے ہین - وہ ہمیشہ اس بیماری کے خیال مین رہتے ہین اور ہر ایک اصلی یا خیالی علامت کو نہایت غور سے دیکھا بھالا کرتے ہین - کبھی زبان دیکھتے ہین کبھی نبض پر ہاتھ رکھتے ہین اور وہم یہ ہے کہ ہین کسی مرض شدید مین مبتلا ہون - علامات کی وہ عجب طرح سے توجیہ کیا کرتے ہین مثلاً وہ خیال کرتے ہین کہ سارا فساد اسکا ہے کہ پیٹ کے اندر سانپ یا کیڑے کوڑے بھرے ہوئے ہین یا پیٹ کے اندر سے جگر یا طحال یا امعا غائب ہوگئے ہین - اگر اونکو کتابین میسر ہین اور پڑھنا آتا ہے تو طب کی کتابون کا مطالعہ کیا کرتے ہین اور ہر ایک مرض کی علامت کو اپنی طرف منسوب کرتے ہین - اونکی ساری گفتگو علی الخصوص طبیب کے ساتھ اسی مرض کی داستان کا اعادہ ہوا کرتی ہے - اونکی صورت ہمیشہ مغموم رہا کرتی ہے اور اکثر اوقات وہ نہایت خود غرض ہوتے ہین اور دوسرون کے معاملات کی طرف کچھ توجہ نہین کرتے - ایسے مریض کام کاج بالکل چھوڑ دیتے ہین اور متلون المزاج ہوجاتے ہین - اگر اونکو مقدرت ہے تو بار بار طبیب کو بدلتے ہین اور ہر ایک طبیب سے ایک نیا مرض بیان کرتے ہین - بعض اوقات توہمات کی شدت ہوتی ہے اور مریض کو جنون ہوجاتا ہے - علی العموم وہ بجز اپنے مرض کے اور کل امور کے متعلق درست استدلال کرسکتے ہین - اس مرض کی تشخیص آسان ہے اور یہ اکثر اواسط اور اواخر عمر مین ہوا کرتا ہے - اکثر اوقات کچھ اصلی مرض ضرور ہوتا ہے اور طبیب کو اسکی طرف توجہ کرنا ضرور ہے اگر علاج درست طرح پر کیا جاوے تو اکثر شفا ہوجاتی ہے -

مینیا یعنی دیوانگی وہ مرض ہے جسمین خلل دماغ کے ساتھ مریض مین دفعۃً سخت غصہ اور جوش اور ہذیان پیدا ہوتا ہے اس مرض مین بے سر و پا بک - اور ہیجان اور عضلات مین شدت سے حرکت ہوا کرتی ہے - قوائی استدلالیہ سلب ہوجاتے ہین خیالات بکثرت ہوتے ہین لیکن بہکے ہوئے - مریض مین جوش و خروش ہوتا ہے اور اوسکی طبیعت شرک کی طرف مائل ہوتی ہے

بشرہ ایک خاص قسم کا ہوتا ہے اور ایک دفعہ دیکھنے کے بعد کبھی نہین بھولتا - نیند بالکل جاتی رہتی ہے اور مریض آٹھ آٹھ روز تک بلکہ اس سے بھی زیادہ رات دن بیدار رہتا ہے - دنون کی بے خوابی اور محنت بدماندگی کے ایک بہت بڑی علامت اصلی دیوانگی کی ہے اور مصنوعی دیوانگی مین نہین پائی جاتی - دیوانہ کسی ایک مضمون کے متعلق گفتگو نہین کرسکتا ہے اوسکے خیالات نہایت سرعت کے ساتھ ایک مضمون سے دوسرے مضمون کی طرف منتقل ہوجاتے ہین

علی العموم مرض کی ابتدا بلا اطلاع کے ہوتی ہے اور ایسی صورتون مین مریض کو پہلے پستی ہوا کرتی ہے - چند روز مین وہ بیچین ہوجاتا ہے اور اپنی طبیعت بہلانے کو ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرتا ہے - اوسکو یہ بات محسوس ہوتی ہے کہ مزاج حالت صحت پر نہین ہے - اسکے بعد صاف اور صریح دیوانگی شروع ہوجاتی ہے -

دیوانگی مین ایک عجیب بات یہ ہے کہ جسمانی اور روحانی دونون قسم کا ہیجان طبیعت مین پیدا ہوتا ہے اور مریض کے حرکات مین ہر وقت تغیر ہوتا رہتا ہے - کبھی تو وہ بدمزاج اور غضبناک - خطرناک مغرور خوش محظوظ ہرزہ گو اور شہوت پرست ہے کبھی خودکشی اور قتل پر آمادہ کبھی بالکل بے ضرر اور چپ چاپ - کبھی تو وہ گالیان یا فحش بک رہا ہے کبھی وہ توبہ کر رہا ہے اور ہاتھ جوڑ رہا ہے بعض مریض اقسام کے قاذورات اور خس وخاشاک لاکر ایک وقت اپنے حجرے مین جمع کرتے ہین اور دوسرے وقت اوسکو ہوا مین اوڑا دیتے ہین یا کہا جاتے ہین - بعض علانیہ اور نہایت بیحیائی کے ساتھ جلق لگاتے ہین -

توہمات تخیلات اور تصورات یہ سب دیوانگی مین بہت عام ہین اور انکا بڑا اثر مریض کے افعال اور گفتگو پر پڑتا ہے - لیکن یہ تصورات اور توہمات ہمیشہ بدلتے رہتے ہین ورنہ دیر پا نہین کرتے اور یہی فرق ہے دیوانگی اور مالیخولیا اور خاص دیوانگی کے تصورات مین -

بعض امراض جسمانی اس قسم کے ہیں جنہیں اور دیوانگی مین فرق کرنا چاہئیے یہ امراض تین ہین
(۱) ڈلیریم ٹریمنس (۲) مے ننگائی ٹس اور (۳) بخار کا ہذیان ۔

ڈلیریم ٹریمنس مین ایک اعصابی رعشہ ہوتا ہے جو دیوانگی مین نہین ہوتا ۔ اس مرض کے ہذیانات اور تخیلات دردناک ہوا کرتے ہین ۔ مریض کو یہ وہم ہوتا ہے کہ انواع اقسام کے جانور اوسکے گرد ہین مثلاً سانپ بچھو شیر چیتا بھیڑیا کیڑے مکوڑے ۔ یا یہ کہ بہت پلید یا [illegible] اوسکے دوست احباب اوسکا پیچھا کرتے ہین ۔ اس قسم کے جنون مین کبھی مریض کام کرنے کی طرف بھی مائل ہوتا ہے ۔ قے [illegible] کی حالت پیدا ہوتی ہے ۔ نبض ضعیف [illegible] اور [illegible] زبان [illegible] رعشہ اور اوس پر ایک سفید تہ جمی ہوئی ۔ علی العموم چند روز کے بعد مریض شفا پاتا ہے ۔

مے ننگائی ٹس اسمین زور شور اور بیچینی تھوڑی ہی دیر کے واسطے ہوا کرتی ہے ۔ [illegible] پنجے چہرے مین گھٹنون اور دونون ایک طرف سے دوسری طرف کو ٹہلتا پہرتا ہے ۔ اس [illegible] کے اول مین بخار ہوا کرتا ہے ۔ نبض پوری اور سریع [illegible] ۔ پتلیان سکڑی ہوئی [illegible] ۔ قشعریرہ اور صدمے بھی ہوا کرتے ہین ۔ اس مرض مین جو ہذیان ہوتا ہے اوسمین زور شور نہین بلکہ مریض دبی آواز سے بڑبڑایا کرتا ہے اور اوسمین بیہوشی سے [illegible] کئے جانیکی صلاحیت بھی ہوتی ہے ۔

میلنخولیا اس قسم کا جنون ہے جسمین طبیعت مغموم ہوتی ہے اور خودکشی کی طرف رجحان ہوتا ہے [illegible] کے معنی غم کے ہین لیکن غم بیماری کے درجہ کو پہنچ جاتا ہے ۔ مریض کی صورت مغموم [illegible] ست ہوتے ہین اور ہر وقت ایک مصیبت کا تصور اوسکے سامنے رہتا ہے ۔ ہر ایک [illegible] رنج دیتی ہے ۔ چلنے پہرنے کھانے پینے کو مطلق جی نہین چاہتا ۔ اسکو

[illegible] مرض کو کہتے ہین جسمین دماغ اور نخاع کی غشاؤن مین ورم آجاتا ہے ۔

مالیخولیا سے ساذج کہنا چاہیئے لیکن اسمین بھی توہمات اور تخیلات ہوا کرتے ہین - اس بیماری کے مریض اکثر اوقات دنون خودکشی کرنے کی تدبیرین سوچا کرتے ہین - جب مرض مزمن ہوگیا تو صورت بالکل غمگین ہوجاتی ہے اور ہر چیز سے مایوسی پیدا ہوتی ہے - مریض ہر وقت آنکھین نیچے کیئے ہوے گوشہ دن مین پڑا رہتا ہے اور ملاقات سے بھاگتا ہے - کبھی تو وہ خاموش یا کم سخن ہوجاتا ہے اور کبھی اپنے غم کی داستان سُناتا ہے - یہ دونون علامات یکے بعد دیگرے ہوا کرتے ہین - اس مرض کی بے خوابی ایک خاص قسم کی ہوتی ہے - مریض بستر پر جاتا ہے اور چادر اوڑھکر سوتا بنتا ہے لیکن جاگتا رہتا ہے - جو کوئی مریض کے پاس ہو اوسکا خیال یہ ہوتا ہے کہ مریض خوب سویا صحت جسمانی مین بھی فرق آجاتا ہے ہاضمہ بگڑجاتا ہے اور مریض کے جسم مین لاغری اور خون کی کمی ہوجاتی ہے -

ایک قسم کا مزمن مالیخولیا بھی ہوتا ہے - مالیخولیا اور دیوانگی دونون مین دماغ کام دیتا رہتا ہے اور متخیلہ انواع اقسام کے اشکال ذہن کے سامنے لاتا ہے - اوائل مرض مین مالیخولیا بھی دیوانگی کے مشابہ ہے علی الخصوص جب مریض اپنی خیالی مصیبتون کو چلا چلاکر بیان کرتا ہے لیکن مزمن صورتین مالیخولیا کی بالکل اختلال عقل کے مماثل ہین -

اختلال عقل ایک دماغی بیماری ہے جسمین کبر سن کی وجہ سے یا اور امراض کے بعد قوائے دماغی یا تو بالکل سلب ہوجاتے ہین یا ذہنین انحطاط آجاتا ہے - جیساکہ مالیخولیا مین متخیلہ تیز ہوجاتا ہے اسی طرح سے اختلال عقل مین دماغی قوت بیٹھہ جاتی ہے - ذہن ضعیف ہوجاتا ہے خیالات بے ترتیب اور بہکے ہوے ہوتے ہین اور حافظہ مین فرق آجاتا ہے - مریض کو وقت مقام مقدار اقسام اور خواص اشیا کا ادراک باقی نہین رہتا - اِس لفظ کا استعمال اب بمقابل پیدایشی سفاہت کے اوس قسم کی سفاہت کیواسطے ہوتا ہے جو اثنائے زندگی مین ہوگئی ہو -

اختلال عقل مین ہمیشہ یہ ہوتا ہے کہ کبھی زمانہ مین عقل وشعور درست تھے اور کسی وجہ سے ذہن مین اختلال آگیا ہے اور یہی بڑا فرق ہے اختلال عقل اور پیدائشی بلاہتہ مین ۔ عموماً اختلال عقل کسی قسم جنون کے بعد ہوا کرتا ہے یعنی جنون کے نتائج مین سے ہے ابتدائی طور پر یہ مرض بہت شاذ ہے ۔ اور یہ اکثر کسی صدمہ شدید کے بعد ہوجاتا ہے مثلاً کسی عزیز قریب کا مرجانا وغیرہ مختل العقل اشخاص کا مزاج بالکل بچون کا سا ہوتا ہے اور وہ کسی بات پر قائم نہین رہتے نہ اونکو کسی چیز سے رغبت ہوتی ہے نہ نفرت ۔ حافظہ مطلق نہین ہوتا سُنی ہوئی بات کو فوراً بھول جاتے ہین ۔ سکون کی حالت مین جو پہلا اصلی حالت پر ہوتا ہے اور اوسپر اوس قسم کے علامات جو دیوانگی یا مالیخولیا مین ہوتے ہین نہین پائے جاتے ۔ لیکن مریض سے گفتگو کرنے کے ساتھ ہی معلوم ہوجاتا ہے کہ عقل وشعور غائب ہین ۔ مریض لباس مین اور تمام جسم کی طرف سے بالکل بے پروا ہوجاتا ہے نہ کسی جوش طبیعت کے سبب سے بلکہ محض کاہلی کی وجہ سے ۔ قوت ادراک بالکل سلب ہوجاتی ہے اگر اوہام اور تخیلات ہون بھی تو بالکل حماقت سے بھرے ہوئے ۔ گفتگو بالکل بے شعور بچون کی سی اور افعال لاطائل ۔ محنت سے تنفر ہوتا ہے ۔ کم الفاظ کا استعمال اور خاموشی آنکھین مطلق بے معنی ۔ کثافت کی طرف رغبت اور جلق مین مبتلا ۔ عموماً بھوک شدت کی ہوتی ہے اور تدریج حالت مین انحطاط آتا جاتا ہے ۔ لیکن اس مرض کے بھی بہت سے مدارج ہین ۔

صاف اور صریح صورتون مین تشخیص آسان ہے ۔ قواے دماغی کا سلب ہوجانا اور اسبات کا معلوم ہونا کہ کسیوقت مین ہوش وحواس بجا تھے ۔ شفا کا ہونا یا نہونا اسباب مرض پر موقوف ہے بعض صورتون مین شفا ہوتی ہے اور بعض مین روز بروز مریض کی حالت بدتر ہوتی جاتی ہے ۔ اگر اختلال عقل اسطرح پر ہوا ہے کہ پہلے بخار ہوا ہے اور بخار کے بعد دیوانگی اور اوسکے بعد اختلال عقل تو شفا کی امید بہت زیادہ ہوتی ہے ۔

کم سن اشخاص مین بعض اوقات اختلال عقل دفعۃً کسی صدمہ یا خوف یا فکر کے سبب سے ہوجاتا ہے - ایسی صورتون مین مریض اپنے بستر پر پڑجاتا ہے اوسکو کسی چیز کی خبر نہین رہتی - اور بول براز بستر ہی پر کرتا ہے - لیکن ان صورتون مین ہمیشہ شفا کی امید ہوتی ہے -

بلاہت ایک پیدایشی مرض ہے جسمین قواے دماغی نے کبھی بروز ہی نہین کیا ہے یا اونمین اسقدر جیہ کا نشوونما نہین ہوا ہے کہ بدنصیب مریض اپنے ہم عمرون کے برابر اشیاء خارجی سے واقفیت حاصل کر سکے - قواے دماغی یا تو پیدایش ہی کے زمانہ سے یا محض طفولیت مین بلانشونما رہ گئے ہین - اس مرض مین اکثر کاسہ سر کی صورت بھی اور کبھی کبھی ہئیات جسمانی بھی بدلی ہوئی ہوتی ہے - سر چھوٹا پیشانی بالکل کج اور جاذب چپٹی اور سطح ثقل سماعت اور ڈھیراپن بھی اکثر اس مرض کے ساتھ ہوتا ہے -

ابلہ مین علامات مرض اوس عمر مین سے شروع ہوجاتے ہین جب کہ قواے دماغی مین نشونما نہین ہوا ہے اور شاید اوسکی ساری عمر ان قوا کی حالت ویسی ہی رہتی ہے - صاف اور سریح صورتون مین حافظہ کم ہوتا ہے اور سمجھ اوس سے بھی کم اگرچہ مریض مین کاہلان پن اور شرارت ہوا کرتی ہے اور عادتین اوسکی کثیف ہوتی ہین - خفیف صورتون مین تھوڑی بہت سمجھ اور قوت استدلالیہ ہوا کرتی ہے - تعلیم کے زور سے وہ اپنے خیالات کو اشارات کے ذریعہ سے بیان کرنے لگتا ہے لیکن اوسکی قوت تکلم ہمیشہ ناکامل حالت مین رہتی ہے - ابلہون کے افعال اوسی قوت متحرکہ سے منتج ہوتے ہین جو ادراک خارجی کی وجہ سے جوش مین آتی ہے - ایک قسم کے ابلہ ایسے ہین جنکو مجہول کہنا چاہیئے - انکے جسم اکثر بے ڈول اور ٹیڑھے چہرے بدہئیت ہونٹ موٹے اور اولٹے ہوے - دانت اونچے نیچے ناہموار اور کرم خوردہ اور کان بڑے اور بدصورت ہوتے ہین ان اشخاص کے سر اکثر بڑے ہوتے ہین اور اونکی طبیعتین مغموم اور مجہول لیکن بعض اوقات

آشفتہ اور خطرناک - ایک اور قسم ابلہون کی ہے جنکو ڈاکٹر آیرلین نے مضطرب کے نام سے تعبیر کیا ہے - یہ اشخاص تیز اور بے چین ہوتے ہین اور ہنستے رونے اور اشارے کرتے ہوئے دوڑتے پھرتے ہین - انہین کبھی کبھی غصہ کا ہیجان ہوتا ہے اور یہ اکثر حملہ کیا کرتے ہین - انکے سر اکثر اوقات چھوٹے اور سڈول ہوتے ہین -

سفاہت (امبسی لیٹی) بھی ایک قسم کا بلاہتہ ہے جسکا ظہور طفولیت مین ہوتا ہے اور جسمین قوا سے دماغی طفولیت سے اخیر تک بلا نشو و نما رہتے ہین - اسکو بھی ایک خفیف قسم بلاہت کی سمجھنا چاہیے اور بعض صورتون مین انکین امتیاز کرنا نہایت مشکل ہے - تعلیم کے بعد فرق معلوم ہوتا ہے کیونکہ ابلہ بمشکل تعلیم پذیر ہوتا ہے برخلاف اسکے سفیہ ایک ادنی درجہ کی تعلیم حاصل کر لیتا ہے لیکن یہ دونون مرض ایک دوسرے کی طرف مستحیل ہو جاتے ہین اور بڑے قسم کے سفیہ ادنی درجہ کے ابلہ ہو جاتے ہین - تجربہ کارون کی رائے ہے کہ ان دونون امراض مین فرق اسقدر ہے کہ سفیہ مین قوت تکلم ہوتی ہے اور ابلہ مین یہ قوت مفقود ہے - علی العموم ابلہ کا جسم زیادہ تر بیڈول اور ٹیڑھا اور ناقص ہوا کرتا ہے - اکثر سفہا مین قوت دماغی اور اخلاقی دونون کم ہوتی ہین - اور انہین علم حاصل کرنے کا یا یاد رکھنے کی قوت محدود ہوتی ہے وہ رسم و رواج تمدن اور احکام الہی یا قانونی کے سمجھنے کی صلاحیت نہین رکھتے اور اپنے شہوات کو روک نہین سکتے - لیکن انہین ایک مستثنی گروہ ہے جن مین اخلاقی بے تمیزی نہین پائی جاتی اور ایک بڑا گروہ اس قسم کا جسکی دماغی حالت اعلی درجہ کی ہے لیکن روزمرہ کے کاروبار دنیاوی سے مطلق بہرہ نہین ہے -

جس طرح دیوانگی کی تین قسمین ہین عقلی اخلاقی اور عام اسیطرح سفاہت کی بھی تین قسمین ہین عقلی اخلاقی اور عام - لیکن جو قسم زیادہ تر پائی جاتی ہے اور جسکا تعلق زیادہ تر ہمارے علم سے ہے وہ عمومی سفاہت ہے جسمین عقل اور اخلاق اور کاروبار دنیاوی انجام دینے کی صلاحیت مین فرق

آجاوے۔ بعض سفہا تعلیم کے ذریعے سے معمولی لکھنا پڑھنا سیکھ لیتے ہیں اور بعض علم موسیقی یا نقشہ نویسی اور دستکاری کے فنون میں بھی ماہر ہوجاتے ہین لیکن وہ اپنے علم و واقفیت سے پورا فایدہ نہین اوٹھا سکتے۔ بعض ان میں متلون المزاج ہوتے ہین اور اونمین کسی ایک امر پر ذہن قایم کرنے کی صلاحیت نہین ہوتی۔ بعض محنتی اور ضابط ہوتے ہین۔ بعض ایسے ہوتے ہین کہ سوا سخت قسم کی مزدوری کے اور کوئی کام اون سے نہین ہوتا اور بعض دوسرون کی مدد اور صلاح سے انتظام جایداد تک کرسکتے ہین کیونکہ وہ روپیہ کی قیمت کو سمجھتے ہین اور اپنی معلومات کو ظاہر کرسکتے ہین۔ لیکن انمین یہ صلاحیت نہین ہوتی کہ کسی سخت وقت مین کام کر لیجاوین اور نہ اونمین زیادہ دیر تک کسی ایک امر مین بحث کی قدرت ہے۔ علی العموم توسفہا بے پروا غافل اور آوارہ ہوتے ہین اور ذہن کو کسی چیز پر زیادہ دیر تک قایم کرنے کی صلاحیت نہین رکھتے۔ عوام الناس مین یہ بیچارے ہر شخص کے ریشخندی اور تمسخر کے ہدف بنجاتے ہین۔ بعض کاہل الوجود شرابخوار اور بدمعاش ہوجاتے ہین اور گدائی کا پیشہ اختیار کرتے ہین۔ بعض بہت ہی خفیف اشتعال طبع سے غضب مین آجاتے ہین اور بلا سبب نقصان رسانی کے مرتکب ہوجاتے ہین (مثلاً آتش زنی زنا بالجبر یا قتل عمد)

سفیہ اخلاقی بالکل آزاد رہتا ہے۔ اور چونکہ اوسکی عقل ہوش بجا ہین وہ کسی قسم کے توہمات مین مبتلا نہین ہوتا ثبات عقل کی وجہ سے ایسے اشخاص کی نسبت خلل دماغ کو قانوناً ثابت کرنا ناممکن ہوتا ہے۔ نقص اخلاقی جو اونکی اصلی بیماری ہے اوسکا ثبوت بلا اونکی حالت روزمرہ کے معلوم کئے ہوئے ثابت نہین ہوسکتا اور حالت روزمرہ وہ چیز ہے جسکا ٹھہرانا مشکل ہے اور اکثر اوقات یہ حالت نہایت کوشش کے ساتھ چھپائی جاتی ہے۔

مجانین کا فالج بھی ایک دماغی بیماری ہے جسمین بتدریج عضلات پر حکومت جاتی رہتی ہے شاید اسکا باعث دماغ کے بھورے[۹۷] مادہ کا سخت ہوجانا اور اغشیہ دماغی کا موٹا اور آپسمین ملصق ہوجانا ہوا کرتا ہے

[۹۷] دماغ کے اوپر کی تہ بھورے رنگ کی ہے اور اوسکے اندر کا مادہ دماغی سفید ہے۔ اس اوپر کی تہ کو بھورا مادہ کہتے ہین۔

یہ مرض تین سال سے زیادہ نہین رہتا۔ اور بعض اقسام جنون علی الخصوص دیوانگی کے بعد ہوا کرتا ہے۔ لیکن خود بخود بھی ہوجاتا ہے۔ اسمین بتدریج عضلات پر حکومت جاتی رہتی ہے اور ترتیب[۱۵] افعال مین فرق ہوجاتا ہے۔ اسکے ساتھ توہمات اور خیالات کی تبدیلی ہوتی ہے اور مرض اختلال کی طرف منجر ہوجاتا ہے۔

عضلات کی جسامت اصلی حالت پر رہتی ہے۔ لیکن رعشہ اور بے ترتیبی پہلے چہرہ زبان اور ہونٹون سے شروع ہوتی ہے خصوصاً تلفظ مین۔ چونکہ عضلات تکلم پر حکومت نہین ہوتی مریض کے کلام مین رکاوٹ ہوتی ہے۔ ہونٹ اور زبان مین رعشہ ہوتا ہے اور زبان باہر نہین نکلتی۔ نگلنا دشوار ہوجاتا ہے اور تھوک ٹھڈی سے ٹپکتا ہے۔ لیکن جسوقت بند کی جاوین تو اونمین رعشہ ہوتا ہے اعضا مین حرکت کے ساتھ رعشہ پیدا ہوتا ہے۔ کل وہ افعال جنمین ترتیب عضلاتی کی ضرورت ہے دشوار ہوجاتے ہین۔ گھٹنون کے کھجانے سے پاؤن کا کھچنا موقوف ہوجاتا ہے۔ چہرے کے عضلات کے مفلوج ہوجانے سے چہرہ گر پڑتا ہے اور منھ کا دہانہ لٹک پڑتا ہے۔ رعشہ زیادہ ہوجاتا ہے اور بالآخر مریض کو ایک لفظ بھی بولنے کی طاقت نہین رہتی اور وہ ہروقت دانت پیسا کرتا ہے۔ اس اخیر حالت مین حرکت بالارادہ بالکل سلب ہوجاتی ہے اور مریض مضغۂ گوشت کی طرح سے پڑجاتا ہے اور بالآخر اسکا خاتمہ ہوجاتا ہے۔

---

[۱۵] ترتیب افعال ایک اصطلاح ہے جس سے مراد کئی افعال جسمانی کا ملکر ایک نتیجہ پیدا کرنا ہے۔ مثلاً اگر کسی شخص کی انگلی مین شہد کی مکھی چیٹ جاوے اور کاٹے تو وہ نہ فقط اپنے ہاتھ کو کھینچے گا بلکہ زور سے جھٹکے گا بھی تاکہ مکھی چھٹ جاوے۔ اس حرکت مین کئی ایک عضلات کام مین آتے ہین اور انکی ترتیب کی وجہ سے اخیر نتیجہ پیدا ہوتا ہے۔ جسوقت مرض دماغی کی وجہ سے عضلات پر حکومت جاتی رہتی ہے تو انکے افعال مین ترتیب بھی باقی نہین رہتی۔

شروع ہی سے دماغ مین خلل پیدا ہوتا ہے اور توہمات دولت یا قوت جسمانی کے متعلق ہوا کرتے ہین زچگی کی دیوانگی فوراً بعد وضع حمل کے شروع ہوتی ہے اور اسمین سخت سرسام اور ہذیان اور تخیلات ہوتے ہین اکثر اوقات شوہر سے نفرت اور نو تولد بچے کو مار ڈالنے کا ارادہ ہوا کرتا ہے۔ عموماً اس مرض مین شفا ہو جاتی ہے لیکن اگر خاندان مین جنون ہے تو ڈرنا چاہیئے - کیونکہ ایسی صورت مرض باقی رہ جاتا ہے - مریض کو بیخوابی اور بیچینی اور اور علامات دیوانگی کے ہوتے ہین -

بلوغ کا جنون بہی کبہی دیکہا گیا ہے - اسکی تشخیص مین بڑی احتیاط چاہیئے اور اکثر اوقات غلطی تشخیص کی وجہ سے علاج مین بڑی بے اعتنائی ہوئی ہے - اس جنون مین نہایت درجہ کا جوش وخروش طبیعت مین ہوتا ہے اور خواہش مجامعت حد سے بڑہ جاتی ہے اور طبیعت نقصان رسانی اور عجب کی طرف مایل ہو جاتی ہے - بلوغ کے زمانہ مین جب کبہی طبیعت مین کوئی تغیر واقع ہو تو اوسپر بڑی توجہ کرنی چاہیئے - اگر بے خوابی ہے تو اوسکا اثر دماغ پر پڑنے کا خوف ہے - عموماً ابتدا اس سے ہوتی ہے کہ مریض کی بہوک بے قاعدہ ہو جاتی ہے عام ضعف اور خون کی کمی ہوتی ہے - اگر یہ مرض موروثی نہین ہے یا علامات شدید نہین ہین تو نتیجہ علاج برخلاف نہین ہوتا -

کلائی میا کٹرک انسانٹی (یعنی جنون مختص الوقت) مردون مین پچاس اور ساٹھ اور عورتون مین چالیس اور پچاس سال کے بیچ مین ہوا کرتا ہے اور اوسکی قسم مالیخولیا ہوا کرتی ہے یہ جنون بتدریج شروع ہوتا ہے اور اوسکی ابتدا بیخوابی یا کسی آیندہ مصیبت کے خوف (یہ خوف خیالی کیون نہو) مذہبی پاس یا تخیلات سے ہوا کرتی ہے - غذا سے نفرت اور طبیعت خودکشی کی طرف مایل ہوتی ہے - اگر جوش وخروش ہو بہی تو تہوڑی دیر رہتا ہے - اس مرض مین اکثر بے انتہا لاغری

اور خون کی کمی ہوا کرتی ہے اور زیادہ تر امید شفا نہین ہوتی اور اگر ایک یا دو سال کے اندر شفا ہوئی ہی تو مرض اختلال عقل مین مستحیل ہو جاتا ہے -

پیری کا جنون - ایک قسم کا اختلال عقل ہے جو ایسے اشخاص مین ہوتا ہے جنکی تمام عمر اچھی طرح سے اور صحت کے ساتھ کٹی ہے لیکن بڑھاپے مین وہ ٹوٹ گئے ہین - حافظہ کا جاتا رہنا کبھی کبھی طبیعت مین جوش اور مہمل خیالات اسکے علامات ہین - مریض ہر بات پر لڑ پڑتا ہے اور تقریر کرنے لگتا ہے لیکن بتدریج اوسکو اختلال عقل ہوجاتا ہے - بعض اوقات علامات مین چند روز کے واسطے اور کبھی زیادہ زمانہ تک کمی ہو جاتی ہے اور مریض گویا اچھا ہو جاتا ہے - بعض اوقات اعصاب پر جلد اثر پڑتا ہے اور اوسوقت مین یہ مرض مجانین کے فالج کا مماثل ہو جاتا ہے اخیر مدارج مین کیا بلحاظ جسمانی علامات کے اور کیا بلحاظ دماغی علامات کے یہ دونون مرض بالکل ایک دوسرے کے مماثل ہین اور تشخیص کا دارمدار اسی پر ہوگا کہ آیا شروع مین عام فالج ہوا تھا یا نہین - فالج مجانین کے مریضون کی عمر کم ہوتی ہے -

الکحل کا جنون

الکحل کے جنون مین سب سے زیادہ عام دیوانگی ہے جسکو ڈلیریم ٹریمنس کہتے ہین لیکن علاوہ اسکے اور بھی بعض امراض دماغی الکحل کے استعمال سے ہوا کرتے ہین جنکا ذکر ضرور ہے -

(۱) الکحل کے کثرت استعمال سے اکثر طبیعت مین اوداسی اور آواز کے تخیلات پیدا ہوتے ہین اور اس حالت مین مریض اکثر قتل عمد یا خودکشی کا مرتکب ہوجاتا ہے - کبھی کبھی معمولی دیوانگی یا مالیخولیا بھی ہوجاتا ہے - لیکن ان صورتون مین توہمات اکثر اوسی قسم کے ہوتے ہین جیسے ڈلیریم ٹریمنس مین اور مرض کا دورہ بھی مختصر ہوتا ہے -

(۲) تدریجی اختلال عقل جسکے ساتھ فالج بھی ہو ایک عام نتیجہ کثرت استعمال الکُحل کا ہے اور اکثر اون عورتون مین ہوتا ہے جو خفیہ طور پر پینے کی عادتی رہے ہین - اس مرض کے علامات بالکل فالج مجانین کے علامات سے ملتے ہوئے ہین -

(۳) ڈایپ سمینیا یعنی پینے کا جنون قانوناً فتورِ عقل کی تعریف مین نہین آتا ہے اور اسکے مریض قانوناً اپنے افعال کے جوابدار سمجھے جاتے ہین - اس مرض مین ہر وقت خواہش پینے کی ہوتی ہے اور جب تک زیادہ مقداروں مین الکُحل نہ پی جاے یہ آگ نہین بجھتی حقیقت مین مریض کی کی حالت بالکل مجانین کی سی ہوتی ہے اگرچہ قانون اوسکو مجنون قرار نہین دیتا - کاہلیان جھوٹ بولنا دغابازی اور خفیف الحرکاتی اس مرض کے لوازمات سے ہین -

یہ امر مسلم ہے کہ ایک معتدبہ فیصدی صورتین جنون کی کثرت استعمال الکُحل کے سبب سے وقوع مین آتی ہین اور فتورِ عقل کے کمشنرون نے اسکو ۱۴ فیصدی ٹھہرایا ہے -

نقرس اور وجع مفاصل کا جو مادّہ جسم مین ہوتا ہے یہ بھی کبھی کبھی جنون پیدا کردیتا ہے لیکن ایسی صورتون مین گویا ایک مرض دوسرے مین مستحیل ہوجاتا ہے یعنی دیوانگی کے زمانہ تک جس عضو مین درد تہا وہ چنگا ہوجاتا ہے - اس قسم کی دیوانگی تین ہفتہ سے زیادہ نہین رہتی -

سیسے کی زہرخورانی سے بھی دیوانگی یا اختلال عقل ہوسکتا ہے - اسی سم سے تمام علامات فالج مجانین کے پیدا ہوتے ہین اور کیا عجب ہے کہ یہ اس فالج کے اسباب مین سے ہو سیسے ہی مرگی اور مرگی کے نتائج بھی پیدا ہوجاتے ہین -

مرگی اور جنون بلحاظ اسباب کے ایک دوسرے سے ملے ہوے ہین - مرگی اونہین اشخاص مین ہوتی ہی جنکے اعصاب ماؤف ہین اور اگر چھوٹے بچون مین ہو تو یہ اکثر ابلہ یا سفیہ ہوجاتے ہین - باربار مرگی کا دورہ دماغ کو ضعیف کرتا ہے اور ممکن ہے کہ دورہ سے پہلے تخیلات بھی ہون اور ہر ایک

دورہ کے بعد ایک بیخودی کی حالت ہو۔ اس حالت مین مریض بعض اوقات چلتے پہرتے اور ایسے افعال کرتے ہین جیسے وہ شخص جسپر میسمریزم کا عمل کیا گیا ہو۔ کبھی مرگی کے دورہ کے بجائے طبیعت مین سخت جوش پیدا ہوتا ہے اور مریض جرایم شدیدہ کا مرتکب ہوجاتا ہے۔ دورہ کی جگہہ پر کبھی مرض دماغی ہوجاتا ہے۔ ایسی صورتون مین مریض جس کام مین مشغول ہو اوسکو کرتے کرتے بلا ارادہ وہ بیخودی کی حالت مین کچہہ اور قسم کے حرکات کرنے لگتا ہے اور سکا دورہ بہی ہمیشہ مرگی کے صدمہ کا سا ہوتا ہے۔

بخار کے بعد بہی اکثر اوقات ضعف دماغ پیدا ہوجاتا ہے اور مقدار ضعف بخار کی سختی پر نہین موقوف ہوتا۔ اس قسم کا ضعف اکثر ٹایفایڈ کے بعد ہوا کرتا ہے اور مریض کا حافظہ جاتا رہتا ہے۔ اور کبھی جوش بہی ہوتا ہے۔ جو اشخاص نازک مزاج مین اونہین بخار کے سرسام کے بعد ممکن ہے کہ خفیف سی دیوانگی پیدا ہوجاوے۔

اگر وہ کے سبب سے جنون ہو تو یہ اکثر دیوانگی کی صورت مین ہوتا ہے اور اوسکے بعد اختلال عقل ہوجاتا ہے۔ ان صورتون مین شفا کی امید کم ہے۔ لیکن اس دیوانگی کو اوس سرسام اور تخیلات سماعت و بصارت سے نہین مخلوط کرنا چاہیے جو بعض بخارون مین اور کبھی کبھی نیومونیا (ورم ششں) مین دفعۃً ہوجاتا ہے۔ اس قسم کا ہرج محض چند روزہ ہوتا ہے اور بہت جلد جاتا رہتا ہے فی الواقع وہ ایک قسم کا سرسام ہے جو اوس خاص مرض کے علامات مین سے ہے۔

مندرجہ بالا اقسام جنون کے وہ ہین جنکو فہرست امراض نے تسلیم کیا ہے لیکن انکے سوا بعض امراض ایسے ہین جنکے اثنا مین جنون کا ہوجانا ممکن ہے اور اونکا اب ذکر کیا جاتا ہے۔

(۱) تھائی سس پلمونےلس یعنی سشش کی سل۔ اس مرض کے اخیر مین بعض اوقات جنون ہوجاتا ہے۔ اس جنون کے علامات بالکل دیوانگی کے مماثل ہوتے ہین۔

(۲) امعا کے کیڑے بھی بعض اوقات دماغ پر اثر ڈالنے سے جنون پیدا کردیتے ہین یہی کیڑے کبھی کبھی مرگی کے بھی باعث ہوتے ہین۔

(۳) سر پر چوٹ کا لگنا بھی بعض اوقات جنون پیدا کرتا ہے۔ یہ جنون یا تو از قسم دیوانگی ہوا کرتا ہے یا از قسم اختلال عقل یا دونون ملکر۔ نتیجہ علاج اسپر موقوف ہے کہ چوٹ کسقدر لگی ہے۔

اگرچہ اس باب مین چند اون امراض کا خاص طور پر ذکر کیا گیا ہے جو جنون سے پہلے ہوتے ہین لیکن اور امراض بھی دل و امعا و جگر و گردہ و رحم کے ایسے ہین جنکی وجہ سے بعض اوقات جنون ہوجاتا ہے۔ امراض شہواتی بھی بعض اوقات اس قسم کا اختلال دماغی پیدا کرتے ہین جو جنون کے مثل ہوتا ہے۔

ایک قسم جنون کی اور باقی رہ گئی جسکا ذکر ہمیشہ کتابون مین ہوتا ہے۔ یہ مانو مے نیا یعنی خاص دیوانگی ہے جو ایک ہی خیال تک محدود ہوتی ہے اور مریض کو ایک خاص قسم کا وہم ہوتا ہے جسکی بنا پر وہ استدلال کرتا ہے اور اوسکے مطابق عمل کرتا ہے مثلاً یہ وہم ہوجانا کہ میرا جسم شیشے کا ہے اور ہر ایک چیز سے بدن چراتے پھرنا۔ بجز اس خاص وہم کے اوسکی حالت بالکل صحیح اور تندرست اشخاص کی سی ہوتی ہے اور وہ بالکل ہوش و حواس کی باتین کرتا ہے۔ اور اسی وجہ سے اس قسم کے جنون کی تشخیص کرنا بعض اوقات نہایت دشوار ہوتا ہے۔ خاص دیوانگی کے مریض کا چہرہ اکثر اوقات بشاش ہوتا ہے اور آنکھون مین چمک ہوتی ہے۔ بعض اوقات وہ خوش ہوتا ہے اور کبھی بدمزاج اور پرشور۔

باب سوم

جنون مین قانونی جوابدہی کہان تک ہے

باب گذشتہ مین جنون سے بحث بلحاظ طب کے کی گئی تہی اس باب مین اوسکے قانونی نتایج سے بحث کی جاوے گی۔

مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۸۴ مین لکہا ہے کہ "کوئی فعل جرم نہین ہے جسکو ایسا شخص کرے جو کرتے وقت فتور عقل کے سبب سے اپنے فعل کی ماہیت یا یہ جاننے کا قابل نہو کہ جو وہ کر رہا ہے بیجا یا خلاف قانون ہے" پس معلوم ہوا کہ محض جنون جسکی تعریف باب گذشتہ مین لکہی گئی کافی نہین ہے اور مجرم کو نتایج جرم سے بری ہونے کے لئے فتور عقل کا ثابت کرنا ضرور ہے۔ بہت سی قسمین جنون کی ہین جنمین ایسا فتور عقل نہین ہوتا کہ مریض حق و ناحق مین فرق نہ کر سکے۔ مثلاً وہ اشخاص جنکو خاص قسم کی دیوانگی رہتی ہے یا جو تصورات اور توہمات مین مبتلا ہین۔ پندرہ سال کا عرصہ ہوا مدراس پریسیڈنسی مین ایک افسر تھے جنکو کبہی کبہی ایک خاص قسم کا توہم ہوا کرتا تہا وہ وہم یہ تہا کہ مین چاندی کا ہون وہ اپنے ہاتھ کو کولہے پر رکہہ کر دوستون سے کہتے تہے کہ ڈہال کر چائے پیو اور کل امور مین اونکے ہوش حواس درست تہے۔ پس اگر اس قسم کا شخص کسی جرم قتل عمد کا مرتکب ہو تو اوسکے واسطے ایک خاص جنون کا ہونا کوئی عذر نہین سمجہا جاوے گا۔ اوسکو اس قسم کا فتور عقل ہونا چاہیئے کہ وہ اپنے فعل کی حقیقت کو سمجہنے کی صلاحیت نرکہتا ہو۔

فتور عقل ملزم جرم کو دو طرح سے بری کرتا ہے (۱) ارتکاب جرم کے وقت اوسکا فاتر العقل

ہونا اور (۲) عدالت مین جوابدہی کرتے وقت اوسکا فاترالعقل ہونا۔
مجموعۂ تعزیرات ہند کی دفعہ ۸۴ کا منشا یہ ہے۔ فرض کیا جاوے کہ کسی شخص نے کوئی
ایسا فعل کیا ہے کہ اگر وہ باحواس ہوتا تو اوسکا فعل جرم کی تعریف مین آتا مثلاً زید نے بکر کو قتل
کیا۔ اور یہ بھی ثابت ہوئے کہ زید بکر کو قتل کرتے وقت مجنون تھا۔ پس زید اس جرم کی سزا
سے بری سمجھا جاوے۔ اگر وہ بوجہ جنون کے مذکور ذیل درجہ تک ناقابل تھا۔ یعنی۔
(۱) اس درجہ تک کہ وہ اپنے فعل کی ماہیت جاننے کے قابل نہ تھا مثلاً اگر زید نے بکر کو
اس وہم سے مارا کہ وہ کسی درندہ کو مار رہا ہے یا مٹی کے گھڑے کو توڑ رہا ہے۔
(۲) اس درجہ تک کہ وہ جاننے کے قابل نہ تھا کہ وہ کوئی ناجایز یا خلاف قانون فعل کر رہا ہے
مثلاً اگر زید بکر کو مارتے وقت اس وہم مین ہو کہ بکر اوس پر جان لینے کی نیت سے حملہ کر رہا ہے
اس صورت مین زید کا جنون اوسکو اس امر کے جاننے کے ناقابل کر دیگا کہ وہ کوئی فعل خلاف
قانون کر رہا ہے کیونکہ اپنے وہم کی وجہ سے اوسکو قانوناً بکر کا قتل کرنا مباح تھا۔
برخلاف اسکے اگر یہ امر ثابت ہے کہ زید کا وہم یہ تھا کہ بکر نے اوسکے چال چلن پر حملہ کیا ہے
تو اوسوقت وہ قتل کی سزا سے بری نہین ہو سکتا کیونکہ اگر بالفرض اوسکا وہم صحیح بھی ہو تو بھی اوسکا
فعل خلاف قانون ہوگا۔ اور ایسی صورت مین اگر اوسکا خلاف نہ ثابت ہو تو احتمال یہی ہوگا کہ وہ
اپنے فعل کی ماہیت سے واقف تھا اور خلاف قانون عمل کر رہا تھا۔
پس معلوم ہوا کہ جرائم کے نتایج سے برات حاصل کرنے کے لیے فتور عقل کا ہونا لازم ہے
لیکن بار ثبوت اسکا خود ملزم کے اوپر ہے۔ یہ مسئلہ جہانتک اسکا تعلق انگلستان کے قانون سے
ہے مقدمہ سرکار بنام مکناٹن مین بہت تشریح کے ساتھ طے کیا گیا ہے۔
"ہر ایک صورت مین جوری سے یہ کہدینا ضرور ہے کہ ہر ایک شخص کی نسبت یہ خیال کیا جاتا ہے

کہ وہ باہوش ہے اور اسقدر عقل رکھتا ہے کہ اپنے کیے ہوئے جرایم کا ذمہ دار سمجھا جاویگا الّا یہ کہ اسکا خلاف اطمینان کے ساتھ ثابت ہوجاوے اور مجنونیت کا عذر اسیوقت مین بکار آمد ہوسکتا ہے جب کہ ثابت ہوجاوے کہ ارتکاب جرم کے وقت ملزم مین بوجہ مرض دماغی کے ایسا فتور عقل تہا کہ اپنے فعل کی ماہیت اور حقیقت کو نہین جان سکتا تہا اور اگر جانتا بہی تہا تو یہ نہین جانتا تہا کہ اوسکا فعل خلاف قانون ہے اس اخیر امر کے متعلق جوری سے عموماً یہ سوال ہوتا ہے کہ آیا ملزم ارتکاب فعل کے وقت حق و ناحق مین امتیاز کر سکتا تہا یا نہین اور اگرچہ اس سوال کے جواب مین جوری سے بہت کم غلطی ہوتی ہے لیکن زیادہ تر عمدہ طریقہ سوال کا یہ ہے کہ خاص اوس فعل کے متعلق سوال کیا جاوے اور پوچھا جاوے کہ آیا ملزم اوس خاص فعل کے روا یا ناروا ہونے کو سمجھتا تہا یا نہین - اس قسم کا سوال ہی کہ آیا ملزم ارتکاب فعل کے وقت قانون ملک سے واقف تہا یا نہین جوری کو شبہہ مین ڈال سکتا ہے اور یہ خیال پیدا کرسکتا ہے کہ قانون ملکی کا علم سزایابی کے واسطے ضرور ہے حالانکہ قانونی اصول یہ ہے کہ ہر شخص کی نسبت مفروض ہے کہ وہ قانون سے واقف ہے خواہ اوسکے علم کا ثبوت پیش ہو یا نہو - اگر ملزم کو یہ معلوم تہا کہ اوسکا فعل نادرست تہا اور وہ فعل خلاف قانون ملکی بہی ہو تو اوسکو ضرور سزا ہوگی اور اسی وجہ سے عام طریقہ کارروائی یہ ہوتا ہے کہ اس امر کا قرار دینا کہ آیا ملزم اسقدر ہوش و حواس رکہتا تہا کہ وہ اپنے فعل کے بیجا ہونے کو جانے جوری کے اوپر چہوڑ دینا چاہیے اور یہی درست طریقہ ہے - جج کا کام فقط اسیقدر ہے کہ وہ ہر ایک مقدمہ کے حالات کو اچہی طرح سے جوری کے ذہن نشین کردے تاکہ جوری کو اس امر کے فیصلہ مین پوری مدد ملے"۔

اسی مقدمہ مین جنون اور فتور عقل مین فرق نہایت تصریح کے ساتھ بیان کیا گیا ہے صاحبان جج فرماتے ہین - "ہماری راے مین بلحاظ ذمہ داری نتایج جرایم مجنون کو اوسی حالت مین سمجھنا چاہیے

کہ گویا وہ امر جسکا اوسکو وہم ہے فی الواقع موجود ہے مثلاً اگر اوسکا وہم یہ ہے کہ کوئی دوسرا شخص قتل کی نیت سے اوسپر حملہ کر رہا ہے اور وہ ایسے شخص کو مار ڈالے تو وہ بری الذمہ سمجھا جاویگا لیکن اگر اوسکا وہم یہ ہو کہ مقتول نے اوسکے چال چلن یا مال کو نقصان عظیم پہنچایا ہے اور اوسکے انتقام مین اوسنے مقتول کو مارا ہو تو وہ سزا پاویگا" البتہ سزا کی قسم اور مدت مقدمہ کے مجموعی حالات کے لحاظ سے ہوگی اور ممکن ہے کہ قصاص کی سزا نہ دی جاوے۔

واقعات کا اثر سزا پر کہاں تک پڑتا ہے۔ اسکی ایک عمدہ مثال نشے کی حالت ہے۔ قانونی مسئلہ یہ ہے کہ محض نشے مین ہونا (جسوقت کہ یہ حالت ملزم کی اوسکے علم اور ارادہ سے ہوئی ہو) اوسکو نتائج جرائم سے بری نہین کرتا۔ لیکن خاص صورتین ایسی ہوسکتی ہین (مثلاً جن جرائم مین ارادہ جزو اعظم سمجھا جاتا ہے) جنمین بلحاظ واقعات کے ملزم کو اخیر درجہ کی سزا نہ دیجاوے۔ مثلاً اگر کوئی شخص نشے کی حالت مین کسی کو گھونسا مارے اور وہ مر جاوے تو ملزم کو اس امر کے ثابت کرنے کا موقع دیا جاویگا کہ اوسکا ارادہ قتل کا نہ تھا اور اوسکا جرم قتل عمد نہین سمجھا جاوے گا بلکہ قتل انسان مستلزم سزا۔ انگلستان کے قانون مین یہ مسئلہ نہایت صاف اور صریح طور سے دکھایا گیا ہے البتہ مجموعہ تعزیرات ہند کی دفعہ ۸۶ اسقدر صاف نہین ہے۔ "جن حالتون مین کوئی فعل جسکا ارتکاب ہوا ہے جرم نہین ہے سوائے اوس حالت کے کہ وہ کسی خاص علم یا نیت سے کیا گیا ہے اون حالتون مین اوس شخص کے ساتھ جو نشہ کی حالت مین اوس فعل کا ارتکاب کرے اوسیطرح عمل کیا جاویگا کہ گویا اوسکو وہی علم تھا جو اوسکو نشہ نہونے کی حالت مین ہوتا بجز اسکے کہ وہ شے جس سے اوسکو نشہ ہوا اوس شخص کے بے علم یا خلاف مرضی اوسکو دی گئی ہو"۔ اس دفعہ کی منشا کی حرف بحرف تعمیل محالات سے ہے۔ اسٹارلنگ نے ایک مقدمہ لکھا ہے (سرکار بنام رام سہای بہر ویکلی رپورٹر سنہ ۱۸۶۴ء مقدمات فوجداری نمبر ۲۴) جسمین یہ امر فیصل ہوا ہے کہ حالت نشہ مین باہم

نشہ کی صورت مین اگرچہ بالا ارادہ نشہ مین ہونا جرم کی تخفیف نہین کرتا لیکن اس حالت کا اثر البتہ ارادہ پر ضرور پڑتا ہے" اسٹارلنگ ایک اور صورت یہ فرض کرتا ہے جسمین ایک شخص حالت نشہ مین جعلی نوٹ فروخت کرتا ہے جسکو وہ ثبات عقل کی حالت مین فروخت کرتا یا نہ کرتا ایسی صورت مین ظاہر ہے کہ "قانون ایک ایسے شخص کی طرف جو نشہ مین ہے بہ نسبت اوس کے جو ثابت العقل ہے زیادہ ارادہ اور نیت تو نہین منسوب کریگا اور پیروکار کو واقعات کی رو سے ارادہ و نیت کا ثابت کرنا ضرور ہے اور عدالت اور جوری کو اختیار ہے کہ وہ ملزم کے نشہ مین ہونیکا لحاظ اوس پر کرین۔

اگرچہ دفعہ ۸۶ کے الفاظ سے یہ منشا قانون کا نہین پایا جاتا لیکن فی الواقع بلا ارادہ نشہ مین ہونا نہ فقط تخفیف جرم کا باعث ہوسکتا ہے بلکہ ممکن ہے کہ اوسکو بری کردے۔ دم دم کا خون کا مقدمہ جو اوایل ۱۸۹۰ع مین ہوا اسی کی ایک مثال ہے۔ اس مقدمہ مین تین سولجرون نے جنکا حالت نشہ مین ہونا ثابت ہوا ایک بنگالی پر بلا سبب حملہ کیا اور اوسکو ایک تالاب کے اندر پناہ لینے پر مجبور کیا۔ جسوقت وہ تالاب کے اندر تھا انمین سے ایک نے اوسکو گولی ماری پہلے تو تینون ملزمین کی نسبت جرم ثابت ہوا لیکن اپیل مین رہا ہوگئے کیونکہ اس امر کا قرار دینا مشکل تھا کہ ان تینون مین سے کون ذمہ دار گولی مارنے کا تھا۔

جوابدہی کرنے کے وقت فتور عقل کے بارہ مین ضابطہ فوجداری کا منشا بہت صاف اور صریح ہے دفعہ ۴۶۴ و دفعہ ۴۶۵ مین کہا ہے "کہ جب کوئی شخص ملزم فاتر العقل اور اسوجہ سے جوابدہی کرنے کے غیر قابل ہو" تو مجسٹریٹ جو تحقیقات یا تجویز مین مصروف ہو یا عدالت سشن یا ہائیکورٹ درصورتیکہ مقدمہ ان عدالتون مین پیش ہو پہلے اس شخص کے فاتر العقلی کی تحقیقات کریگی اور اگر فاتر العقلی ثابت ہو تو مقدمہ ملتوی کردیا جاوے گا۔ دفعہ ۴۶۴ کی رو سے مجسٹریٹ اس شخص کا معائنہ ضلع کے صاحب سول سرجن یا دوسرے عہدہ دار صیغہ ڈاکٹری سے [illegible]

لوکل گورنمنٹ ہدایت کرے کرایگا بعدازان سول سرجن یا دوسرے عہدہ دار صیغہ ڈاکٹری کو گواہ قرار دیکر اوسکا اظہار قلمبند کرے گا"۔ ان صورتون مین جس امر کی طرف مجسٹریٹ یا جج کو زیادہ تر توجہ چاہیئے وہ یہ ہی کہ فتور عقل اصلی ہی یا مصنوعی کیونکہ مصنوعی جنون اکثر اوقات سشن سپرد ہونے کے بعد بنایا جاتا ہے۔

جو اشخاص گونگے اور بہرے ہین وہ بھی جوابدہی کی حالت مین قانون ہندوستان کی روسے مثل اشخاص فاترالعقل کے سمجھے جاتے ہین۔ البتہ ایسی صورتون مین دوامر کا نہایت احتیاط سے معلوم کرنا ضرور ہے (۱) آیا یہ معذوری اصلی ہے یا مصنوعی (۲) یہ معذوری اس درجہ کی ہے کہ ملزم فرد قرارداد جرم کے سمجھنے کے ناقابل ہے۔ اگر کوئی شخص فقط گونگا یا فقط بہرا ہو تو اوسکو خود قرارداد جرم سمجھائی جاسکتی ہے اور وہ جوابدہی کرسکتا ہے لیکن اگر گونگا اور بہرا دونون ہو تو البتہ سمجھنے مین دشواری ہے۔ ایسی صورت پیش آسکتی ہے کہ کوئی شخص بالکل بہرا اور گونگا ہو لیکن ہوش وحواس اوسکے ایسے درست ہون کہ وہ نتائج افعال کو سمجھ سکے اور اسکے ساتھ ہی محض اسوجہ سے بری ہوجاوے کہ وہ جوابدہی کرنے کی صلاحیت نہین رکھتا۔ قانون انگلستان کے بموجب اوسکا ہوشیار اور باشعور ہونا دریافت کیا جانا چاہیئے اس بحث مین مشہور مقدمہ سرکار بنام پریچرڈ کا ہے جسمین جوری سے یہ کہا گیا۔

"تین امور کی نسبت دریافت ضرور ہے (۱) آیا ملزم گونگا ہے یا نہین (۲) آیا ملزم الزام کا جواب دیسکتا ہے یا نہین (۳) آیا ملزم کو اسقدر عقل ہے کہ کارروائی عدالت کو بخوبی سمجھ سکے اور جوابدہی کرسکے اور تم مین سے کسی کی نسبت عذر پیش کرسکے اور اس نازک تحقیقات کی ہر ایک تفصیل کو سمجھ کر شہادت کی بخوبی تنقیح کرسکے۔ اگر ان تنقیحون پر آپ لوگون کی راے ہے کہ ملزم پر واقعات اسطرح پر ظاہر نہین کئے جاسکتے ہین کہ وہ جوابدہی کرسکے تو آپ کو یہ فیصلہ کرنا چاہئے

کہ ملزم فاترالعقل ہے۔ اسقدر کافی نہین ہے کہ وہ عمومی امور کی نسبت اپنے خیالات ظاہر کرنے پر قادر ہو"۔ اس مقدمہ مین جوری نے ملزم کو فاترالعقل قرار دیا۔ اس قسم کے اشخاص فاترالعقل کے واسطے ضابطہ فوجداری مین بندوبست کیا گیا ہے۔ لیکن گونگون اور بہرون کے بارہ مین ہندوستان کا قانون ساکت ہے اور یہ ایک نقص ہے علی الخصوص اس زمانہ مین جبکہ ان اشخاص کی تعلیم مین بڑی ترقی ہوئی ہے۔

جو اصول قانونی مجنون ملزمین کے واسطے بنائے گئے وہی مجنون گواہون کی صورت مین بھی چسپان ہین۔ قانون شہادت کی دفعہ ۱۱۸ کی تشریح مین لکھا ہے "ایک شخص مجنون کی گواہی دینا ناجایز نہین ہے الا اوس حال مین کہ وہ جنون کے باعث اون سوالات کے سمجھنے مین جو اوس سے پوچھے جایئن اور اونکے معقول جواب دینے مین معذور ہو" ایک صاحب اپنا ذاتی علم ایک عجیب واقعہ کی نسبت بیان کرتے ہین۔ "ستائیس سال کا عرصہ ہوا کہ ایک صاحب جو ایک مشہور آڑہت مین شریک تھے دفعۃً مجنون ہوگئے۔ اونکو وہم یہ تھا کہ مین عیسی مسیح ہون اور میرا فرض تمام عالم کے لوگون کو ہدایت کرنے کا ہے۔ اور کُل امور مین اونکے حواس بجا تھے۔ مین ان صاحب سے ایک صحبت مین ملا اور دیر تک اون سے باتین کرتا رہا۔ تھوڑی دیر کے بعد اونہون نے مجھسے کہا کہ تم جانتے ہو مین کون ہون مین عیسی مسیح ہون۔ یہ جو سیٹھی میری گھڑی کی زنجیر مین لگی ہوئی ہے اگر مین اسکو بجاؤن تو تمام دنیا ایک آن مین ایمان لاوے۔ لیکن مین ؎ کرنا نہین چاہتا ہون۔ مین نے ایک اخبار لیا ہے مین اوسکا فوٹو لونگا اور تمام دنیا مین تقسیم کرونگا مجھے اِس تقریر کے سننے سے جو حیرت ہوئی وہ بیان سے باہر ہے۔ اسکے بعد وہ صاحب اچھے ہوگئے" اس خاص صورت مین یہ شخص بخوبی گواہی دینے کے قابل تھا اور کسی ایک واقعہ کی بہت سمجھ کے ساتھ اور معتبر گواہی دے سکتا تھا۔ اوسکی بے اعتباری اونہین امور مین

تھی جو اوسکے خاص وہم سے متعلق تھے۔

ایک مقدمہ فوجداری مین ایک گونگے اور بہرے کی گواہی لی گئی۔ جرم ڈکیتی کا تھا اور گونگا اور بہرا چشم دید گواہ تھا یہ شخص نہایت تیز فہم تھا اور اسنے اشارات کے ذریعہ سے سوالات کو بخوبی سمجھ لیا اور سارے واقعہ کو اشارون مین بیان کر دیا۔ ملزم کی طرف اشارہ کیا اسکے بعد اوسکا دبے پاؤن مدعی کی طرف جانا اور پھر مدعی کو مارنا اور لوٹنا سب اشارے اور حرکات سے کر دکھایا۔ مال مسروقہ کے متعلق دوسری شہادت بھی موجود تھی اور ملزم نے سزا پائی اور اپیل سے بھی سزا بحال رہی۔ اس مقدمہ مین دشواری حلف کے دینے مین ہوئی لیکن گواہ نے اشارات سے ظاہر کیا کہ مین جانتا ہون کہ معاملہ بہت سنگین ہے اور اگر جھوٹ بولونگا تو سزا پاؤنگا اور اسقدر اس ملک کے گواہون کیواسطے کافی ہے کیونکہ اس ملک مین اوتنا خوف مذہب کا نہین ہے جیسا کہ انگلستان مین۔ مقدمہ سرکار بنام جیاکسن (بڈ فورڈ ۱۸۴۴ء) مین الڈرسن نے یہ راے دی کہ گونگے اور بہرے گواہ کی گواہی لینے سے پہلے اس امر کی نسبت اطمینان کر لینا ضرور ہے کہ وہ حلف کی عظمت کو سمجھتا ہے یا نہین

وصیت کرنے کی صلاحیت یعنی موصی کا دماغ صحیح اور اوسمین ارادہ ہونا چاہیئے۔ اس صورت مین بھی فاترالعقل اور جنون کا احتمال عائد ہوتا ہے۔ لیکن یہ ثابت ہونا چاہیئے کہ وصیت کرتے وقت موصی ناقابل وصیت تھا اس درجہ تک کہ (۱) وہ اس فعل کی ماہیت سے جو کر رہا تھا ناواقف تھا (۲) پوری طرح سے اوس فعل کے نتائج سے واقف نہین تھا۔ (۳) اوسنے اس قسم کی وصیت اور تقسیم جایداد کی ہے کہ اگر وہ ثابت الحواس ہوتا اور کسی وہم مین مبتلا نہوتا تو ہرگز نہ کرتا (دیکھو مقدمہ بیانکس بنام گوڈفیلو اور مقدمہ اسمی بنام اسمی)

ڈاکٹر ٹیلر لکھتے ہین کہ سب سے عمدہ ثبوت صلاحیت توصیہ کا یہ ہے کہ موصی دستخط کرتے وقت اپنی جایداد کی تفصیل سے اور کل وارثین کے مختلف مدارج حقوق سے بخوبی واقف ہو۔ اگر

بالفرض دستخط سے پہلے یا دستخط کے بعد اوسکی عقل مین فتور آجاوے لیکن دستخط کرتے وقت اوسکے ہوش بجا ہون تو ماقبل اور مابعد کی فتور عقل کا اثر وصیت نامہ پر نہین پڑتا - پس قانوناً وہ وصیت جو مجنون وقفہ صحت کے زمانہ مین کرے بالکل درست ہے البتہ اگر وصیت سے ماقبل اور مابعد موصی کا مجنون ہونا ثابت ہو تو بار ثبوت اس امر کا کہ موصی وصیت کرتے وقت حالت صحت مین تہا اوس فریق کے ذمہ ہوگا جو اسکا دعوی کرے -

محض جسمانی علالت جب تک اوسکا اثر دماغ اور عقل پر نہ پڑے مبطل وصیت نہین ہے -

اس بحث مین مشہور مقدمہ ڈجیس آف منیاچسٹر کا ہے اس مقدمہ مین ثابت ہوا کہ وصیت سے ایک مہینہ قبل سے ڈچیس پر صدمات ہوتے تہے - یکم اکتوبر کو اوسے ایک اور دورہ ہوا اور بعض گواہون کا بیان تہا کہ یہ دورہ دیوانگی کا تہا اور اوسکے ساتہہ ورم دماغ تہا - ڈچیس کا وصیت نامہ ۲۶ اکتوبر کو دستخط ہوا اور وہ ۲۱ نومبر کو مرگئی - یہہ بہی ثابت ہوا کہ وصیت نامہ پر دستخط سے ماقبل اور نیز مابعد اوسکو توہمات جنون ہوئے تہے - وصیت نامہ کے گواہون مین سے ایک گواہ گہر کا ڈاکٹر تہا جسنے حلف کیا کہ وصیت کرتے وقت متوفیہ بالکل حواسون مین تہی اور اپنے فعل کی ماہیت کو سمجہتی تہی - امر تنقیح طلب یہ تہا کہ آیا وصیت نامہ پر دستخط کرتے وقت وہ ثابت العقل تہی یا نہین - جوری نے یہ فیصلہ کیا کہ وہ ثابت العقل تہی - بعد اسکے مقدمہ کو ازسرنو چلانے کی اجازت ملی لیکن اسکی نوبت نہین آئی جب کوئی طبیب وصیت نامہ پر گواہی کرتا ہے تو اوسکو ضرور ہے کہ موصی کے ثابت العقل ہونے کا پورا اطمینان کرلیوے فی الواقع طبیب کی گواہی اس امر کی شہادت ہے کہ موصی نے ثبات عقل کی حالت مین وصیت کی -

مجانین کے حقوق قانونی اور آزادی کے بارہ مین یہ قاعدہ ہے کہ اگر مجنون کا ناقابل اور فاترالعقل ہونا ثابت ہوجاوے تو اوس سے اپنی جائداد کا انتظام لے لیا جاتا ہے اور ایک دوسرے شخص کے سپرد ہوجاتا ہے - اس بحث کے متعلق ہندوستان کا قانون ایکٹ ۳۴ و ۳۵ ۱۸۵۸ع مین مندرج ہے

انہین سے ایکٹ ۳۴ ہائی کورٹ سے متعلق ہے اور ایکٹ ۳۵ دوسری عدالتون سے ۔ اس صورت مین بھی ثابت ہونا چاہئیے کہ مجنون بسبب فاترالعقل ہے کہ انتظام جایداد کی صلاحیت نہین رکہتا ۔ محض کجروی طبیعت یا خاص جنون مانع انتظام نہین ہے البتہ اگر اوسکے توہمات اوسکو خطرناک بنادیوین تو اوس صورت مین اوسکو زیر حراست رکہنا ضرور پڑے گا ۔

۵ مجرم جو مجنون ہین (یعنی جنکی نسبت ثابت ہوا ہے کہ وہ ارتکاب جرم کے وقت فاترالعقل تھے یا فتور عقل کی وجہ سے جوابدہی نہ کرسکے) عدالت کے حکم سے دارالمجانین مین بھیجدئے جاتے ہین ۔ عام مجانین اوسوقت مین لئے جاوینگے جبکہ اونکو مجسٹریٹ یا کمشنر پولس یا کوئی عدالت دیوانی دارالمجانین مین بہیجے ۔ اس صورت مین ایک ہی سارٹیفکٹ طبیب کافی ہوتا ہے اور یہ سارٹیفکٹ بعد اوس قسم کے امتحان کے جسکا ذکر ایکٹ مین کیا گیا ہے اور بموجب نمونہ مندرجہ ایکٹ کے ہونا چاہئیے ۔ پریسیڈنسی کے اور اسٹریٹ سٹلمنٹ کے پاگل خانون مین داخل ہونے کے واسطے مجسٹریٹ یا کمشنر پولیس یا عدالت دیوانی کے حکم کی ضرورت نہین ہے بلکہ ہر ایک مجنون انہین داخل ہوسکتا ہے بشرطیکہ اوسکے پاس ایک تحتہ (بموجب نمونہ (ب) کے) ہو جسپر دو ڈاکٹرون یا سرجنون کے دستخط ہون اور انہین سے ایک ڈاکٹر یا تو پریسیڈنسی کا ڈاکٹر ہو یا ملازم سرکاری ہو ۔ دارالمجانین کے متعلق کل امور بنہایت تصریح کے ساتھ ایکٹ مین مندرج ہین اور کارروائی کیواسطے اس ایکٹ کی طرف رجوع کرنا چاہئیے ۔

تمت بالخیر

ضمیمہ (الف)

امتحانات متعلقہ میڈیکل جیورس پروڈنس موجب جنرل آرڈر

نمبر ۱۰۶۲ مورخہ ۳۰ مئی سنہ ۱۸۸۳ء

ہدایات مندرجہ ذیل دو حصون پر منقسم ہین۔

(۱) قواعد واسطے ہدایت صاحبان مجسٹریٹ و عہدہ داران پولیس کے۔

(۲) قواعد واسطے ہدایت عہدہ داران صیغہ ڈاکٹری۔

انمین سے کوئی حصہ بطور خود کامل نہین ہے بلکہ ایک حصہ کو دوسرے کا جز سمجھنا چاہیے۔

حصہ اول

(۱) کل اون مقدمات مین جہان زہرخورانی کا شبہ ہو کیمیکل اگزامنر کے امتحان کے واسطے اشیا بھیجنے کے متعلق قواعد مندرجہ ذیل واسطے ہدایت صاحبان مجسٹریٹ و صاحبان سپرنڈنٹ و اسسٹنٹ سپرنڈنٹ پولس شائع کیے جاتے ہین۔

(۲) آیندہ سے عہدہ داران صیغہ ڈاکٹری کوئی اشیا واسطے امتحان کے کیمیکل اگزامنر کے پاس نہین بھیجین گے مگر اوس صورت مین جب اونکو اس بارہ مین کوئی حکم منجانب مجسٹریٹ یا سپرنڈنٹ یا اسسٹنٹ سپرنڈنٹ پولیس ملا ہو۔ اور اسوجہ سے ضرور ہے کہ ایسے احکام جلد اور بلا تاخیر جاری کیے جاوین۔ اگر طبیب کی راے مین کیمیکل اگزامنر کی راے کا معلوم کرنا مناسب ہو تو ان احکام کا جاری ہونا ضرور ہے اسیطرح اگر مجسٹریٹ یا سپرنڈنٹ یا اسسٹنٹ سپرنڈنٹ پولیس کیمیکل اگزامنر کی

راے کا لینا مناسب سمجھین تو وہ حکم دیسکتے ہین اگرچہ اونکی راے طبیب کی راے کے خلاف کیون نہو۔

(۳) جسوقت صاحبان مجسٹریٹ یا صاحبان سپرنٹنڈنٹ یا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کسی طبیب کو اشیا کے امتحان کی غرض سے کیمیکل اگزامنر کے پاس بھیجنے کا حکم دیوین تو اونکو لازم ہے کہ کیمیکل اگزامنر کو بھی اس حکم کے نمبر اور تاریخ اور نیز مختصر کیفیت مقدمہ سے اطلاع دیوین۔

(۴) اون مقدمات مین جہان زہر خورانی کا شبہہ ہے صاحبان مجسٹریٹ اور صاحبان سپرنٹنڈنٹ یا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو مندرجہ ذیل امور کی نسبت کیمیکل اگزامنر کو اطلاع دینی چاہیے۔

(الف) اخیر غذا کے کہانے یا مشروب کے پینے سے کتنی دیر کے بعد پہلے علامات زہر خورانی شروع ہوئی۔

(ب) اگر مسموم مرگیا ہے تو اخیر غذا کے کہانے یا مشروب کے پینے سے کتنی دیر کے بعد ہلاکت وقوع مین آئی۔

(ج) پہلے علامات کیا تھے۔

(د) علامات مندرجہ ذیل مین سے کوئی علامات موجود تھے یا نہین۔

(۱) قے اور دست۔

(۲) گہری نیند۔

(۳) حلق اور جلد مین ٹرٹراہٹ۔

(۴) صدمے یا عضلات کا کہچنا۔

(۵) سرسام اور ہذیان اور خیالی چیزون کا پکڑنا۔

(۶) علاوہ انکے اور کوئی علامات بہی دیکھے گئے یا نہین۔

(۷) علاوہ مسموم کے اور اشخاص نے بھی مشتبہ غذا یا مشروب کو استعمال کیا تھا یا نہین اور کیا اونپر بھی یہی علامات طاری ہوئے تھے ۔

(۵) اور کوئی امر بھی جس سے قسم زہر کے تشخیص کرنے مین مدد ملے لکھ دینا چاہیئے ۔

(۶) تجزیہ کیمیائی کے متعلق طبیبون کے سارٹیفکیٹ نہین لئے جاوینگے کیونکہ وہ اس قسم کے تجزیہ کے واسطے جو عدالتی ضرورتون مین بکار آمد ہو سامان نہین رکھتے ہین ۔ یہان کوئی طبیب جسکے پاس خوردبین ہو تازہ خون کے دہبون اور منی کے دہبون کا امتحان کرسکتا ہے ۔

(۷) کل اون صورتون مین جہان انسان یا مویشی کے زہرخورانی کا شبہہ ہے مناسب ہے کہ کل اشیا کو جنکا تجزیہ منظور ہے نزدیک کے نزدیک کا طبیب بند کرکے کیمکل اگزامنر کے پاس بہیجدیوے ۔ اگر کسی خاص وجہ سے ان اشیا کو براہ راست کیمکل اگزامنر کے پاس بہیجنے کی ضرورت ہو تو ہدایات مندرجہ حصۂ دوم دفعات ۲ لغایت ۱۰ کی نہایت احتیاط سے تعمیل ہونی چاہیئے ۔

(۸) مشکوک خون کے دہبے ۔ جن اشیا مین خون کے دہبے کا امتحان منظور ہے وہ اگر مناسب سمجھا جاوے تو براہ راست کیمکل اگزامنر کے پاس (دیکھو دفعہ ۶) بپابندی قواعد مندرجہ ذیل روانہ کردئے جاوین ۔

(۱) اگر کپڑے بہیجے جاوین تو جن مقامات پر دہبے ہون وہان پنسل یا الپین سے نشان بنا دینا چاہیئے ۔ اگر دیوار یا گچ یا زمین یا اسباب خانہ پر دہبے ہون تو اونکو کہرچنا نہین چاہیئے بلکہ جس مقام پر دہبہ ہے اوسکو کاٹ کر باہر نکال لینا چاہیئے ۔ اور جو اشیا ٹوٹنے والی ہون (مثلاً گچ کا چونا) اونکو روئی مین لپیٹ کر احتیاط سے بکس کے اندر بند کرنا چاہیئے تاکہ اون کو گزند نہ پہونچے ۔

(۲) جن اشیا کا امتحان منظور ہے اونپر چٹھیان لگانی چاہئین اور ہر ایک چٹھی پر بھیجنے والے افسر کا دستخط اور نمبر اور تاریخ اوس خط کی جسکے ذریعہ سے وہ روانہ کی گئی ہین - بھیجنے والے افسر کو چاہیئے کہ کل پولندون پر مہر کر دے اور اونکو اسطرح سے بند کرے کہ بلا مہر توڑے ہوے کھولنا ممکن نہو - ایک ہی مہر کو (خواہ وہ ذاتی مہر ہو یا سرکاری مہر جو بزیر حفاظت رہتی ہو) شروع سے اخیر تک استعمال کرنا چاہیے - ان اشیا کے بھیجنے کی اطلاع بذریعہ تحریر کے ہونی چاہیئے جو علیحدہ روانہ کی جاوے گی - اس خط مین مندرجہ ذیل چیزین ہونگی -

(۱) اوس مہر کی جو پولندون پر ہوئی ہے صورت اور بیان -

(۲) فہرست اشیا مرسلہ اور وہ کسطرح پر روانہ کی گئی ہین -

(۳) آیا کسی ہتیار یا کپڑے وغیرہ کو بعد امتحان کے واپس کرنیکی ضرورت ہے

(۹) متفرق امتحانات - سکجات دستاویزات نمکیات اور عرقیات کے بھیجنے مین مجسٹریٹون کو چاہیئے کہ ہدایات مندرجہ دفعہ ۸ ضمن ہ اور ہدایات مندرجہ حصہ دوم دفعہ ۱۱ کی جہان تک وہ متعلق ہون پابندی کرین - اونکو چاہیئے کہ کیمیکل اگزامنر کو تحریر کرتے وقت اوسکو امتحان کے اغراض سے اطلاع دیوین اور نیز کل ایسے امور سے جو امتحان مین بکار آمد ہون -

(۱۰) پانی کا کیمیائی امتحان - دیکھو حصہ دوم دفعہ ۱۵ -

حصہ دوم

قواعد واسطے ہدایت عہدہ داران صیغہ ڈاکٹری

(۱) عہدہ داران صیغہ ڈاکٹری کو جنکے تحت مین اسپتال یا دواخانے ہین ضرور ہے کہ ایک

مقدار تفصیلیڈ اسپرٹ کی اور ضروری بوتلین اور ظروف وغیرہ کیمیکل اگزامنر کے پاس احشا وغیرہ بھیجنے کیواسطے مہیا کرین - ان صورتون مین جہان زہر خورانی کا شبہ ہے نہایت ضرور ہے کہ احشا وغیرہ جنمین بوسیدگی کا احتمال ہے بسرعت ممکنہ اسپرٹ مین رکھدی جائین اور ہر قسم کی احتیاط برتی جاوے کہ عدالت مین ان اشیا کی شناخت مین شک نہ واقع ہو یا یہ خیال نہ پیدا ہو کہ کسی اشیا کے ساتھ اتفاقا ممزوج ہوگئے ہین یا انمین بیجا طور پر دست اندازی کی گئی ہے -

(۲) پوسٹ مارٹم یعنی لاش کا امتحان جب کبھی مجسٹریٹ یا عہدہ دار پولیس اوسکی خواہش کرین بلحاظ واقعات کے جسقدر تکمیل کے ساتھ ممکن ہو کرنا چاہیے - طبیبون کا عذر کہ وہ زچگی یا کسی اور علاج مین مصروف ہین اونکو اس نامرغوب امتحان لاش سے بچنے کے لئے کافی نہین سمجھا جاویگا کیونکہ یہ ایک بہت بڑا فرض منصبی طبیب کا ہے - زیادہ دیر کی بوسیدگی علامات ظاہری کی تشخیص کی مانع نہین ہے اور جس صورت مین لاش اسقدر بوسیدہ ہو کہ اوسکی تشریح نہین ہوسکتی تب بھی احشا امتحان کے واسطے بھیجے جا سکتے ہین -

(۳) لاش کے امتحان مین جب کبھی شبہہ زہر خورانی کا ہو تو معدہ کے دونون سرون کو ... کر ... جانب کو دو گرہین دینی چاہین تا کہ اونکا مادہ اندرونی نہ نکل آوے اور اوسکو ... جسم سے باہر نکالنا چاہیے کہ وہ سکے اندر کا مادہ اندر ہی رہے - اسکے بعد معدہ کو کاٹ کر اسکے اندر کے مادہ کو ایک بالکل صاف بوتل مین رکھنا چاہیے - پھر معدہ کی میوکس ممبرین (غشائے لعابی) کو نہایت غور سے امتحان کرنا چاہیے اور اگر اوسمین کسی قسم کی چیز لگی ہوئی ہو تو اوسکو موچنے سے نکالکر علیحدہ شیشے مین روانگی کے واسطے بند کرنا چاہیے منہ اور حلق کے غشائے لعابی کا امتحان کرنا چاہیئے اور انمین اگر کوئی غیر معمولی علامت ہو تو اوسکو قلمبند کرنا چاہیے -

(۴) جن صورتون مین احتمال ہو کہ متوفی زہر خورانی سے مرا ہے تو مندرجہ ذیل اعضا اور اشیا کو

امتحان کیواسطے علیحدہ علیحدہ بوتلون مین بھیجنا چاہیئے۔

(الف) معدہ۔

(ب) معدہ کے اندر کا مادہ۔ اسکو معدہ کے ساتھ بھی رکھ سکتے ہین۔

(ج) مشتبہ اجزا جو معدہ کے غشاء لعابی کے اوپر ملے ہون۔

(د) ایک ٹکڑا جگر کا جو وزن مین ۱۶ اونس سے کم نہو اور اگر اس سے کم ہو تو پورا جگر اور ایک گردہ۔

(ہ) قے ہوئی ہو تو مادہ قے شدہ۔ پہلی اور پچھلی قیئین اگر ممکن ہو تو علیحدہ ظروف مین بھیجی جاوین اور بوتل پر لکھدیا جاوے کہ قے کس وقت ہوئی ہے۔ قے جو مٹی مین ملگئی ہو اوسکے واسطے خاص ہدایت دفعہ ۶ مین دی گئی ہے۔

(و) جو اسپرٹ استعمال کی گئی ہو اوسکے چار اونس بطور نمونہ۔ اگر یہ شبہ ہے کہ نباتی سم کا استعمال ہوا ہے تو مندرجہ ذیل اشیا بھی بھیجنی چاہئین۔

(ز) چھوٹی امعا کا اندرونی مادہ۔

(ح) علامات شروع ہونے کے بعد جو پیشاب علیحدہ لیا گیا ہو یا بعد موت کے مثانہ مین پایا جاوے۔

(۵) جیسا کہ اشیاے مندرجہ دفعہ ۱ اکی روانگی کے بارہ مین لکھا گیا ہے (الف) و (د) و (ز) و (ح) مین تیز میتھیلیٹڈ اسپرٹ کو شریک کرنا چاہیئے اور (ب) و (ہ) مین بھی بشرطیکہ الکحل سے مسموم ہونے کا شبہ نہو (ج) مین اسپرٹ شریک کرنے کی ضرورت نہین ہے اسکی احتیاط چاہیئے کہ کوئی ظرف جسمین کوئی شے رقیق ہو بالکل بھرا ہوا نہو۔

(۶) اکثر مادہ قے اور دست مٹی مین ملا ہوا طبیب کے پاس آتا ہے اگر مٹی اسقدر ہو کہ مادہ

کی بدبو کو دبا دے تو اوسکو خشک بند کر کے روانہ کر سکتے ہین ورنہ اسپرٹ مین۔ اگر یہ مادے
زمین پر گر پڑے ہین تو اونکو علیحدہ اور اوپر اوپر سے چن لینا چاہیے بلا اسکے کہ نیچے سے زیادہ مٹی اونکے
ساتھ آوے۔ اور ہر کی کھرچن کو علیحدہ بند کرنا چاہیے۔ اون صورتون مین بھی جہان بالفرض زہر خورانی
کا شبہ ہے ادہی انچ سے زیادہ مٹی کھرچنے کی ضرورت کم واقع ہوتی ہے بشرطیکہ زمین بالکل زرخود
بجز اون صورتون کے جہان خارجی زہر خورانی کا شبہ ہے براز کا دینا غیر ضروری ہے۔

(۷) اگر اشیا خوردنی یا ادویہ کی نسبت شبہ ہے کہ زہر انکے ذریعہ سے دیا گیا ہے تو انمین
سے ہر ایک کو علیحدہ رکھنا اور جو انمین سے سڑنے والی ہون انہین اسپرٹ مین رکھنی چاہیے
میوجات مثلاً کیلے یا شریفے کی نسبت اگر مسموم ہونے کا شبہ ہو تو انکو غور سے دیکھنا چاہیے اور اگر
انمین کوئی سوئی خارجی لگی ہو تو اوسکو امتحان کے واسطے بھیجنا چاہیے۔ اگر کوئی مشتبہ چیز نہ پائی جاوے
تو خود ذیل کو روانہ کر دینا چاہیے۔

(۸) زہر خورانی کی مشتبہ صورتون مین لاش کے امتحان اور کل سڑنے والی احشا کو اسپرٹ
مین رکھنے کے بعد طبیب کو چاہیے کہ ایک رپورٹ اس امتحان کی پولیس کے پاس بھیجے اور مجسٹریٹ
یا سپرنٹنڈنٹ یا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس کے حکم آنے کے بعد (اور ہرگز بلا اس حکم کے اور اس سے
پہلے نہین) احشا کو امتحان کیواسطے کیمیکل اگزامنر گورنمنٹ کے پاس بھیجے۔

اون صورتون مین بھی جہان ہلاکت وقوع مین نہین آئی لیکن زہر خورانی کا شبہ ہے طبیب کو سڑنے
والے اشیا اسپرٹ مین رکھکر پولیس کو رپورٹ کرنی چاہیے اور مجسٹریٹ یا سپرنٹنڈنٹ یا اسسٹنٹ
سپرنٹنڈنٹ کے حکم ملنے کے بعد قے کو یا جو کچھ معدہ سے بذریعہ پمپ کے نکالا گیا ہو اوسکو کیمکل اگزامنر
کے پاس روانہ کرنا چاہیے اگرچہ مجسٹریٹ اور سپرنٹنڈنٹ اور اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولیس کو حکم ہے
کہ اگر طبیب کی راے مین تجزیہ کی ضرورت ہو تو اوسکا حکم دیوین لیکن اگر طبیب اس کارروائی کو غیر ضروری

بھی سمجھے تاہم وہ احشا وغیرہ کو کیمیکل اگزامنر کے پاس بھیج سکتے ہین۔

(۹) جب حکم ملنے کے بعد کوئی عہدہ دار صیغہ ڈاکٹری اشیا کو کیمیکل اگزامنر کے پاس روانہ کرے تو اوسکو ضرور ہے کہ ان اشیا کے بھیجے جانے کی اطلاع بذریعہ تحریر بھی کرے اور اوس تحریر مین مندرجہ ذیل چیزین درج کرے۔

(الف) جو مہر اشیا پر کی گئی ہے اوسکا بیان اور اوسکا ایک نمونہ۔

(ب) فہرست اون اشیا کی جو بھیجی گئی ہین اور طریقہ روانگی۔

(ج) اوس عہدہ دار کا نام جسکے حکم سے اشیا بھیجے گئے ہین اور نمبر اور تاریخ حکم۔

(د) تفصیلی کیفیت لاش کے امتحان کی۔

(ہ) اگر اوسنے مریض کو حالت زندگی مین دیکھا ہے تو علامات مرض اور علاج کی کیفیت بھی درج ہونی چاہیئے۔

(۱۰) عہدہ دار صیغہ ڈاکٹری کل بوتلون اور پولندون کو احتیاط کے ساتھ بند کرکے مہر کرے اسطرح پر کہ بلا مہر توڑے ہوے وہ کھولے نہ جاسکین۔ ایک ہی مہر کل چیزون پر ہونی چاہیئے خواہ یہ مہر ذاتی ہو یا سرکاری جو ہمیشہ زیر حفاظت رہتی ہو۔ ہر ایک بوتل اور پولندے پر چٹھی ہونی چاہیئے اور اس چٹھی پر مختصر بیان اوس چیز کا اور تاریخ و نمبر اوس تحریر کا جسکے ذریعہ سے وہ شے کیمیکل اگزامنر کے پاس بھیجی گئی ہے۔

(۱۱) قواعد متعلقہ روانگی اشیا بغرض تجربہ۔ اشیا مشتبہہ بذریعہ ڈاک بیرنگ یا بذریعہ پسنجر ٹرین یا اسٹیمر یا کسی کانسٹبل کے ہاتھ بھیجے جاسکتے ہین جن مقامات مین دولت مند اور باوقعت اشخاص فریق ہین کانسٹبل کے ہاتھ اشیا کا بھیجنا مناسب ہے۔ جو عہدہ دار اشیا کو بذریعہ ڈاک یا ریل یا اسٹیمر یا بذریعہ کانسٹبل روانہ کرین وہ ذمہ دار سمجھے جاوینگے کہ ہدایات مندرجہ ذیل کی تعمیل

پوری طرح کی گئی ہے۔

روانگی بذریعہ ڈاک۔ جب احشا وغیرہ بذریعہ ڈاک روانہ کئے جاوین توان قواعد کی پابندی کی جاویگی۔

(۱) جوکوئی عضو یا جزو بدن یا اور کوئی شئے سڑنے والی ہو اوسکو شیشے کی بوتل یا لک کئے ہوئے مٹی کے ظرف مین بند کرنا چاہیئے اور اوسکے اوپر ایک کساہوا سرپوش یا کاگ لگانا چاہیئے۔

(۲) اگر اشیا سڑنے والی ہین تو انکو اسپرٹ آف وائین مین ڈبونا چاہیئے اور اسپرٹ اشیا کے ایک تہائی مقدار مین ہونی چاہیئے۔ کسی ظرف کو جسمین رقیق اشیا بند ہون اوپر تک نہین بھرنا چاہیئے۔

(نوٹ) احشا کے بھیجنے مین خواہ گرمی کے دن ہون یا سردی کے ہمیشہ اسپرٹ آف وائین کا استعمال چاہیئے اور بازاری شراب کو استعمال نہین کرنا چاہیئے۔

(۳) سرپوش یا کاگ کو جہلی سے باندھ دینا چاہیئے اور اگر کاگ بڑے ہون تو انکے اوپر لاکھ یا سریش یا ٹار لگا دینا چاہیئے۔ اور سرپوش کی مضبوطی دیکھنے کے لئے چاہیئے کہ ظرف پانچ منٹ تک سرنگون رکھا جاوے۔

(۴) اسکے بعد شیشے کی بوتل یا ظرف گلی کو ایک مضبوط لکڑی کے یا بہت مضبوط ٹین کے صندوق مین بند کرنا چاہیئے۔ یہ صندوق اسقدر بڑا ہونا چاہیئے کہ ایک تہ روئی کی بوتلون یا ظرف کے بیچ مین رکھی جاسکے

(۵) بکس کے اوپر گاڑھے کپڑے کا غلاف سیکر اوسپر حسب قواعد ڈاک خانہ لاکھ کی مہر کرنی چاہیئے۔

(۶) جب کہ اشیا بذریعہ ڈاک کمیکل اگزامنر گورنمنٹ کے پاس بھیجے جاوینگے تو ہر ایک پولندے پر نام اور دستخط بھیجنے والے عہدہ دار کا کافی ہوگا اور پولندہ بطور سرکاری جاویگا۔ پولندے مین کیا چیز ہے اسکی اطلاع اہالیان ڈاک کو کرنی ضرور نہین ہے اور نہ ہونی چاہیئے۔

(۷) جن مقامات مین ضلع کا سول سرجن موجود ہے وہان یہ اشیا بدستخط اوس عہدہ دار کے ڈاک مین جانے چاہین اور کسی ماتحت کے عہدہ دار کا دستخط نہین چاہیئے۔ لیکن جہان سول سرجن نہین ہے وہان جو کوئی عہدہ صیغہ ڈاکٹری اسپتال یا دواخانہ کا نگران ہے اوسکے دستخط سے اشیا کمیکل اگزامنر کے پاس بھیجے جاوینگے۔

روانگی بذریعہ ریل یا اسٹیمر۔ جب احشا وغیرہ بذریعہ ریل یا اسٹیمر روانہ کیے جاوین تو صندوق کو کپڑے مین سینا ضرور نہین ہے باستثنا اسکے اور کل ہدایات کے جو متعلق روانگی بذریعہ ڈاک لکھے گئے پوری طرح سے تعمیل ہونی چاہیئے۔

روانگی بذریعہ کانسٹبل۔ جب احشا وغیرہ کسی کانسٹبل کی نگرانی مین بھیجے جاوین تو بوتلون اور اور پولندون کو ایک مضبوط صندوق مین بند کرنا ضرور ہے تاکہ راہ مین اونکو گزند نہ پہونچے۔ نیز مناسب ہے کہ جن بوتلون مین احشا وغیرہ رکھی گئی مین وہ بخوبی روئی یا کاغذ مین لپیٹ دی جاوین تاکہ ٹرین باہر نہ نکلنے پاوے۔ اور کل امور مین اونہین ہدایات کی پابندی ہوگی جو اوپر لکھی گئین۔

(۱۲) مشتبہ خون کے دھبے۔ اُنکی نسبت توقع کی جاتی ہے کہ خود عہدہ داران صیغہ ڈاکٹری کاروائی

بھیجینگے - (دیکھو حصّہ اوّل دفعات ۶ و ۸) -

(۱۳) مشتبہ منی کے دہبے - (دیکھو حصّہ اول دفعہ ۶) چونکہ وہ کپڑے جنکو ان صورتون مین امتحان کرنے کی ضرورت پڑتی ہے سخت کثیف ہوتے ہین اسواسطے مناسب ہے کہ جن مقامات پر دہبے ہون وہ کاٹ کر بھیجے جاوین اور پورا کپڑا نہ بھیجا جاوے - ان دہبون کو کاٹتے وقت اوس مقام کے کپڑے کو بھی دہبے کے ارد گرد آدہے انچہ تک کاٹنا چاہیئے -

جس چٹھی کے ذریعہ سے یہ اشیا بھیجی جاینگے اوسکی روانگی وغیرہ کے متعلق دیکھو حصّہ اول دفعہ ۸ -

(۱۴) مقدمات متعلقہ مولیشی -

(۱) جن صورتون مین ہلاکت کا باعث زہر نہین ہے اسکی احتیاط چاہیئے کہ احشا امتحان کے واسطے نہ بھیجے جاوین - اگر سوی سے زہر خورانی کا شبہ ہے تو اسکی تلاش کرنی چاہیئے اور اگر کوئی چیز سوی کے مشابہ ملے تو اوسکو بھیجنا چاہیئے - سوی کی زہر خورانی کی صورت مین احشا کا امتحان فضول ہے کیونکہ اس زہر کا پتا احشا مین نہین لگتا -

(۲) پوری غذا کی نالی کو کاٹکر اوسکے اندر مشتبہ اشیا کو تلاش کرنا چاہیئے اور اگر کوئی شے اس قسم کی ملجاوے تو اوسکو علیحدہ ظرف مین رکھنا چاہیئے اگر اوسکی حفاظت کیواسطے اسپرٹ ضرور نہو تو اسپرٹ کا شریک کرنا غیر ضروری ہے -

(۳) معدہ کے اندرونی مادہ کے دو پونڈ اور امعا کے اندرونی مادہ کے ایک پونڈ کو ایک صاف شیشے یا خوب لگ کیے ہوئے مٹی کے ظرف مین

رکھکر بشرطا خشک ہونے کے اوسکی ایک ربع برابر اور بشرطا تر ہونے کے اوسکی ایک ثلث برابر تیز میتھیلیٹڈ اسپرٹ شریک کرنا چاہیئے نیز ایک پونڈ کا ٹکڑا جگر کا اور اسیقدر معدہ کا صاف شیشے یا خوب لگے ہوئے مٹی کے ظرف مین رکھکر اوسکے ایک ثلث برابر اسپرٹ ملانا چاہیئے - جو اسپرٹ استعمال کی گئی ہو اوسکے چار اونس بطور نمونہ کے بھیجنا چاہیئے -

(۴) سوکھی لید - بلا اسپرٹ ملائی ہوئی بھیجی جاسکتی ہے -

(۵) مویشی کے سمیات کی حفاظت کیواسطے اسپرٹ ضرور نہین ہے اور بلا ضرورت اسپرٹ کا استعمال نہین چاہیئے -

(۶) جو ہدایات انسانی زہر خورانی کے مشتبہ مقدمات مین اشیا روانہ کرنے کے بارہ مین لکھے گئے اونکی تعمیل مویشی کی صورت مین بھی ہونی چاہیئے اور اشیا کو بند کرکے چٹھی لگانے اور مہر وغیرہ کرنے مین بھی بلفظہ اون ہدایات کا لحاظ رہنا چاہیئے -

(دیکھو حصہ دوم دفعات ۹ و ۱۰ و ۱۱)

(۷) جب کوئی عہدہ دار صیغہ ڈاکٹری حسب الحکم مجسٹریٹ یا سپرنٹنڈنٹ یا اسسٹنٹ سپرنٹنڈنٹ پولس کے اشیا کو بغرض امتحان کیمیکل اگزامنر کے پاس بھیجتا ہے تو اوسکو ان اشیا کے روانگی کی اطلاع علیحدہ تحریر کے ذریعہ سے کرنی چاہیئے اور اس تحریر مین مندرجہ ذیل امور درباب اشیا درج ہونے چاہئین -

(الف) جو مہر اشیا پر کی گئی ہے اوسکا بیان اور اوسکا ایک نمونہ -

(ب) فہرست اون اشیا کی جو بھیجی گئی ہین اور طریقہ روانگی -

(ج) اوس عہدہ دار کا نام جسکے حکم سے اشیا بھیجے گئے ہین اور نمبر و تاریخ حکم۔

(د) اطلاع دربارہ تعداد و قسم مویشی جو بیمار ہوئے اور فوت ہوا موات۔

(ہ) کوئی امر جو لاش کے امتحان سے معلوم ہوا ہو مثلاً علامات اور اونکے قیام کی مدت وغیرہ جس سے زہر کی تشخیص مین مدد ملے۔

ضمیمہ (ب)

زہر خورانی کی صورتون مین کیا کرنا چاہئیے

چند مختصر اور سادہ قواعد علاج و تدابیر فوری مقدمات زہر خورانی کی بابت ذیل مین درج کئے جاتے ہین جو کہ عہدہ داران صیغہ ڈاکٹری و عہدہ داران دیہی و پولیس کی ہدایت کے واسطے درج کئے جاتے ہین۔

اگر زہر منھ کے رستے سے دیا گیا ہے تو پہلا کام زہر کا معدہ سے نکالنا ہے خواہ بذریعہ قے آور دواؤن کے خواہ بذریعہ معدہ کے پمپ کے قے آور اشیا یہ ہین۔

(۱) نیم گرم پانی زیادہ مقدار مین اور بار بار پینا

(۲) حلق مین اونگلی یا پر ڈالکر ہلانا۔

(۳) اپیکاکیوانا۔

(۴) سلفیٹ آف زنک۔

(۵) اپو مارفیا کی جلدی پچکاری۔

معدہ کا پمپ۔ اگر پمپ نہو تو معدہ کی جھجھی یا فقط ایک ربڑ کی جھجھی کافی ہے اسکا ایک سرا منہ سے حلق کے رستے اوتار دیا جاتا ہے (مونٹون سے قریب سولہ انچہ کے) اور دوسرے سرے پر قیف لگاکر اسمین نیم گرم پانی ڈالا جاتا ہے۔ جب کچھہ پانی اندر جاچکا تو باہر کے سرے کو

انگلی سے دبا کر بند کر کے اوسکو جھکانا چاہیئے تاکہ معدہ کے اندر کا مادہ کھینچکر باہر نکل آوے اور
اسکو ایک طشت مین جمع کرنا چاہیئے - جب پچھی مین پانی کا آنا بند ہو جاوے تو اوسکو پھر اوپر کو اوٹھا کر
معدہ کو پہلے کی طرح بھرنا چاہیئے -

منوم سمیات - اگر مسموم کو نگلنے کی طاقت ہے تو فوراً ایک مفرح قے آور دوا
دینی چاہیئے - اور اگر بیہوش ہے تو پمپ یا پچھی کے ذریعہ سے معدہ کو خالی کرنا چاہیئے -
اپو مرفین کی سبلدی پچکاری سے بھی قے لائی جا سکتی ہے گرم اور تیز قہوہ پینے کو دینا
چاہیئے - اطراف کی مالش اور کبھی کبھی سر پر ٹھنڈا پانی ڈالنا بھی مفید ہوتا ہے -
اگر استعمال شدہ زہر افیون ہے تو احتیاط کے ساتھ اٹروپین بطور تریاق دی جا سکتی
ہے -

محرک (یعنی اری ٹنٹ) سمیات - اگر مسموم کو قے ہو رہی ہے تو معدہ کو شیر گرم
پانی یا چاول کے پانی سے خوب دہونا چاہیئے اگر قے نہین ہوتی ہے تو پمپ یا ایپکاکیوانہ
کا استعمال کرنا چاہیئے - اور غذا کی جگہہ پر دودھ - دودھ اور آٹا - پھٹے ہوئے انڈے اور
دوسرے لزج مشروبات دینے چاہئین - دوا افیون بھی قلیل مقدار مین دی جا سکتی
ہے -

تریاق - سمیات کے بیان مین اونکے مختلف تریاق بھی لکھے گئے ہین لیکن
یہ نسخہ عام تریاق سمجھا جاتا ہے اور سنکھیا - پارہ - افیون - اسٹرکنین اور بہت سے
اور سمیات مین مفید ہوتا ہے - یہ نسخہ ہر ایک دوا خانہ مین تیار موجود رہنا چاہیئے -

نسخہ تریاق عام

میگنیشیا - - - - - ۸۰ حصے

کوئلہ حیوانی - - - - - ۴۴ حصے

فرس سلفیٹ کا سیاچیورٹیڈ سلیوشن ۱۰۰ حصے

پانی - - - - - ۸۰۰ حصے

میگنیشیا اور کوئلے کو خشک حالت مین وزن کر کے علیحدہ بوتل مین رکھنا چاہیئے - اور سو حصے فرس سلفیٹ کے علیحدہ بوتل مین - جب ضرورت ہو تو فرس سلفیٹ مین اوسکے مقدار کا ۸۰۰ بار پانی ملا دیتے ہین اور اوسمین میگنیشیا اور کوئلا ملا کر جنبش دیدیتے ہین -

خوراک - اس تریاق کا ایک وائین گلاس بار بار دینا چاہیئے -

باب الخاتمہ

تمت

فہرست مضامین ردیف وار

ردیف (الف)

ردیف (ش)

ردیف (ط)

ردیف (ن)

[illegible]

اشتہار چھپائی مطبع مفید عام آگرہ

خدا کے فضل و کرم سے اس مطبع مین ہر قسم اور ہر زبان کی کتابین اُردو۔ ہندی
انگریزی۔ فارسی۔ عربی نہایت خوشخط صحیح و عمدہ جلد با ارزان نرخ پر عمدہ سیاہی
مصالح سے لیتھو اور ٹایپ مین طبع ہوتی ہین۔ عدالتون و محکمہ بندوبست
اور چنگی وغیرہ کے جملہ کاغذات بہی چھپتے ہین یہ نامی مطبع بچپین برس سے اپنے
فرائض منصبی کو نہایت ایمانداری اور خوش معاملگی سے ادا کر رہا ہی اور اسکی شہرت
و نیکنامی روزافزون ہی اور اس مطبع مین کتب بنسبت اور مطابع کے بہت خوشخط
و صاف و عمدہ چہاپی جاتی ہین اور کیفیت نرخ وغیرہ کی خط و کتابت سے معلوم
ہو سکتی ہی۔ نمونہ کے لیے ہمارے مطبع کی چھپی ہوئی کتابین کافی و وافی ہین فقط

المشتہر

محمد قادر علیخان صوفی مالک و مہتمم مطبع مفید عام آگرہ

اشتہار

بفحوائے قانون بستم سنہ ۱۸۶۷ع اس کتاب کی رجسٹری کرائی گئی ہے کوئی اہل مطابع بلا اجازت مترجم کے قصد طبع کا نکریں ورنہ بعوض نفع کے نقصان اُٹھاوینگے

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلَاغ